



وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت



موسوعات فقہیہ

جلد - ۸

بئر - بیطرق

موسوعة فقهية

شائع كروه

وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت

© جملہ حقوق بحق وزارت اوقاف و اسلامی امور کویت محفوظ ہیں

پوسٹ بکس نمبر ۱۳، وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت

اردو ترجمہ

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)

161-F، جوگابائی، پوسٹ بکس 9746، جامعہ مگرئی دہلی - 110025

فون: 26982583, 26981779-11-91

Website: <http://www.ifa-india.org>

Email: ifa@vsnl.net

اشاعت اول : ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء

ناشر

جینوین پبلیکیشنز اینڈ میڈیا (پرائیویٹ لمیٹڈ)

Genuine Publications & Media Pvt. Ltd.

B-35, Basement, Opp. Mogra House

Nizamuddin West, New Delhi - 110 013

Tel: 24352732, 23259526,

وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت

موسوعه فقیهیه

اردو ترجمہ

جلد - ۸

بئر — بیطرة

مجمع الفقه الإسلامی الهند

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً
فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي
الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾

(سورہ توبہ، ۱۲۲)

”اور مومنوں کو نہ چاہئے کہ (آئندہ) سب کے سب نکل کھڑے ہوں، یہ کیوں نہ ہو کہ
ہر گروہ میں سے ایک حصہ نکل کھڑا ہوا کرے، تاکہ (یہ باقی لوگ) دین کی سمجھ بوجھ
حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ اپنی قوم والوں کو جب وہ ان کے پاس واپس
آجائیں ڈراتے رہیں، عجب کیا کہ وہ محتاط رہیں!“

”من یرد اللہ بہ خیراً

یفقہہ فی الدین“

(بخاری و مسلم)

”اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے

اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔“

فہرست موسوعہ فقہیہ
جلد - ۸

صفحہ	عنوان	فقہ
۳۵	بر	دیکھئے: آبار
۳۵	بر بضاء	دیکھئے: آبار
۳۶-۳۵	باء ۳	۳-۱
۳۵		۱ تعریف
۳۵		۲ متعلقہ الفاظ
۳۶		۳ اجمالی حکم
۳۶	بادی	
		دیکھئے: بدو
۳۷-۳۷	بازلہ	۲-۱
۳۷		۱ تعریف
۳۷		۲ اجمالی حکم
۳۷	باسور	
		دیکھئے: اغذار

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۳۸-۳۸	بامعہ	۲-۱
۳۸	تعریف	۱
۳۸	اجمالی حکم	۲
۳۸	باطل	
	دیکھئے: بطلان	
۳۸	باغی	
	دیکھئے: بغاوت	
۳۹-۴۰	بیات	۳-۱
۳۹	تعریف	۱
۳۹	اجمالی حکم	۲
۴۰	بحث کے مقامات	۳
۴۱-۴۲	ہجر	۶-۱
۴۱	تعریف	۱
۴۱	اجمالی حکم	۲
۴۱	کے عضو کی طہارت	۳
۴۱	کسی ضرورت سے اعضاء کو کاٹنا	۴
۴۱	جنايات میں اعضاء کو کاٹنا	۵
۴۲	جانور کے کئے ہوئے اعضاء	۶
۴۲-۴۲	ہجاء	۴-۱
۴۲	تعریف	۱

صفحہ	عنوان	فقہ
۴۲	اجمالی حکم	۲
۴۳-۴۴	تبع	۲-۱
۴۳	تعریف	۱
۴۳	اجمالی حکم	۲
۴۴	بتلہ	
	دیکھئے: بتلہ	
۴۵-۴۴	بتلہ	۲-۱
۴۴	تعریف	۱
۴۴	اجمالی حکم	۲
۴۵	خج	
	دیکھئے: حکام	
۴۸-۴۵	بحر	۹-۱
۴۵	تعریف	۱
۴۵	متعلقہ الفاظ: نہر، عین	۳-۲
۴۶	سمندر سے متعلق احکام	
۴۶	الف۔ سمندر کا پانی	۳
۴۶	ب۔ سمندر کا شکار	۵
۴۷	ج۔ سمندر کا مردار	۶
۴۷	د۔ کشتی میں نماز	۷
۴۷	ه۔ کشتی میں مر جانے والے کا حکم	۸

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۴۸	و۔ سمندر میں ڈوب کر مر جانا	۹
۴۹-۵۰	بخار	۴-۱
۴۹	تعریف	۱
۴۹	متعلقہ الفاظ: بخار	۲
۴۹	بخار (بھاپ) سے متعلق لکھام	
۴۹	الف۔ جمع شدہ شبنم سے رفع حدیث	۳
۴۹	ب۔ جمع شدہ بھاپ سے رفع حدیث	۴
۵۱-۵۰	بخار	۲-۱
۵۰	تعریف	۱
۵۰	اجمالی حکم	۲
۵۱	بخس	
	دیکھئے: غبن	
۵۲-۵۱	بخیلہ	۳-۱
۵۱	تعریف	۱
۵۱	پہلا مسئلہ	۲
۵۱	دوسرا مسئلہ	۳
۵۲-۵۳	بدعت	۳۸-۱
۵۲	تعریف	۱
۵۳	پہلا نقطہ نظر	۲
۵۳	دوسرا نقطہ نظر	۳

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۵۶	معاقدہ اتفاق: محدثات، فطرت، سنت، معصیت، مصالحت مرسلہ	۸-۴
۵۸	بدعت کا شرعی حکم	۹
۵۸	عقیدہ میں بدعت	۱۰
۵۹	عبادات میں بدعت	
۵۹	الف: حرام بدعت	۱۱
۵۹	ب: مکروہ بدعت	۱۲
۶۰	عبادات میں بدعت	۱۳
۶۰	بدعت کے حرکات و اسباب	۱۴
۶۰	الف: مقاصد کے ذرائع سے ماواقیئت	۱۵
۶۰	ب: مقاصد سے ماواقیئت	۱۶
۶۱	ج: سنت سے ماواقیئت	۱۷
۶۲	د: عقل سے خوش گمان ہونا	۱۸
۶۳	ه: مشابہ کی اتباع	۱۹
۶۳	و: خویش کی اتباع	۲۰
۶۳	خواہشات کے درآنے کے مواقع	۲۱
۶۳	بدعت کی قسمیں	
۶۳	بدعت حقیقی	۲۲
۶۵	اضافی بدعت	۲۳
۶۵	کافرانہ اور غیر کافرانہ بدعت	۲۴
۶۶	غیر کافرانہ بدعت کی گناہ صغیرہ اور کبیرہ میں تقسیم	۲۵
۶۷	واقعی اور غیر واقعی بدعتی	۲۷
۶۸	بدعتی کی روایت حدیث	۲۸
۶۸	مبتدع کی شہادت	۲۹
۶۹	مبتدع کے پیچھے نماز	۳۰
۷۰	مبتدع کی ولایت	۳۱

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۷۰	مبتدئ کی نماز جنازہ	۳۲
۷۰	مبتدئ کی توبہ	۳۳
۷۱	بدعت کے بارے میں مسلمانوں کی ذمہ داری	۳۴
۷۳	اہل بدعت کے تین مسلمانوں کی ذمہ داری	۳۵
۷۳	ازالہ بدعت کے لئے ہر بالمعروف اور بنی عن المنکر کے مراحل	۳۶
۷۴	مبتدئ کے ساتھ معاملہ اور میل جول	۳۷
۷۴	مبتدئ کی امانت	۳۸

بدل

دیکھئے: بدل

۷۵-۷۹	بدلتہ	۹-۱
۷۵	تعریف	
۷۹-۷۶	اجمالی حکم	۹-۲
۷۶	الف: بدلتہ کا پیشاب اور کوہر	۲
۷۶	ب: مصوونا	۳
۷۷	ج: بدلتہ کا جوٹھا	۴
۷۷	د: اونٹ اور بکریوں کے ہانہ ہٹنے کی جگہ میں نماز	۵
۷۸	ه: (تج میں) جب ہو ۱۰ لے ۱۰	۶
۷۸	و: مدی	۷
۷۸	ز: بدلتہ کا دیکھ	۸
۷۹	ح: بدلتہ جان کا بدلہ دیت	۹
۸۳-۸۰	بدلتہ	۱۳-۱
۸۰	تعریف	

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۸۰	۱۔ سے متعلق احکام	۲
۸۰	۲۔ ایک: با: یہ میں: ان	۳
۸۰	۳۔ جمعہ اور عیدین کا قحط	۴
۸۱	۴۔ بقرہ بانی کا بقت	۵
۸۱	۵۔ دیکھنا عدم استحقاق	۶
۸۲	۶۔ حذ: یہاں: لے: لوں کے عاقلہ میں: اخل نہیں: راہی طرح برطس	۷
۸۲	۷۔ دیہاتی کی امامت	۸
۸۲	۸۔ ز: لا: ارٹ بچہ کو: یہاں منتقل کرنا: اس کا حکم	۹
۸۲	۹۔ ح: ش: ی کے خلاف: دیہاتی کی شہادت	۱۰
۸۲	۱۰۔ ح: حال کھانے کی تعیین میں: یہاں: لوں کی عادات فیصل میں	
۸۳	۱۱۔ ح: یہاں: لوں میں سے حدت والی غورت کے کوئی کرنے کا حکم	۲
۸۳	۱۲۔ ح: دیہاتی کا شہری ہو جانا	۳
۸۳-۸۴	بذر	۳-۱
۸۳	تعریف	
۸۳	۱۔ ح: مالی حکم	۲
۸۴	۲۔ بحث کے مقامات	۳
۸۵-۸۵	بذر	۲-۱
۸۵	تعریف	
۸۵	۱۔ ح: مالی حکم	۲
۸۸-۸۲	۱۔ ح: مالی حکم	۹-۱
۸۲	تعریف	
۸۲	۲۔ ح: مالی حکم	۲
۸۷	۳۔ ح: مالی حکم	۵

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۸۸	بحث کے مقامات	۹
۸۹-۸۹	مجموعہ	۲-۱
۸۹	تعریف	
۸۹	اجمالی حکم	۲
۹۰-۹۰	مجموعہ	۵-۱
۹۰	تعریف	
۹۰	متعلقہ الفاظ: غلط و بال بجا	۲-۲
۹۱	اجمالی حکم اور بحث کے مقامات	۵
۹۲-۹۱	مجموعہ	۳-۱
۹۱	تعریف	
۹۱	متعلقہ الفاظ: غلط و بال بجا	۲
۹۱	اجمالی حکم اور بحث کے مقامات	۳
۹۲	مجموعہ	
	نکات: مسودہ	
۹۳-۹۳	مجموعہ	۲-۱
۹۳	تعریف	
۹۳	اجمالی حکم	۲
۹۸-۹۴	مجموعہ	۸-۱
۹۴	تعریف	
۹۴	اجمالی حکم	۲

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۹۵	والدین کے ساتھ حسن سلوک	۳
۹۶	بر اللہ رحمہ (صلہ رحمی)	۴
۹۷	قیہوں، ضعیفوں اور غریبوں کے ساتھ ر	۵
۹۷	حج مبرور	۶
۹۷	بیج مبرور	۷
۹۸	بڑا ہمیں (قسم پوری کرنا)	۸
۹۹-۱۱۰	بڑا والدین	۱۵-۱
۹۹	تعریف	
۹۹	شرعی حکم	۲
۱۰۱	غیر مذہب والے والدین کی فرمانبرداری	۳
۱۰۳	ماں کی اطاعت اور باپ کی اطاعت کے درمیان تعارض	۴
۱۰۵	دارالخربہ میں مقیم والدین واکارہ کے ساتھ حسن سلوک	۶
۱۰۵	حسن سلوک کس طرح کیا جائے؟	۷
۱۰۷	تجارت یا طلب علم کے لئے سفر کی خاطر والدین کی اجازت	۹
۱۰۷	نوافل کے ترک یا ان کو توڑنے میں والدین کی اطاعت کا حکم	۱۰
۱۰۸	فرض کفایہ کے ترک میں ان کی اطاعت کا حکم	
۱۰۸	بیوی کو حلالی دینے کے مطالبہ میں ان کی اطاعت کا حکم	۲
۱۰۸	رتاب معصیت یا ترک واجب کے امر میں ان کی اطاعت کا حکم	۳
۱۰۹	والدین کی فرمانبرداری یا آثریت میں اس کی ہزا	۴
۱۱۰	فرمانی کی ہزا	۵
۱۱۱-۱۱۳	پرہیز	۴-۱
۱۱۱	تعریف	
۱۱۱	متعلقہ الفاظ: محمد رد (پروہش)	۲

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۱۱	اجمالی حکم	۲
۱۱۲	بحث کے مقامات	۳
۱۱۲ - ۱۱۲	برسام	۴ - ۱
۱۱۲	تعریف	۱
۱۱۲	متعلقہ الفاظ: منہ و جنون	۲
۱۱۳	اجمالی حکم اور بحث کے مقامات	۳
۱۱۳ - ۱۱۳	برص	۶ - ۱
۱۱۳	تعریف	۱
۱۱۳	متعلقہ الفاظ: جذام، سہق	۲
۱۱۴	برص کے مخصوص احکام	
۱۱۴	برص کی وجہ سے فتح نکاح میں خیار کا ثبوت	۳
۱۱۴	مسجد میں برص کے آنے کا حکم	۴
۱۱۵	برص سے مصافحہ اور معافیت	۵
۱۱۵	برص کی لامست کا حکم	۶
۱۱۵	برکتہ	
	• دیکھیے: شہادت	
۱۱۵	برکتہ	
	• دیکھیے: مہر	
۱۱۶ - ۱۱۷	برماج	۴ - ۱
۱۱۶	تعریف	۱

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۱۶	متعلقہ الفاظ: رقم، نمونہ	۲
۱۱۶	اجمالی حکم	۳
۱۱۸-۱۱۷	۷۷	۲-۱
۱۱۷	تعریف	۱
۱۱۸	بحث کے مقامات	۲
۱۱۸	۷۷	
	دیکھئے: حقائق	
۱۱۸	۷۷	
	دیکھئے: حقائق	
۱۱۸-۱۱۹	بساط المسین	۳-۱
۱۱۸	تعریف	۱
۱۱۹	اجمالی حکم	۳
۱۲۰-۱۲۰	بسم	۱۲-۱
۱۲۰	تعریف	
۱۲۰	بسم قرآن کریم کا ترجمہ ہے	۲
۱۲۲	بغیر پاکی کے۔ سم اللہ پڑھنے کا حکم	۳
۱۲۳	نماز میں۔ سم اللہ پڑھنا	۵
۱۲۶	سم اللہ پڑھنے کے دوسرے مواقع	
۱۲۶	لغف: بیت الخلاء میں، غل: جو تے وقت تیرہ	۶

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۲۶	بہ بنو کے وقت تہیہ	۷
۱۲۷	نہ بنو کے وقت تہیہ	۸
۱۲۸	نہ بنو کے وقت تہیہ	۹
۱۲۹	نہ بنو کے وقت تہیہ	۱۰
۱۲۹	نہ بنو کے وقت تہیہ	۱۱
۱۲۹	نہ بنو کے وقت تہیہ	۱۲
۱۳۱-۱۳۳	بشارت	۱-۵
۱۳۱	تعریف	
۱۳۱	متحدہ القادریہ (معارف)	۲
۱۳۱	جمالی علم	۳
۱۳۳	بحث کے مقامات	۵
۱۳۴-۱۳۵	بصاق	۱-۴
۱۳۴	تعریف	
۱۳۴	متحدہ القادریہ (معارف)	۲
۱۳۴	جمالی علم	۳
۱۳۶-۱۳۷	بھر	۱-۶
۱۳۶	تعریف	
۱۳۶	جمالی علم	۲
۱۳۶	آنکھ پر جماعت	۲
۱۳۶	نماز میں ہر ہر ہر ہر	۳
۱۳۷	نماز کے بارہ عامیں آمان کی جانب نگاہ اٹھانے کا حکم	۴
۱۳۷	ایسی چیز سے نگاہیں مبرا جہرام ہے	۵
۱۳۷	بحث کے مقامات	۶

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۳۸	بضاعت	دیکھئے: ابضاعت
۱۳۸	بضع	دیکھئے: فرنج
۱۳۸-۱۳۹	بطالت	۱-۷
۱۳۸	تعریف	
۱۳۸	اس کا شرعی حکم	۲
۱۳۹	توکل ہے روزگاری کا اپنی نہیں	۳
۱۴۰	مبادت ہے روزگاری کے لئے وجہ ہوا نہیں	۴
۱۴۰	ہے روزگار کے نفقہ کے مطالبہ پر ہے روزگاری کا اثر	۵
۱۴۰	زکاۃ کا مستحق ہونے میں ہے روزگاری کا اثر	۶
	روزگار نہ ہونے کی وجہ سے حکومت اور معاشرہ کی جانب سے	۷
۱۴۱	ہے روزگاروں کی کفالت	
۱۴۱-۱۴۵	بطانہ	۱-۷
۱۴۱	تعریف	
۱۴۲	متعلقہ تناظر: حاشیہ، اہل شوری	۲
۱۴۲	بطانہ سے متعلق نظام	
۱۴۲	اہل: بطانہ بمعنی انسان کے خواہ	۳
۱۴۲	صالح خواہ کا انتخاب	۴
۱۴۳	غیر مومنین میں سے خواہ کا انتخاب	۵
۱۴۴	۱۰۰: کثیرے کا اندرونی حصہ	۶

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۴۴	ایسے پڑے پر نماز جس کا اندرونی حصہ پاک ہو	۶
۱۴۴	مرد کے لئے ایسے کپڑے پہننے کا حکم جس کا اندرونی حصہ مردہ شمی ہو	۷
۱۶۳-۱۶۵	بطلان	۱-۳۰
۱۴۵	تغریف	
۱۴۶	معتقدہ، غناظہ، نساء، صحت، اعتقاد	۲-۴
	دنیا میں تعریف کے بطلان اور آخرت میں اس کے اثر کے	۵
۱۴۶	بطلان کے درمیان لازم کا نہ ہونا	
۱۴۸	جان بوجھ کر یا لامعنی میں باطل تعریف پر قدم کا حکم	۷
۱۴۹	باطل عمل کرنے والے پر نئی رسا	۹
۱۴۹	بطلان اور فساد کے درمیان فرق میں اختلاف اور اس کا سبب	۱۰
۱۵۱	تجوئی بطلان	۱۳
۱۵۲	کوئی شی باطل ہو تو جو اس کے ضمن میں ہے اور جو اس پر مبنی ہے وہ بھی باطل ہوگا	۶
۱۵۳	باطل عقد کو صحیح بنانا	۱۸
۱۵۵	طویل مدت گزرنے یا حاکم کے فیصلے سے باطل صحیح نہیں ہوگا	۲۲
۱۵۷	بطلان کے آثار	
۱۵۷	۱۔ مباہات میں	۲۳
۱۵۸	۲۔ معاملات میں بطلان کا اثر	۲۵
۱۵۹	ضمان	۲۶
۱۶۰	نکاح میں بطلان کا اثر	۲۸
۱۶۱	۳۔ انکسار میں	۲۹
۱۶۲	۴۔ عدت اور نسب	۳۰
۱۶۳	بعض	
	۱۔ کھینچنے سے جو حصہ پڑے	

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۶۷-۱۶۴	بعضیت	۹-۱
۱۶۴	تعریف	
۱۶۴	متعلقہ اناط	۲
۱۶۷-۱۶۴	جمالی حکم	۹-۳
۱۶۴	طہارت کے باب میں	۳
۱۶۵	نماز کے باب میں	۴
۱۶۶	زکوٰۃ کے باب میں	۵
۱۶۶	صدقہ " کے باب میں	۶
۱۶۶	طلاق بکبار " آراء میں غایم کے باب میں	۷
۱۶۶	شہادت کے باب میں	۸
۱۶۷	بعضیت کی وجہ سے غایم کی آراء میں	۹
۱۶۸-۱۶۷	بغاء	۲-۱
۱۶۷	تعریف	
۱۶۸	رہنمائی کے لیے حکم	۲
۱۶۷-۱۶۸	بغاء	۳۹-۱
۱۶۸	تعریف	۱
۱۶۹	متعلقہ اناط: حواشی مجاہدین	۳-۲
۱۷۰	میں کا شرعی حکم	۴
۱۷۱	بغاءت کے تحقق کی شرطیں	۶
۱۷۲	میں امام کے خلاف شرمین بغاءت ہے	۷
۱۷۲	بغاءت کی علامات	۸
۱۷۳	اہل فتنہ سے تمیز کی ضرورت	۹
۱۷۴	باغیوں کے تین امام کی وجہ سے	۱۰

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۷۴	الف: قتال سے پہلے	۰
۱۷۶	ب: باغیوں سے قتال	
۱۷۸	باغیوں سے جنگ میں معاونت	۱۲
۱۷۹	باغیوں سے قتال کی ٹیڑھی اور اس کے امتیازات	۱۳
۱۷۹	باغیوں سے قتال کی ہیئت	۱۴
۱۸۱	مرد پر پیارا باغی عورت	۵
۱۸۱	باغیوں کے اموال کو غنیمت بنانا، ان کو ضائع کرنا اور ان کا نشان	۶
۱۸۲	اہل عدل کا باغیوں کو نقصان پہنچانا	۱۷
۱۸۲	باغیوں کا اہل عدل کو نقصان پہنچانا	۸
۱۸۳	باغی مقتولین کا مثلہ ربا	۱۹
۱۸۴	باغی قیدی	۲۰
۱۸۵	قیدیوں کا بند یہ	۲
۱۸۵	باغیوں سے مصافحت	۲۲
۱۸۶	کن باغیوں کا قتل جائز نہیں	۲۴
۱۸۶	قدرت کے باوجود، جنگ نہ کرے، مالوں کا باغیوں کے ساتھ ٹھیک ہونا	۲۵
۱۸۷	باغیوں میں سے محرم سے قتال کا حکم	۲۶
۱۸۸	مقتول باغی سے عادل کی وراثت اور اس کے برعکس	۲۷
۱۸۹	باغیوں سے قتال کے لئے کن اسلحوں کا استعمال جائز ہے	۲۸
۱۸۹	باغیوں کا ان سے مقبوضہ ہتھیار سے مقابلہ	۲۹
۱۹۰	باغیوں سے قتال میں مشرکین سے مدد	۳۰
۱۹۰	باغیوں سے معرکہ کے مقتولین اور ان کی مزار بنانا	۳
۱۹۱	باغیوں کی باغی لڑائی	۳۲
۱۹۲	باغیوں کا کفار سے مدد لینا	۳۳
۱۹۴	باغی کو عادل کی جانب سے لمان فرما دینا	۳۴
۱۹۴	باغیوں کے امام کے تعینات	۳۵

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۹۳	الحمد: زکاۃ مجوز یہ بشر اور شراج کی وصولی	۳۵
۱۹۵	ب: باغیوں کا ٹیکل اور اس کا نفع	۳۶
۱۹۶	ج: باغی تاشی کا خرچہ مال تاشی کے نام	۳۷
۱۹۶	د: باغیوں کا اثراے حدود اور ان پر حدود کا دیوب	۳۸
۱۹۷	باغیوں کی شہادت	۳۹

۱۹۷

فہم

دیکھئے: بیاناۃ

۲۰۶-۱۹۸

بقہ

۱-۱۷

۱۹۸	تعریف	
۱۹۸	گائے کی زکاۃ	۲
۱۹۸	بقہ میں دیوب زکاۃ کی شرط	۳
۱۹۹	چبے کی شرط	۴
۱۹۹	جنگلی گائے پر زکاۃ	۵
۲۰۰	پالتو اور جنگلی سے مل کر پیدا ہونے والے جانوروں کی زکاۃ	۶
۲۰۰	گائے کی زکاۃ میں سال گزرنے کی شرط	۷
۲۰۱	نسب نسل ہونے کی شرط	۸
۲۰۲	قرباتی میں کافی ہونے والے جانور	۱۰
۲۰۳	بدی میں گائے	۲
۲۰۴	تقلید (قاۃ دینا، لے) کا حکم	۳
۲۰۴	گائے کا بیج	۴
۲۰۴	ساری کے لئے گائے کا استعمال	۵
۲۰۵	گائے کا پیشاب و روبر	۶
۲۰۵	دیت میں گائے کا حکم	۷

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۰۶-۲۱۵	بکاء	۱-۱۹
۲۰۶	تعریف	
۲۰۷	متعلقہ اناطہ صیاح ہسراخ، نیاخ، مدب، حب یا حریب، غویل	۲-۶
۲۰۷	بکاء کے اسباب	۷
۲۰۷	مصبیت میں رونے کا شرعی حکم	۸
۲۰۸	اللہ کے خوف سے رونا	۹
۲۱۰	نماز میں رونا	۲
۲۱۱	قرآن پڑھتے وقت رونا	۳
۲۱۲	موت کے وقت اور اس کے بعد رونا	۴
۲۱۳	قبر کی زیارت کے وقت رونا	۵
۲۱۳	روئے کے لئے عورتوں کا جمع ہونا	۶
۲۱۳	ہلاکت کے وقت بچہ کے روئے کا اثر	۷
۲۱۳	کنواری لڑکی کا ثانی کے لئے اجازت ظنی کے وقت رونا	۸
۲۱۵	آدمی کا رونا کیا اس کے صدق گفتاری کی علامت ہے؟	۹

۲۱۶-۲۲۳	بکارت	۱-۱۳
۲۱۶	تعریف	
۲۱۶	متعلقہ اناطہ: مذرقہ، مہیو، بت	۲-۳
۲۱۷	اختلاف کے وقت بکارت کا ثبوت	۴
۲۱۷	مقدّمات میں بکارت کا اثر	۵
۲۱۷	کنواری عورت کی اجازت کس طرح ہوگی	۵
۲۱۸	ولی کی شرط یا عدم شرط	۷
۲۱۹	بکارت کے باوجود ۱۰ بار کب ختم ہوگا؟	۸
۲۱۹	شوہر کی جامب سے روچہ کی بکارت کی شرط	۹
۲۲۱	صلی بکارت، نیز اجبار اور عورت کی اجازت فی معرفت میں اس کا اثر	۱۰

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۲۱	بغیر جراث کے بالتصد پر وہ بکارت زائل کرنا اور اس کا اثر	
۲۲۲	جراث کے بغیر انگلی سے بکارت، اور بر، یہ کی صورت میں، کی مقدار	۲
۲۲۲	بکارت کا دعویٰ و قسم لینے پر اس کا اثر	۳
۲۲۳	جراث	
	دیکھئے: تبلیغ	
۲۲۶-۲۲۴	بلعوم	۴-۱
۲۲۴	تعریف	
۲۲۴	بلعوم سے متعلق احکام	۲
۲۲۴	الف: روزہ اور اس کو توڑنے سے متعلق احکام	۲
۲۲۴	ب: تہ کیہ: ن سے متعلق احکام	۳
۲۲۵	ن: نہایت سے متعلق احکام	۴
۲۲۶	بلغم	
	دیکھئے: نہایت	
۲۲۵-۲۲۶	بلوغ	۴۴-۱
۲۲۶	تعریف	
۲۲۶	متعلقہ القائلہ: کبر، ادراک، علم، احتلام، ہر وقت، الخ، و رشد	۷-۲
۲۲۸	مردہ عورت اور منث میں بلوغ کی فطری علاماتیں	۸
۲۲۸	احتلام	۹
۲۲۸	انبات	۱۰
۲۳۰	عورت کی مخصوص علامات بلوغ	۱۵
۲۳۱	منث کی فطری علامات بلوغ	۷

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۳۲	عمر کے درمیان بلوغ	۲۰
۲۳۳	بلوغ کی ادنیٰ عمر جس سے قبل دعوائے بلوغ درست نہیں	۲
۲۳۳	بلوغ کا ثبوت	۲۲
۲۳۳	پانچ طریقہ ثبوت	۲۲
۲۳۴	دوسرا طریقہ ثبوت: انبات	۲۳
۲۳۵	فقہاء کے نزدیک احکام شرعیہ کے لزوم کے لئے بلوغ شرط ہے	۲۴
۲۳۶	جن احکام کے لئے بلوغ شرط ہے	۲۵
۲۳۶	الف: جن کے وجوب کے لئے بلوغ شرط ہے	۲۵
۲۳۷	ب: جن احکام کی صحت کے لئے بلوغ شرط ہے	۲۶
۲۳۷	بلوغ سے ثابت ہونے والے احکام	۲۷
۲۳۷	اول: طہارت کے باب میں	۲۸
۲۳۷	اعادہ: نجس	۲۸
۲۳۸	دوم: نمار کے باب میں	۲۹
۲۳۹	سوم: زکوٰۃ	۳۲
۲۴۰	چہارم: زکوٰۃ	۳۵
۲۴۱	پنجم: حج	۳۶
۲۴۲	ششم: خیار بلوغ	۳۹
۲۴۲	بچپن میں لڑکی یا لڑکے کی شادی پر اختیار	۳۹
۲۴۴	ہفتم: بلوغ کی وجہ سے ولایت علیٰ انفس کا اختتام	۴۳
۲۴۵	ہشتم: ولایت علیٰ اہمال	۴۴
۲۴۶-۲۵۳	بناء	۲۵-۱
۲۴۶	تعریف	
۲۴۶	معاقدہ: القاطنہ: ترسیم، عمارت، اصل، مختار	۵۰۲
۲۴۷	جمالی حکم	۶

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۴۷	دل: بناء (بمعنی مکان بنانا)	۶
۲۴۷	مکان کی قیہ کا: ۷	۷
۲۴۸	بناء کے احکام	۸
۲۴۸	الحک: سیاتمارت: متقول: ثیاء میں ہے	۸
۲۴۸	سب: ثمارت پر قبضہ	۹
۲۴۸	ج: بحر: مست: شدہ: مکان میں شعو	۱۰
۲۴۸	و: مباح: زمینوں میں قیہ	
۲۴۹	ح: زمین کو قیہ کے لئے قبضہ میں لیا	۲
۲۴۹	و: غصب کی ہوئی اراضی میں قیہ	۳
۲۴۹	ز: راید کی زمین پر قیہ	۴
۲۵۰	ج: عاریہ کی ہوئی زمین میں قیہ	۵
۲۵۱	ط: سقوطیہ اراضی میں قیہ	۶
۲۵۱	ی: مساجد کی قیہ	۷
۲۵۱	ک: نجاست آمیزہ: اعنت سے قیہ	۸
۲۵۲	ل: قبہ میں پر قیہ	۹
۲۵۲	م: مشقہ کی مقامات پر قیہ	۱۰
۲۵۲	ن: حمام کی قیہ	۲
۲۵۲	و: عبادت میں بناء	۲۲
۲۵۳	نماز میں بھول جانے والے کا اپنے یقین پر بناء: ۲۳	۲۳
۲۵۳	جمعہ کے خطبہ میں بناء	۲۴
۲۵۳	طواف میں بناء	۲۵
۲۵۳	بناء بالترجہ	

دیکھئے: دخول

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۵۳	بناء فی العبادات	دیکھئے: مختلف
۲۵۳	بنان	دیکھئے: واسع
۲۵۵-۲۵۴	بنت	۶-۱
۲۵۴	تعریف	۱
۲۵۴	جہالی حکم، رجسٹ کے مقامات	۲
۲۵۴	الف - نکاح	۲
۲۵۴	نکاح میں ولایت	۴
۲۵۴	ب - بیٹی کی مراعت	۵
۲۵۵	ج - نفقہ	۶
۲۵۶-۲۵۵	بنت المومن	۴-۱
۲۵۵	تعریف	
۲۵۵	جہالی حکم، رجسٹ کے مقامات	۲
۲۵۵	نکاح	۲
۲۵۶	زکاۃ	۳
۲۵۶	فرائض	۴
۲۵۶	بنت المومن	
	دیکھئے: بنت المومن	

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۵۶	بنت مخاض	دیکھئے: ابن مخاض
۲۵۸-۲۵۷	بُخ	۷-۱
۲۵۷	تعریف	
۲۵۷	مختارہ، التاخذ، الفون، شیشہ	۳-۲
۲۵۷	جنگ استعمال کرنے کا شرعی حکم	۴
۲۵۷	جنگ استعمال کرنے کی سزا	۵
۲۵۸	جنگ کی طہارت کا حکم	۶
۲۵۸	بحث کے مقامات	۷
۲۵۸	بندق	
	دیکھئے: صید	
۲۵۸	بنوۃ	
	دیکھئے: اہل	
۲۵۸	بہتان	
	دیکھئے: افتراء	
۲۵۸	بیعت	
	دیکھئے: حیوین	
۲۵۸	بول	
	دیکھئے: آساء، امانہ	

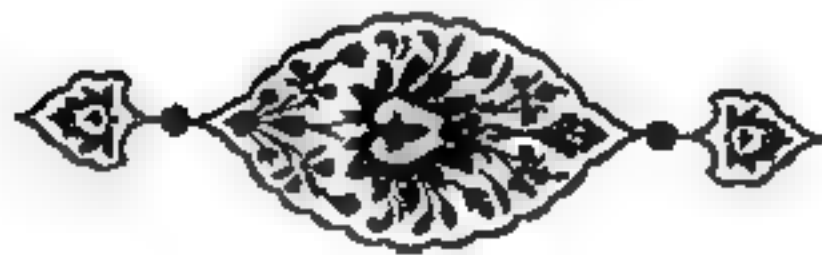
صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۵۹	بیات	دیکھئے: میوہ
۲۵۹-۲۶۵	بیان	۱-۱۵
۲۵۹	تعریف	
۲۶۰	متعلقہ الفاظ: تفسیر، تاویل	۲-۳
۲۶۰	اصولیں کے نزدیک بیان سے متعلق احکام	۴
۲۶۰	قول "فعل" کے ذریعہ بیان	۴
۲۶۱	بیان کے اقسام	۵
۲۶۱	بیان تخریر	۶
۲۶۱	بیان تفسیر	۷
۲۶۲	بیان تعبیر	۸
۲۶۲	بیان تبدیل	۹
۲۶۲	بیان صدمت	۱۰
۲۶۳	صدمت کے وقت سے بیان کی تاخیر	
۲۶۳	بقاء کے نزدیک بیان سے متعلق احکام	۱۳
۲۶۳	قرآن کریم و مجہول میں کالیاں	۱۳
۲۶۵	مبہم طلاق میں بیان	۱۴
۲۶۵	غلام کی قسم آراء کی کالیاں	۱۵
۲۶۶-۲۷۴	بیت	۱-۱۶
۲۶۶	تعریف	
۲۶۶	متعلقہ الفاظ: در منزل	۲-۳
۲۶۷	گھر کی چھت پر رات گدانا	۴
۲۶۷	بیت سے متعلق احکام	۵

صفحہ	عنوان	فقہ
۲۶۷	الف: بیع	۵
۲۶۷	ب: خیارات و بیعت	۶
۲۶۸	ج: شفعہ	۷
۲۶۸	د: اجارہ	۸
۲۶۹	گھر کی چیزوں میں پڑوسی کے حق کی رعایت	۹
۲۶۹	گھر میں داخل ہونا	۱۰
۲۷۰	گھر میں داخل ہونے کی لاحت	۱۱
۲۷۱	اپنے گھر میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے کی دعا	۱۲
۲۷۱	گھر میں مرد اور عورت کی فرض نماز	۱۳
۲۷۳	گھر میں نفل نماز	۱۴
۲۷۳	گھر میں اعتکاف	۱۵
۲۷۴	گھر میں رہنے کی قسم کا حکم	۱۶
۲۷۶-۲۷۴	البیت المحرام	۲-۱
۲۷۴	تعریف	۱
۲۷۵	اجمالی حکم	۲
۲۷۵	بیت الحناء	
	۱. مکہ: النساء، المائدہ	
۲۸۱-۲۷۵	بیت الزوجیہ	۱۰-۱
۲۷۵	تعریف	۱
۲۷۵	بیوی کی رہائش میں ملحوظ امور	۲
۲۷۶	بیوی کے گھر کے لئے شرائط	۳
۲۷۸	بیوی کے گھر میں شیر خوار بچہ کی رہائش	۴

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۷۸	بیوی کے لئے اپنے مخصوص گھر سے نکلنے کی اجازت	۵
۲۷۸	امف: اپنے گھر والوں سے ملاقات	۵
۲۷۹	ب: عورت کا عرسا اور راسی گھر سے ماہر رات گزارنا	۶
۲۸۰	ج: احتکاف	۷
۲۸۰	د: محارم کی: یکجہ رنج	۸
۲۸۰	ه: ضروریات کی تکمیل کے لئے نکاح	۹
۲۸۱	رہائشی گھر میں رہائش سے بیوی کے انکار کے اثرات	۱۰
۲۸۲-۲-۳	بیت المال	۲۹-۱
۲۸۲	تعریف	
۲۸۳	اسلام میں بیت المال کا آغاز	۳
۲۸۴	بیت المال کے مہول میں تصرف کا اختیار	۵
۲۸۵	بیت المال کے ذرائع آمدنی	۶
۲۸۸	بیت المال کے شعبے: امرہ شعبہ کے مصارف	۷
۲۸۸	۱۰ شعبہ: رباۃ شعبہ	۸
۲۸۸	۱۱ شعبہ: شمس شعبہ	۹
۲۸۹	تیسرے شعبہ: لا۱۰ ارب مہول شعبہ	۱۰
۲۸۹	چوتھا شعبہ: بی شعبہ	
۲۹۰	ملکی کے مصارف	۲
۲۹۴	بیت المال کے اخراجات میں ترجیحات	۴
۲۹۴	بیت المال میں راند مہول	۵
۲۹۵	گربیت المال سے حقوق کی: اہلی نہ ہوئے	۶
۲۹۶	بیت المال پر: یون کے سہ ماہ میں امام کے تصرفات	۷
۲۹۶	بیت المال کے مہول کا فرق: دروں میں تصرف	۸
۲۹۷	جائیداد کے مالک بننا	۹

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۹۸	سناٹا و استفادہ کے لئے جائیداد	۲۰
۲۹۹	بیت المال کی جامعہ و کاہف	۲۱
۲۹۹	بیت المال کے حقوق بیت المال میں لانے سے قبل ملکیت میں آنا	۲۲
۲۹۹	بیت المال کے یون	۲۳
۲۹۹	بیت المال کا انتظام اور اس کا نگر	۲۴
۳۰۱	بیت المال کے ممالک پر زیادتیاں	۲۶
۳۰۲	بیت المال کے ممالک کے سلسلہ میں مقدمہ	۲۷
۳۰۲	ولایت کی نگرانی اور مصلحتیں کا محاسبہ	۲۸
۳۰۲-۳۰۴	بیت المقدس	۲-۱
۳۰۴	تعریف	
۳۰۴	دیہاتی حکم	۲
۳۰۴	بیت النار	
	نکبتہ و عذاب	
۳۰۴	بیوتہ	
	نکبتہ و بیوتہ	
۳۰۵-۳۱۰	بخش	۱۰-۱
۳۰۵	تعریف	
۳۰۵	انڈے سے متعلق احکام	۲
۳۰۵	ماکول اللحم اور غیر ماکول اللحم جانوروں کے انڈے	۲
۳۰۵	حلالہ (نجاست کھانے والا جانور) کے انڈے	۳
۳۰۵	بخس پانی میں انڈے باآنا	۴
۳۰۶	شراب انڈے (جو عام صورت میں شراب ہو جائے)	۵
۳۰۶	موت کے بعد نکبتہ والے انڈے	۶

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۳۰۶	اندے کا زونگی	۷
۳۰۸	اندے میں بیج سالم	۸
۳۰۸	حرم میں اور حالت احرام میں اندے پر زیا، قی	۹
۳۱۰	اندے کو خصب کرنا	۱۰
۳۱۱-۳۱۰	طہرہ	۱-۲
۳۱۰	تعریف	
۳۱۰	شرعی حکم	۲
۳۲۸-۳۱۵	تراجم فقہاء	



موسوعه فقهيہ

بِر

بایۃ

دیکھئے ”آبار“۔

تعریف:

۱- ”البایۃ“ لغت میں نکاح کو کہتے ہیں^(۱)، یہ جماع (مباشرت) سے ناپید ہے یا تو اس لئے کہ عام طور پر یہ عمل گھر میں ہوتا ہے یا اس لئے کہ مرد اپنی زوجہ پر کاب و یاتہ ہوتا ہے جس طرح بچہ گھر پر کاب و یاتہ ہوتا ہے^(۲)۔

بِر بضاعہ

دیکھئے ”بِر“۔

حدیث شریف میں ہے: ”یا معشر الشباب! من استطاع منکم البایۃ فلیتزوج فإنہ أعص لبصر وأحصن للفرج ومن لم یستطع فلیہ بالصوم فإنہ له وجاء“^(۳) (اے نوجوانو! تم میں سے جس کے اندر نکاح کی استطاعت ہو وہ شادی کر لے کہ یہ پست نکاحی اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے، اور جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا ہو وہ روزہ رکھے کہ روزہ اس کے لئے توڑ ہے)۔
تاریخ مشہان لکھتے ہیں: البایۃ نکاح کے اتراجات کا نام ہے^(۴)۔

متعلقۃ الفاظ:

۲- الف- ”البایۃ“ طبعی کرنے کے معنی میں ہے۔



(۱) لسان العرب، المجلد ۱۰، مادہ ”بوا“۔

(۲) المصباح المہیر، مادہ ”بوا“۔

(۳) حدیث ”یا معشر الشباب“۔۔۔ کی روایت بخاری (اصح ۳۹۳۳) طبع

الترغیب، اور مسلم (۱۰۱۸۲) طبع المکمل، نے کی ہے۔

(۴) المکمل علی المہاج عتیرہ قلیوبی و میرہ ۲۰۱۲ طبع معصوفی پریس۔

بَاب ۳۴، بادی

ایسے شخص کے نکاح کی بابت فقہاء کی رائے میں مختلف ہیں جس کے پاس نکاح کی استطاعت تو ہو مین و بی کی رجعت متوق دس میں نہ ہو، بعض فقہاء کے نزدیک اس کے سے نکاح افضل ہے، کہ وہ دوسرے فقہاء کی رائے میں عبات کے سے یکسوئی اس کے حق میں افضل ہے (۲)۔

اس مضمون کی تفصیلات فقہاء کرام کتاب النکاح کے آغاز میں دیا کرتے ہیں۔

بادی

دیکھئے ”بد“۔



ب ”الہیۃ النکاح“ یعنی نکاح کے اہلیات میں وغیرہ پر قدرت، پس یہ ”بواء“ کے معنی میں ہوا ان حضرات کی رائے کے مطابق جو حدیث بولائی تشریح اس معنی سے کرتے ہیں (۱)۔

جموں حکم:

۳- ”البد“ معنی بد، کے مقام انی موضوع کے تحت، لکھ جاتے ہیں، دیکھئے: مطالع ”بد“۔

تر سے اثر جات نکاح کے معنی میں یا جائے تو جس شخص کے پاس یہ اثر جات ہو، وہ اس کے مدد بی کی رجعت ہو، مہر حرام کے رتباب کا مدیشہ نہ ہو تو اس کے لئے نکاح ”خب“ ہے (۲)۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا رتباب ہے: ”یا معشر المشیاب من استطاع مکم البواء فلیتزوج“۔

میں اگر حرام کا رتباب ہیں ہو تو، یہ شخص پہ نکاح فرض ہے، کیونکہ نبی پاک مدنی مہر حرام سے اپنا تعلق اس پر لازم ہے، ان عامہ میں مارتے ہیں، جس چیز کے بغیر ترک حرام تک رسائی ممکن نہ ہو وہ چیز فرض ہوگی (۳)۔

تر استطاعت نکاح پائی جائے میں، سے کوئی مرض ہو جیسے بد حیا یا وغیرہ، تو بعض فقہاء سے اسے شخص کے لئے نکاح کو مکرہ و مقرر یا ہے (۴)، بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک عورت کو نقصان پہنچانے کی وجہ سے نکاح حرام ہے (۵)۔

(۱) لکھنؤ علی السہاج بخاشیر قلیو و عمیرہ ۲۰۱۳ء، لکھنؤ ۲۰۲۳ء۔

(۲) سہد مرجع، ج ۱، ص ۲۶۱۔

(۳) اسی ۲۶۱، ابن ماجہ ج ۲، ۲۶۰، شرح السہاج عہد قلیو ۲۰۱۳ء۔

(۴) لکھنؤ علی السہاج ۲۰۱۳ء۔

(۵) عراقی، دیش لکھنؤ ۲۰۲۳ء۔

(۱) اسی ۲۸۱۔

(۲) حود سابق، لکھنؤ علی السہاج ۲۰۱۳ء۔

بانصۃ

باطل

تعریف:

۱- لغت میں "بضع" کا یک معنی ہے پھارنا، بھاجنا ہے: "بضع الروحانی اشئی، یبضعہ" جب کہ آدمی چیز کو پھارے، اسی سے "بانصۃ" ہے، یہ دوزخم ہے جو کمال کے حد کوشت کو پھارے، یمن ہر کی تک نہ پہنچے، ورنہ ہی اس سے ٹوٹ جے^(۱)۔
جماد حکم:

۲- "بانصۃ" ہر کے زخم کی یک قسم ہے اس کے حکم سے متعلق متاع، عے بنایات و رویت کے باب میں شکوک ہے، اس کی تنبیہات بھی ان ہی، وہ بوجہ میں ملے گی۔

چنانچہ صہور فقہاء کی رے ہے کہ "بانصۃ" میں عمدہ غیر عمدہ کی صورت میں "خومت عدل" ہے، اس کی مقدار وہ ہوگی جسے اہل تجربہ جنایت کے عوض کے بطور متعین کر دیں جو اصل متاثرہ عضو کی ہمت سے رہ نہ ہو۔

ملاحظہ کیجئے: عمدہ کی صورت میں اس میں تسلسل ہوگا^(۲)۔

کہئے "تاس"۔

باغی

کہئے "بغۃ"۔



(۱) سہل لغت ص ۱۵۰ "بضع"۔

(۲) الاختیار ۲۱/۵ طبع دار المعرفۃ مہینہ المشرق ۲۵۱۳، جوہر الکلیل ۲۵۹/۲ طبع المان شرح المروض ۲۲/۳ طبع المکتب الاسلامی، قلیوبی ۱۱۳۳ھ، ایسی ۵۳/۸ طبع المیاض۔

البتہ کا معنی ہے نیت کو پختہ کر دیا (۱)۔

فقہ میں ان الفاظ کے معانی دعویٰ معانی سے مختلف نہیں ہیں، البتہ ثانوی لفظ "البتہ" سے طلاق کو رجعی قرار دیتے ہیں مگر مطلقہ مدخول بنا ہو، اور شوم نے تین طلاق سے کم کی نیت کی ہو (۲)۔

جیسا کہ بالا حیار سے عقد کے خالی ہونے کی تعبیر لفظ "البتہ" سے کرتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: "البيع عسی البتہ" (۳) حیار سے خالی ہے۔

۱۔ ریغوی معنی کے اعتبار سے ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

۲۔ اسی طرح جس عقد کو تین طلاق دی گئی ہو یا اس کے اور شوم کے درمیان محبوب اور مہمس غیہ دہونے کی وجہ سے تغریق کر دی گئی ہو اس کو "معتد البتہ" سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کے برخلاف ہے (۴)۔

اجمالی حکم:

۳۔ مالکیہ اور حنابلہ کی رائے ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو "ہیبتہ" کہہ کر طلاق دی تو تین طلاق منع ہوئی، اس سے کہ اس نے اپنی بیوی کو ایسے لفظ سے طلاق دی ہے جو بیعت (عہد) کا متقاضی ہے، اور "البتہ" کا ثنا ہے، گویا اس نے نکاح کو بالکل ہی کاٹ دیا، انہوں نے اس پر عمل صحابہ سے استدلال کیا ہے (۵)۔

(۱) جامع المعروس، المرجع للحدیثی (الموطا)، تہذیب و اساطیر و الفات، لا ساس، المبرور ص ۲۳، المصباح المیر: البتہ۔

(۲) ابن ماجہ ص ۳۹۲ جوہر الاکلیل ص ۵۳، المبرور ص ۲۸، مختصر المعرفی مع الام ۳۲ ص ۷ طبع مول، الام ۱۶۲ ص ۱۶ طبع مول، تلیوی ص ۲۵ ص ۲۵ لغوی ص ۲۸، الام ۲۳۰ ص ۲۳ طبع سوم۔

(۳) الدوسقی ص ۱۶ طبع الملی۔

(۴) البحر الرائق ص ۱۶۳، ابن ماجہ ص ۲۷۲۔

(۵) جوہر الاکلیل ص ۲۵ ص ۲۵ لغوی ص ۲۸ طبع الملیض۔

بتات

تعریف:

۱۔ لغت میں "بتات" کے معنی ہیں جو سے کا ثنا، کہا جاتا ہے: "بتت العجل" یعنی میں نے ری کو پوری طرح سے کاٹ دیا، اور کہا جاتا ہے: "طلقتها ثلاثا بنة وبتاتا" (اس نے اسے تین بار طلاق دی) یعنی کاٹ دینے والی، جد اگر دینے والی، اس کا مطلب اس طرح کا ثنا ہے جس میں رجوع نہ ہو، اسی طرح کہا جاتا ہے: "الطلاق الواحدة بُتٌ بُتٌ بُتٌ" یعنی ایک طلاق نکاح کے رشتہ کو کاٹ دیتی ہے جبکہ عدت گزر جائے، جیسا کہ کہا جاتا ہے: "حلف علی دیک یمینا بئ وبتة وبتاتا" اس نے فلاں بیوی پر ایسی قسم کھانی جس کو پورا ہی کر دیا۔

"بتات" ہی کی طرح لفظ "ہبت" بھی ہے اور یہ "ہبت" فعل کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: اس نے کاٹ دیا، کہا جاتا ہے: "بت الرجل طلاق امرأته، وبت امرأته" جب اپنی بیوی کو رجعت سے کاٹ دے، اور "البت طلاقها" کا بھی یہی معنی ہے۔

۲۔ اسی طرح، دونوں فعل "ہبت" اور "البت" لازم استعمال ہوتے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے: "بت طلاقها" اور "البت" اور "طلاق بات وبت"۔ اسی طرح "ہبت" لازم کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: "بت القاصی الحکم عیہ" جب قاضی قطع فیصد کرے۔ یقین حکم کو لازم کرے، اور "بت

بنات ۳

”شما“ کے باب میں فقہاء نے ”یہ البت“ کا ذکر کیا ہے جس کے مقابلہ میں ”یہ السماع“ ہے اور کب پلاوینہ اور کب پر مقدم ہوگا^(۱)۔

”رق“ کے باب میں ”البيع علی البت“ کا تذکرہ خیر، الیٰ بیع کے مقابلہ میں کیا ہے^(۲)۔

حنفیہ کے نزدیک طلاق بائن واقع ہوئی، اس لئے کہ اس نے طلاق کو یہ لفظ سے بیان کیا جو جدائی کا احتمال رکھتا ہے^(۱)، اور امام شافعی نے فرمایا: اس نیت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ حنابلہ کی ایک روایت بھی یہی ہے، حنابلہ میں سے ابو الخطاب نے اس کو اختیار کیا ہے^(۲)۔

اس سلسلہ میں ہمیں بحث و جگہ ”کتاب الطلاق“ ہے۔

بحث کے مقدمات:

۳- فقہاء نے بنات - اور اس کے مثل بقیہ مصادر، مستحکات - پر کتاب الطلاق میں الفاظ طلاق کے سیاق میں تنکونز مانی ہے جیسا کہ گذرا۔

اسی طرح کتاب العدة میں ”معتدة البت“ اور اس پر سوگ منانے کے وجوب کے ذیل میں بھی تنکونز کی ہے^(۳)۔

اور ظہار کے باب میں ذکر کرتے ہیں کہ جدائی بیوی پر لازم ہو جاتی ہے اگر شوہر سے اس سے تنایہ کے لفظ سے ظہار کیا اور اس سے طلاق مروی، اس سلسلہ میں مزید تفصیل بھی ہے^(۴)۔

۴- ”کیان“ میں فقہاء ”الحلف علی البت“ کا معنی ذکر کرتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں ”الحلف علی العلم“ یا ”علیٰ مہیٰ اعلم“ ہے، اور یہ ذکر کرتے ہیں کہ کس صورت میں قسم کھانے والے سے ”حب علی البت“ پایا جائے گا^(۵)۔

(۱) ابن ماجہ ص ۲۹۲۔

(۲) اشرونی ص ۷۸، طبع لیبیہ، مختصر لہری ص ۷۲، طبع بولہ وام ص ۱۶۲ اور اس کے بعد کے صفحات انہی ص ۱۲۸۔

(۳) لغز الحقائق ص ۳۳، ابن ماجہ ص ۶۷۔

(۴) اشروح امیر ص ۳۹، طبع دار الفکر۔

(۵) ایسی ص ۲۳۰، طبع دوم ص ۱۸، طبع بولہ مزدیجہ، مکتوبی ص ۲۹۲۔

(۱) اشروح امیر ص ۲۷۸، طبع دار الفکر۔

(۲) الدوسقی ص ۱۶۔

وہی، جنوں بدیوں کا اچھا بھی، واجب ہے، لہذا جب یک بدی ختم ہوئی تو دوسری اچوتی جائے گی، اور دوسری بدیوں کے اوپر سے کاٹا گیا ہو تو اچھا ہی ساتھ ہو جائے گا، اس لئے کہ اچھونے کا محل باقی نہیں رہا۔
تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: "خبر" اور "مفسر" کی اصطلاح۔

بتر

تعریف:

۱۔ لغت میں "بتر" کے معنی کسی چیز کو جو سے کاٹنا ہے، کہا جاتا ہے: "بتر الذنب أو العصو" جب دم یا عضو کو جو سے کاٹ دے، جیسا کہ اس لفظ کا ظاہر کسی چیز کا تمام کاٹنے پر بھی ہوتا ہے اس طور پر کہ اس عضو کا کچھ حصہ باقی رہ جائے۔

فقہاء کے نزدیک اس لفظ کا استعمال اصطلاحاً ان دونوں معنوں میں ہو ہے، ہر کبھی اس لفظ کا ظاہر قسم کے کاٹنے پر بھی ہوتا ہے، اور اسی معنی میں کہا جاتا ہے: "سجف بتر" یعنی کاٹنے والی تلوار۔

جہاں حکم:

۲۔ کاٹنا یہ تو بھر جنایت کے ظہر ہوگا خود عمدہ یا غلط، اور یہ حرام ہے، یہ کسی حق کی وجہ سے ہوگا جیسے حد یا قصاص کے طور پر یا تھکا کر کاٹنا یا بطور دسائل علاج ہوگا مثلاً ناسور میں جتا یا تھکا کر کاٹنا تاکہ بدن کے دوسرے حصہ میں بیماری سریت نہ کر جائے۔

کئے عضو کی طہارت:

۳۔ جس شخص کا ہاتھ کہنی کے نیچے سے کاٹا گیا ہو (عضو میں) غرض کی باقی ماندہ جگہ کو دھوئے گا، ہر اگر کہنی ہی سے کاٹا گیا ہو تو اس بدی کو دھوئے گا جو بازو کے کنارہ پر ہے، اس لئے کہ کہانی ہر بازو کی باہم ملنے

کسی ضرورت سے اعضا کو کاٹنا:

۴۔ اگر پورے جسم میں بیماری کے پھیلنے کا اندیشہ ہو تو جسم کی حفاظت کے لئے نامہ عضو کو کاٹ دینا جائز ہے۔

تفصیل "طب" اور "تدبیر" کی اصطلاحات میں دیکھی جائے۔

جنایات میں اعضا کاٹنا:

۵۔ دوسرے کے اعضاء کو جان بوجھ کر ظلم کاٹنے میں قصاص واجب ہوتا ہے، اس شرط کے ساتھ جن کو قتل سے کم درجہ کی جنایت کے قصاص کی باتوں میں یا نیا ہے، اور کبھی بعض ان خصوص اسباب کی بنا پر قصاص سے سزا بھی نہ دیا جاتا ہے جن کا ذکر متعاقبہ مقام میں ملتا ہے۔

دیکھئے اصطلاح "قصاص" اور "جنایات"۔

رہی بات لفظ عضو کو کاٹنے کی تو اس صورت میں اس عضو کے لئے شریعت میں مقررہ دیت یا ناس یا اتفاق واجب ہوگا، اس کی مقدار کاٹنے گئے عضو کے فرق سے مختلف ہوں (۸)، دیکھئے: اصطلاح "دیت"۔

(۱) ابن ماجہ ۵۵/۱، ترمذی ۱۲۳/۱، طبع بولاق و عمان، قلیو بی، ۱۴۱۹ھ، ۱۴۲۰ھ

(۲) ابن ماجہ ۵۳/۵، ترمذی ۱۲۵/۳، ابن ماجہ ۵۵/۱، طبع دار الفکر

چا نور کے کٹے ہوئے اعضاء:

۶- زردہ کول الہم جانور کے اعضاء میں سے جو حصہ کاٹ یا یا ہو
وہ دکھانے اور نجاست یا طہارت میں مردار کے حکم میں ہے، چنانچہ
بکری کا کوئی حصہ کاٹ یا یا ہو یا اس کی ران کاٹ لی جی تو یہ
حلال نہیں ہے، اور اگر کسی نے پھلی کو مارا اور اس کا ایک حصہ کاٹ یا
تو اس کا کھانا حلال ہوگا، اس لئے کہ اس کا مردار بھی حلال ہے۔ بنی
کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "ما قطع من البهيمة - وهي
حیة - فہو کمیت" (۱) (زردہ جانور کا جو حصہ کاٹ یا یا ہو وہ
مردہ کی طرح ہے)۔

اس مسئلہ میں اختلاف اور تفصیل ہے جو اپنے مقام پر مذکور ہے۔
(دیکھئے: صید، ذبائح)۔

انسان کا جو عضو کاٹ دیا گیا ہو اس کے مسل، شیعین (۲) اور تہ فہین
کے وجہ ہونے اور اس کی طرف دیکھنے کے مسئلہ میں اس کا حکم
نی الجمدہ مردہ انسان کے حکم کی مانند ہے، (دیکھئے: جنازہ)۔



بتراء

تعریف:

۱- "بتر" کا لغوی معنی ہے: کاٹنا، بکریوں میں "بتر" کا مکمل ہم آہی
بکری کو کہتے ہیں، مادہ کو "بتراء" و رز کو "بتر" کہتے جاتا ہے۔
اصطلاح میں اس کا معنی اس کے لغوی معنی سے مختلف نہیں
ہے (۱)۔

اجمالی حکم:

۲- علماء نے لفظ "بتر" کی تفسیر بکری کے سے استعمل کیا ہے،
چنانچہ انہوں نے بکری اور قربانی کے باب میں اس کے تحقق سے تشکو
کی ہے، منیہ، مالکیہ، شافعیہ کے نزدیک "بتر" ان عیوب میں سے
ہے جو بکری اور قربانی کی تکمیل میں مانع ہوتے ہیں۔
مذہب مالکی نے اس کو دینا عیب میں شمار کیا ہے جو تکمیل میں مانع
ہو (۲)، (دیکھئے: خبیثہ، مردہ)۔

(۱) حدیث: "ما قطع من البهيمة"۔ کی روایت احمد (۲۱۸/۵) طبع
المعجم (اور حاکم (۳۳۹/۳) طبع دائرة المعارف العلمیہ) کے کی ہے وہی
نے اس کی تصحیح و رد و تحقیق کی ہے۔

(۲) ابن ماجہ ۳۸، ۵۸۰، السنن ۵۳، کلینی ۵۲۸، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴،
بہقی ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵،

جیانشہ آور ہوتا ہے (۱)۔

خیر اس طرف گئے ہیں کہ ”خمر“ نگوں کا کچا پانی ہے جب وہ جوش مارے اور تیز ہو جائے اور جھاگ پھینک دے، اور یہی حرم لعینہ ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”حرمات الحمور لعینہ“ (۲) ”خمر“ لعینہ حرام ہے، اس کے علاوہ دیگر مشروبات حرام لعینہ نہیں ہیں۔

حسب نے کہا: ”بتع“ کا جیانشہ حرام نہیں ہوگا بس تک اس کا پینے والا اس سے نشہ میں نہ آتا ہو۔ جس جب نشہ کی حد تک پہنچ جائے تو حرام ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے ”بتع“ کے بارے میں پوچھا یا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کل شراب اسکر فہو حرام“ یعنی نشہ کی حد تک پہنچ لے، لیکن انہوں نے اس کے پینے کو مکروہ قرار دیا ہے، اس لئے کہ یہ مکروہ مشروبات میں سے ہے، اسی لئے امام ابو حنیفہ نے اس کے بارے میں فرمایا: ”البتع حمور بمعابہ“ (۳) ”بتع“ بمعابہ یعنی شراب ہے، ان کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ اہل یمن اس کو نشہ کی حد تک پہنچا کرتے ہیں، اور جس کا جیانشہ حرام ہو اس کی بتع بھی حرام ہے۔

اس کی تفصیلات فقہاء ”کتاب لا شرعہ“ میں بیان کرتے ہیں۔

بتع

تعریف:

۱۔ یمن میں شہد سے بنی جانے والی نبیہ کو ”بتع“ کہتے ہیں (۱)۔

جہاں حکم:

۲۔ محبوب فقہاء کی رائے ہے کہ ہر نشہ آور بتع ”خمر“ (شراب) ہے جس کا جیانشہ اور لذت کرنا حرام ہے، اس پر انہوں نے اس حدیث کے عموم سے استدلال کیا ہے: ”کل شراب اسکر فہو حرام“ (۲) (ہر وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے حرام ہے)۔

نیز رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے کہ ”ما اسکر کثیرہ ففہو حرام“ (۳) (جس کی زیادہ مقدار کا جیانشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار جیانشہ بھی حرام ہے)۔

اسی بنیاد پر (شہد کی بنی ہوئی نبیہ) ”بتع“ ان کے نزدیک حرام ہے، اس لئے کہ یہ ان مشروبات میں سے ہے جس کی زیادہ مقدار کا

(۱) لسان العرب، المغرب، عمدة القاری ۶/۲۲۲ اور اس کے بعد کے صفحات، طبع مصر پ

(۲) حدیث: ”کل شراب اسکر فہو حرام“ کی روایت بخاری (۱۸۵۵) طبع مصر (۱۸۵۵) اور مسلم (۵۸۵) طبع مصر نے کی ہے۔

(۳) حدیث: ”ما اسکر کثیرہ ففہو حرام“ کی روایت ترمذی (۲۹۲۳) طبع مصر، اور ابن حجر (۷۳۳) طبع مصر (۷۳۳) اور ابن حجر (۷۳۳) طبع مصر نے کی ہے اور کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

(۱) فتح الباری ۱۰/۳۳۳ شرح سنن ابی داؤد الطحاوی ۳۲۶ طبع الہد۔

(۲) حدیث: ”حرمات الحمور لعینہ“ کی روایت قتیل نے ضعف میں مروا ہے جیسا کہ نصب الراية میں ہے (۳۰۶) طبع مجلس اعلیٰ، اور محمد بن لغات کی وجہ سے اسے معطل کیا ہے اور قتیل نے حضرت ابن عباسؓ پر موقوف ہونے کی تصویب کی ہے (سنن الدارقطنی ۲۵۶ طبع: رابعا)۔

(۳) عمدة القاری ۱۰/۱۲۰۔

بتلہ

دیکھئے "بتلہ"۔

بتلہ

تعریف:

۱- "بتلہ" لغت میں "قطع" (اس نے کاٹا) کے معنی میں ہے،
"المبتلہ": اللہ تعالیٰ کی عبادت کے سب سے بڑا ہو جانے
والا۔ "المبتلہ": مٹ جانے والی۔

طاق پونکھ دانا کی سی کو کاٹنے والی چیز ہے، یونکھ طاق کی
جہ سے یوں پہنچتا ہے سے مٹ جاتی ہے، اسی سے کبھی کبھی اس لفظ
سے طاق مرلی جاتی ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: "لغت بتلہ" جتنی تو
طاق، مٹی ہے (۱)، اسی لئے فقہاء نے لفظ "بتلہ" کو طاق کے ظہری
نایات میں مانا ہے، بین طاق کے سے یہ صریح نہیں ہے، اس سے
کہ اس سے کبھی کماح کے علاوہ مری چیز میں سے پیچہ کی کا قصد
پا جاتا ہے۔

اجمائی حکم:

۲- فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ لفظ "بتلہ" نسبت طاق میں سے
ہے، اور اس لفظ سے بغیر نیت کے طاق، قطع نہیں ہوتا، جیسا کہ
نایات کا فائدہ ہے، اور اگر اس لفظ کے، ریمہ یک طاق کی نیت کی
ہے تو ایک طاق پڑے گی اور اگر نیت کی ہے تو تین پڑے گی،
اور اگر مطلق رکھا، تو عددی نیت نہیں ہے تو بعض فقہاء سے فرمایا: یک



(۱) المصباح المہیر، لسان العرب، أساس الملائکۃ، "بتلہ"، الخ، ج ۲، ص ۴۳

نخ بحر ۱-۳

و قع ہوئی، ورجض نے کہا: تمی واقع ہوئی، اور اس کی تفسیل
"طریق" کی اصطلاح کے تحت دیکھی جائے (۱)۔

بحر

نخ

تعریف:

۱- "بحر" زیادہ پانی، کنارہ ہو یا شیریں، وریہ "نور" (شکلی) کے
برخلاف ہے، سمندر کو "بحر" اس کی وسعت و رچیلا کی وجہ سے کہا
جاتا، اس کا زیادہ استعمال کنارے پانی کے سے ہوتا ہے، یہاں تک
کہ تیسے پانی کے لئے اس لفظ کا استعمال بہت قلیل ہے (۲)۔

دیکھئے: "کلام"۔

متعلقہ الفاظ:

الف- نہر:

۲- "نہر": جاری پانی، کہا جاتا ہے: نہر الماء "جب زمین میں
پانی رہا ہو جائے، اور زیادہ پانی جب بہنا شروع کرے تو کہتے
ہیں: "نہر و اسنہر" (۲)۔

بحر کے برخلاف لفظ "نہر" کا استعمال شیریں پانی کے سے
ہوتا ہے۔

ب- عین:

۳- "عین": پانی کا دو چشمہ جو زمین سے اگل کر رہا ہو جائے (۳)۔



(۱) لسان العرب، الکلیات: مادہ "بحر" ۳۹۰، حاشیہ المصنفین علی مرآۃ
الاصلاح ص ۱۳۔

(۲) لسان العرب، المصباح الحیر، المغرب: مادہ "نہر"۔

(۳) لسان العرب: مادہ "عین"، الفواکد الدوئیہ ص ۱۳۳۔

(۲) الاختیار ص ۱۳۳، لسان العرب ص ۲۸۱، کشاف القناع ص ۵۱/۵، الخرش
ص ۲۳۳۔

ہے کہ اس کا پیتا ہو پر ہو جائے ”اس کی پیچہ“ پر ہو تو ”حالی“ نہیں ہے۔ اور اس کو کھایا جائے گا^(۱)۔
تفصیل کے لئے ”الطعمۃ“ کی اصطلاح دیکھئے۔

د- کشتی میں نماز:

۷- فقہاء کا اتفاق ہے کہ کشتی کے اندر نماز مجموعی حیثیت میں جائز ہے۔ شطیکہ مازی ماز شریعت کے تحت قبلہ رخ ہو کر کشتی کے سر یا پھر طرف مڑ جائے تو نماز پڑھنے والا قبلہ کی طرف مڑ جائے سر صحن ہو۔ چونکہ قبلہ رخ ہونا واجب ہے، اس سلسلہ میں فرض اور نفل نماز کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ چونکہ قبلہ رخ ہونا آسان ہے۔

حنابلہ نے لوائل کے سلسلہ میں اختلاف کیا ہے، انہوں نے صرف فرض نماز کے اندر قبلہ کی طرف مڑنا ضروری قرار دیا ہے، نفل نماز میں مڑنا حرج اور مشقت کی وجہ سے ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح ان حضرات نے ملاح کے لئے فرض میں بھی قبلہ کی طرف مڑنا جائز قرار دیا ہے اس لئے کہ اس کو کشتی چلائے رہنے کی ضرورت ہے^(۲)۔
تفصیل کے لئے ”قبلہ“ کی اصطلاح دیکھئے۔

۷- کشتی میں مرجانے والے کا حکم:

۸- فقہاء کا اتفاق ہے کہ جو شخص سمندر میں کشتی کے اندر جا رہا ہو جائے اور خشکی قریب ہونے کی وجہ سے اس کا ڈن کرنا ممکن ہو اور کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو تو اہل کشتی پر ڈن میں تاخیر لازم ہے تاکہ خشکی

حاصل نہ (اس حرمت میں) سامپ کا مسافہ کیا ہے، شافعیہ میں سے ماویہ کے اس کے اور اس کے علاوہ دیگر سمندری زبیر۔ طے جانوروں کے حرام ہونے کی صراحت کی ہے شافعیہ نے صرف اس سامپ کو حرام قرار دیا ہے جو خشکی اور پانی دونوں میں زندہ رہتا ہے، اور جو سامپ صرف پانی میں رہتا ہے وہ حلال ہے۔

حصبہ کے نزدیک سمندر کے شکار میں سے صرف مچھلی جائز ہے، اس کے علاوہ دوسرے سمندری جانور حلال نہیں ہیں^(۱)۔
تفصیل کے لئے ”الطعمۃ“ کی اصطلاح دیکھئے۔

ج- سمندر کا مردار:

۹- جمہور فقہاء کی رائے میں سمندر کا میتہ (مردار) مباح ہے، خواہ مچھلی ہو یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا سمندری جانور، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”أَحْلَلْتُ لَكُمْ صَيْدَ الْبَحْرِ وَطَعْمَهُ“^(۲) (تمہارے لئے، دینی شکار، اس کا کھانا جائز کیا)، اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”هُوَ الطَّيْهُورُ مَأْوَاهُ، الْحِلُّ مِيتَتُهُ“^(۳) (اس سمندر) کا پانی پاک اور اس کا میتہ (مردار) حلال ہے)۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ”جو جانور سمندر میں مرجائے، اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے اس کا تذکیہ فرمایا ہے“ (یعنی حلال کر دیا ہے)۔

حصبہ نے صرف اس مردار مچھلی کو جائز قرار دیا ہے جو سی آفتابی وجہ سے مرئی ہو، اور جو مچھلی اپنی طبعی موت مرجائے اور ”حالی“ ہو جائے وہ جائز نہیں ہے، اور حصبہ کے نزدیک ”حالی“ کی تعریف یہ

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۵/۱۹۲ اور اس کے بعد صفحات، حاشیہ رد المحتار ج ۵/۱۱۵، مفتی الحاج محمد ۲۹۷ اور اس کے بعد کے صفحات، کتاب الفقہ ج ۱/۱۹۳، الاصاب ج ۱/۳۸۲۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ج ۵/۱۹۲، حاشیہ رد المحتار ج ۵/۱۱۵، مفتی الحاج محمد ۲۹۷، کتاب الفقہ ج ۱/۱۹۳۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۵/۱۹۳، حاشیہ رد المحتار ج ۵/۱۱۵، مفتی الحاج محمد ۲۹۷ اور اس کے بعد کے صفحات، کتاب الفقہ ج ۱/۱۹۳۔

(۲) سورہ مائدہ ۹۶۔

(۳) اس حدیث کی تخریج کنز الدقائق (نثرہ نمبر ۳)۔

اور اگر لاش کا پتہ نہ ملے تو ٹافعیہ اور حنابلہ کے رد یک نماز جنازہ پڑھی جائے گی، مالکیہ نے اس کو ناپسند کیا ہے، اور حنفیہ نے اس سے منع کیا ہے، چونکہ اس کے رد یک نماز جنازہ کے سے میت پر اس کے انشہا بن یا نصف بدن مع مرقی موجود کی شرط ہے، لہذا دیکھئے: ”طحاوی“ کی اصطلاح۔



میں اس کو دفن کریں، لیکن یہ اس صورت میں ہے جب لاش کے شراب ہونے کا مدیشتہ نہ ہو، ورنہ غسل، کفن اور نماز جنازہ کے بعد اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے گا۔

ٹافعیہ نے یہ اصرار کیا ہے کہ نماز جنازہ کے بعد لاش کو، چٹائیوں (تابوت) میں رکھا جائے تاکہ چول نہ جائے پھر اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے تاکہ سمندر اس کو ساحل کی طرف پھینک دے۔ یونستہ ہے بیتابوت کی قوم کے ماتھنگ جائے اور وہ اس کو دفن کریں۔ اور اگر ساحل طائر ہو تو تابوت کو کسی چیز سے وزنی کر دیا جائے تاکہ نیچے چلا جائے اور تابوت میں نہ رکھا جائے تو لاش کو کسی چیز کے ذریعہ جو تھیل کر دیا جائے تاکہ سمندر کی تہہ میں اتر جائے، لاش کو وزنی کرنے کی رائے حنابلہ کی بھی ہے (۱)۔

۱۔ سمندر میں ڈوب کر مر جانا:

۹۔ ہمارے یہ ہے کہ جو شخص سمندر میں ڈوب جائے گی وہ جہ سے جہاں بحق ہو گیا ہو وہ شہید ہے، چونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”الشهداء خمسة: المطعون، والمبطون، والمغرق، وصاحب الہدم، والشہید فی سبیل اللہ“ (۲) (شہداء پانچ تیرہ: حاکون میں مرنے والا، پیٹ کی تکلیف میں مرنے والا، ڈوب کر مرے والا، اہدام میں ڈوب کر مرے والا، اللہ کے راستہ میں شہادت حاصل کرے والا)۔

۱۰۔ اگر بڑا سے و لے کی لاش مل جائے تو عام میت کی طرح اس کو غسل دیا جائے گا، فن پٹایا جائے گا، اور نماز جنازہ پڑھی جائے گی،

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۵۹۹ اور اس کے بعد کے صفحات، حاشیہ الدوسلی ص ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲،

جواز اسی پر مبنی ہے۔

الف۔ جمع شدہ شبہم سے رفع حدث:

۳۔ فقہاء کی رائے ہے کہ شبہم کے رمیہ پاک حاصل کرنا جائز ہے، شبہم وہ ہے جو درخت کے پتوں پر جمع ہو جائے جسے کھنکھایا جائے، اس لئے کہ وہ ”ماء مطلق“ (خالص پانی) ہے۔

”بعض فقہاء سے جو یہ راہ ہو ہے کہ ”شبہم“ دراصل یک سمندری جانور کی سانس ہے، لہذا وہ پاک ہوگا یا ناپاک؟ تو اس کا کوئی اعتبار نہیں (۱)۔

ب۔ جمع شدہ بھاپ سے رفع حدث:

۴۔ جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ اس جمع کی نفی بھاپ سے پاکی حاصل کرنا اور نجاست کو دور کرنا جائز ہے جو پاک ایندھن سے جوش دئے گئے پاک پانی سے نکلے، اس لئے کہ وہ ”ماء مطلق“ ہے، اس لئے کہ وہ ”ماء مطلق“ ہے اور شافعیہ کے نزدیک یہی معتقد ہے، لیکن ان میں سے راہی نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے رائے دی ہے کہ یہی بھاپ حدث کو نہیں رخصت، اس لئے کہ اس کا نام پانی نہیں ہے، بلکہ وہ بھاپ ہے (۲)۔

نجاست کے جو میں سے متاثر بھاپ کی طہارت میں اختلاف ہے، اور اس کی بنیاد فقہاء کا یہ اختلاف ہے کہ نجاست کا دھواں پاک ہے یا ناپاک؟

چنانچہ حنفیہ کا معنی بقول مالکیہ کا معتد قول اور بعض حنابلہ کی

(۱) ابن عابدین ۱/۲۰، طوطب مع الموائی ۱/۵۰، الدرر ۱/۳۳،
حلیہ المہجری علی ابن قاسم ۱/۲۷، مطالب لائق ۱/۳۳، شرف
الافتاح ۲/۲۶، ۲۷۔
(۲) جوہر الکلیل ۱/۶۱، لئیل ۱/۲۹، کشاف الفتاویٰ ۲/۲۶۔

بخار

تعریف:

۱۔ ”بخار“ لغت و اصطلاح میں وہ (بھاپ) ہے جو پانی، شہر یا کسی تر مادہ سے حرارت کے نتیجے میں برپا ہوتی ہے۔

”بخار“ کا طاق مری وغیرہ کے حوص میں پر بھی ہوتا ہے، اور گند کی برائی اور چیز سے منتقل ہونی بدبو پر بھی اس کا طاق ہوتا ہے (۱)۔

معتقدہ لحاظ:

بخار:

۲۔ ”بخار“ مسد کی بدلی ہوئی ہے، امام ابو حنیفہ نے فرمایا: بخار وہ بدبو ہے جو مسد وغیرہ میں ہوتی ہے، یہ شخص کو ”بخار“ اور ایسی عورت کو ”بخار“ کہتے ہیں (۲)۔

فقہاء کے نزدیک ”بخار“ کا استعمال صرف مسد کی بدبو کے لئے خاص ہے۔

بخار (بھاپ) سے متعلق احکام:

”بخار“ کے کچھ خاص احکام ہیں، کبھی وہ پاک ہوتا ہے اور کبھی ناپاک، اور بخار کے تطہرات سے پاکی حاصل کرنے کا جواز اور عدم

(۱) المصباح البیہر، تاج العروس، لسان العرب، متن اللغۃ، المعجم الوسیط: مادہ
”بخار“، المصباح ۱/۳۱۹۔
(۲) لسان العرب، المصباح البیہر۔

رے ہے کہ نجاست کا دھواں اور اس کی بھپ دھواں پاک ہیں،
حقیقے کا یہ یہ تحسین کی بنیاد پر دفعِ حرج کے لئے ہے۔
کی بنا پر نجس پانی سے ٹھکے والی بھپ پاک ہے جو مدت اور
نجاست دھواں کو دور کرتی ہے۔

بخـ

تعریف:

۱۔ بخ: گندگی وغیرہ کی وجہ سے منہ کی بدلی ہوئی بو ہے، کہا جاتا ہے: "بحر
اللحم بحر" بابِ مسح سے، جب منہ گندہ ہو جائے اور اس کی بو بدل
جائے۔ فقہاء کے ایک اس لفظ کا استعمال اسی معنی میں ہے (۱)۔

اجمالی حکم:

۲۔ چونکہ انسان میں منہ کا یہ دور ہونا غرتِ مرتکب کا باعث ہے،
اس لئے فقہاء نے اس کو عیب میں شمار کیا ہے، اور اس کا تعلق ہے کہ
یہ ان عیوب میں سے ہے جن کی وجہ سے بدبو کی فتح میں خیار
ثابت ہوتا ہے۔

نکاح کے باب میں "بخ" کی وجہ سے ثبوتِ خیارِ فسخ نکاح
کے بارے میں فقہاء کا اتفاق ہے، فقہاء "رٹا فقیہ" کہتے ہیں اور یہی
منازلہ کا دورِ اول ہے کہ اس کی وجہ سے خیارِ ثبوت کس ہوگا، "رندی
رحیم" کے زمرین اس کی بنیاد پر غریقِ جاہ و (۲)۔
مالیہ کہتے ہیں اور یہی منازل کی بھی ایک رے ہے کہ "بخ" کی
وجہ سے خیارِ فسخ نکاح ثابت ہوگا۔

اس سلسلہ کی تفصیلات کتابِ اہیوت کے بابِ خیارِ عیب اور



(۱) ابن ماجہ ص ۶۰، مجمع الزوائد ص ۱۱، الدرر السنی ص ۵۷-۵۸، کتاب النکاح
ص ۲۸، رد المحتار ص ۱۹، السیاح ص ۱۷۷۔
(۲) ابن ماجہ ص ۲۱۶۔

(۱) لسان العرب، المصباح المہر: ۶۔
(۲) ابن ماجہ ص ۵۷، ص ۵۳، جوہر و المجلد ص ۲۹۹، ص ۲۰۰، المحرر علی
المنہج ص ۳۱۵، نہایۃ المحتاج ص ۲۹، المنہج ص ۱۶۸، ص ۲۵۳، طبع ۱۰۰۰۔

بخس، بخیلہ ۱-۳

کتاب النکاح کے باب عیب میں ملاحظہ کی جائیں۔

”بخز“ (منہ کی بدبو) والے انسان کے لئے جمعہ و جماعت میں

حاضری اور عدم حاضری کی اجازت کے بارے میں باب ”صلاۃ

الجماعۃ“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

بخیلہ

تعریف:

۱- ”بخیلہ“ میراث کے باب میں مسائل ”عول“ میں سے ہے۔ اس کو ”بخیلہ“ اس لئے کہا گیا کہ اس میں سب سے کم ”عول“ ہوتا ہے۔

اس کو ”مہر“ بھی کہتے ہیں، اس لئے کہ اس کے بارے میں حضرت عائشہؓ نے نبیؐ کے ”پرہیز“ دریافت کیا گیا تھا، اور یہ فرماؤں کے ان حصوں میں سے ہے جن میں ”عول“ ہوتا ہے، اور یہ ان دو مسئلوں میں آتا ہے جن میں ۲۴ اصل کا عول ۲۷ تک ہوتا ہے۔

۲- پہلا مسئلہ: وہ ہے جس میں ایک نصف (آرہا)، ایک ثمن (آنکھوں حصہ)، دو ثمن مدس (چھٹا حصہ) کے حصہ ہوں، مثلاً: ایک بیوی، ایک بیٹی، والدین اور ایک پوتی ہو تو بیوی کو ثمن ملے گا، بیٹی کے لئے نصف ہوگا، پوتی کے لئے مدس، والدین کے سے دو مدس۔

۳- دوسرا مسئلہ: وہ ہے جس میں ثمن کے ساتھ، شمش، والدین ہوں، مثلاً: ایک بیوی، بیٹی، والدین ہوں، تو بیوی کے سے ثمن ہوگا، بیٹیوں کے لئے دو شمش، والدین کے سے دو مدس، اور اس کا مسئلہ ۲۴ کے بجائے ۲۷ سے ہوگا۔

اس میں سب سے کم ہوتا ہے، چونکہ اس میں عول صرف ایک بار ہوتا ہے، والدین کے مسئلہ کو ”مہر“ بھی کہتے ہیں، اس لئے کہ حضرت

بخس

دیکھئے ”نہیں“۔



بدعت ۱

مٹی سے یہ مسئلہ اس وقت دریافت کیا گیا جب آپ منبر پر تھے، پھر
”پائے جو بدعت تھی“^(۱)۔

تفصیل کے لئے ”ورث“ کے باب میں ”عول“ کی بحث
دیکھی جائے۔

بدعت

تعریف:

۱۔ لغوی طور پر لفظ ”بدعة“ ”بدع الشيء بدعه بدعا“ اور
”ابتدعه“ سے بنا ہے۔ جب اس کو یہ آکرے اور شروع کرے۔

”البدع“ موثق جو بدل (نیکلی) ہو، اسی سے ارشاد ہوئی ہے: ”قل
ما كنت بدعاً من الرسل“^(۱) ”پس نہ بدعتی ہوں میں رسولوں میں
کوئی (اؤگیا تو ہوں نہیں) یعنی میں لوگوں کی طرف بھیجی ہو پہلا رسالہ
نہیں ہوں، بلکہ پہلے بھی بہت سے رسالے چکے ہیں، لہذا میں کوئی
ایسی چیز نہیں ہوں جس کی کوئی نظیر نہ ہو، تم مجھے جھٹی سمجھو۔

البدعة نئی چیز، اور دین مکمل ہونے کے بعد جو چیز اس میں
ایجاد کی جائے۔

”لسان العرب“ میں ہے: ”مبتدع“ وہ شخص ہے جو کسی کام کو
اس انداز سے کرے کہ اس طرح پہلے وہ کام نہیں کیا گیا، بلکہ اس نے
اس کا آغاز کیا ہے۔

”ابدع“، ”ابدع“ اور ”تبدع“ کا معنی ہے: نئی چیز لانا^(۲)،
اسی معنی میں ارشاد ربانی ہے: ”ورهبانية ابدعوها ما كتبها
عليهم الا ابتغاء رضوان الله“^(۳) (اور رہبانیت کو انہوں نے
خود ایجاد کر یا ہم نے ان پر واجب نہیں کیا تھا، بلکہ انہوں نے اللہ کی

(۱) سورۃ احقاف ۹۔

(۲) لسان العرب، الصحاح، مادہ ”بدع“۔

(۳) سورۃ صافات ۲۷۔

(۴) ابن ماجہ ج ۵/ ۵۰۲، حلیۃ الدوسقی ۶۵/ ۳، طبع دہلی و غیرہ ۱۵۲۳ء،
بمیں ۱۹۲۳ء طبع سعودیہ، الطب الفاضلہ ج ۱ ص ۱۷۰ طبع مصر، دہلی۔

پرعت ۲

مصنوعی فی خاطر سے اختیار فرمایا تھا)۔ "ربذوہاں کو ہر حق کی طرف منسوب کیا۔" اور البدیع کو کھجی کی چیز۔ "اور ابدعت الشیء میں نے اس کو بخیر کسی (سابقہ) مثال کے ایجاد کیا۔" اور "البدیع" اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے۔ "اور اس کا معنی ہے: "المبدع" (نئی چیز پیدا کرنے والا) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ چیزوں کو پیدا کرتے ہوئے کو جو میں لاتے ہیں۔

صدا، ج میں بدعت کی تقریفیں الگ الگ ہو رہی ہیں۔ اس سے کہ اس کے مفہوم ہر لوگ کے سلسلہ میں علماء کی را میں مختلف ہیں۔ بعض علماء نے اس کے مفہوم کو بدعت دی ہے، یہاں تک کہ ہر نئی چیز پر اس کا طلاق کیا ہے، بدعت نے اس کی مراد کو محدود رکھا ہے، چنانچہ اس کے ذیل میں درج احکام مختصر ہو گئے۔ ہم مختصراً اس کو دو نقطہ نظر میں بیان کرتے ہیں:

یہاں نقطہ نظر:

۲- بچے نقطہ نظر والے علماء ”پرمت“ کا احاطہ ہر ایسی نئی چیز پر کرتے ہیں جو کتاب و سنت میں نہیں ملتی ہو، خواہ اس کا تعلق عبادات سے ہو یا عادات سے، اور خواہ وہ مذہب مذہب ہو یا غیہ مذہب۔

اس کے قاتلین میں امام شافعی اور ان کے قبیضین میں اعتر بن عبد السلام، نووی و ابو ثامہ ہیں، مالکیہ میں سے قرافی اور رقائق ہیں، حنفیہ میں سے ہن عابدین، ورنہ مالکہ میں سے ابن الجوری، اور نظام یہ ہیں سے اس حرم ہیں۔

یہ نقطہ نظر علامہ عبد السلام کی ”بدعت“ کی تعریف میں ظاہر ہوتا ہے، اور وہ یوں ہے: ”بدعت“ نام ہے ایسے کام کے کرنے کا جس کا وجود رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہ ہو، اور اس کی ہی قسمیں تین ہیں: بدعت واجبہ، حرام بدعت، مستحب بدعت، مکروہ بدعت، جائز

بدعت (۱)۔ ان لوگوں نے ان تمام قسموں کی مثالیں دی ہیں:

چنانچہ واجب بدعت: جیسے علم نحو میں مشغول ہونا، جس کے ذریعہ
 اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کلام سمجھا جاتا ہے، اور یہ واجب ہے،
 کیونکہ شریعت کی حفاظت کے لئے یہ ضروری ہے، اور جس کے بغیر
 واجب پورا نہ ہوتا ہو وہ بھی واجب ہے۔

حرام بدعت کی مثالوں میں سے قدریہ، تجزیہ، مصلحتیہ اور فوارج کا مذہب ہے۔

مختب بدعت: مثلاً ادراس کھولنا، پل بنانا، اور اسی میں سے مسجد میں ایک امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ تراویح کی نماز پڑھنا بھی ہے۔

مکرویدعت: مثلاً مساجد میں نقش و نگار اور مصاحف (قرآن) کو آراستہ کرنا۔

جابر بہ عت: مثلاً نمازوں کے بعد مصافحہ اور لذیذ کھانے، پینے اور سمنے میں توسع کرنا (۲)۔

ان حضرات نے بدعت کو پانچ قسموں میں تقسیم کرنے کے سلسلہ میں چند دلائل پیش کئے ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں:

(الف) رمضان کے مہینہ میں مسجد کے اندر جماعت کے ساتھ نماز اتوار کے بارے میں حضرت عمرؓ کا قول ہے: "نعمت البدعة هذه" (۳) (کتنی اچھی یہ بدعت ہے)، چنانچہ عبدالرحمن بن

(۱) قواعد الاحکام للفرعین عبدالسلام ۲۲۲ طبع استقلالیه، اخاوی سنه ۱۳۵۹ طبع فی الدین تہذیب الاسلام و الفکات السنوی ۲۲۲ القسم الثانی، طبع البیروت فی تلخیص البیاض لابن الجوزی ۱۶ طبع البیروت فی ابن عابدین ۲۶۶ طبع بیروت، المباحث علی افکار البیروت و الحوادث فی ثمانہ ۱۳، ۵ طبع المطبعۃ العربیہ

(۲) قواعد و احکام ۱۴۲، الفروق ۳/۲۱۹.

(۳) ترویج کے سلسلہ میں حضرت عمر و بنی حواریت "جمعیت المدینۃ العلمیۃ" کی روایت بخاری (الحج ۲۵۰ طبع اشرفی) سے ہے۔

(ب) کی تقسیم کا پتہ چلتا ہے، ان احادیث میں سے یہ مرفوع حدیث ہے: ”من من سنة حسنة فله اجرها و آخر من عمل بها الى يوم القيامة، ومن من سنة سيئة فعليه وزرها وورثها من عمل بها الى يوم القيامة“^(۱) (جس شخص نے اچھے طریقہ پر عمل کیا اس کے لئے اس کا ثواب ہے، اور اس تمام لوگوں کا ثواب ہے جو اس پر عمل کرتے رہیں گے قیامت تک۔ اور جس شخص نے برے طریقہ پر عمل کیا اس کے لئے اس کا ثواب نہ ہو اور اس تمام لوگوں کا ثواب ہوگا جو اس پر عمل کرتے رہیں گے قیامت تک)۔

دوسرا نقطہ نظر:

۳- علماء کی ایک جماعت بدعت کے مذموم ہونے کی رائے رکھتی ہے، اسوں نے ثابت کیا کہ تمام تر بدعت گمراہی ہے، خواہ وہ عادات سے تعلق نہ یا عبادات سے، اس کے قائلین میں امام مالک، شافعی اور طحاوی ہیں۔ حنفی میں سے امام شافعی، ربیع، اور شافعیہ میں سے تہجدی، ابن جریر عسقلانی، ابن جریر ثعلبی، اور حنابلہ میں سے ابن رجب اور ابن تیمیہ ہیں^(۲)۔

اس نقطہ نظر کی تشریح کرنے والی سب سے صحیح تعریف شافعی نے کی ہے، اسوں نے ”بدعت“ کی تعریف کی ہے:

”تعریف: یہ، ان میں سے، یہاں کہ وہ ایسا طریقہ ہے جو شریعت کے مشابہ ہو جس پر چلنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت میں معاون رہنا

(۱) حدیث ”من من سنة حسنة...“ کی روایت مسلم (۷/۵۸۲) طبع النجفی کے ہے۔

(۲) الاخصاص للعلامی ۱/۱۸، طبع انجاریہ، الاعتقاد علی مذاہب اربعہ، ص ۱۳، طبع دار المعتمد للحدیث، الحوادث والبدع للطرطوشی ص ۸، طبع تونس، اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیہ ص ۲۲۸، ۲۲۹، طبع المکرم، جامع بیوں العلوم والحکم ص ۱۶۰، طبع المیزان، جوہر الاکلیل ۱/۱۱۳، طبع معروض، عمدة القاری ۳/۲۵، طبع المیزان، فتح الباری ۵/۱۵۶، طبع النجفی۔

عبد القاری سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: ”میں رمضان کی ایک رات میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے ساتھ مسجد گیا لوگ (وماں) الگ الگ ”رعد“ اچھا، تھے، کوئی تنہا نماز پڑھا، ہاتھ اور کوئی نماز پڑھا، اس کے پیچھے کچھ لوگ بھی شریک ہو جاتے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ اگر ان سب کو ایک قاری (مام) پڑھا، سارے میں تو بہت بہتر ہو، پھر یہ خیال عزم میں بدلا، اور ان سب کو حضرت ابی بن کعبؓ پر جمع کر دیا، پھر میں اس کے ساتھ ایک دوسری رات کو نکلا اور لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھا، رہے تھے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: کتنی اچھی بدعت ہے یہ۔ اور جس وقت لوگ سو رہے ہیں وہ وقت ریا و افضل ہے اس وقت سے جس میں نماز پڑھتے ہیں، ان کی مراد تہجدی رات کا آخری حصہ، لوگ رات کے بہت ہی حصہ میں نماز پڑھتے تھے۔“

(ب) مسجد میں جماعت کے ساتھ چاشت کی نماز کو حضرت ابن عمرؓ نے ”بدعت“ کا نام دیا، جب کہ یہ اچھے کاموں میں سے ہے۔

حضرت مجاہد سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: ”دخلت انا وعروة بن الزبير المسجد، فابدا عبد الله بن عمر حالس الى حجرة عائشة، واذا ناس يصلون في المسجد صلاة الصبح، فسالناه عن صلاتهم، فقال: بدعة“^(۱) (میں اور عروہ بن الزبیر مسجد میں گئے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہؓ کے کمرہ کے پاس پہنچے ہوئے تھے، اور لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھا رہے تھے، ہم نے ان سے ان کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ ”بدعت“ (خارجی) ہے۔

(ج) وہ حدیث ابن رجب سے بدعت کے حسنہ (اچھی) اور سیئہ

(۱) مسند نفی کے بارے میں حضرت ابن عمرؓ کے قول کی روایت بخاری (صحیح ۵/۸۸۳) کے ہے۔

اور احسان میں نہ ملتی ہوں^(۱) اس معنی میں ”محدثات“ ”بدعت“ سے جوہر کے معنی کے اعتبار سے بانہم مل جاتے ہیں۔

بے طہارت:

۵- فطرة: آغاز کربا، ایجاد کربا، ”فطر اللہ الحق“ (اللہ نے مخلوق کو از سر نو پیدا کیا)، اور کہا جاتا ہے: ”أنا فطرت الشيء“ (میں نے فلاں چیز پیدا کی) یعنی میں پہلا انسان ہوں جس نے اس چیز کا آغاز کیا^(۲)۔

اس مفہوم کے اعتبار سے ”بدعت“ کے ساتھ اس کے بعض لغوی معانی کے اندر دونوں لفظ بانہم مل جاتے ہیں۔

ن - سنت:

۱- سنة: لغت میں ”طریقہ“ کو کہتے ہیں، خواہ اچھا ہو یا ر^(۳)، بنی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها إلى يوم القيامة، ومن سن سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها إلى يوم القيامة“^(۴) (جس نے اچھا طریقہ جاری کیا اس کے لئے اس کا اجر اور ان تمام لوگوں کا جو اس پر قیامت تک عمل کرتے رہیں گے، اور جس نے بُر طریقہ جاری کیا تو اس پر اس کا اور ان تمام لوگوں کا گناہ ہے جو اس پر قیامت تک عمل کرتے رہیں گے)۔

اسطلاح میں: ”سنت“، ان میں وہ قائل اتباع جاری طریقہ ہے جو اللہ کے رسول ﷺ یا ان کے صحابہ سے نقل ہو، رٹا و بوی ہے:

(۱) لسان العرب، الصحاح للجویری: ۱۵۸ ”حدث“۔

(۲) لسان العرب، الصحاح: ۱۵۸ ”فطر“۔

(۳) لسان العرب، الصحاح، المصباح، المغرب: ۱۵۸ ”سن“۔

(۴) حدیث: ”من سن سنة حسنة“ کی تخریج (نقرہ نمبر ۲ میں) کدہ بجلی۔

اولی الامر (حکام) کے جمع و حاجت کی بصیرت کرتا ہوں، اگرچہ وہ جشی عدم ہو، جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، و تتم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، ان سنتوں کو مضبوطی سے تمام لو، اور انتوں سے، بالوں، اور خیر، اور دین کی نئی چیزوں سے بچنا، اس لئے کہ نئی چیز بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے)۔

(د) اس سلسلہ میں صحابہ کے قول بھی ہیں۔ ان میں حضرت تمام کی یہ روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ ایک مسجد میں داخل ہوا، اس میں اذان ہو چکی تھی، اور ہم اس میں نماز پڑھنا چاہ رہے تھے تو مؤذن نے ”محبوب“ کی، تو عبداللہ بن عمر مسجد سے نکل آئے اور کہا: ”احرج بنا من عند هذا المبتدع“ (اس بدعتی کے پاس سے نکل چلو)، اور آپ نے اس میں نماز نہیں پڑھی^(۵)۔

متحدتہ الفاظ:

سلف - محدثات:

۳- ”حدیث“ (نیا) ”قدیم“ (پرانا) کی ضد ہے، اور الحدیث: کسی چیز کا عدم سے وجود میں آنا ہے، ”محدثات الأمور“ سلف صالحین میں پر قائم تھے ان کے علاوہ اہل ابواء (خواہشات والوں) سے نئی چیزیں کو ایجاد کر یا ہو، حدیث میں ہے: ”یا حکم ومحدثات الأمور“^(۶) (دین کی نئی چیزیں سے بچو)، محدثات ”محدث“ کی جمع ہے اور اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو کتاب، سنت

(۵) حضرت عبداللہ بن عمر کے نزدیکی روایت طبرانی (معجم المروک ۲/۲۰۲) نے کی ہے۔

(۶) حدیث: ”یا حکم ومحدثات الأمور“ کی مطووع روایت اور اس کی تخریج (نقرہ نمبر ۳ میں) کدہ بجلی۔

میں سے کی چیز کا قیاس نہ ہونا ہو جب تک اس پر اصرار کرنے سے امتراز کیا جائے، ارشاد خداوندی ہے: ”إِنْ نَحْنُ كُفَرُوا كُفَرُوا بِمَا نَحْنُ عَلَيْهِمْ وَعَلَىٰ عُنُقِهِمْ سَبْعُ مِائَاتٍ“ (۱) ”تم اس بڑے کاموں سے جو تمہیں منع کئے گئے ہیں پھرتے رہے، تو ہم تم سے تمہاری (چھوٹی) برائیاں اور برائیاں گئے، اس مفہوم میں ”بدعت“ معصیت سے ریا و عام ہوئی، یہ تک وہ معصیت کو بھی شامل ہوئی جیسے حرام بدعت اور غیر مذکور بھی بدعت، اور یہ معصیت کو بھی شامل ہوئی جیسے جب بدعت، ”تجب بدعت“ ”رجاز بدعت“ (۲)۔

۷- مصلحت مرسلہ:

۸- ”المصلحة“ لغت میں معنی ”در ذل، دنوں اعتبار سے منفعت کی طرح ہے، جس پر مصدر ہے ”صالح“ (تعلی) کے معنی میں، یہ ”صالح“ کا واحد ہے۔

اصطلاح میں ”مصلحت مرسلہ“ پانچ ضروریات میں مختصر شریعت کے مقاصد کی مخالفت کرنا ہے، جیسا کہ امام غزالی نے فرمایا، وہ امام شافعی کے نزدیک وہ ایسے مناسب امور کا اعتبار کرنا ہے جن کی تائید کسی مین اصل سے نہ ہوتی ہو، یا ”مصلحت مرسلہ“ یہ ہے کہ مجتہد کسی کام میں رائج منفعت محسوس کرے، اور شریعت میں اس کی کمی نہ ہو، یہ تعریف ابن تیمیہ کے نزدیک ہے، یا ”مصلحت مرسلہ“ یہ ہے کہ کسی امر کو ایسے مناسب کے اعتبار سے معتق کیا جائے کہ شریعت میں اس کے اعتبار یا عدم اعتبار کی سرحاست نہ ہو، البتہ وہ تصرفات شریعہ سے ہم آہنگ ہو (۳)، اس کے علاوہ بھی دیگر تعریضیں ہیں جن کی

(۱) سورہ نساء ۱۳۱

(۲) لغت ابن قدامہ، ص ۱۷۷، حاشیہ ابن قدامہ، ص ۱۷۷، حاشیہ ابن قدامہ، ص ۱۷۷

(۳) المصنف، ص ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵

عبادات میں بدعت:

حجاء کا تعلق ہے کہ عبادات میں بدعت کی قسموں میں سے بعض وہ ہیں جو حرام اور گناہ ہیں اور بعض مکروہ ہیں۔

نہ- حرام بدعت:

۱۱- اس کی مثالوں میں سے: شادی نہ کرنا، دھوپ میں کھڑے ہونا، روزہ رکھنا، شہوتِ جماع کو ختم کرنے اور عبادت کے لئے قارٹ ہونے کی خاطر خفی کرنا ہے، (حرمت کی دلیل) رسول اللہ ﷺ کی (یہ) حدیث ہے: "جاء ثلاثة رهط إلى بيوت أزواج رسول الله ﷺ، يسألون عن عبادته، فلما أخبروا كأنهم تقالوها فقالوا: ولين نحن من النبي ﷺ، قد عمر الله له ما تقدم من ذنبه وما ناحر، قال أحدهم: أما أنا فإني أصلي الليل أبدا، وقال الآخر: أنا أصوم الدهر ولا أفطر، وقال الآخر: أنا أعتزل النساء فلا أتزوج أبدا، فجاء رسول الله ﷺ فقال: أنتم الذين قلتم كذا وكذا، أما والله إني لأخشاكم لله وأتقاكم له، لكني أصوم وأفطر، وأصلي وأرقد، وأتزوج النساء، فمن رغب عن سنتي فليس مني" (۱) (تین دی نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے گھر آئے اور اللہ کے رسول ﷺ کی عبادت کے بارے میں پوچھا، جب ان کو بتایا گیا تو کو یہ انہوں نے اس کو کم سمجھا اور کہہ دی نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں ہم کہاں؟ اللہ نے آپ کے اگلے پیچھے گناہ معاف کر دیے ہیں، پھر ان میں سے ایک نے کہا: میں ہمیشہ رات کو نمازیں پڑھوں گا، دوسرے نے کہا: میں پورے زمانہ روزہ رکھوں گا اور انکار نہیں کروں گا،

تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہی لوگوں نے ایسا کیا کہا ہے، اللہ کی قسم میں تم سب میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں، لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، تو جس نے میری سنت سے اعراض کیا، وہ مجھ سے نہیں۔

ب- مکروہ بدعت:

۱۲- عبادات میں بدعت بھی مکروہ ہوتی ہے، مثلاً یومِ عرفہ کی شام کو غیر تہجد کے لئے دعا کی غرض سے جمع ہونا (۱)، جمعہ کے خطبہ میں تعظیماً سلاطین کا ذکر کرنا، دعا کے لئے ذکر ہوتا جا رہا ہے، اور مساجد میں نقش بنکارنا (۲)۔

محمد بن ابی القاسم سے مروی ہے، وہ ابو لہبختی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کو بتایا کہ کچھ لوگ مغرب کے بعد مسجد میں بیٹھتے ہیں، ان میں ایک شخص کہتا ہے: اتنی بار "اللہ اکبر" کہو، اتنی بار "سبحان اللہ" کہو، اتنی بار "الحمد للہ" کہو، حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا: جب تم ان کو ایسا کرتے ہو تو میرے پاس آؤ، ان کی نشست گاہ مجھے بتاؤ، پھر وہ شخص آیا اور بیٹھ گیا، جب ان سب کو کہتے ہوئے سنا تو انہوں نے حضرت ابن مسعود کے پاس آیا، حضرت ابن مسعود تشریف لائے، (۱) وہ بدعت آدمی تھے) فرمایا: میں عبد اللہ بن مسعود ہوں، قسم ہے

(۱) البدع وأبی عنہما للوضاح القرطبي ۱/۲ ص ۳۷۶ طبع الامتد ل دمشق ۱۳۳۹ھ

(۲) قواعد الاحکام ۲/۲ ص ۲۲۲، الاعتصام ۲/۲ ص ۲۲۲، البدع والاعراض ۲۵، ۲۳۔

(۱) حدیث: "جاء ثلاثة رهط" کی روایت بخاری (تصحیح ۱۰۳/۹ طبع) سنن ابی یوسف (۲/۲ ص ۱۰۳ طبع) میں ہے۔

اے اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تم لوگوں نے ظلماتِ بدعت پیدا کی، تم اسی ب محمد ﷺ سے علم میں نہ آ گئے، تو عمر و بن عبد العزیزؒ نے کہا: ”تستغفر اللہ“ تو حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا: تم لوگ اس رسم کو لازم پکڑو، ورنہ اس کے مطابق چلو، اُرتم، میں یا میں ہوے تو بہت دوری گری میں پڑ جائے گا (۱)۔

عادت میں بدعت:

۱۳- عادت کی بدعتوں میں بعض مکروہ ہیں، مثلاً کھانے پینے جیسی چیزوں میں فضول نہ چھی کرنا، اور بعض مباح (حلال) ہیں، مثلاً کھانے، پینے، پہننے اور سنے کی چیزوں میں لذت یہ چیزوں کا اضافہ کرنا، جیسے پڑنا، چستین چوڑی رکھنا، شطرنج، کھانا اور تباہی نہ ہو۔

ایک جماعت کی رسم ہے کہ دن عادت کا تعلق عبادات سے نہیں ہے ان میں نئی عادت کا اختیار کرنا جائز ہے، اس لئے کہ اُردی عادت کے اختیار کرنے پر مؤاخذہ کیا جائے تو ضروری ہوگا کہ اس کے بعد جتنی بھی نئی عادتیں کھائے، پیئے، پہنئے، چستیں آلود مسائل میں ظاہر ہو میں سب مکروہ بدعتیں قرار دی جائیں اور یہ باطل ہے، اس سے کسی سے یہ نہیں کہا کہ جو عادتیں، اہل کے بعد وجود میں آئی ہیں وہ ان کے مخالف ہیں، اور اس لئے بھی کہ عادت ان چیزوں میں سے ہیں جو زمان و مکان کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں (۲)۔

بدعت کے محرکات و اسباب:

۱۴- بدعت کے اسباب محرکات بہت زیادہ اور متعدد ہیں، ان

- (۱) سنن ابی یوسف، ۱۶-۱۷ طبع ۱۳۹۷ھ، الادب الشریعہ ۱۱۰/۲ طبع المریض، دار البیروتی، لاہور، ۲۳۔
(۲) قواعد الاحکام ۱۲۲/۲-۱۲۳، الاخصار، طبعی ۱۲۲/۲-۱۲۳۔

سب کا شمار کرنا ضروری ہے، اس لئے کہ وہ حالات، زمانہ، مقام اور اشخاص کے اعتبار سے بدلتے بھی رہتے ہیں، دین کے حکام اور اس کے فروغ (ترویج) کے بہت ہیں، ورنہ اس سے انحراف کرنے اور حکم میں شیطانی راتوں پر پڑ جانے کے سبب بھی متعدد ہوتے ہیں۔ باطل کے کسی بھی راستہ پر نکل جانے کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے، اس کے باوجود اہل دین و اہل تہذیب بدعت کے سبب بحرکات ہوتی ہیں:

الف- مقاصد کے ذرائع سے ماہ تفہیم:

۱۵- اللہ تعالیٰ نے قرآن کو عربی زبان میں ماریا ہے اور اس میں غیر عربیت بالکل نہیں ہے، مطلب یہ ہے کہ قرآن اپنے الفاظ و معانی اور اسلوب میں عرب کی زبان کے بالکل مطابق ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر یہ ہے ”ما ازلما یذہبنا“ انا ازلماہ قرآنا عربیاً“ (۱) (بے شک ہم نے ازلماہ قرآن فصیح)، اور ازلماہ ہے: قرآنا عربیاً غیر دی عروج“ (۲) (قرآن فصیح جس میں کوئی کمی نہیں)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اس وقت تک نہیں کبھی بدلتی جب تک عربی زبان نہ سمجھ لی جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وکللک ازلماہ حاکما عربیاً“ (۳) (اسی طرح ہم نے اس کو عربی حکم مازل کیا)، اور اس (عربی زبان) کے اندر کوئی کبھی کبھی بدعت کی طرف لے جاتی ہے۔

ب- مقاصد سے ماہ تفہیم:

۱۶- مقاصد میں سے وہ چیزیں ایسی ہیں جن کا جاننا اور ان سے

- (۱) سورہ یوسف ۲۸۔
(۲) سورہ زمر ۲۸۔
(۳) سورہ بقرہ ۲۳۔

واقف رہنا انسان کے لئے ضروری ہے:

(۱) شریعت کامل و مکمل ہو کر آئی اس میں نہ تو کوئی کمی ہے اور نہ زیادتی، ورنہ شریعت کو اعمال و عبادت سے و بطناضہ وری ہے نہ کہ نفس کی نظر سے، ورنہ شریعت کی عبادت، عبادات اور معاملات کے بارے میں اس کے ساتھ عباد اور یقین کا تعلق رکھنا ضروری ہے، اور اس سے ذرا بھی شریعت نہ صحیح نہیں ہے، اسی چیز سے امتدین مائل رہے ورنہ شریعت میں کچھ اضافہ کر دیا، اور اللہ کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولنے کا ارتکاب کیا، اور ان سے جب اس سلسلہ میں کہا گیا تو انہوں نے کہا: ہم اللہ کے رسول کے خلاف جھوٹ نہیں بولتے بلکہ اس کی حمایت میں جھوٹ بولتے ہیں۔ محمد بن حیدر رونی سے نقل کیا گیا ہے کہ اس نے کہا کہ جب کوئی بات اچھی ہو تو میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ اس کو اللہ کے رسول ﷺ کی طرف منسوب کر دوں۔

(۲) اس کا پتہ یقین رکھنا چاہئے کہ قرآن کی آیات اور احادیث کے رموز و قرآنی آیات میں باہم یا احادیث میں باہم کوئی تعارض اور تضاد نہیں ہے، اس لئے کہ ہر چشمہ ایک ہی ہے، اور رسول اللہ ﷺ خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتے تھے، وہ بتی بتی تھے جو آپ پر اترتی تھی، اور کچھ لوگوں پر اس کی ماہی کی وجہ سے بلاش تیزیں مختلف ہو گئیں، یہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يَحْجُورُ حَاجِرُهُمْ" (وہ قرآن پڑھیں گے میں قرآن ان کے گھٹے سے آگے نہیں بڑھے گا)۔ گدشیہ معروضات سے واضح ہے کہ شریعت کامل و مکمل ہے اور اس کے نصوص کے مابین کوئی تضاد و تعارض نہیں ہے۔

شریعت کے کمال کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

"الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمِي"

و دھیت لکم الاسلام دینا" (آج میں نے تمہارے سے دین کو کامل کر دیا، و تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لئے اسلام کو پورا کر دیا)۔

واللہ یا معنی میں تشناکانہ ہونا تو اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ غور کرنے والا قرآن میں اختلاف نہیں پائے گا، اس لئے کہ اختلاف علم، قدرت اور حکمت کے منافی ہے (۲)، "أَلَمْ يَجْعَلْ يَتَذَكَّرْ الْفَرَّانَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا" (۳) (کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ (کلام) اللہ کے سوا کسی (اور) کی طرف سے ہوتا تو اس کے اندر بے "اختلاف پاتے)۔

ج- سنت سے ماہ اقییت:

۱- بدعت کے اسباب میں سے سنت سے ماہ اقییت بھی ہے۔

سنت سے ماہ اقییت سے مراد وہ چیزیں ہیں:

(۱) اصل سنت سے لوگوں کی ماہ اقییت۔

(۲) صحیح اور غیر صحیح احادیث سے ان کا ماہ واقف ہونا جس کی وجہ سے ان پر مسئلہ گندہ ہو جاتا ہے۔

سنت صحیح سے ماہ اقییت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف غلط

مستحب بنی فی احادیث کو اختیار کرنے لگتے ہیں۔

قرآن و سنت کے بہت سے نصوص اس سے منع کرتے ہیں،

ارشاد ربانی ہے: "وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ، إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا" (۴) (اور

(۱) سورہ مائدہ ۳

(۲) الاقسام ۲/۳۶۸، الفخر الرازی ۱۰/۱۹۶، ۹۷۔

(۳) سورہ نساء ۸۲

(۴) سورہ ابراہیم ۳۶

اعتبار سے ہی "شرعیعت کے اعتبار سے بھی، اور اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی ہے، اور جو متناہی ہو وہ غیر متناہی کے برابر نہیں ہو سکتا، اس کا خلاصہ یہ نکالو:

(۱) عقل جب تک اس صورت پر باقی ہے، اس کو طی الاطراق "حاکم" (فیصل) نہیں مانا جائے گا، اور عقل پر ایک مطلقاً "حاکم" ثابت ہو چکا ہے، اور وہ "شرعیعت" ہے، لہذا ضروری تھیں کہ جس کا حق مقدم ہوا ہے اس کو مقدم رکھا جائے، اور جس کا حق موخر رہا ہے اس کو موخر رکھا جائے۔

(۲) جب انسان شریعت میں ایسی باتیں پائے جو ظاہر معارف عادات کے خلاف ہوں یعنی ویسا اس سے پہلے انسان نے نہ دیکھا تھا اور نہ ہی صحیح علم کے ذریعہ اس کو معلوم ہوا تھا تو ایسے مواقع پر اس کے لئے جاری نہیں ہے کہ فوراً اس کا انکار کرے، بلکہ اس کے سامنے باتیں ہیں:

(۱) اصل یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول "وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ، كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا" (۱) (اور پختہ علم والے کہتے ہیں کہ ہم تو اس پر ایمان لے آئے) (وہ) سب ہی ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے) پر عمل کرتے ہوئے ان کی تصدیق کرے، نہ کہ عقلی علم کو انہیں فی العلم اور ماہرین علماء کے حوالے کرے۔

(۲) دہم یہ کہ اس میں تاویل کرے اور ممکن حد تک ظاہر کے مطابق آراء پر محمول کرے (۲)، اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کا یہ توں کرتا ہے: "ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأُمُورِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ النَّفْسِ لَا يَعْلمُونَ" (۳) (پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک

اس چیز کے پیچھے مت ہو کر جس کی بابت تجھے علم (صحیح) نہ ہو بے شک کا۔ اور "نکھ" رسول کی پوچھ، شخص سے ہوئی)۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار" (۱) (جو میرے اوپر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے)۔

سنت سے ماہ قنیت ہی میں سے قانون سازی میں سنت کے رہیں سے ماہ انفارمنا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ شریعت میں سنت کا کیا مقام ہو رہا ہے۔ ارشاد ہے: "وَمَا آفَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْهَوْا" (۲) (اور رسول جو کچھ تمہیں دے دیا کریں وہ لے لیا کرو، اور جس سے وہ تمہیں روک دیں رک جا کر کرو)۔

د- عقل سے خوش گمان ہونا:

۱۸- بدعت کے اسباب میں سے علماء نے عقل سے خوش گمانی کو بھی شمار کیا ہے، وہ یوں ہوتا ہے کہ مبتدع اپنی عقل پر امتنا کرتا ہے، اور جی "موسوم" ہی ﷺ کے بتائے پر امتنا نہیں کرتا، تو اس کی ناقص عقل صراط مستقیم (سیدھے راستہ) سے اس کو بہت دور بنادیتی ہے، اور وہ عقلی اور بدعت میں پڑ جاتا ہے، اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کی عقل اس کو منزل تک پہنچانے والی ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عقل اس کی دانت کا سبب بن جاتی ہے۔

۱۹- یہ اس سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کے سوچنے کی ایک نہ مقرر فرمادی ہے جس سے آگے وہ بڑھ ہی نہیں سکتی، کیت کے

(۱) حدیث: "من كذب علي متعمداً..." کی روایت بخاری (۲۰۲/۱) طبع (طبع سنقری) سے حضرت ابوبکر سے اور مسلم (۳/۲۲۹۸، ۲۲۹۹) طبع (بکری) نے حضرت ابوسعید خدری سے کی ہے۔

(۱) سورة آل عمران ۷۷۔

(۲) الاقسام للعلما ۲/۵۷۲، ۵۸۲، (علامہ الموقدین ۱/۷۷ طبع دار الفکر، بيروت ۱۹۷۷ء)۔

(۳) سورة جاثیہ ۱۸۔

وَجَلَمَا آيَدَا عِيسَى اِمَّةٍ وَاَنَا عَلٰى اَثَرِهِمْ مُّسَلِّمُونَ“ (۱) (ہم نے اپنے باپ و دادا کو ایک خاص طریقہ پر پایا ہے اور ہم انہیں کے نقش پر قدم رکھ رہے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبان سے مولاۃ: ”قَالَ اُولُو حُكْمٍ يَّاهْدٰى مَعَا وَجْهَكُمْ عَلٰى اِهْدَ اِهْدَ كُمْ“ (۲) (اے ان کے پیہر نے) تاکہ اگرچہ میں اس سے متہ طریقہ منزل پر پہنچا، اپنے کے اعتبار سے لایا ہوں جس پر تم نے اپنا پ: ”اے کو پایا ہے)۔

ب۔ بعض مقلدین کا اپنے اثر کے بارے میں خاص رائے رکھنا اور اس کے لئے تعصب برتنا۔ کیونکہ تقلید کے اندر یہ مبالغہ پسندی بعض عیسویوں اور لال کے نگاروں کی تاویل اور اپنے مخالفین کو جماعت سے الگ قرار کرنے کا سبب بن جاتی ہے۔

ج۔ غلط تصورات و متصورات پر جاری ہوئے والے حالات یا ان سے منقول قول کو، یں شریعت کا درجہ دینا، اگرچہ وہ کتاب و سنت کے نصوص شریعہ کے خلاف ہوں۔

د۔ کسی امر کے چھوڑنے یا نہ ہونے کا فیصلہ عقل کے ذریعہ کرنا، اس مذہب کا حاصل یہ ہے کہ شریعت کے بجائے انسانی عقول کو حاکم بنا دیا جائے، اور یہ ن بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے جس پر دین میں بدعت پیدا کرے، والوں کی ہمارے کھڑی ہوتی ہے، اس طرح کہ شریعت اگر اس کی رے کے موافق ہوتی تو اسے قبول یا مرنہ چھوڑ دی جاتی۔

ھ۔ خواب پر عمل کرنا، اس لئے کہ خواب کبھی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، ”کبھی نفسانی ہوتوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی پر اگندہ خیالات کا نتیجہ ہوتا ہے، تو صاف سمجھنا چاہیے کہ خواب کب متعین

ہو سکتا ہے کہ اس کے مطابق عمل لگایا جائے؟

بدعت کی قسمیں:

۱۔ لال سے قربت اور دوری کے اعتبار سے بدعت کی دو قسمیں ہیں: حقیقی و راسخی۔

بدعت حقیقی:

۲۲۔ یہ وہ بدعت ہے جس کی کوئی دلیل شرعی نہ ہو، نہ کتاب و سنت میں، نہ اجماع میں، نہ اہل علم کے نزدیک معتبر استدلال ہو، نہ فی الجملہ ”رہ تھیلا“ اس لئے سے حقیقی بدعت کہہ یا کہ یہ کسی نوید امتی ہے جس کی مثال پہلے نہ تھی، اگرچہ بدعتی پسند نہیں کرتا ہے کہ اس کی جانب شریعت سے شرم کی نسبت کی جائے، کیونکہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا استناد مقتضائے لال کے تحت ہے، مین حقیقت یہ ہے کہ یہ دعویٰ درست میں ہے، نہ حقیقت و نہ ظاہر، حقیقت و دلائل کی رو سے غلط ہے، اور ظاہر آیوں کہ اس کے دلائل شکوک و شبہات میں لال میں ہیں (۱)۔ مثال کے طور پر فقہ ابی اللہ کے لئے رہبانیت اختیار کرنا، شادی کا سبب پائے جانے اور کسی شرعی رباط کے نہ ہونے کے باوجود ثناء کی نہ کرنا، جیسے اس سمیت کریمہ میں مذکور مسایوں کی رہبانیت اور ”ہدایۃ الیہ عوہا ما کتبناھا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ“ (۲) (اور رہبانیت کو انہوں نے خواہش کیا، یا ہم نے اس پر جب میں یہ تھا، بلکہ نبیوں نے اللہ کی رضامندی کی خاطر (اسے اختیار کر لیا تھا)۔ یہ چیز ماقبل سے ہم تھی، اسلام آنے کے بعد ہماری شریعت میں اس فرمان کے ذریعہ سے

(۱) الاقصاء ۲/۳۳۲۔

(۲) سورۃ صافات ۲۷۔

(۱) سورۃ فرقہ ص ۳۳۔

(۲) سورۃ فرقہ ص ۳۳۔

چوپایوں کے حکم میں جو کچھ ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے، ہمارے بیویوں کے لئے حرام ہے، ہر اُردو مرد و بیوی میں وہ سب شریک ہیں) "وَسَيِّئًا" "مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ مَّحْجُورٍ وَلَا سَابِقٍ وَلَا وَصِيَّةٍ وَلَا حَاجَةٍ" (۱) (اللہ نے نہ ہی دُکُشروں یا ہے "وَسَيِّئًا" کو "وَسَيِّئًا" کو "وَسَيِّئًا" کو)۔

اسی طرح منافقین کی بدعت خنوں نے، دین کو مان مال و غیرہ کے تحفظ کا فریاد بنایا تھا: "يَهْلِكُونَ بِأَقْوَاهِيهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ" (۲) (یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں) اس جیسے امور بدعت صریح کفر ہیں کہ فصوص شریعت میں اس پر نکتہ ہے، ہر اس پر امید سنی غی ہے۔

کچھ بدعت "ناذیرہ" ہیں، غرض نہیں ہیں، یا ان کے غرضوں میں اختلاف ہے، جیسے گمراہ فرقوں کی بدعت۔ یہ کچھ بدعت بالاتفاق کفر نہیں ہیں صرف معصیت ہیں، جیسے یا سے "ناذیرہ" اور صوبہ میں کھڑے ہو کر روزہ رکھنا، شہوتِ جہاں کو ختم کر کے اُسے ہنسی کرنا کہ احادیث میں ان کی ممانعت وارد ہے، بعض ایسی احادیث گزر بھی چکی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا" (۳) (اور اپنی جانوں کو قتل مت کرو، بے شک اللہ تمہارے حق میں بہت مہربان ہے)۔

غیر کافرانہ بدعت کی گناہ صغیرہ، اور نبیرہ میں تقسیم:

۲۵- معاصی کچھ صغائر ہوتے ہیں اور کچھ بابر، اس کا تعین اس بات سے ہوتا ہے کہ وہ ضروریات سے متعلق ہیں یا حاجیات سے یا

تسبیحات سے، اُردو روایات سے متعلق معصیت ہو تو وہ کفر نہ رہے، اُردو تسبیحات کے حق میں ہو تو وہ معصیت بلاشبہ دینی درجہ کی ہے، اور اُردو حاجیات سے اس کا تعلق ہو تو اس کا مقام، انوں بدکرداروں کے ارمیان ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ كِتَابَ الْإِسْلَامِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّعْمَ" (۱) (وہ لوگ ایسے ہیں جو نبیرہ "ناہوں اور بے حیائیوں سے بچے رہتے ہیں،" "ماں یہ کہ بلکہ بلکہ گناہ ہو جائیں)، اور ارشاد ہے: "إِنْ تَجْتَنِبُوا كِتَابَ مَا تَسْهَوْنَ عَمَّا كُنْتُمْ عَنِكُمْ سَمْعًا وَبَصَرًا مَدْحًا كَرِيمًا" (۲) (اُردو ہر بے کاموں سے جو تمہیں منع کئے گئے ہیں بچتے رہو، تو تم تم سے تمہاری (چھوٹی) برائیاں اور زراں گئے "اور تمہیں یک مقرر مقام پر اُفلا زراں گئے)، جس جب معاصی یک درجہ کے نہیں ہیں بلکہ اس میں قنات ثابت ہے تو بدعت میں بھی اسی طرح تصور کیا جائے گا، کیونکہ بدعت بھی مجملہ معاصی کے ہیں، کچھ بدعت کا تعلق ضروریات سے ہوگا، کچھ کا تعلق حاجیات سے، اور کچھ بدعت تسبیحات سے متعلق ہوں گی۔

ضروریات سے متعلق رہنے والی بدعت یا تو دین سے متعلق ہوں گی یا جان، نسل، عقل یا مال سے متعلق ہوں گی (۳)۔

دین سے متعلق بدعت کی مثال کفار کی اختراعات "ورطت" اور بھی ہیں ان کی جانب سے تبدیلی ہے، جیسے اللہ کا ارشاد ہے: "مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ مَّحْجُورٍ وَلَا سَابِقٍ وَلَا وَصِيَّةٍ وَلَا حَاجَةٍ" (۴) (اللہ نے نہ ہی دُکُشروں یا ہے "وَسَيِّئًا" کو "وَسَيِّئًا" کو)۔ اس آیت کا حاصل بھی یہی ہے کہ تقابلی نیت سے اللہ کی حد اس

(۱) سورہ نمل ۳۲

(۲) سورہ نساء ۳۱

(۳) عقداً للعلماء ۲/۱۲۱، قواعد الاحکام ۱/۱۹۱، ابن ماجہ ۱/۳۰۹، ۳۰۹

(۴) سورہ انعام ۳۹

(۱) سورہ مائدہ ۱۰۳، دیکھئے قرطبی ۳/۳۵۷ طبع دارالکتب الخیر الرازی

۱۰۹/۱۳۱، ۲۰۲ طبع عبد الرحمن محمد

۲ سورہ آل عمران ۱۶۷

(۳) سورہ نساء ۳۹، دیکھئے احکام اہل القدر ۳/۱۷۳

کردہ شیء کو حرام یا حلال ہے، پھر جو یہ وہ سائنس و بیعت میں بھی
صالحات تھیں۔

جس سے متعلق بہت سی مثالیں بعض ہندوستانی فرقوں کا رہیں گی،
مقام ہند حاصل کرنے کے لئے اپنی جانوں کو مختلف قسم کے مذاہب
میں داتا کرنا ہر دم نے میں جھڑی رہا ہے۔

نسل سے متعلق بدعت کی مثال عہد جاہلیت کے دو نکاح میں ہیں
 کا معمول و رواج دین کی مانند ان میں تھا، حالانکہ نہ تو شریعت
 انہیں ال سے جہنا تھی ورنہ وہ بے نیکی کی شریعت و شخص ان کی
 اختراعات تھیں۔ یہی نکاح کا و رخصت کا شرعی فقہ مذہب سے
 مرہ کی جاہلیت کے نکاح و الی حدیث میں ہے (۱)۔

عقل سے متفق رکھتے، لی بدعت کی مثال مشیات، رشہ آمراشیاء، کارہ مجہ ہے جن کا استعمال بعض حائزہ اہبات کی اعلیٰ عس قوت اور دیگر نوامد کے حصول کے دعوئی سے کیا جاتا ہے۔

ہاں سے متعلق بدعت کی مثال قرآن کی زبان میں لوگوں کا یہ قول ہے: "إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا" (بیع بھی تو سود ہی کی طرح ہے) اس میں انہوں نے ایک قاسد قیاس سے استدلال یا ہے ^(۲) اسی طرح جھوٹے غرر اور خطرات پر مبنی وہ سارے شریدہ و فتنہ کے معاملات جو لوگوں میں رائج یا جاتے ہیں۔

۲۶۔ بدعت کی کبیرہ اور صغیرہ کے اعتبار سے تقسیم چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے:

ہاں: ہاں پر ہر وقت نہ کی جائے، ہاں لئے کو نادر و صفیر و ہر وقت کرے۔ لے کے حق میں بیہ و بوجا تھے ہیں، یہ نادر و ہر وقت

اس پر ہمارا کاٹیج ہوتا ہے اور صغیر و سناو ہمارے کٹیج میں نہیں رہتا ہے۔ ان کے ملائے کہتے ہیں کہ صغیر و ہمارے ساتھ صغیر نہیں رہتا، اور یہی واسطہ قرار کے ساتھ نہیں رہتا، یہی بات بغیر کسی فرق کے بہت کے امر بھی ہے۔

دوم: اس کی طرف دعوت نہ کی جائے، اگر کوئی انسان کسی بدعت میں مبتلا ہو اور اس کی طرف دعوت بھی دے تو اس کے گناہ کے ساتھ دوسروں کے گناہ بھی اس کے سر آ میں گئے، رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "من سب سبہ شعیبہ ودرہا وورر من عمل بها الی یوم القیامۃ" (۱) (جو شخص کوئی براطریقہ رائج کرے تو اس پر اس کا نادمہ و رقیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کا نادمہ ہوگا)۔

سوم: ایسے عمومی مقامات پر سے نہ نجام دیا جائے جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں، یا ایسے مقامات جہاں سنتوں پر عمل ہوتا ہو، ورنہ شریعت کے شعار کا بول بالا ہو، اور بدعت کرنے والا شخص ایسا نہ ہو جس کی لوگ اقتداء کرتے ہوں یا جس سے حسن ظن رکھتے ہوں، اس لئے کہ عوام آنکھ بند کر کے ان کی اتباع کرتے ہیں جن پر ہمیں عقاب ہو۔ جن سے حسن ظن ہو، ایسی صورت میں عمومِ بلوچی ہوگا، اور لوگوں کے لئے ان محاسن کا رستاب آسان ہوگا (۲)۔

داعی اور غیر داعی بدعت:

۴۷- عرف میں بدعت کی جانب منسوب شخص یا تو اس بدعت میں مجتہد ہوگا یا مقلد، اور مقلد یا تو اپنے بدعتی مجتہد کی دلیل کا اثر بھی لے رہا ہوگا، یا ایک عادی مقلد ہوگا جو کسی غور و فکر کے بغیر محض صاحب بدعت

(۱) حدیث: تمس من سعة مشقة۔ "کئی طرح (غیر ضروری کاموں) کو روکی جائے۔"

(۲) انحصار ۲۷۵، ابن ماجہ ۱۳۰۲، اثر النبیؐ اور صحابہؓ کے احادیث و احکام
ابن عبد السلام ۲۲ طبع ۱۳۵۵ھ

() ۱۸۴۸ء - ۱۸۴۹ء (فتح القصر) کے بعد

(۴) الاعتقاد بحدیثی ۳۳ / ۱۳۳۵ هـ -

سے حسن نظر کی بنا پر یہاں نہ ہوگا، حسن نظر کے ساتھ اس بابت کوئی تفسیلی دلیل اس کے پاس نہیں ہوں جو ام میں اس قسم کے لوگوں کی تعداد زیادہ ہے، پس جب وضوح ہو کہ بدعتی گمراہ ہے تو اس پر مرتبہ نادر ایک درجہ کا نہیں ہوگا، بلکہ اس کے بھی مختلف درجات اس اعتبار سے ہوں گے کہ صاحب بدعت اس کا بدعتی بھی ہے یا نہیں، اس لئے کہ بدعتی کے دوس میں کئی عقیدے کی بہ نسبت زیادہ پائیدار ہوتی، اور اس لئے کہ اس نے "لا اس طریقہ کو رائج کیا" اور اس لئے بھی کہ فرمان نبوی "من سن سنة حسنة فله اجر ودرها ووزر من عمل بها الى يوم القيامة" کے مطابق وہ اپنے قبائیس کے نادر بھی دہا رہے ہوگا۔

اسی طرح تفسیر بدعت کا نادر ملا یہ بدعت سے مختلف ہوگا، اس سے کہ تفسیر عمل کرنے والے حاضر رہیں کی بات تک محدود رہتا ہے، اس سے تو وہ نہیں کرتا، ملا یہ کرنے والا اس کے برعکس ہوتا ہے۔ اسی طرح بدعت پر اصرار اور عدم اصرار، بدعت کے حقیقی اور اضافی ہونے اور بدعت کے جائز نہ ہونے کا فرق انہوں نے کے اعتبار سے بھی گناہ کے درجات مختلف ہوں گے (۱)۔

بدعتی کی روایت حدیث:

۲۸- بدعت کی وجہ سے ارتکاب گنہگارے والے کی روایت صحاح و سنن میں ہے، اور روایت کی صحت میں اس سے استدلال نہیں کیا ہے۔

میں بدعت کی وجہ سے تکلیف کے لئے انہوں نے یہ شواہد لگائے ہیں کہ صاحب بدعت شریعت کے کسی متواتر مآخذین کے معارف معلوم امر کا انکار کرے۔

جس شخص کی بدعت کی وجہ سے تکلیف نہیں کی گئی ہو اس کی روایت

کے سلسلہ میں علماء کے تین اقوال ہیں:

اول: مطلقاً اس کی روایت سے استدلال نہیں کیا جائے گا، یہ امام مالک کی رائے ہے، اس لئے کہ بدعتی سے روایت اس کے کام کی ترتیب اور اس کی عزت افزائی ہے، اور اس لئے کہ وہ اپنی بدعت کی وجہ سے فاسق ہو چکا ہے۔

دوم: اگر وہ اپنے مسلک کی تائید کے لئے جھوٹ کور، نہ سمجھتا ہو تو اس سے روایت کی جائے گی خود وہ بدعت کا بدعتی ہو یا نہیں، یہ امام شافعی، ابو یوسف اور ثوری کا قول ہے۔

سوم: کہا گیا ہے کہ اگر اپنی بدعت کا داعی نہ ہو تو استدلال کیا جائے گا، اگر بدعتی ہو تو نہیں کیا جائے گا۔

نودی اور سیوطی فرماتے ہیں کہ یہی قول سب سے زیادہ ترین انصاف اور ظہر ہے، اور یہ بہت سے بلکہ اکثر لوگوں کا قول ہے، اور اسی رائے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ امام بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں بہت سارے غیر بدعتی مہتممین سے استدلال کیا ہے۔

مبتدع کی شہادت:

۲۹- مالکیہ اور حنابلہ نے مبتدع کی شہادت رد کردی ہے خواہ اس کی بدعت کی وجہ سے اس کی تکلیف کی گئی ہو یا نہیں، اور خواہ وہ بدعت کا بدعتی ہو یا نہیں، یہی رائے شریک، اسحاق، ابو حنیفہ اور ابو ثور کی ہے، ان حضرات نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ مبتدع فاسق ہے جس کی شہادت اس آیت پر رد کی گئی ہے: "و ان شهدوا ادوی عدل فکفکم" (۱) "اور اپنے میں سے معتبر شخص کو کوٹھڑی (لو)، اور اس آیت کی وجہ سے "ان خاء ککم فاسق بنیاً فلیسوا" (۲)۔

(۱) سورہ مائدہ ۲۴۔

(۲) سورہ حجرات ۱۶۔

(۳) الاعتصام ۱/۲۶۱، ۲۶۹، ۳۰۰، من مایلوین ۳/۵۲۹، ۵۳۶۔

(گر کوئی فاسق وہی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تم تحقیق کر یا کرؤ)۔ حنفیہ نے اور شافعیہ نے اپنے رائج قول میں کہا ہے کہ مبتدع کی شہادت قبول نہ جائے و جب تک کہ اس کی بدعت کی وجہ سے اس کی تکفیر نہ کی ہو، مثلاً وہ اللہ کی صفات اور بندوں کے افعال کی تخلیق کا منکر ہو، اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ دلائل کی رو سے وہ حق پر ہیں۔

شافعیہ کا مرجوح قول یہ ہے کہ داعی بدعت مبتدع کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی^(۱)۔

مبتدع کے پیچھے نماز:

۳۰۔ مبتدع کے پیچھے نماز کے حکم میں علماء کا اتفاق ہے، حنفیہ، شافعیہ کی رائے ہے، اور یہی مالکیہ کی ایک رائے ہے کہ جب تک مبتدع کی اس کی بدعت کی وجہ سے تکفیر نہ کی ہو اس کے پیچھے مار کر ست کے ساتھ جا رہے، نہ اس کی بدعت کی وجہ سے تکفیر نہ کی ہو تو اس کے پیچھے نماز جا رہیں ہے، اس مقابلاً اس رائے پر مختلف دلائل سے استدلال کیا ہے، جن میں سے ایک نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ "صلوا خلف من قال لا إله إلا الله" (جولالہ) لا إله إلا الله کہے اس کے پیچھے نماز پڑھو۔ (۱) فرمان نبوی ہے: "صلوا

خلف کل ہو و فاحر"^(۱) (ہر نیک و فاجر کے پیچھے نماز پڑھو)۔ اور مرہوی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت عبداللہ بن زبیر کے زمانہ میں نماز پڑھتے تھے جب کہ وہ سر بیٹھا تھے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ ایسے ایسے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں جو ایک دوسرے سے قتال کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: جو کہتا ہے "حی علی الصلاة" (نماز کی طرف) میں سے قبول کرتا ہوں، اور جو کہتا ہے "حی علی الفلاح" (آؤ کامیابی کی طرف) میں سے قبول کرتا ہوں، اور جو کہتا ہے آپ اپنے مسلمان بھائی کو قتل کرنے اور اس کا مال لوٹنے کے لئے تو میں اس سے انکار کرتا ہوں۔ "اس لئے کہ مبتدع مذکور کی مازرست ہے تو اس کی قید بھی دوسرے کی اقتدا کی طرح درست ہوگی۔

مالکیہ اور حنابلہ کی رائے ہے کہ جو شخص ایسے مبتدع کے پیچھے نماز پڑھے جو اپنی بدعت کا اعلان کرنا اور اس کی دعوت دینا ہو تو وہ مستحباً اپنی مار کا اعادہ کرے، لیکن اگر ایسے مبتدع کے پیچھے نماز پڑھی جو اپنی بدعت کو پوشیدہ رکھتا ہو تو اس پر مار کا اعادہ نہیں ہے^(۲)۔ اس رائے پر استدلال نبی کریم ﷺ کے فرمان سے کیا ہے: لا قوم امرؤ رجلاً ولا فاحر مؤمناً إلا ان یقهرہ بسطان او یخاف سوطہ نو سیمہ"^(۳) (کوئی عورت کسی مرد کی مامت نہ

(۱) حدیث: "صلوا خلف کل ہو و فاحر" کی روایت ابوداؤد (۱/۳۹۸ طبع عزت عید عباس) اور دارقطنی (۵۶/۲ طبع دارالحسن) نے کی ہے لفظ مؤخر فقہ کے ہیں ابن جریر نے فرمایا: منقطع ہے (۱/۳۵۲ طبع شرکت المطابع النجفیہ)۔

(۲) ابن ابی شیبہ (۱/۵۸۲، مفتی لکھنؤ، ۲۳۲، طبع القدیر، ۱۳۰۳، حاشیہ ابن ماجہ، ۱/۳۶۱، طبع ۱۳۵۶، حدیث الدسوقی علی الشرح الکبیر، ۱/۳۲۹)۔

(۳) حدیث: "لا قوم امرؤ رجلاً ولا فاحر مؤمناً إلا ان یقهرہ بسطان او یخاف سوطہ نو سیمہ" کی روایت ابن ماجہ (۱/۳۳۳ طبع النجفی) نے کی ہے ابوداؤد نے اس کی سند ضعیف ہے اس لئے کہ اس میں ابن جودمان اور عبداللہ بن محمد بن سعید ہیں۔

(۱) تدریب الروی شرح الترمذی للروی ص ۱۶، طبع مکتبۃ المطبعہ، الکتاب فی علم الروایۃ، الطبیب، ص ۱۲۵-۱۲۶، توفیق احمد، ص ۱۹۳-۱۹۵، طبع عمیسی، ج ۱، فصل شرح الحجج، ص ۸۵-۸۶، مفتی، ۱۶۶، طبع سورہ مطہر الدسوقی، ص ۱۶۵، طبع دار الفکر، الشرح لسطر، ص ۲۳۰، طبع ساریہ، المجموع للروی، ص ۲۵۳، طبع مکتبۃ المطبعہ۔

(۲) حدیث: "صلوا خلف من قال لا إله إلا الله" کی روایت دارقطنی (۵۶/۲ طبع دارالحسن) نے حضرت ابن عمر کے ساتھ ابن جریر نے فرمایا: عثمان بن عبد الرحمن - خواہ سند میں ہیں - کی جہتی بن مہدی نے کتبہ کی ہے (۱/۳۵۲ طبع شرکت المطابع النجفیہ)۔

ﷺ کا فرمان ہے: ”صلوا علی من قال لا إله إلا الله“ (لا إله إلا الله سنے والوں پر نماز پڑھو)۔

لیکن مالکیہ کی رائے ہے کہ اصحاب فضل کے لئے مبتدع پر نماز پڑھنا مکروہ ہے، تاکہ اس کا عمل دوسروں کے سے اس جیسی حالت سے روکنے کا سبب بنے۔ اور اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ایسے شخص کو لایا گیا جس نے خواہش کی تھی تو آپ ﷺ نے اس پر نماز نہیں پڑھیں (۲)۔

متابکہ کی رائے ہے کہ مبتدع پر ہمارے جتنا رد نہیں پڑھیں جائے گی، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے مقربین اور خواہش کرنے والے پر نماز نہیں پڑھیں، حالانکہ ان دونوں کا جرم مبتدع سے کم ہے (۳)۔

مبتدع کی توہ: ۳۳

۳۳- ایسے مبتدع کی توہ کی قبولیت میں حس کی بدعت کی وجہ سے تکلیف کی گئی ہو، علماء کا اختلاف ہے، جمہور حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کے رائے ہیں اس کی توہ قبول کی جائے گی، لہذا ان کا رٹنا ہے: ”قل للذین کفروا ان ینتھوا بعمر لھم ما قد سلف“ (۴) (پس کہہ دیجئے ان (کافروں) سے کہ اگر یہ لوگ ہر گز میں گئے تو جو کچھ پہلے پہنچا ہے وہ (سب) انہیں معاف کر دیا جائے گا)۔

اور نبی کریم ﷺ کا رٹنا ہے: ”اموت ن قاتل الناس حتی یقولوا: لا إله إلا الله، فإذا قالوها فقد عصموا منی“

(۱) حدیث: ”صلوا علی من قال لا إله إلا الله“ کی تخریج تقریباً ۳۰ میں گذر چکی ہے۔

(۲) حدیث: ”قلی یوجل قل لفسد فلم یصل علیہ“ کی روایت مسلم (۶۴۲/۳ طبع النسخ) کے ہے۔

(۳) حدیث: ”مروک الصلاة علی صاحب العین“ کی روایت بخاری (۲۴۳۷ طبع المستقیم) کے ہے۔

(۴) سورہ انفال ۳۸

کرے، اور نہ کوئی ناجز کسی مومن کی امامت کرے، الا یہ کہ قوت سے مجبور کیا جائے، یا اس کو اس کے کوڑے یا اس کی تلوار کا اندیشہ ہو)۔

مبتدع کی ولایت:

۳۱- علماء کا اتفاق ہے کہ اصحاب ولایات عامہ جیسے امام اعظم، خلیفہ، صوبوں کے سربراہ، رتقاء وغیرہ کے لئے ضروری شرائط میں سے عادل ہونا بھی ہے، اور یہ کہ وہ خواہش پرست اور بدعتی نہ ہوں، تاکہ عدالت مصالح کے حصول اور مفاسد کے ازالہ میں کوتاہی پر اسے متنبہ کرے اور ہوا و ہوس اسے حق سے ہٹا کر باطل کی طرف نہ لے جائے، کہہ جاتا ہے کہ محبت انسان کو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے (۱)، لیکن امامت پر ولایت پر اگر کوئی زیر دہی غائب آجائے تو اس کی ولایت منعقد ہو جاتی ہے، اور حاکم اور میں اس کے سرور نہیں اور فیصلہ کی حالت بدعتی فقہاء واجب ہے، خواہ وہ اہل بدعت و بدعتی میں سے ہی ہو، بشرطیکہ اس کی بدعت کی وجہ سے اس کی تکلیف نہ کی گئی ہو، ایسا اس سے ہے تاکہ فتنہ کار اور بدعتی مسلمانوں میں وحدت باقی رہے، اور امت کا اتحاد برقرار رہے (۲)۔

مبتدع کی نماز جنازہ:

۳۲- مبتدع میت پر نماز جنازہ پڑھنے میں فقہاء کا اختلاف ہے، جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ جس مبتدع کی اس کی بدعت کی وجہ سے تکلیف نہ کی گئی ہو اس پر نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے، نبی کریم

(۱) قواعد الاحکام فی مصالح الامام ۵۴۲، نوحۃ افکار ۱۵۹، مفتی المساجد ۳۰، ۳۱، ۳۲، حاشیہ من ملوین ۲۹۸، انہی الامین قد امر ۲۹۸، الاحکام المسطابہ لاوردی ص ۹۔

(۲) مفتی المساجد ۳۲، الاحکام المسطابہ لاوردی ص ۳۳۔

مبتدئ کی توبہ کی قبولیت کی بابت علماء کثرت اس کے حق میں
یاد ہی احکام سے متعلق ہے اللہ تعالیٰ کے اس کی توبہ قبول کرنے اور
اس کے نادمہ معاف کرنے کا جہاں تک تعلق ہے رُودِ مخلص ہو اور
اپنی توبہ میں صادق ہو تو اس کے قبول ہونے میں کوئی کُشتاف نہیں
ہے^(۱)۔

بدعت کے بارے میں مسلمانوں کی ذمہ داری:

۳۴- بدعت کے تین مسلمانوں پر چند ذمہ داریاں اس سے احتراز
کی غرض سے عائد ہوتی ہیں:

الف۔ قرآن کریم سے لگاؤ، اس کا حفظ، اس کی تعلیم اور اس کے
احکام کا بیان، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَأَنبِئُوا بِاللَّهِكَ الدِّكْرُ
لَعَلَّ النَّاسَ يَحْذَرُونَ" (۱) اور تم نے آپ پر بھی یہ نصیحت
نامہ اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں پر ظاہر کرویں جو کچھ ان کے پاس بھیجا
گیا ہے۔ اور رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے: حیر کم من تعلم
القرآن وعلمہ (۲) (تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور
کھائے) اور ایک روایت میں ہے: "الفضلکم من تعلم
القرآن وعلمہ" (۳) (تم میں افضل وہ ہے جو قرآن سیکھے اور
کھائے) اور ارشاد نبوی ہے: "تعاهدوا القرآن فواللہ
نفسی بیکم لہو أشد تفصلاً من الإبل فی عقیبہا" (۴)

(۱) الاحکام ۲/۲۳۰، لا یزال فی ۱/۶۵، انبی لابن تدریس ۲/۶۸، مع
الکتاب ۳/۳۰، التحف ۱/۱۲۶، حاشیہ ابن طاہرین ۳/۲۹۷۔

(۲) سورہ نمل ۳۳۔

(۳) حدیث: "حیر کم من تعلم القرآن وعلمہ" کی روایت بخاری (صحیح
۵۳/۸ طبع استغیہ) نے کی ہے۔

(۴) حدیث: "الفضلکم من تعلم القرآن وعلمہ" کی روایت بخاری (صحیح
۵۳/۸ طبع استغیہ) نے کی ہے۔

(۵) حدیث: "تعاهدوا القرآن فواللہ نفسی بیکم لہو أشد تفصلاً من الإبل فی عقیبہا" کی روایت بخاری

دعاء ہم و أموالهم إلا بحقها وحسابهم علی اللہ" (۱)
(مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قائل کروں یہاں تک کہ وہ کلمہ کا
اتر کر لیں، اگر وہ کلمہ کا اتر کر لیں تو اپنے خون اور اپنے مال کو
سوے اس کے حق کے مجھ سے محفوظ رہیں گے اور اس کا حساب اللہ
کے ذمہ ہے)۔

حسبہ مالک، شامیہ و حنا بل میں سے بعض لوگوں کی رائے ہے
کہ مبتدئ کی توبہ قبول نہیں کی جائے لیکن وہ خلاف میں امام اور
باہن میں کفر پر عمل پیر ہو جیسے منافق، زندقہ، باطنی، اس لئے کہ
اس کی توبہ نہ کر کے مارے ہوئی ہے اور اس لئے بھی کہ اس کی جانب
سے کسی کوئی مذمت ظاہر نہیں ہوئی جس سے اس کی توبہ کی صداقت
وضوح ہو، یونکہ وہ ظہار تو اسلام کا کرتا تھا اور کفر بھی پوشیدہ رکھتا تھا،
پس جب وہ توبہ کا ظہار کرتا ہے تو اپنی سابق حالت میں کوئی اضافہ
نہیں کرتا ہے، ان لوگوں نے اس رائے پر بعض احادیث سے
استدلال کیا ہے، مثلاً، بنا کریم ﷺ کا قول ہے: "سبحر ح فی
امتی اقوام فجاری بہم فلک الہواء کما یجاری
الکلب بصاحبہ لا یبقی مہ عرق ولا معصل الا دخولہ" (۲)
(عنقریب میری امت میں ایسے لوگ نکلیں گے جن کے اندر
خوبہشت اس طرح دوڑیں گی جس طرح کتا اپنے مالک کے ساتھ
دوڑتا پھرتا ہے، اس کی کوئی رگ، کوئی جڑ نہیں ہے گا جہاں خوبہشت
داخل نہ ہو جائے)۔

(۱) حدیث: "المرء ان اکل الناس" کی روایت بخاری (صحیح ۱۱۴/۸
طبع استغیہ) اور مسلم (۱/۵۳ طبع استغیہ) نے کی ہے۔

(۲) حدیث: "سبحر ح فی امتی اقوام" کی روایت احمد (۱۰۲/۳ طبع
المکبہ) اور یورود (۵/۵ طبع عزت عید عباس) نے کی ہے ابن جریر نے
تخریج احادیث الکتاب (۲/۸۳ طبع دار الکتاب العربی) میں اس کو حسن قرار
دیا ہے۔

(قرآن سے تعلق رکھو، قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں یہی جان ہے وہ پٹی نکیل میں بندھے اونٹ سے زیادہ تیزی سے نکل جاتا ہے)، اس لئے کہ قرآن کی تعلیم اور اس کے احکام کے بیان کی صورت میں احکام شریعت کا ظہور مبتدعین کا راستہ بند رہتا ہے۔

ب۔ سنت کا اعلان و اظہار اور اس کا تعارف، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" (۱) (تو رسول جو کچھ تمہیں دے دیا کریں وہ لے لیا کر، اور جس سے وہ تمہیں روک دیں رک جائیا کر) "اور ارشاد ہے: "وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَنْكَرُوا لَهُمُ الْخَبْرَةَ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَنْصُصِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَقَدْ ضَلَّ صِلًا لَا مُمِيْنًا" (۲) (اور کسی مؤمن یا مؤمنہ کے لئے یہ درست نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر کا حکم دے دیں تو پھر ان کو اپنے (اس) امر میں کوئی اختیار باقی رہ جائے، اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں جا پڑے)۔

در رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "نصرو الله امرأ سمع منا حديثاً فحفظه حتى يبلغه غيره" (۳) (اللہ اس شخص کو ترغیب دے گا جو اس سے کئے جس سے ہم سے کوئی نہ بیٹ سنی تو، سے یا رکھا یہاں تک کہ وہ اس تک سے پہنچے)۔

اور ابن ماجہ کی ہے: "ما أحدث قوم بدعة إلا رفع مثلها

من السنة" (۱) (جب بھی کوئی قوم کوئی بدعت پیدا کرتی ہے تو اس کے برہم سنت اٹھائی جاتی ہے)۔

ج۔ سنا اہل شمس کے انتہا کو قبول نہ کیا جائے، وغیرہ مقبول مصداق سے۔ گئے میں انتہا کو رد کیا جائے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَسَلُّوا أَهْلَ الذِّكْرِ أَنْ كَسَمَ لَا نَعْمُونَ" (۲) (سو رستم لوگوں کو علم میں تو اہل علم سے پوچھ لیتے)، اور ارشاد ہے: "لَا تَنَادِعُهُمْ شَيْءٌ فَرَدَّوْهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ" (۳) (پھر رستم میں مانع اختلاف ہو جائے کی چیز میں تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا یا کر)، اور ارشاد ہے: "وَمَا يَعْصِمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ" (۴) (اور آٹھالیکہ کوئی اس کا (صحیح) مطلب نہیں جانتا بجز اللہ کے، اور پختہ علم والے)۔

د۔ جب تک کوئی رائے یا اجتہاد دلائل شرعیہ میں سے کسی دلیل سے مؤید نہ ہو اس کی محض نہ حمایت نہ کی جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ اتَّبَعَ هَوَاهُ بَعِيرٌ هَدَىٰ مِنَ اللَّهِ" (۵) (اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو محض اپنی نفسانی خواہش پر چلے بغیر اللہ کی طرف سے کسی ہدایت کے)۔

هـ۔ عوام کو دین میں رائے زنی سے روکا جائے اور ان کی رائے کو اہمیت نہ دی جائے خواہ جو بھی ان کے عہدے اور مناصب ہوں، اور جتنے بھی وہ خدا ترس ہوں، والا یہ کہ ان کی رائے کے ساتھ دلیل ہو،

(۱) حدیث: "ما أحدث قوم بدعة إلا..." کی روایت احمد (۵/۵۵۷ طبع المکتبہ) نے کی ہے، مگر اس میں ابو بکر بن مریم ہیں جو منکر حدیث ہیں (مجمع الزوائد ۸/۸۸ طبع المکتبہ)۔

(۲) سورہ نمل ۳۳

(۳) سورہ نساء ۵۹

(۴) سورہ آل عمران ۷۰

(۵) سورہ بقرہ ۵۰

(۱) صحیح ۱۰/۷ طبع المکتبہ) نے کی ہے

(۲) سورہ حشر ۷

(۳) سورہ الزمر ۶۱

(۴) حدیث: "نصرو الله امرأ سمع منا حديثاً..." کی روایت ابو داؤد (۱۹/۸۳ طبع عزت عید دہلی) نے کی ہے، مگر اس میں اس کی تصحیح کی ہے جس کا فیض القدر میں ہے (۲۸۵/۱ طبع المکتبہ انجاریہ)۔

ہو یزید بسطامی کہتے ہیں: ”تم دیکھو کہ ایک شخص اس قدر صاحب کرمات ہے کہ وہ ہوا میں اڑ رہا ہے تو بھی اس سے جدا نہ کیا، بسب تک یہ نہ دیکھ لو کہ اللہ کے حکام، حدود الہی کے تحت اور بیعت پر عمل میں وہ کس مرتبہ پر ہے۔“

ابو عثمان حیري فرماتے ہیں: جس نے سنت کو توڑا اور عملاً اپنا رہا، وہ حاکم بنایا اس کی زبان سے حکمت ”ابوہی“ اور جس نے ٹوہنٹش نفس کو نہ حاکم بنایا وہ بدعت کی بدتمس زنگا (۴)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَلَا تَطْعَمُوهُ يَهُودُ“ (۳) اور اگر تم نے ان کی حاجت کر لی تو راہ سے جا لگو گے۔

و۔ مگر ہر کن فکری رجحانات کا رد کرنا جو لوگوں میں دین کی بابت شکوک پیدا کرتے ہیں اور کچھ لوگوں کو بغیر دلیل کے تاویل کرے پر تادہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَصِيعُوا فَرَيقًا مِّنَ الَّذِينَ آمَنُوا، فَالْكَتَابُ بِرِذْوَانِهِمْ يَخْلُصُ لَكُمْ فَالْمُؤْمِنُونَ“ (۴) (اے ایمان والو! اگر تم ان لوگوں میں سے کسی گروہ کا کہنا مان لو گے جنہیں کتاب ہی جابجی ہے تو وہ تمہارے ایمان لانے کے پیچھے تمہیں کانفرنس چھوڑیں گے)۔

اہل بدعت کے تین مسلمانوں کی ذمہ داری:

۳۵- حکام و مرے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اہل بدعت کو معروف کا حکم دیں اور منکر سے روکیں، سنت کی اتباع اور بدعات سے سریر اور ان سے دور رہنے پر نہیں آمادہ کریں کہ فرمان الہی ہے: ”وَلَنْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ“

وہیوں عن المنکر وأولئك هم المفلحون“ (۱)۔
خ۔ ہر بے کرم میں ایک ایسی جماعت رہے جو نیکی کی طرف بدو کرے، اور ایمانی کا حکم یا کرے، اور بدی سے روکا کرے، اور پورے کامیاب ہیں (۲)۔ اور ارشاد ہے: ”وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“ (۳) (اور ایمان والے اور ایمان والیاں ایک دوسرے کے (۱)۔ رفق میں، نیک باتوں کا (آپس میں) حکم دیتے ہیں اور بدی باتوں سے روکتے رہتے ہیں)۔

۳۶- ازالہ بدعت کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل:

الف۔ دلائل کے ساتھ صحیح اور غلط کی وضاحت کی جائے۔
ب۔ حسن حکام سے حفظ کیا جائے جیسا کہ اللہ کا حکم ہے: ”أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ“ (۳)
(آپ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف بلائے حکمت سے اور بھی نصیحت سے)۔

ج۔ بدعت سے تعلق شرعی احکام بیان کر کے دنیاوی و اثر دی سے اعتقاد کا خوف دلایا جائے۔

۱۔ جبراً رکھا جائے، مثلاً (غلط) لہو و لعب کے جلات توڑ دئے جائیں، کاغذات پھاڑنے جائیں اور (نیکی) مشیتوں کو زہم پر نہ کر دیا جائے۔

۲۔ خوف و جہنمی کے طور پر مار جائے جو تعزیر کی حد تک ہو سکتا

(۱) سورہ قشیرہ ۸۴۔

(۲) خوالہ سابقہ ۲۔

(۳) سورہ نور ۵۴۔

(۴) سورہ آل عمران ۱۰۰۔

(۱) سورہ آل عمران ۱۰۴۔

(۲) سورہ توبہ ۱۷۔

(۳) سورہ نمل ۱۲۵۔

ہے، لیکن یہ کام صرف امام یا اس کی اجازت سے ہی کیا جاسکتا ہے (۱) تاکہ اس کے نتیجے میں اس سے بڑا ضرر نہ پیدا ہو جائے۔ اس کی تفصیل کے لئے دیکھی جائے اصطلاح ”امر بالمعروف والنہی عن المنکر“۔

دلی ہوتی ہیں (۱)۔

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ ”لا تعالوا اهل القدر ولا تباکحوہم“ (اہل قدر کی نام نشینی مت اختیار کرو اور نہ ان کے ساتھ نکاح کرو)۔

حضرت ابو قتادہ سے مروی ہے کہ ”اصحاب ہوی کے ساتھ میل جول نہ رکھو، مجھے اس بات سے اطمینان نہیں کہ وہ تمہیں اپنی گمراہیوں میں ڈالیں، یہ بات تم پر تباہی پھیلنے کی چیز ہے، کو بھی گزند نہ پہنچے (۲)، امام احمد نے ان لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی جو خلق قرآن کے قائل تھے (۳)۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: اہل خیر، دین کو چاہتے کہ وہ مبتدع سے کنارہ کش رہیں خواہ وہ زندہ ہو یا مراد، انہوں نے ہجرتوں کے لئے رک ہو تو اس کے کنارہ میں بھی ٹھیک نہ ہوں (۴)۔

مبتدع کی ابانت:

۳۸- علماء نے ہر امت کی ہے کہ مبتدع کی ممت جائز ہے، اس طرح کہ اس کے پیچھے مار نہ پڑھی جائے، اس کی بنا رو نہ پڑھی جائے، اسی طرح وہ بیکار ہو تو میاوت نہ کی جائے، اس میں اختلاف بھی ہے۔

مبتدع کے ساتھ معاملہ اور میل جول:

۳۷- اگر مبتدع اپنی بدعت کا علی الامان اظہار نہ کرتا ہو تو اسے سمجھت کی جائے کہ اس سے ریر نہیں کیا جائے گا۔ نہ اس کی تشبیہ کی جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”من ستر مسلما سترہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ“ (۱) (جو شخص کسی مسلمان کی ستر پوشی کرے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ستر پوشی فرمائے گا)۔

مگر اعتقادی، پاؤنی یا عملی بدعات میں سے کسی ممنوع شئی کا وہ اظہار کرنا ہو اور اس بات کو وہ جانتا بھی ہو تو ایسے شخص سے کنارہ کشی مسنون ہے، علماء کے نزدیک یہ مشہور ہے، ”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لا تعالوا اهل القدر ولا تباکحوہم“ (۲) (اہل قدر کی نام نشینی مت اختیار کرو اور نہ ان کے ساتھ نکاح کرو)۔ حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا: جو شخص چاہتا ہو کہ اپنے دین کا آرام کرے سے چاہئے کہ شیطان سے میل جول نہ رکھے، اصحاب ہوی کی نام نشینی سے جتناب کرے، اس کی مجالس جنگ سے ریا دینک جانے

(۱) جامعہ علوم اسلامیہ، ۱۴۰۶ھ تاویہن تیمیہ ۲۸/۴، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۷، ۲۱۶، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۱۳، ۲۱۲، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۹، ۲۰۸، ۲۰۷، ۲۰۶، ۲۰۵، ۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲، ۲۰۱، ۲۰۰، ۱۹۹، ۱۹۸، ۱۹۷، ۱۹۶، ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۹۰، ۱۸۹، ۱۸۸، ۱۸۷، ۱۸۶، ۱۸۵، ۱۸۴، ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۸۱، ۱۸۰، ۱۷۹، ۱۷۸، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۵، ۱۷۴، ۱۷۳، ۱۷۲، ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۶۴، ۱۶۳، ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۸، ۱۴۷، ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱۔

(۲) حدیث: ”من ستر مسلما سترہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ“ (۱) (جو شخص کسی مسلمان کی ستر پوشی کرے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ستر پوشی فرمائے گا)۔

(۳) حدیث: ”لا تعالوا اهل القدر ولا تباکحوہم“ (۲) (اہل قدر کی نام نشینی مت اختیار کرو اور نہ ان کے ساتھ نکاح کرو)۔

(۱) الاعتقاد علی مذاہب اہل القدر، ۲۷۸، طبع المعروف۔

(۲) الاعتقاد علی مذاہب اہل القدر، ۲۷۸، طبع المعروف۔

(۳) الادب الشریعہ، ۲۵۸، ۲۶۱، الاعتقاد علی مذاہب اہل القدر، ۲۷۸، طبع المعروف۔

(۴) تاویہن تیمیہ، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱۔

بدل

دیکھئے ”لوہل“۔

بدتہ

تعریف:

۱- ”بدتہ“ لغت میں خاص اونٹ میں سے ہوتا ہے، اس لفظ کا اطلاق ز اور مادہ دونوں کے لئے ہوتا ہے، اس کی جمع ”ہملیں“ ہے، اس کو بدتہ اس کی ختمت (بد + لے) کی وجہ سے کہا گیا۔
اصباح امیر میں ہے: ہمل لغت کہتے ہیں: بدتہ یعنی یہ گائے کو کہتے ہیں، ارم ہی نے اضافہ یا: یا زب کو کہتے ہیں، انہوں نے کہا: بدتہ کا اطلاق بڑی پرکھیں ہوتا ہے۔

اصطلاح میں بدتہ اونٹ کے ساتھ مخصوص ہے، اباتہ گائے چونکہ شریعت میں بدتہ کے حکم میں ہے، اس لئے وہ اس کے قائم مقام ہوئی، اس کی دلیل حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت ہے: ”سحرونا مع رسول اللہ ﷺ عام الحادیبۃ البدتہ عن سبعۃ، والبقرة عن سبعۃ“^(۱) (ام نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدتہ یا بقرہ کے سات فر «نی جانب سے بدتہ کی قربانی کی، «ر سات فر «نی جانب سے گائے کی قربانی کی) جس گائے بدتہ کے حکم میں ہوئی، باجوریکہ ان میں معاشرت ہے، اس لئے کہ لقرہ کا عطف بدتہ پر کیا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں معاشرت ہے^(۲)۔

(۱) حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ: ”سحرونا مع رسول اللہ ﷺ عام الحادیبۃ البدتہ عن سبعۃ، والبقرة عن سبعۃ“ (روایت مسلم (۵۵۴ طبع النسخ) نے کی ہے۔

(۲) الفروق فی الفہم ص ۳۰۰ طبع بیروت، اصباح امیر، المغرب: ۱۴۰
”بدتہ“۔



افقوں میں رہیں اور ان کے پیٹاب مردود ہیں)۔ انہیں کا پینا مباح نہیں ہے۔ اور اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں کے رہنے کی جگہوں میں نماز پڑھتے تھے اور وہاں نماز کا حکم یاد رکھیں۔

بعض مفسرین:

۳- جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ مہ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الوضوء مما خوج لا مما دخل" (۱) (وضو اس چیز میں سے لازم آتا ہے جو باہر نہیں نہ کہ ان سے جو اندر داخل ہوں)۔ اور حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو اس میں سے آٹھ کی طرف سے تھا۔ "گ" سے پکی چیزوں (کی) (۲) سے وضو نہیں فرماتے تھے (۳)۔ اس سے بھی کہ وہ کھانی جائے۔ بلکہ چیز ہے جو دیگر ماکولات کے مشابہ ہے۔

یہی قول حضرت ابو ہریرہ، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابو ظہر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس، حضرت عامر بن رباح، حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے، جمہور تابعین بھی اسی کے قائل ہیں، اور یہی

(۱) ابن ماجہ ۲۳۳، جامع الترمذی ۵۱۸، معنی کتاب ۲۷، کتب
فتاویٰ ۱۴۳- حدیث: "ان النبی ﷺ کان یصلي فی مواضع
العلم" کی روایت بخاری (صحیح) ۲، طبع انتقادی کے ہے
(۲) حدیث: "الوضوء مما خوج لا مما دخل..." کی روایت در فضی
(۱۸۱) طبع شرکت المطابع (تبع) نے کی ہے ابن جریر نے فرمایا اس کی سند
میں فضل بن یحییٰ بہت ضعیف ہیں، ابن عمر سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے
فرمایا: اصل یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔

(۳) حدیث: "کان اعموالا عربی لربک الوضوء مما مست
الدار" کی روایت ابو داؤد (۱۳۳) طبع ۶۷۷ حدیث (۱) سے کی ہے،
ابن جریر سے اس کو صحیح بتایا ہے (۲۸۱) طبع المطبوعات اسلامیہ

اس کے باوجود بعض فقہاء نے "بدنہ" کا طاق اہمیت اور بقا و
وہوں پر کیا ہے (۱)۔
جمہور حکم:

"بدنہ" سے مخصوص حکام متعلق ہیں، جو رت و ایل تینہ

غف- "بدنہ" کا پیٹاب و رگویر:

۲- حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک ہمارے کے کوہ "پیٹاب" نفس میں
خود ہوا جو حال ہوا یہ حرام، "بدنہ" بھی حلال ہیں۔ لیکن
بخاری شریف کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب وہ
پتھر اور ایک گوبر ہتھیار کی غرض سے لائے گئے تو آپ ﷺ نے
وہوں پتھر لے لے، "رگویر" نہیں کر دیا، اور فرمایا: "ہذا رکس" (۲)
(یہ نفس ہے)، "رکس" نفس کو کہتے ہیں۔

جہاں تک پیٹاب کی نجاست کا تعلق ہے تو اس کی دلیل رسول اللہ
ﷺ کے اس قول کا عموم ہے کہ: "فمن ہوا من البول فان عامة
علامات القبر منه" (۳) (پیٹاب سے بچو، بے شک عذاب قبر عام
طور پر اسی سے ہوتا ہے)۔ اس میں تمام انواع کے پیٹاب داخل ہیں۔
مالک، اور حنابلہ کی رائے ہے کہ حال جانوروں کے پیٹاب اور

کوہ پاک ہیں، اس لئے کہ حدیث ہے: "ان النبی ﷺ امر
انہم یبہیں ان یلحقوا یابل الصلۃ فیشرکوا من ابوالہا
والبابہا" (۴) (یا علیؑ سے اہل عربیہ کو حکم دیا کہ وہ صدقہ کے

(۱) ابن ماجہ ۲۰۰۵۔

(۲) حدیث: "ہذا رکس" کی روایت بخاری (صحیح) ۲۵۶۱، طبع انتقادی کے ہے۔

(۳) حدیث: "فمن ہوا من البول..." کی روایت در فضی (۲۷۱) طبع شرکت
المطابع (تبع) نے دھرق سے کی ہے اور فرمایا: اس حدیث میں کوئی ترجیح
نہیں ہے۔

(۴) حدیث: "ان النبی ﷺ امر العربیہ..." کی روایت بخاری (صحیح)
(۲۳۵) طبع انتقادی اور مسلم (۱۲۹۶) طبع اعلیٰ نے کی ہے۔

راویت کا اس کے پینے سے وضو نونے کی بابت دناہ کی
اور روایتیں ہیں:

ایک روایت ہے کہ وضو نونے جانے گا اس کی دلیل حضرت سید
بن خیر کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "توضوا من
لحوم الإبل والہاہیا" (۱) (انت کے گوشت اور اس کے دودھ
کھانے پینے کی وجہ سے وضو نہ کرو۔)

دوسری روایت یہ ہے کہ اس صورت میں وضو نہیں ہے اس سے
کہ صحیح حدیث صرف گوشت کے سلسلہ میں وارد ہے، صاحب کشف
القناع نے اس قول کو راجح قرار دیا ہے (۲)۔

ج- بد نہ کا جوٹھا:

۴- تمام قدامت کے یہاں اونٹ، گائے اور بکری سب کا جوٹھا پاک
ہے، اور ان کے جوٹھے میں کسی طرح کی کریت نہیں ہے، گائے کے
دو گندگی خور ہوں۔

ابن المذہب فرماتے ہیں: اہل علم کا دھما ہے کہ حامل جانور کا
جوٹھا چھو اور اس سے وضو کرنا جائز ہے (۳)۔

۵- اونٹ اور بکریوں کے باندھنے کی جگہ میں نماز:

۵- جمہور علماء کی رائے ہے کہ اونٹ کے پاؤں میں نماز پڑھنا
مکروہ ہے۔

(۱) حدیث: "توضوا من لحوم الإبل والہاہیا" کی روایت احمد (۳/۳۵۳)
طبع لمبیر (اور ابن ماجہ (۱/۱۶۶) طبع المجلد) نے کی ہے بیہرہ کی ہے
جایع بن مرقا کے ضعف حدیث کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے۔

(۲) خطاوی علی مرقا، اصلاح رم ۷۳۸، جامعہ الدینوی ۲۳/۱، شرح
المروسی ۵۵۱، المجموع ۲/۵۷۵ اور اس کے بعد کے صفحات، المجلد ۱/۸۷،
۱۹۰، انکشاف القناع ۱/۳۰۔

(۳) المجلد ۱/۵۰، جامعہ الخطاوی علی مرقا، اصلاح رم ۷۳۸۔

خسیرہ مالکیہ کا مسلک، و ثانیہ کا صحیح مذہب ہے۔

حناہ کا مذہب نیز امام شافعی کا قدیم مسلک یہ ہے کہ اونٹ کا
گوشت کچھ پکا ہو، جب وہ جھریا بغیر جانے میں حال میں کھانے سے
وضو واجب ہوتا ہے، اس رائے کے قائل، حاکم بن راہو یہ اور شیخ بن
یحییٰ ہیں، دوسری رائے صحابہ کی ایک جماعت سے یہی رائے نقل کی ہے
ان میں زید بن ثابت، ابن عمر ابوسبی، اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہم ہیں۔
ثانیہ میں سے ابو بکر بن شریہ، اور ابن المذہب نے ان کو اختیار کیا ہے،
شافعی نے ان رائے کی ترجیح، اختیار کی جانب اشارہ کیا ہے، اور
نوی نے "مجموع" میں اس رائے کو رد کیا ہے۔

ان حضرات نے حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث سے
استدلال کیا ہے، و فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے اونٹ کے
گوشت کی بابت روایت آیا یا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
"توضوا منہا، (اس کو کھانے سے وضو کرو)،" اور بکری کے گوشت
کی بابت روایت آیا یا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "لا بتوضا
منہا" (۱) (اس کے کھانے سے وضو نہیں یا جائے گا)، ان کا
استدلال اس رائے نبوی سے بھی ہے: "توضوا من لحوم
الإبل، ولا تتوضوا من لحوم الغنم" (۲) (اونٹ کے گوشت
کھانے کی وجہ سے وضو کرو، بکری کے گوشت کھانے کی وجہ سے وضو
نہ کرو)۔

(۱) حدیث: "مثل من لحوم الإبل ولحوم الغنم..." کی روایت ابو داؤد
(۲۸/۱) طبع عزت مجددی (اور ابن خزیمہ (۲/۲۲) طبع المکتب الاسلامی)
نے کی ہے اور ابن خزیمہ نے کہا: علماء محدثین کے درمیان اس بابت
تفاوت کا ہمیں علم نہیں کہ یہ حدیث اپنے واقع کی عدالت کی وجہ سے
رد و نقل صحیح ہے۔

(۲) حدیث: "توضوا من لحوم الإبل..." کی روایت ابن ماجہ (۱/۱۶۶) بخاری
مؤید الدین نے کی ہے اس کی سند میں یحییٰ بن ولیدؓ ہیں انہیں نے صحیح
سے روایت کیا ہے اس کے رجال ثقات ہیں خالد بن عمر مجہول الحال ہیں۔

حنفیہ نے اونٹ کے ساتھ گائے کو بھی کراہت کے حکم میں شامل کیا ہے۔
مالکیہ و شافعیہ کہتے ہیں کہ بکری کی طرح گائے کے بازو میں بھی نماز پر حنا جا رہا ہے۔

حنا بد کے نزدیک اونٹ کے بازو میں نماز درست نہیں ہے۔ یعنی جب وہ منہ کھولتے و رہنا دیتے ہیں بہت اونٹ اپنے منہ میں حنا کھینچتے ہیں وہ نماز پر حنا سے میں کوئی حرج نہیں ہے^(۱)۔

۵۔ (حج میں) کو جب ہونے والے دم:

۶۔ (حج) ترائن اور تمتع میں قربانی میں، اور حج یا عمرہ کے احرام کی حالت میں کسی وجہ کے ترک یا کسی ممنوع کے ارتکاب میں سات لمحوں کی طرف سے ایک بدنہ کافی ہوگا۔

حنفیہ کے نزدیک اگر حائضہ یا نفاس والی عورت طواف کر لے تو مکمل بدنہ جب ہوگا۔

جبکہ اگر عزم کسی بڑے شہر جیسے مدینہ یا شہر مرث کو قتل کرے تو اس اختیار کے مطابق جس کی تفصیل اپنے مقام پر لکھی ہے، مکمل بدنہ واجب ہوگا۔

اسی طرح اس شخص پر (مکمل بدنہ) واجب ہوگا جو حج یا عمرہ کے احرام کی حالت میں غسل منہ سے پہلے جراثیم کر لے، اس مسئلہ میں اختلاف اور تفصیل بھی ہے جس کے لئے ”احرام“، ”حج“، ”ہدی“ اور ”صدقہ“ کی اصطلاحات کی جانب رجوع کیا جائے۔

و۔ ہدی:

۷۔ فقہاء کا اتفاق ہے کہ ہدی (حج میں قربانی کا جانور) سنت ہے،
(۱) ابن ماجہ ۲۵۵-۲۵۴، حلیۃ الدوسلی ۱۸۸-۱۸۹، معنی الحج ۲۹۵-۲۹۴۔

صرف مذکر کی صورت میں واجب ہے، یہ اونٹ، گائے اور بکری سے ہوتا ہے، اونٹ میں ضروری ہے کہ وہ پانچ سال پورے کر کے چھٹے سال میں داخل ہو گیا ہو۔

صحیحین میں ہے: ”انہ مستحب الہدی فی حجة الوداع حائضہ بدہ“^(۱) (ابن ارم علیہ السلام نے حجۃ الوداع میں ایک سو ہدی میں بچھا)۔ ”مستحب ہے کہ ہدی کا جانور فرہ و راجح ہو یہ تکلف اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب“^(۲) (اور جو کوئی (ایمان) خدا کی یادگاروں کا ادب رکھے گا یہ (ادب) لوگوں کی پرہیزگاری میں سے ہے)، حضرت ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر فرما دی اور اچھا ہونے سے کہی ہے۔

ہدی میں بدنہ کے گلے میں قاروہ انا مستحب ہے^(۳)، اس سلسلہ میں کچھ تفصیلات بھی ہیں جنہیں ”حج“، ”ہدی“، ”احرام“، ”قربان“ اور ”تمتع“ کی اصطلاحات میں دیکھا جائے۔

ز۔ بدنہ کا ذبح:

۸۔ اونٹ اور جس میں بدنہ بھی شامل ہے، کے ذبح کے لئے ”نحر“ کا طریقہ مخصوص ہے، جمہور فقہاء کے نزدیک اونٹ کا نحر کرنا مسنون ہے، اور مالکیہ کے نزدیک اس کا نحر واجب ہے، اور اسی حکم میں انہوں نے زرافہ کو بھی شامل کیا ہے۔

(۱) حلیۃ الدوسلی ۲۵۵-۲۵۴، حلیۃ الدوسلی ۲۵۵-۲۵۴، معنی الحج ۲۹۵-۲۹۴، حلیۃ الدوسلی ۲۵۵-۲۵۴، معنی الحج ۲۹۵-۲۹۴۔

(۲) سورۃ الحج ۳۲۔

(۳) ابن ماجہ ۲۵۵-۲۵۴، حلیۃ الدوسلی ۲۵۵-۲۵۴، معنی الحج ۲۹۵-۲۹۴، حلیۃ الدوسلی ۲۵۵-۲۵۴، معنی الحج ۲۹۵-۲۹۴۔

ج- دیت، جان کا بدلہ دیت:

۹- اہن، سونا اور چاندی کی شکل میں دیت کی "سنگی" کے جوڑ پر
فتیاء کا اتفاق ہے۔ گھوڑہ گانے اور بکری میں متاف ہے، اس کی
"تفصیل کے لئے" دیت کی اصطلاح دیکھی جائے۔



دیت کے دو کوٹا فعیہ و حنا بلہ نے جاری فرمایا ہے، خبیہ
کے نزدیک اس کو ذبح کرنا مکروہ و تنزیہی ہے، جیسا کہ ابن عابدین
نے ابو سعید کے واسطے سے دیری سے نقل کیا ہے۔
مالکیہ کہتے ہیں کہ: دیت میں دینا "روہہ" سے جائزوں میں
اختیار رکھنا ضرورہ جائز ہے۔

پھر نوح جیسا کہ ابن عابدین نے کہا ہے سید کے پاس شہن کے
بچے حصہ میں رکب کے ہائے نام ہے "دین" وہوں، انھوں کے
پچھے رکب کے ہری حصہ میں رکب کا کانا ہے۔

ورچا نور کو کھڑا کر کے اس کے پاؤں پاؤں کو ہاندہ رکھ کر
مسنوں ہے۔ یونکہ حضرت عبدالرحمن بن سابط سے مروی ہے: "ان
النبي ﷺ واصحابه كانوا ينحرون البليدة معقولة
المسرى، فاسمة على ما بقي من قوائمه" (۱) (بنا کریم
ﷺ اور ان کے اصحاب ہندہ کو بائیاں پاؤں ہاندہ کر، بقیہ میں نہ
کھڑ کر کے رکھتے تھے، "اللہ تعالیٰ ہارشاہ ہے: "فدا و حبش
جسویہ" (۲) (پھر جب وہ رات کے تل رہ پڑیں) جو اس بات کی
دلیل ہے کہ چادر کو کھڑ کر کے رکھا جائے۔

نوح کا طریقہ یہ ہے کہ نیزہ سے اس وہدہ (گڈھا) میں مارا جائے
جو یہہ "رگن" کی جڑ میں ہے (۳)۔

(۱) حدیث عبدالرحمن بن سابط: "ان النبي ﷺ واصحابه..." کی
روایت ابو داؤد (۳۷۱/۲ طبع عزت حیدر دھاس) نے حضرت عبدالرحمن
بن سابط سے مرسل اور حضرت جابر بن عبد اللہ کی متصل حدیث سے نقل کر کے
ہے اس کی اصل صحیح بخاری (الصحیح ۵۵۳/۳ طبع المستقیم) اور مسلم
۵۵۸/۲ طبع النسخ۱ میں ہے۔

(۲) سورۃ غ ۶/۳۵

(۳) ابن ماجہ میں ۵/۱۹۴، السنن ۲/۱۰۰، مفتی لکھنؤ ۳۷۱/۲، کتاب التنازع
۳۷۱، المعنی بہامش الخطاب ۲۲۰/۳۔

میں گروہ کی جگہ مقیم ہوں جہاں شہ کی وہاں وہ سنتے ہوں تو ان پر نماز جمعہ جب ہوں (۱)۔

حج قربانی کا وقت:

۵- جمہور کے نزدیک قربانی کا وقت: یہاں کے لئے یہ ہے جو شہ یوں کے ہے، حنیف نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: چونکہ یہاں والوں پر نماز عید واجب نہیں۔ اس لئے جاہ ہے کہ عید کے دن صبح صادق کے بعد ہی وہ اپنی قربانی کریں، مین شہ والے نماز عید کے بعد ہی قربانی کا جانور ذبح کر سکتے ہیں، اس لئے کہ عید کی نماز اس پر واجب ہے (۲)۔

۱- وظیفہ کا عدم تحقیق:

۶- وظیفہ شہ کے رہنے والوں کے ساتھ مخصوص ہے، یہاں والوں کے سے بیت المال سے کوئی وظیفہ جاری نہیں ہوتا، نہ ہی فوجی وظیفہ اور نہ پچوں کے اخراجات، حتیٰ کہ یومیہ فرمایا: ہم کو نہ رسول اللہ ﷺ اور نہ آپ کے بعد اثر میں سے کسی کے متعلق یہ معلوم ہے کہ انہوں نے ایسا کیا ہو یعنی وہاں والوں کو فوجی وظیفہ یا پچوں کے وظائف دیئے ہوں، سوائے اس شہ والوں کے جو اسلام کی طرف سے دفاع کے مل ہیں، اس کی دلیل حضرت پرید کی مرفوعہ حدیث ہے، فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ جب کسی فوج یا کھڑی پر کوئی سپہ سالار مقرر فرماتے تو اسے اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور

مسلمانوں کے حق میں خیر کی نصیحت فرماتے پھر فرماتے: اللہ کی راہ میں اللہ کے نام پر جنگ کرو۔ اس سے قبل سرحدوں نے اللہ کا نثار کیا، جنگ کرو، زیادتی نہ کرو، جھوک نہ دو، مشد نہ کرو، کی بچہ کو قتل مت کرو، سب شرکین میں سے اپنے دشمن کا سامنہ ہو تو نہیں تیں ہوتوں کی طرف مارو، اس میں سے جو بھی ہتھیار کر لیں تو اسے تمہارا لو اور ان سے نہ رو، پھر انہیں اسلام کی دعوت دو، اگر قبول کر لیں تو اس کو اور ان سے جنگ کرنے سے رک جاؤ، پھر انہیں اپنے ملک سے منتقل ہو کر مہاجرین کے ملک آنے کی دعوت دو، ورنہ انہیں بتاؤ کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو انہیں وہ حقوق ملیں گے جو مہاجرین کے ہیں، ورنہ ان پر مودہ اریاں ہوں گی جو مہاجرین پر ہیں، سرحدوں سے منتقل ہونے سے انکار کریں تو انہیں بتاؤ کہ وہ عراب مسلمانوں کی طرح ہوں گے، ان پر اللہ کے وہ احکام جاری ہوں گے جو مومنین پر جاری ہوتے ہیں اور انہیں قیمت اور فنی میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا، بلا یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد کریں، اگر وہ انکار کریں تو ان سے یہ طلب کرو، اگر مان لیں تو قبل کر لو اور اگر نہ کر، سرکار کریں تو اللہ سے مدد طلب کرو، ورنہ ان سے قبل کرو، ورنہ جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرو، ورنہ تم سے مطالبہ کریں کہ تم ان کے سے اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ، تو تم نہیں اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ مت دو، اس تم اپنا اور اپنے اصحاب کا وعدہ، اس سے کہ تم اپنے اپنے اپنے اصحاب کے وعدہ کی خلاف ورزی نہ کرو تو یہ اللہ اور اس کے رسول کے وعدہ کی خلاف ورزی کرنے سے آسان ہے، ورنہ جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرو، ورنہ تم مطالبہ کریں کہ تم انہیں اللہ کے فیصلہ پر اترنے، تو تم انہیں اللہ کے فیصلہ پر مت اتارو بلکہ اپنے فیصلہ پر اترنے دو، یہ نکتہ تم نہیں جانتے کہ تم ان کے حق میں اللہ کے فیصلہ کو

(۱) ابن ماجہ بن ۱/۵۳۶، جوہر لاکیل ۱/۹۲، مجمعۃ طائیفین ۲/۳۸۸
بھی ۲/۳۲۳

(۲) فتح القدیر ۲/۸۷ طبع برواق، علیہ الامام للکمال ۳/۳۲۰ طبع بول
۱۳۴۰ھ، انصاف ۱/۲۰۲ طبع المطبعۃ المکیہ، ۱۲۴۰ھ محمد بن حسن رحمہ ۱۳۵ھ،
۱۲۴۰ھ ابو یوسف رحمہ ۱۳۳ھ۔

پالو گئے یا نہیں" (۱)۔

میلن امام اور عام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اگر وہ بیات والوں پر زیادتی کی جائے تو جاب و مال سے ان کی مدد کریں اور ان کا دفاع کریں، اور اگر کوئی مصیبت یا قحط نازل ہو تو اذیات اور محواری سے مدد کریں (۲)۔

ج- دیہات و شہر والوں کے عائدہ میں داخل نہیں اور کسی طرح برعکس:

۷- دیہاتی شہری قافل کے عائدہ میں داخل نہیں، اور نہ شہری دیہاتی قافل کے عائدہ میں داخل ہے، اس لئے کہ انہوں میں باہمی نمرت نہیں ہوتی جیسا کہ مالک کہتے ہیں (۳) تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح "عائدہ"۔

و- دیہاتی کی مامت:

۸- نماز میں اعرابی کی مامت مکروہ ہے جیسا کہ حنفیہ کہتے ہیں، اس سے کہ عموماً ان میں حکام سے جہالت ہوتی ہے (۴)۔

فقہاء کے کتاب اصطلاح، باب صلاۃ جماعہ میں اس کا ذکر فرمایا ہے، (دیکھئے "ہمتہ اصطلاح" "صلاۃ جماعہ")۔

ز- اگرچہ کوئی دیہات منتقل کرنا اور اس کا حکم:

۹- اگر کوئی شہری یا دیہاتی شہر میں لاوارث کوئی بچہ پائے تو اسے

دیہات منتقل نہیں کر سکتا، کیونکہ (دیہات میں) دیں، علم و رہبر سے تحریمی کا ضرر اس سے بچنے کا اثر، سے دیہات میں پائے تو شہر منتقل کر سکتا ہے، کیونکہ یہ نقلی اس کے مفاد میں ہے، اور سے دیہات میں رہ سکتا ہے، جیسا کہ مافیہ نے اس کی صراحت کی ہے تفصیلات اصطلاح "تیا" میں دیکھی جائے (۱)۔

ح- شہری کے خلاف دیہاتی کی شہادت:

۱۰- شہری کے خلاف، دیہاتی کی شہادت کے مسئلہ میں اختلاف ہے، جمہور نے اس کو درست قرار دیا ہے، اور مالکیہ نے منع کیا ہے (۲)۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا قول ہے: "لا تجوز شہادۃ بلوی علی صاحب قریۃ" (۳) (بہی کی شہادت صاحب قریہ کے خلاف درست نہیں ہے)، اور اس لئے بھی کہ وہ عموماً شہادت کو صحیح طریقہ پر دیتا نہیں رہا کرتے۔

ط- حلال کھانے کی تعیین میں دیہات والوں کی حدت فیصل نہیں:

۱۱- جن کھانوں کے احکام شریعت میں منصوص نہیں ان کی ہمت خبیث اور طیب کی پہچان میں کن لوگوں کی طرف رجوع کیا جائے گا؟ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس سلسلہ میں صرف شہر کے عربوں پر اکتفا کیا جائے گا، امام نووی فرماتے ہیں: اس سلسلہ میں زمین،

(۱) حاشیہ قیوہ ۱۲۵/۵، اسنی الطالب ۲/۲۷۷۔

(۲) انہی ۱/۱۷۷۔

(۳) حدیث "لا تجوز شہادۃ بلوی"۔ "کی روایت ابو داؤد (۲۴/۳) مع عزت عید دماس (اور حاکم (۲/۳۷۳) طبع دائرة المعارف البیروتی) کے ہے ابن دقتی البیروتی کہتا ہے اس کے چار انتہائی صحیح کے چار ہیں (واللہ اعلم) ص ۵۲۰ طبع دار الفکر اسلامیہ البیروتی۔

(۴) حدیث بروایت "إذا قوت عسوک..." کی روایت مسلم (۳۵۷/۳) طبع بیروت۔

(۲) لا سوالیہ البیروتی ص ۲۲۷ اور اس کے بعد کے صفحات طبع مصطفیٰ محمد۔

(۳) لشرح منیر ص ۲۰۲ طبع دار الفکر۔

(۴) الاقویاد ص ۵۸ طبع دار الفکر بیروت۔

جاء وہ لے مال و رہو خصال عربوں کی جانب رجوع کیا جائے گا
نہ کہ دیہات کے رہنے و لے گنو، فقر، اور محتاجوں کی طرف،
بن قدامتہ مانتے ہیں: اس لئے کہ یہ لوگ نہ ہر ت اور حکمرانی کی وجہ
سے جو پاتے ہیں کھیتے ہیں^(۱)۔

بذر

کی۔ دیہات و روں میں سے مدت وائی عورت کے کوچ
کرنے کا حکم:

۱۲۔ اہل دیہات کی زندگی میں اصل یہی ہے کہ شاداب علاقوں کی
تلاش میں یک دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں، اس لئے دیہاتی
مدت وائی عورت کے اہل خانہ اگر منتقل ہوں تو وہ بھی ان کے
ساتھ منتقل ہوگی اور گنہ گار نہیں ہوگی کیونکہ اہل خانہ کو چھوڑ کر تنہا
اس کا قیام باعث حرج ہے، اور اس لئے بھی کہ سفر ان کی رہ کی کا
لازمہ ہے، کتب فقہ میں کتاب العدة کے تحت فقہاء نے اس پر تنگی
نہائی ہے^(۲)۔

ک۔ دیہاتی کا شہری ہو جانا:

۱۳۔ اگر دیہاتی شہر میں آکر آباد ہو جائے تو شہر والوں میں شمار ہوتا
اور شہر کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔

تعریف:

۱۔ بد رفت میں بھتی کے لئے زمین میں دانہ ڈالنے کا نام ہے، یہی
مصدر ہے، اور یہی اس کا اطلاق صحیح پر بھی ہوتا ہے، تو اس صورت میں
مصدر کا اطلاق اسم مفعول پر ہوتا ہے۔
فقہی استعمال اس مفہوم سے الگ نہیں ہے^(۱)۔

اجمائی حکم:

۲۔ کاشت کے لئے زمین میں بچ: لئے کی بہت صل یہ ہے کہ یہ
مباح ہے اور اس کی کاشت مباح ہو، لیکن بہت قرآنی ہے:
”فقرآنہ ما تحرنون آتہم تررعونہ ام یحس الزارعون“^(۲)
(اچھا ہے یہ سنا: کہ جو کچھ تم بوتا ہو سے تم گاتے ہو یا (اس کے)
انے والے تم ہیں)۔

یہ آیت احسان و امتان کی جست سے کاشت کی بدست پر دلالت
رہی ہے، بھتی کبھی صدقہ کی نیت کی وجہ سے مندوب ہوتی ہے،
اس لئے زہی اکرم علیہ السلام کا ارشاد ہے: ”ما من مسلم یغرس
غرساً، أو یروع درعاً فیاکل منہ طیر أو انسان أو بهیمۃ

(۱) لسان العربیہ الکلیات: مادہ بذر، طبہ المکتبہ دہلی ۲۰، تہذیب و تربیت

بر حاشیہ الفتاویٰ الہندیہ ۶، ۸۸۔

(۲) سورہ بقرہ ۳، ۵۴۔

(۱) مجموعہ ۲۵/۲، طبع المکتبہ دہلی ۵۸/۲، طبع المکتبہ

(۲) مکتبہ ۵۴/۲، طبع سوم۔

۱۔ ہر کی رائے یہ ہے کہ وضامن نہیں ہوگا حقیقہ کے رد ایک یہی
زیادہ صحیح و زمینی ہے۔ ۲۔ ہر کی رائے مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ
کی ہے۔

اس اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ حاکم (محلی) لہجہ خاص ہے یا
لہجہ عام، جن فقہاء نے اسے لہجہ خاص مانا اسے ضامن نہیں قرار
دیا^(۱)، اور جنہوں نے اسے لہجہ عام مانا جیسے ابو یوسف اور محمد،
انہوں نے اسے ضامن قرار دیا۔

ان مقامات کی تفصیل کے لئے دیکھی جائیں اصطلاحات:
"اجارد"، "ضامن"، (۲) "خفارہ"، (۳)۔



بذرقہ

تعریف:

۱۔ ہذا رقعۃ کا لفظ من خالو یہ کہتے ہیں کہ فارسی ہے جسے عربی کا حامد
پہنا دیا گیا ہے اور نہ آیا ہے کہ یہ یہ خالص عربی لفظ ہے، اس کا
معنی: خفارہ (محافظین) ہے۔ یہی جماعت جو قافلہ کے آگے آگے
حفاظت کے لئے چلتی ہے۔

اس لفظ کا تعلق بعض حضرات "دل" سے کرتے ہیں، اور بعض
حضرات "ول" سے، اور کچھ لوگ دونوں حروف سے تلفظ کرتے ہیں۔
یہ لفظ اصطلاحاً بھی اسی معنی میں مستعمل ہے۔ بلکہ اس سے سنہ
وغیرہ میں نگرانی و حفاظت مراد لی جاتی ہے^(۱)۔

جہاں حکم:

۲۔ علماء نے بالاتفاق بذرقہ "خفارہ" (نگرانی) یا حرمت "حفاظت" کو
درست قرار دیا ہے، اور اس پر اتنے تائید جاتا رہا ہے۔

اُمیں ضامن قرار دینے میں تقیبا کی ۱۰۰ را میں ہیں، اس اختلاف
کی بنیاد بذرقہ کی تصویر کشی پر ہے کہ آیا یہ اجارد عام ہے یا اجارد خاص۔
ہر کی رائے یہ ہے کہ وہ اس چیز کی قیمت کا ضامن ہوگا جو اس سے
کھو جائے، یہ رائے حنفیہ میں سے امام ابو یوسف اور محمد کی ہے۔

(۱) سنن العرب، المصباح المہمر: لادہ "بذرقہ"، ابن ماجہ ج ۵/۲۳ طبع
بولاق، تحفۃ الکام بہامش فتح البعلی طہاک ۲۸۷/۲ طبع انجاریہ لکھنوی
قلیوبہ عمیرہ ۸۱ طبع اہلی، کتاب احتیاج ۳۲۳۔

(۱) الہدایہ ۳۶۳/۲ البدائع ۲۱۱/۲، الہدایہ ۱۰۸/۲ الہدایہ ۱۰۸/۲ الہدایہ ۱۰۸/۲

کشاف احتیاج ۳۵۵/۲ الہدایہ ۱۰۸/۲، الشرح المہر ۳۲۳/۲

(۲) البدائع ۲۱۱/۲ الہدایہ ۲۱۲/۲ الہدایہ ۲۱۲/۲، الفتاویٰ الہندیہ ۵۰۰/۲، حاشیہ

ابن ماجہ ج ۵/۲، حاشیہ الدوسقی ۲۸/۲، الہدایہ ۱۰۵/۲، حاشیہ قلیوبی

۸۱۔

(۳) کتب کی رائے ہے کہ اگر حفاظ کسی شخص کا مال ہو تو اس پر اجز خاص کے

احکام جاری ہونے چاہئیں، ورنہ اگر حفاظ کا مال ہو تو اس پر اس راستہ سے

کدو سے ملے تمام کاٹوں کے لئے مشترک و غیرہ علم جاری ہونا چاہئے۔

طرح اور نصب برائے مالک مردوشی کی مقدار کے بارے میں فریقین میں اختلاف ہوتا ہے مقررہ کا قول معتبر ہوگا اس سے کہ اصل زمرہ مقدار سے بری ہوتا ہے (۱)۔

برائے کے لفظ سے امد کا نصب بیجا ہوتا ہے، اسی سے فقہاء نے سرایت فرمائی ہے کہ انہوں کا نصب برائے کے لفظ سے بیان نہیں ہوتا۔ ولایہ کہ برائے سے مراد داری یا عوی سے بری ہوتا ہو (۲)۔

اس کے علاوہ معاملات و تالیفات میں اس قاعدہ کی مختلف فروعات ہیں، ان کی تفصیل ”عوی“ اور ”بیات“ کے مباحث میں کیجی جاوے۔

۶- پھر برائے امد کے لئے اصل کی طرح دلیل کی ضرورت نہیں ہے، اگر کسی عمل کے درجابہ یا کسی معاہدہ کی مہم ہی کی وجہ سے امد مشغول ہو جائے تو اس کی مشغولیت اور ضمان کے ترقی کے تحت سے مختلف اسباب سے اس کی برائے حاصل ہوتی ہے۔

چنانچہ حقوق اللہ کے اندر امد سرچنے پر لازم سوال جیسے زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کے ساتھ مشغول ہو تو ان کی ادائیگی سے ہی برائے حاصل ہوگی جب تک کہ وہ میسر ہوں، اگر ذمہ دہنی عبادات جیسے نماز اور روزہ کے ساتھ مشغول ہو تو ان کی ادائیگی سے اس کی برائے ہوگی، اور اگر وقت نکل جائے تو قضا سے ہوں بشرطیکہ وہ اتنی قلیل ہوں کہ ان کی قضا ممکن ہو، ورنہ تو پھر استغفار سے برائے ہوں اور اس کا معاملہ اللہ کے ذمہ ہوگا۔

حقوق العباد میں اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا مال غصب

ہے (۱) جیسا کہ طلاق اور طلع کے مباحث میں اس کی وضاحت ہے۔
پس مہارت برائے کے مقابلہ زیادہ خاص ہے۔

ج- استنبہ :-

۴- اعتبار کا لغوی معنی برائے طلب کرنا ہے، شرعاً اس کا استعمال وہ محسوس میں ہوتا ہے:

اول: طہارت میں گندگی سے دونوں مخرجوں (نجاست نکلنے کی جگہ) کی نظافت کے معنی میں۔

دوم: نسب میں، عورت کا حمل اور دوسرے کے ماہ منویہ سے طلب برائے کے معنی میں، جیسا کہ فقہاء اس معنی کے لئے اعتبار رحم کا لفظ استعمال کرتے ہیں (۲)۔

جمہل حکم:

۵- برائے آدمی کی اصل حالت ہے، ہر شخص اس حال میں پیدا ہوتا ہے کہ اس کا ذمہ بری ہوتا ہے، اور بعد میں انجام دئے گئے معاملات اور اہل سے امد مشغول ہوتا ہے تو اس اصل کے خلاف جو شخص عوی سرے گا اس سے اس عوی پر دلیل طلب کی جائے گی، لہذا اگر کوئی شخص کسی دوسرے پر حق کا عوی سرے تو مدعا علیہ کا قول معتبر ہوگا، کیونکہ اس کا قول اصل کے موافق ہے، اور مدعی سے ذمہ طلب کیا جائے گا، کیونکہ وہ اصل کے خلاف عوی سر رہا ہے، اگر وہ دینہ کے ذریعہ پناہ عوی ثابت نہ کر سکے تو فقہی قاعدہ: ”اصل مدعی برائے ہے“ کا اعتبار کرتے ہوئے مدعا علیہ کے بری ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا، اسی

(۱) ابن ماجہ ج ۲ ص ۵۶۰، اختیار ج ۱ ص ۱۶۰، قلیوبی ج ۱ ص ۱۰۳، اسی ص ۵۸، ج ۲ ص ۶۶۔

(۲) لسان العرب ص ۱۶۰، ابن ماجہ ج ۱ ص ۳۰، ج ۲ ص ۲۳۹، جوہر ص ۱۶۱، حاشیہ قلیوبی ج ۱ ص ۵۸، اسی ص ۱۶۱، ص ۵۱۲۔

(۱) لا شاہ مظاہر ابن نجیم ص ۵۹، لیسلی علی ص ۵۳، القوانین العبدیہ ص ۱۰۳۔

(۲) ابن ماجہ ج ۲ ص ۴۲، ص ۴۳، حاشیہ قلیوبی ج ۱ ص ۱۱۳، شرح منہج ص ۲۱۱، دولت ص ۲۱۱۔

بری ہو جائے گا۔ اسی طرح دوسری وجہ سے سبب ضماں زائل ہو جائے، مثلاً کوئی شخص بیع کے شمس (سماں کی قیمت) کا ٹیکس ہو اور جی بی بی ہو جائے (تو ٹیکس بری ہو جائے گا)، اس سے کہ اصل شخص کی برائت ٹیکس کی برائت کا سبب بنتی ہے۔
اس کی تفصیل اصطلاح ”کفالت“ میں دیکھی جائے۔

فقہاء برائت کا ایک اور استعمال بمعنی باطل عقائد و مذاہب سے دوسری ملاقاتی کے لئے ہوتا ہے، جیسے کوئی شخص اپنے اسلام کا اعلان کرے تو اس سے مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ دین اسلام کے مخالف مذاہب اور عقیدہ سے بری ہونے کا اقرار کرے (۱)، اس کی تفصیل اصطلاح ”اسلام“ میں دیکھی جائے۔

بحث کے مقامات:

۹- فقہاء نے برائت پر بحث دعویٰ اور بیعت کے ابواب میں کی ہے، کفالت کی بحث میں نفیل کے ذمہ کی برائت کا تذکرہ کیا جاتا ہے، حوالہ میں بیان ہوتا ہے کہ حوالہ مقروض کے ذمہ کی برائت کا موجب ہوتا ہے، بیوت میں فقہاء فرماتے ہیں: بالغ کی طرف سے عیوب سے بیعت کے بری ہونے کی شرط خیار کے سقوط اور عقد کے لزوم کا سبب ہے، جیسا کہ اس کا تذکرہ امرام اور اس کے آثار یعنی برائت استیفاء اور برائت اسقاط کے باب میں فقہاء کرتے ہیں۔

کر لے یا، سے ضائع کر دے تو برائت کا حصول ضمان سے ہوگا۔ ضمان یہ ہے کہ اگر عین ثمن موجود نہ ہو، سے وہیں لیا جائے، یا اگر ٹیکس ہو تو اس کا ٹیکس، اور ذمہ التیم ہو تو اس کی قیمت دی جائے (۱)، ان مسائل کی تفصیل کے لئے اکتاف، غصب، ضمان کی اصطلاحات دیکھی جائیں۔

اسی طرح برائت یوں بھی حاصل ہو سکتی ہے کہ صلاب حق حق کی اور ٹیکس یا وصولیابی کے بغیر اس کو بری کر دے، اس کی جیسے فتاویٰ، امرام برائت اسقاط یا امرام اسقاط سے کرتے ہیں (۲)، اس کی تفصیل اصطلاح ”امرام“ میں دیکھی جائے۔

۷- اس کے علاوہ برائت کا حصول ہوا اوقات ایک ذمہ سے دوسرے ذمہ کی طرف ضماں کے منتقل ہو جائے سے ہوتا ہے جیسا کہ حوالہ میں ہے کہ ”مقرض“۔ قرض تو اس کا حق ہی تیسرے شخص (محب علیہ) کی طرف محول کر دیا، ”مقرض“ مکمل ہو یا تو محیل (مقرض) کا ذمہ دین سے بری ہو جائے گا، اور اگر اس کا کوئی ٹیکس ہو تو ٹیکس کا ذمہ بھی بری ہو جائے گا، اس لئے کہ، ”محال علیہ“ (جس کی طرف منتقل کیا گیا ہے) کے ذمہ کی طرف منتقل ہو یا، اب ”محال علیہ“ سے ہمدلی دیا رہو جائے (۳) کو، ”محال“ کی طرف لوٹ آئے گا، اس مسئلہ میں اکتاف بھی ہے (۴) دیکھیے: اصطلاح حوالہ۔

۸- دیکھی برائت ضمان حاصل ہو جاتی ہے جیسا کہ کفالت میں ہے، اس طرح کہ ”مقرض“ میں کی برائت، ”ٹیکس“ قرض کی وجہ سے یا قرض خود کے بری کر دے کی وجہ سے حاصل ہو جاتی ہے تو ٹیکس کا ذمہ بھی

(۱) مجتہد الأحکام الفدریہ، ۱۵۱۵ھ، المجلد ۷، ۹۶، الفواک الدوئی، ۸۸، ۸۹، مروضہ، ۲۳۵، الفی، ۲۰۱، ۲۰۲۔

(۲) الفی، ۱۰۹، ۱۱۰، مجتہد الفدریہ، ۱۵۱۲، الدوئی، ۱۱۱، ۱۱۲۔

(۳) ابن ماجہ، ۲۱۰، ۲۱۱، مجتہد الأحکام الفدریہ، ۱۵۱۰، جوہر، ۱۰۸، ۱۰۹، حاشیہ، ۲۱۰، ۲۱۱، الفی، ۲۰۲، ۲۰۳۔

(۱) ابن ماجہ، ۲۳۳، ۲۳۴، مجتہد الأحکام الفدریہ، ۱۵۱۲، حاشیہ، ۲۳۳، ۲۳۴۔

(۲) ابن ماجہ، ۲۳۳، ۲۳۴، الفی، ۲۰۲، ۲۰۳۔

(۳) ابن ماجہ، ۲۳۳، ۲۳۴، الفی، ۲۰۲، ۲۰۳۔

فتا، براجم، برجم وغیرہ خصال، نطرت پر ننگو، وضو، غسل اور خصال
نطرت کے تحت آتے ہیں^(۱)۔

براجم

تعریف:

۱- برجم لغت میں برجمتہ کی جمع ہے یہ انگلیوں کی پشت پر جوڑوں اور
کنھوں کو کہتے ہیں، جن میں نیل، کچیل، جمع ہو جاتی ہے۔
اس لفظ کا صحیح معنی لغوی معنی سے علاحدہ نہیں ہے^(۱)۔

جماں حکم:

۲- طہارت یعنی وضو، غسل وغیرہ میں برجم کا حصہ مندوب
ہے^(۲)، رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: "عشر من العطرة
وعند مسها: غسل البراجم"^(۳) (دس اور نطرت میں سے
میں، اگر آپ نے ان میں غسل برجم کو بھی شامل فرمایا)۔
برجم کے حکم میں دو ترم مقامات آتے ہیں جن میں عاوق نیل
کچیل جمع ہو جاتی ہے، جیسے کاب، ڈاک، ماسن، سر بدن کے ایسے وغیرہ
مقامات۔

یہ حکم اس صورت میں ہے جب نیل پانی کو کمال تک پہنچنے سے
مانع نہ ہے، اگر کمال تک پانی کے پہنچنے میں دیر کاٹے بنے تو فی الجملہ
اس کا زوالہ حسب ہننا، طہارت میں وضو تک پانی پہنچے۔

(۱) اشعار، لسان العرب، مادة "برجم"۔

(۲) شرح مسلم بیرونی ۱۵۰ طبع لاہور، عن المعجم ۸۰ طبع انتقید۔

(۳) حدیث: "عشر من العطرة" کی روایت مسلم (۱/۲۳۳ طبع کتب) نے کی ہے۔

(۱) حاشیہ المصنف علیٰ رد المحتار ج ۱ ص ۲۰۰ یعنی ۱۸۰ طبع حواہی حاشیہ
الدوسری ۸۹ طبع دار الفکر شرح مسلم ج ۱ ص ۱۹۰ طبع لاہور، عن
المعجم ۸۰ طبع انتقید۔

کے لئے کرتے تھے۔ پھر دونوں میں قربت کی وجہ سے انہوں نے
خارج ہونے والی نجاست کو خارجہ کہا جانے لگا۔
یہ لفظ اس معنی میں براز (باز کے زیر کے ساتھ) سے کنایہ
الاست میں مشتق ہو جاتا ہے، اس طور پر کہ ہر دو الفاظ سے غلہ کے
خارج ہونے والے فضائیت مراد ہوتے ہیں۔

براز

تعریف:

۱- براز (زیر کے ساتھ) لغت کی رو سے "سجی نضام نام ہے، اور
کنایہ اسے نضام حاجت کے معنی میں بولتے ہیں، جیسا کہ اس سے
خدا (ہیت الخدہ) بھی مراد لیتے ہیں، اس لئے کہ لوگ نضام حاجت
کے لئے لوگوں سے خالی مقامات میں نکل جاتے تھے، کہا جاتا ہے:
"ہوز" جب براز یعنی پاخانہ کے لئے نکلے، اور "تھوز الرجل"
جب حاجت کے لئے براز کی طرف نکلے۔

یہ لفظ حرف باء کے زیر کے ساتھ "جنگ میں مہارزت" کا مصدر
ہے، اور اس سے بھی پاخانہ کے لئے کنایہ کیا جاتا ہے (۱)۔

صدا، حی معنی میں یہ لفظ کنائی معنی سے خارج نہیں ہے، کیونکہ یہ
غذائی فضائیت یعنی حسب عادت خارج ہونے والی نجاست (پاخانہ)
کو کہتے ہیں۔

متحدہ غلط:

نہ - ناکھ:

۲- غلط اصل میں زمین کے شئی حصہ کو کہتے ہیں، اس کی جمع میطآن
اور غوطہ ہے، اسی مفہم میں "غوطہ دمشق" کہا جاتا ہے، عرب اس قسم
کے مقامات کا قصد لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنا، حاجت

(۱) لسان العرب: ۱۰۷۲۔

ب- بول:

۳- بول: "ابول" کا واحد ہے، کہا جاتا ہے: "ہال الإنسان
والدابة، یبول بولاً ومبالاً" جب انسان یا جانور پیٹا بھر کرے،
ایسا کرنے والا "بال" کہلاتا ہے، پھر بول کا استعمال عین کے لئے
یعنی اگلی شرم گاہ سے نکلنے والے پانی کے لئے ہونے لگا، اس کی جمع
"ابول" ہے (۲)۔

اس معنی میں یہ لفظ بھی "براز" (زیر کے ساتھ) کے حکم میں ہے،
اس طور پر کہ دونوں نجاست ہیں اگرچہ دونوں کے خارج (نکلنے کی
راد) وجہ ہیں۔

ج- نجاست:

۴- نجاست لغت میں ہر گندگی کو کہا جاتا ہے (۳)، اصطلاح میں یہ
ایسا کھنکھ ہے جو نجاست والے شخص کی نماز وغیرہ کے جواز سے
رکاوٹ بنتا ہے (۴)۔

اس معنی میں یہ لفظ براز (زیر کے ساتھ) کے کنائی معنی سے
زیادہ عام ہے کہ یہ براز اور دوسری نجاستوں جیسے خون، پیٹا،

(۱) الجامع لأحكام القرآن للقرطبی ۵/۲۲۰ طبع دارالکتب ۱۹۸۳ء۔

(۲) لسان العرب، الصحاح، المصباح، المیر: ۱۰۷۲۔

(۳) لسان العرب، المصباح، المیر: ۱۰۷۲۔

(۴) المشرح للمیر للدرر: ۳۲۱۔

کے باوجود اگر سے گرم کرنے کا سامان نہ ہو اور نہ رکاوٹ پیشہ ہو تو
حدیث اصغر اور حدیث کبیر سے تیمم کو مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ نے جاری
قرار دیا ہے اور یہی حنفیہ کی بھی ایک رائے ہے، اور حنفیہ نے اپنے
مشہور قول میں حدیث کبیر سے تیمم کو جائز قرار دیا ہے نہ کہ حدیث اصغر
سے، چونکہ حدیث اصغر میں عموماً نہ رکاوٹیں نہیں ہوتا ہیں اور نہ رکاوٹ
کا تحقیق ہو جائے تو اس میں بھی بالاتفاق تیمم جاری ہے، جیسا کہ
بن عابدین نے تحقیق کی ہے، وہ فرماتے ہیں: اس لئے کہ نص میں حرمت
کے ذکر کرنے کی ہریت ہے اور یہی متواتر خلاف اتفاق بھی ہے۔
مالکیہ نے سخت سردی کی وجہ سے جو پانی کو سمجھا ہے، اسے اگر
صحت مند تیمم یا مسافر کو پانی کی تلاش اور اس کے گرم کرنے میں نماز کا
وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو تو تیمم کو درست قرار دیا ہے (۱)۔

ب۔ جمعہ اور جماعت کی نماز کے سلسلہ میں: فقہاء نے سخت
سردی میں جمعہ کی نماز سے اور دن یا رات میں نماز جماعت سے پیچھے
رہ جانے کو درست قرار دیا ہے (۲)۔

ج۔ نمازوں کو جمع کرنے کے سلسلہ میں: مالکیہ نے اجازت دی
ہے، اور یہی حنابلہ کی ایک رائے ہے کہ سخت سردی میں دو سو روئی
پڑی ہو یا پڑنے کا اندیشہ ہو صرف مغرب، عشاء کی نمازوں میں جمع
تقدیم کی جاسکتی ہے۔

شافعیہ سے ظہر بخیر میں اور مغرب، عشاء میں چہرہ شیطا کے ساتھ
جو اپنے مقام پر یہاں ہوں ہیں، نماز جمع کرنے کی اجازت دی ہے۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۵۶/۱ طبع بیروت، جامعۃ الدین علی الشرح الکبیر ص ۳۷۰ طبع
الطبع، کلیوٹی، عمیرہ ص ۱۷۷/۱ طبع ۱۹۶۲ء طبع المیزان۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۵۶/۱ طبع بیروت، جامعۃ الدین علی الشرح الکبیر ص ۳۷۰/۱
طبع المیزان، کلیوٹی، عمیرہ ص ۱۷۷/۱ طبع ۱۹۶۲ء طبع المیزان، انشی ابن قدامہ ص ۲۷۱/۱
طبع المیزان۔

حنفیہ نے سردی میں نمازوں میں جمع کرنے کو خواہ جمع تقدیم ہو یا
جمع تاخیر منع کیا ہے، اس کے برعکس صرف دو مقامات مزدلفہ اور عرفہ
میں جمع بین اصلا تین کی اجازت منحصر ہے (۱)۔

۱۔ جمعہ اور عزیمت کے سلسلہ میں: حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ نے
فی الجملہ سخت سردی میں قیل کے علاوہ دوسرے حدود و عزیمت کو مانع
کرنے سے روکا ہے، اس لئے کہ یہ باعث عبرت نہیں، بلکہ باعث
ملاوت ہے (۲)۔

۲۔ نماز کے سلسلہ میں: حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ نے مکمل ہوئی
سردی زمین پر نماز پڑھتے ہوئے عمامہ کے پچ پر مجدہ کو ضرور تاجاز
قرار دیا ہے (۳)۔

بُرد

بُرد "میدہ"۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۵۶/۱، جامعۃ الدین علی الشرح الکبیر ص ۳۷۰ طبع
الطبع، کلیوٹی، عمیرہ ص ۱۷۷/۱ طبع ۱۹۶۲ء طبع المیزان۔

(۲) حاشیہ الخطاوی علی الدر المنثور ص ۲۸۸/۲ طبع بیروت، جامعۃ الدین علی الشرح الکبیر ص ۳۷۰/۱
طبع بیروت، جامعۃ الدین علی الشرح الکبیر ص ۳۷۰/۱ طبع ۱۹۶۲ء طبع المیزان، انشی ابن قدامہ ص ۲۷۱/۱
طبع المیزان۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۵۶/۱ طبع بیروت، جامعۃ الدین علی الشرح الکبیر ص ۳۷۰/۱
طبع المیزان، کلیوٹی، عمیرہ ص ۱۷۷/۱ طبع ۱۹۶۲ء طبع المیزان، انشی ابن قدامہ ص ۲۷۱/۱
طبع المیزان۔

۴۔ روح، فساد کی طرف میان اور معاصی میں طوط ہوئے کو کہتے ہیں،
یہ مرد بزرگی کے لئے جامع لفظ ہے (۱)۔

اجمالی حکم:

۲۔ کثرت سے نصوص شریعت میں نیکی کا حکم اور اس کی ترغیب دی گئی
ہے "بر" ایسی خصلت ہے جو خیر کا جامع اور اطاعت گذری اور
معصیت سے دوری پر آمادہ کرنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لَئِنْ الْبَرُّ اَنْ تَوَلَّوْا وَاَوْفَوْكُم مَّقَدَّرَ
الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبَرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالرَّسُوْلِ، وَاتَى الْمَالَ عَمِي حَبْنَه
دَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْهٰنِ السَّيْلِ
وَالسَّائِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰةَ وَاتَى الزَّكٰةَ
وَالسُّوْفُوْنَ بَعْدَهُم اَدٰ عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبٰسَاءِ
وَالصُّرَّاءِ وَحٰمِيْنَ الْبَاسِ، اُولٰٓئِكَ اَلَدِيْنُ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُتَّقُوْنَ" (۲) طاعت یہ نہیں ہے کہ تم اپنا منہ مشرق و مغرب
کی طرف پھیرے یا نہ، بلکہ طاعت یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ اور قیامت
کے دن ہر فرشتوں "رَتَاب" اور پیغمبروں پر بیعت لائے، اور اس کی
حمت میں مل صرف رہے، قربت اور رقتیوں اور مستغنیوں اور
راویہ میں اور سالکوں پر "زَرَنُوْنَ" کے "اُکْرُوْا" میں، اور نہار کی
پابندی کرتے اور رکوع "اُکْرُوْا" کرتے اور اپنے بندوں کو پورا کرنے والے
جب کہ مدد رکھے ہوں اور نیکی میں اور یہاری میں، اور بڑائی کے
وقت صبر کرنے والے یہی لوگ ہیں، جو سچے اترے "یہی لوگ تو
منتقی ہیں"۔

(۱) فتح مبارک ۱۰/۵۰۸، الصحیح لمبارکی ۱/۳۵۴۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۷۷۔

بر

تعریف:

۱۔ لغت میں لفظ "بر" سچائی، صاحت، صلہ رحمی، اصلاح، اور لوگوں
کے ساتھ احسان میں توسع کے معانی میں آتا ہے، کہا جاتا ہے: "بر"
یہ "جب صالح ہو جائے، اور "بر فی یمنہ" جب وہ قسم پر قائم
رہے صحت نہ ہو، "بر" صادق شخص کو کہتے ہیں، "وَاٰمَنَ اللّٰهُ الْحَیْجِ
وَبَرَّ" اللہ نے حج قبول کر لیا، "بر" ہنرمائی کی ضد ہے، "مہرۃ" بھی
اسی معنی میں ہے، "وہودت والدی" میں نے والدین کے ساتھ صلہ
رحمی کی۔

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی میں ایک نام "البر" ہے، یعنی دہانے
اولیاء کے ساتھ وعدہ میں صادق ہے (۱)۔

فقہاء کے نزدیک اس لفظ کا استعمال اس کے لغوی معنی سے خارج
نہیں ہے، فقہاء کے نزدیک یہ ایسا جامع لفظ ہے جس کا اطلاق نہ
کے کام پر ہوتا ہے، اس سے مراد لوگوں کے ساتھ حسن سلوک، صلہ رحمی
اور صداقت، اور خالق کے احکام کی بجا آوری اور ممنوعات سے
اجتناب کے ذریعہ اخلاقی حسن سے آراستہ ہونا ہے۔

اسی طرح مطلقاً اس لفظ کو بول کر گناہوں سے پاک دائمی عمل مراد
یا جاتا ہے۔

اس کے بالمتعلق فقر اور گناہ ہے، اس لئے کہ فقر وین سے

(۱) سنن العربیہ ۱۰/۵۰۸، الصحیح لمبارکی ۱/۳۵۴۔

حضرت نواس بن سمعان کی حدیث ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور نثار کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”البر حسن الخلق، والإثم ما حاك في نفسك، وكرهت أن يطلع عليه الناس“^(۱) (بر (نیکی) حسن اخلاق کا نام ہے اور اثم (گناہ) وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تم کو پسند نہ ہو)۔

امام نووی اپنی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: علماء فرماتے ہیں: بر صلوٰۃ جی کے معنی میں ہوتا ہے، اور لطف و نیکی و حسن صحبت و رہن سہن کے معنی میں ہوتا ہے، اور اطاعت کے معنی میں ہوتا ہے، یہی امور حسن اخلاق کا مجموعہ ہیں، اور ”تمہارے دل میں کھٹکے“ کا مطلب ہے کہ تحریک نہ ہو، اشرار نہ ہو، اس سے دل میں شک اور اس کے نثار ہونے کا خوف ہو^(۲)۔

بر کے ساتھ بہت سارے احکام تعلق ہیں، بعض درجہ دہل ہیں:

والدین کے ساتھ حسن سلوک:

۳۔ البر والدین کا معنی والدین کی اطاعت، ان کے ساتھ صلہ رحمی، ان کی مدد و نفع دہانی، ان کے ساتھ احسان اور ساتھ ہی ان کی خواہش کی تکمیل کر کے انہیں خوش کرنا ہے بشرطیکہ نثار نہ ہو، اللہ تعالیٰ کا نثار ہے: ”وَفَضْلِي رَيْثُكَ إِلَّا تَغْلِبُوا إِلَّا يَأْثَابُ وَالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا“^(۳) (اور تیرے پروردگار نے حکم دے رکھا ہے کہ بجز اسی (ایک رب) کے اور کسی کی پرستش نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک رکھنا)۔

(۱) حدیث نواس بن سمعان: قَالَ سَالَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ . . . کی روایت مسلم (۳/۱۸۸ طبع النسخ) سے کی ہے۔
(۲) انووی علی مسلم ۱/۱۱۱۔
(۳) سورہ بقرہ ۲۳۔

تفسیر قرطبی میں ہے (۱) کہ ”بر“ نثار کا جامع نام ہے، و فرماتے ہیں: تقدیر کلام یوں ہے: ”وَلَكِنْ الْبِرُّ مِنْ أَمْرِ“ (بین نیکی اس شخص کی نیکی ہے جو یہاں لائے) یا تقدیر یوں ہے: ”وَلَكِنْ مَا الْبِرُّ مِنْ أَمْرِ“ (بین نیکی والا وہ ہے جو یہاں لائے)۔ وہ اس لئے کہ جب بنی اسرائیل نے مدینہ ہجرت فرمائی، فرائض کا حکم ہو، قبلہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا، حدود متعین ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اس سے معلوم ہوا کہ نیکی صرف نماز میں ہی نہیں ہے بلکہ اللہ پر ایمان لائے اور آیت تک بیان ہوئے، وہی نثار کی جامع صفات میں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ“^(۲) (ایک دوسرے کی مدد نیکی و تقویٰ میں کرتے رہو، اور نثار و دریاہی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو)۔

مادری کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نیکی میں تعاون کی دعوت دی ہے، اور سے تقویٰ کے ساتھ جوڑ دیا، اس لئے کہ تقویٰ میں اللہ کی رضا ہے، اور نیکی میں لوگوں کی رضا ہے، اور جس سے اللہ کی رضا، لوگوں کی رضا کو کٹھا کر لیا اس کی سعادت مکمل ہوئی، برکت عام ہوئی۔

بن خویز مند و کہتے ہیں: نیکی، تقویٰ پر تعاون مختلف شرطوں سے ہوتا ہے، پس عالم کی ذمہ داری ہے کہ اپنے علم سے لوگوں کا تعاون کرے اور غیبت تعلیم دے، والد و اپنی وصیت سے ان کا تعاون کرے، شجاعت مند اپنی شجاعت سے اللہ کی راہ میں تعاون کرے، و مسکین ایک ہاتھ کی مانند ایک دوسرے کا تعاون کرنے والے ہوں^(۳)۔

(۱) تفسیر القرطبی ۲/۲۳۸۔

۲۔ سورہ مائدہ ۲۔

۳۔ تفسیر القرطبی ۱/۶۱۶۔

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ الْحَقَّ، حَتَّى إِذَا قَرِغَ مِنْهُمْ، قَامَتِ الرُّوحُ فَقَالَتْ هَذَا مَقَامُ الْعَابِدِ بِكَ مِنَ الْفَطِيئَةِ، قَالَ: مَعَهُ، أَمَا تَرَوْنَ أَنَّ أَصْلَ مِنْ وَصَدِكَ، وَأَقْطَعَ مِنْ فَطَعِكَ؟“ قَالَتْ بَلَى، قَالَ فَبَدَلَكْ لَكَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْقُرْءُ وَإِنْ شِئْتُمْ ﴿فَلَهُمْ عَسِيسٌ إِنْ قَوْلُكُمْ أَنْ تَقْسَلُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقْطَعُوا أَرْحَامَكُمْ، أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ﴾^(۱) (اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا، جب اس سے قارٹ ہو گیا تو رحم کھڑا ہوا اور عرض کیا: یہ قطع رحمی سے آپ کی یاد طلب کرنے والے کا مقام ہے۔ اللہ نے فرمایا: ہاں، یہ تم اس سے راضی نہیں ہو کہ میں اس کو جوڑوں جو تم کو جوڑے، اور اس کو قطع رحمی میں جو تم کو قطع کرے، اس نے کہا: ہاں کیوں نہیں، اللہ نے فرمایا: تو تمہارے لئے یہی فیصلہ ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رُحاً چاہو تو پڑھو: ”فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقْطَعُوا أَرْحَامَكُمْ، أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ“ (اگر تم کنارہ کش رہو تو یہ تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم لوگ دنیا میں سہا مچاؤ گے، مرنے میں قطع قربت کر لو گے، یہی لوگ تو میں نے پر اللہ نے عنت کی ہے سو انہیں بہر آریا اور ان کی آنکھوں کو مہ حار دیا۔)

یہ نصوص ولادت رتی میں کہ صد رحمی و حسن سلوک، جب ہیں، اور قطع رحمی و اہل حرام ہے، عین اس کے مختلف درجات ہیں ان میں بعض درجات بعض سے بلند ہیں، سب سے اونچی درجہ قطع تحقیق کو چھوڑا ہے، اس کا نام حکام کے ریمو صد رحمی ہے۔

(۱) سورۃ محمد ۲۲، ۲۳۔ (۲) طبع التفسیر (۳) اور مسلم (۴) طبع التفسیر، ۵۷۸

(۱) سورۃ محمد ۲۲، ۲۳۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے فرمایا: ”الصَّلَاةُ عَلَى وَجْهِهَا، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: بِرُ الْوَالِدَيْنِ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ“^(۱) (بوقت پر نماز، میں نے پوچھا: پھر کون سا عمل؟ فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک، میں نے پوچھا: پھر کون سا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد۔)

یہ نصوص بتاتی ہیں کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کی تعظیم واجب ہے، والدین کے حقوق اور ان کی فرمانبرداری سے متعلق تفصیل کے لئے محتاج ”بر الوالدین“ دیکھیں گے۔

بر لرحم (صلہ رحمی):

۴۔ بر الارحام کا معنی ان کے ساتھ صلہ رحمی، حسن سلوک، احوال کی تحقیق، ضروریات کی تکمیل اور غمخواری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِأَنوَاعٍ مِنْ أَحْسَانٍ وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَلِيتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْأَخَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْأَخَارِ الْخُصْبِ وَالصَّاحِبِ بِالْخُصْبِ وَأَبْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ“^(۲) (اللہ کی عبادت نہ کرو کسی چیز کو اس کا شریک نہ کرو اور حسن سلوک رکھو والدین کے ساتھ اور تربتہ روں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور پاس والے پڑوسی اور روئے والے پڑوسی اور ہم مجلس اور رلوگیر کے ساتھ اور جو تمہاری ملک میں ہے ان کے ساتھ)۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے، فرماتے ہیں (۳): رسول

(۱) حدیث عبداللہ بن مسعودؓ: ”مَلَكَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ...“ کی روایت بخاری رتخ ۳۸۹ طبع التفسیر (۲) اور مسلم (۳) طبع التفسیر، ۵۷۸

(۲) سورۃ ساء ۳۶

(۳) حدیث ۳۸۹ ابن اللہ تعالیٰ خَلَقَ الْخَلْقَ ... کی روایت بخاری (۴) رتخ

اس طرح ہوں گے۔ آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور ورمیائی انگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں کے درمیان کشادگی فرمائی۔
 حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”الساعي على الأرملة والمسكين كالمجاهد في سبيل الله، وأحسبه قال وكالقائم الذي لا يقتر، وكالصائم الذي لا يفطر“^(۱) (یواؤں اور مسکین کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، (رومی کہتے ہیں) میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اس نمازی کی طرح ہے جو (ماز سے) تنکٹا نہیں، اور اس روزہ کی طرح ہے جو (روزہ سے) انحصار نہیں کرتا)۔

حج مبرور:

۶- حج مبرور دو حج مقبول ہے جس میں نہ کوئی گناہ ہو نہ ریا (۲)۔
 حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”العمره إلى العمرة كفارة لما بينهما، والحج المبرور ليس له جزاء إلا الجنة“^(۳) (ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان کے لئے کفارہ ہے، اور حج مبرور کی جزا جنت ہے)۔
 تفصیل کے لئے اصطلاح ”حج“ دیکھی جائے۔

نقش مبرور:

۷- نقش مبرور دو چیزیں فراموش ہے جس میں نہ اھوک ہو نہ خیریت۔

(۱) حدیث ۳۴۷۱ الساعي على الأرملة... کی روایت بخاری (صحیح) ۲۳۷۱ طبع انتقادی (اور مسلم) ۲۲۹۶ طبع ۱۳۷۵ھ کی ہے۔
 (۲) فتح المبارکی ۸/۱ ص ۸۷
 (۳) حدیث ۳۴۷۱ العمره إلى العمرة كفارة... کی روایت بخاری (صحیح) ۲۳۷۱ طبع انتقادی (اور مسلم) ۲۲۹۶ طبع ۱۳۷۵ھ کی ہے۔

ضرورت اور استطاعت کے فرق سے یہ درجات بھی مختلف ہوتے رہتے ہیں، بعض درجات واجب ہوتے ہیں اور بعض تنہا، لیکن اگر کسی نے کچھ صلہ رحمی کی، پوری صلہ رحمی نہیں کی تو اسے قاطع رحم نہیں کہا جائے گا، اور اگر اس حد میں کوتاہی کی جس کی وہ استطاعت رکھتا ہے، اور جو اسے کرنا چاہئے تو اسے صلہ رحمی کرنے والا نہیں کہا جائے گا۔

وہ لوگ جن سے صلہ رحمی واجب اور قطع رحمی حرام ہے، دور رشتے ہیں جو انسان کے اصول کی جانب سے ہوں جیسے والد، والدہ، اور ان سے بہن، ورنہ اس کے فروغ کی جہت سے ہوں جیسے بیٹے، بنیاں اور اس سے بیٹے، ورنہ اس سے بہنوں سے متصل رشتے جیسے بھائی، سہیلی، چچا، چچا بھائی، ماموں، خالہ، اور ان کی بیویاں سے گہرا رشتہ رکھنے والے لوگ (۴)۔

تفسیر کے لئے اصطلاح ”رحام“ دیکھی جائے۔

قیموں، ضعیفوں اور غریبوں کے ساتھ بر:

۵- قیموں، ضعیفوں اور غریبوں کے ساتھ بر یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، ان کے مفادات اور ان کے حقوق پر رے نہ جائیں، ضائع نہ کئے جائیں، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اما وكافل اليتيم في الحجة هكدا، وانشار بالسبابة والوسطى وفرح ببهما“^(۳) (میں اور یتیم کی کنالت کرنے والا جنت میں

(۱) دیکھ لکھیں ۳۶۱ ص ۳۶۱
 (۲) السنن للبیہقی ۱/۲ ص ۲۰۰
 (۳) حدیث سہل بن سعدؓ کا وكافل اليتيم... کی روایت بخاری (صحیح) ۲۳۷۱ طبع انتقادی (اور مسلم) ۲۲۹۶ طبع ۱۳۷۵ھ کی ہے۔

کی رشتہ دار کو یہ حق حاصل ہوتا ہے (۱)۔

شرعی حکم:

۲- اسلام نے والدین کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے، س کی فرمانبرداری اور اس کے ساتھ حسن سلوک کو فاضل نبیوں میں شریعہ ہے، ان کی نافرمانی سے روکا ہے اور اس کی سخت ترین مذمت دی ہے۔ جیسا کہ روایت میں حکم قرآنی میں وارد ہوا ہے: ”وَقُلْصِي رُكْ أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا، أَمَّا بِشِرْكٍ عِنْدَ الْكُفَرِ أَحْلَاهُمَا أَوْ كَلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أَكْثُ وَلَا تَهْزُؤْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَانْخَضْ لَهُمَا جَنَاحَ الدَّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّحَانِي صَغِيرًا“ (۳) (۴) اور تیرے پروردگار نے حکم دے رکھا ہے کہ بجز اسی (یک رب) کے اور کسی کی پرستش نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک رکھنا، گروہ تیرے سامنے بڑھا پے کو پہنچ جائیں ان دونوں میں سے یک یہ وہ دونوں تو تو ان سے ہوں بھی نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب کے ساتھ بات چیت کرنا اور ان کے سامنے محبت سے کھڑے کے ساتھ بھٹے رہنا اور کہتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان پر رحمت فرما جیسا کہ انہوں نے تجھے بچپن میں پالا، پرورش کی، اس میں اللہ بھی نہ متعانی نے اپنی عبادت اور توحید کا حکم دیا، اور اس کے ساتھ والدین کی فرمانبرداری کا فرمان دیا، آیت میں لفظ ”تقصی“ کا معنی یہاں پر حکم دینا ہے۔ مری قرآن اور احکام واجب کرنا ہے۔

ان طرح اللہ یں کے شکر کو اپنے شکر کے ساتھ جوڑتے ہوئے فرمایا: ”اِنَّ الشُّكْرَ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلٰہِی الْمَصِیْرِ“ (۱۳) کہ تو

(۱) الجامع را حکام القرآن القسطنطنی ۱۲۳۱/۱۰

உர்த், உர்த் தி/தது (ர)

(۳) $\frac{1}{2} \log 2$

بر الوالدین

حرف

۱۔ لغت میں ز کے معنی ہے فضل، صداقت، طاعت اور صلاح وغیرہیں (۱)۔

صداغ میں اس کا غالب، ستمیل رومی و محبت آمیز لطیف مہم
عقلمندو کے ذریعہ حسن سلوک، نفرت پیدا کرنے، میل و ملاقات کمانی سے
گرمیز اور ساتھ ساتھ شفقت و عنایت محبت، مال کے، رومیہ حسن
سلوک اور، دیگر نیک اعمال کے لئے ہوتا ہے (۴)۔

”ہوین“ اور اصل باب اور ماں ہیں (۳)۔

لیکن یہ لفظ (ہوین) دادا اور دایوں کو بھی شامل ہے (۴)۔
بن المذر مرآتے ہیں؛ امجد و آباء ہیں اور جدات مائیں ہیں، تو
انسان کی اجازت سے عی غزوہ کرے گا۔ ہر محض اس اتھو کا کوئی
میں مفہوم معلوم نہیں ہے جس سے ان کے علاوہ بھائیوں یا دوسرے

() لبنان العرب، المصباح المير، المصاحف، المجلد ١، الكليات الأولى البقاء
١٩٨٣ طبع وزارة الثقافة دمشق ١٩٨٣

(۴) انصوحہ المدنی علی دسلانہ امیر وائی ۸۲۳-۸۲۴ھ ازواج عن اقرار
کتاب المدنی ۶۴۳ طبع دہلی ولسلیہ ویت۔

(۳) اساس العرب، اصحاب ۱۵۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۲۰ (الطحاوی علی قول القاری لہ ایون) تبیین
العقائد شرح کثر العقائد ص ۲۲۲، المہذب فی فقہ امام الحنفی
۲/۴۳۰، فتح المجاہد شرح المجاہد ص ۲۳۲-۲۳۳، مطالب اولیٰ ابن

— 17 —

میری "اپ ماں باپ کی شکر گزاری یا نذر میری ہی طرف" ایسی ہے، "یہاں ہی نعمت پر اللہ کا رزقیت کی نعمت پر والدین کا شکر" کیا جائے گا، غیب میں جینے مانتے ہیں "جس نے پانچ پتوں کی نماز پر بھی اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا، "یہاں جس نے نمازوں کے بعد والدین کے لئے دعا کی اس نے والدین کا شکر کیا"۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، "وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سا عمل اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: "الصلاة على وقتها" (وقت پر نماز)، روئی نے پوچھا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "هو الوالدین" (والدین کے ساتھ حسن سلوک)، راوی نے دریافت کیا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "الجهاد في سبيل الله" (اللہ کی راہ میں جہاد)، نبی اکرم ﷺ نے خبر دی کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک نماز کے بعد جو اسلام کا سب سے اہم تقویٰ ہے سب سے افضل عمل ہے (۲)۔

حدیث میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کو جہاد پر مقدم رکھا گیا، اس لئے کہ وہ فرض عین ہے جس کی انجام دہی ہی پر متعین ہے، کوئی دوسرا اس میں اس کی نیابت نہیں رہتا، چنانچہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میں نے نہ رہائی ہے کہ غزوہ روم میں شرکت کروں اور میرے والدین مجھے منع کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے والدین کی بات مانو، روم کے غزوہ میں تمہارا ساتھ دینا دوسرے بھی شریک ہو سکتے ہیں (۳)۔

اور اللہ کی راہ میں جہاد فرض کیا یہ ہے، کچھ لوگ انجام دے لیں تو بقیہ لوگوں سے فریضہ ساتھ ہو جانے کا عین والدین کے ساتھ حسن سلوک فرض عین ہے، "فرض عین فرض کناہ سے زیادہ قوی ہے۔"

اس مہیوم میں بہت ساری حادثات مروی ہیں، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور غزوہ میں شرکت کے لئے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "نعمي والداك؟" (کیا تمہارے والدین رضامند ہیں؟) اس نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: "فصحبهما فجاهدا" (۱) (تو ان ہی کی خدمت میں جہاد کرو)۔

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: میں آپ سے ہوں کہ آپ سے ہجرت پر بیعت کروں، اور میں اپنے والدین کو روکا ہو چھوڑ آیا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ارجع إليهما فاصححهما كما امكنكما" (۲) (ان کے پاس جا کر انہیں سنا جس طرح ان کو دلایا ہے)۔

ابو داؤد میں بھی حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ایک شخص میں سے ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے پوچھا: "هل لك أحد باليمن؟" (یہاں میں میں تمہارا کوئی ہے؟) اس نے کہا: والدین ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا: "أدما لك؟" (کیا انہوں نے تمہیں اجازت دی؟) کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "فارجع فاصححهما فإن أدما

(۱) حدیث: "فصحبهما فجاهدا" کی روایت بخاری (صحیح ۳۰۳) طبع انتقیر) نے کی ہے۔

(۲) حدیث: "ارجع إليهما فاصححهما" کی روایت ابوداؤد (۳۸۳) طبع عزت عید عباسی (۱۵۲۳) طبع دار الفکر (۳۸۳) طبع دار الفکر (۳۸۳) کی ہے چنانچہ اس کی تصحیح کی ہے اور اس سے اتفاق کیا ہے۔

(۱) حدیث ابن مسعود "أي الأعمال أحب إلى الله" کی روایت بخاری (صحیح ۳۰۰۱) طبع انتقیر) اور مسلم (۹۰۱) طبع مجلس) نے کی ہے۔
(۲) جامع الاحکام القرآن للقرطبی ۱۰/۲۳۸، ۲۳۸۔
(۳) لم یروا فی کتابہما فی ۳۰۴۔

بزرگوالدین ۳

مک فیجہد ولا فیزہما" (۱) (تو جائے ان دونوں سے اجازت مانگو، اگر وہ اجازت دیں تو جہاد نہ ہو ورنہ ان کے ساتھ حسن سلوک نہ ہو)۔

یعنی یہ حکم اس وقت ہے جب نصیر عام (عام منائی) نہ ہو ورنہ اس صورت میں گھر سے نکلتا فرض میں ہوگا، یہ کہ اس وقت تمام لوگوں پر وفات اور شہادت کا مقدمہ جاری ہوتا ہے (۲)۔

اور جب والدین کے ساتھ حسن سلوک فرض میں ہے تو اس کے برعکس (یعنی ہنرمانی) حرام ہوگا بشرطیکہ کسی شرک یا معصیت کے کرنے کا حکم نہ ہو، کیونکہ خالق کی ہنرمانی کر کے مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی (۳)۔

غیر مذہب و عہد دین کی فرمانبرداری:

۳- والدین کے ساتھ حسن سلوک فرض میں ہے جیسا کہ گذرا، یہ حکم والدین کے مسلمان ہونے کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ اگر وہ کافر ہوں تو بھی ان کی فرمانبرداری اور ان کے ساتھ حسن سلوک واجب ہے بشرطیکہ وہ اپنے بچے کو شرک یا معصیت کے ارتکاب کا حکم نہ دیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَهُمْ يَخْرُجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ" (۴) (اللہ تمہیں ان لوگوں کے

(۱) حدیث "محل ایک احمد مالکی... کی روایت ابو داؤد (۳۹/۳۹ طبع عزت عید دہلی) اور حاکم (۱۰۳/۱۰۳ طبع دار الفکر طرابلس) سے کی ہے وہی نے کتبہ و درویش کزور ہے یعنی اس حدیث کا رویہ اس حدیث کا شاہد رکھ چکا ہے۔

(۲) فتح القدیر ۵/۱۹۳، جامع الاحکام القرآن لقرطبی ۱۰/۲۳۰۔

(۳) ابن ماجہ ۳/۲۲۰، شرح البیہقی ۳/۳۹۳، ۳۱۷، الفروق لقرطبی ۱۳۵۔

(۴) سورہ محمد ۸۔

ساتھ حسن سلوک اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، بے شک اللہ انصاف کا پتہ کرنے والوں کی کوہست رکھتا ہے)۔

یہ شرط دہری ہے کہ والدین کے ساتھ محبت میں نرم و لطیف مدد میں جنگ و کرب نہ ہو، نفرت پیدا کرنے والی ترش بھائی سے ریزہ کرے، ایسے الفاظ سے انہیں پارے جو سنا کو پسند ہوں، انہیں کسی بات کہے جو انہیں ناگوار ہو، انہیں شغ پر پھانسی، شک دلی، تباہی یا فساد کا اظہار نہ کرے، انہیں جہنم کے بلکہ ان کے ساتھ پیغمبروں سے ملے۔

صحیح بخاری میں حضرت اسماء سے مروی ہے، فرماتی ہیں: میری والدہ آئیں، وہ مشرک تھیں قریش کے عہد اور ان کی مدت میں جب کہ انہوں نے حضرت ابو بکر کے ساتھ حضور ﷺ سے معاملہ کیا تھا، میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میری والدہ آئی ہیں اور وہ اسلام سے ہزار تھیں، کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہم، صلی افک" (۱) (ہاں، اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کر)۔

ان ہی سے ایک دوسری روایت میں ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں میری ماں راغب ہو کر میرے پاس آئیں میں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، میں یہی فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مازل فرمائی: "لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُواكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ" (۲) (اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور

(۱) حدیث اسماء بنت ابی بکر... کی روایت بخاری (صحیح ابن ماجہ ۱۳/۳۳۳) نے کی ہے۔

(۲) سورہ محمد ۸، دیکھئے جامع الاحکام القرآن لقرطبی ۱۰/۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، فتح الباری شرح صحیح بخاری ۴/۳۵۰، الفروق ۱۳۵، ابو کریم الدانی

انصاف کرنے سے نہیں رہتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں
 ٹرے، تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالے گا۔)۔ ہر ان بابت اللہ کا حکم
 ہے: "وَوَضِعْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ" (اور ہم نے حکم
 فشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا مطعیمہ الی
 مَرَجِعُكُمْ لِأَنْبِئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ" (۱) (اور ہم نے حکم
 دیا ہے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کا بین اُرمو تھو
 پر رہو وائیس کہ تو کی چیز کو میرا شریک بنا جس کی کوئی دلیل تیرے
 پاس نہیں تو تو سب کا نہ نہ ماتم سب کو میرے ہی پاس آنا ہے میں
 تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہتے تھے)۔ کہا گیا ہے کہ
 حضرت سعد بن وقاص کے سلسلہ میں یہ آیت مارل ہوئی، چنا پ
 مرہی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں اپنی والدہ دھرماتہ، ارتقا، میں نے
 سہم قبوں کر یا تو انہوں نے کہا: تم یا تو اس دین کو چھوڑو، مرنے میں نہ
 کھاؤں گی نہ کچھ پیوں گی یہاں تک کہ مر جاؤں، تو مجھے عار دلایا
 جائے اور کہا جائے: اے اپنی ماں کے قاتل۔ میری ماں ایک دن
 اور پھر، ہر دن ہی حال میں رہی تو میں نے کہا: اب ماں! اور آپ
 کی ماں میں ہوں اور ایک ایک کر کے ساری جا میں کل جا میں تو بھی
 میں اپنے اس دین کو میں چھوڑوں گا، آپ چاہیں کمائیں یا نہ کمائیں،
 جب انہوں نے ایسا (میرا) کر لیا، یہ کیا تو کیا پانے" (۲)۔

غیر مسلم۔ الدین کے لئے ال کی رو کی میں دیا۔ یہی رحمت کے لئے
دعا کرے کے مسئلہ میں اختلاف ہے جس کا تعلق ہے، امر پائے۔

میں ان کے سے متفقہ مثنوی ہے، دلیل قرآنی آیت ہے:

۳۸۳/۲، المشرع المصیر، ص ۴۰، الرواج عن اقراف اکابر^{علیهم السلام} ۷۵/۴

طبع دارالاشرف

() سورۃ النکبت

(۳) الجامع راجع م القرآن للقرطبی ۳/۳۸۳ اور حدیث "تکت باؤا بائمی فامعت۔" کی روایت مسلم (۳/۱۸۷ طبع اعلیٰ) نے کی ہے۔

”مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالْأَنْبِيَاءِ أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ“ (۱) (نبی اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے لئے چار نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں مگر چہ وہ (شرکین) رشتہ دار ہی جو) یہ آیت نبی ﷺ کے بچے چچا حضرت ابو حباب کے لئے استغفار کرنے اور بعض صحابہ کے بچے مشرک والدین کے لئے استغفار کرنے کے سلسلہ میں نازل ہوئی، ان کی وفات کے بعد ان کے لئے استغفار کی ممانعت اور اس کی حرمت اور ان کی روحِ صدیقہ نہ کرنے پر اجماع منعقد ہو چکا (۲)۔

کافر، ملحدین کے لئے اس کی زندگی میں استغفار کے مسئلہ میں اختلاف ہے، چونکہ وہ اسلام لائے ہیں۔

اگر کار و آمدین فرض کفایہ جہاد میں مکلف سے اس کو اس نے روکیں کہ اس پر اندیشہ ہو اور ان کو چھوڑ کر اس کے جانے سے بچنے لئے مشقت محسوس کرتے ہوں تو منصف کے نزدیک اس کو اس کا حق ہے، و آمدین کی اجاعت فرما دینا ہی کرتے ہوئے اس کی جہاد سے ہی وہ نکلے گا، یلین اگر وہ سے تھا، سے اس سے رہ کر رہے ہوں کہ اپنے ہم نہ سب لوگوں کے ساتھ قتل کو دنا پسند کر رہے ہوں تو پھر وہ ان کی اجاعت نہیں کرے گا بلکہ حرا میں نکل جائے گا (۳)۔

والدین کی اجازت سے ہی غزوہ میں شریک ہوگا۔

$$-112 \frac{3}{4} \text{ ft} \quad (1)$$

(۲) الجامع لأحكام القرآن للقرطبي ۱۰: ۵۳۵، انوار البدر فی ۳: ۹۴، مشرح

المختصر مع حاشية الصاوي ٤٣١، شرح إحياء علوم الدين ١٦٦، ١٦٧.

(۳) ۲۲۰/۳۷۱

بین کر جہاد متعین ہو جائے میدان جنگ میں صف بندی یا دشمن کے می صرد یا امام مسلمین کی جانب سے احاطہ عام کی وجہ سے، تو اس وقت والدین کی جارت ساقط ہو جائے گی۔ اور ان کی اجازت کے بغیر اس پر جہاد جب ہوگا، یہ تکہ اب تمام لوگوں پر جہاد کے فرض میں ہونے کی وجہ سے اس پر بھی نکلنا واجب ہوگا (۱)۔

ماں کی طاعت اور باپ کی اطاعت کے درمیان تعارض:
۴- ”اولاد پر والدین کا عظیم حق ہے، اسی لئے متعدد مقامات پر قرآن کریم میں اس کا حکم مازل ہو، اور احادیث مطہرہ میں بھی اس کی ہدایت دی گئی، اس کا تقاضا ہے کہ ان کی فرمانبرداری، اطاعت، ان کی دیکھ رکھ، اور ان کے حکم کی تعمیل نہ معصیت کے کاموں میں کی جائے جیسا کہ گذرا۔

بچہ کی تربیت میں ماں کے بڑے رول کے پیش نظر شریعت نے والدین کی فرمانبرداری کے حکم کے بعد والدہ کے لئے خصوصی طور پر مزید فرمانبرداری کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَوَضَّيْنَا لِلْإِنْسَانِ بِوَالِدَيْهِ حِمْلَتَهُ أُمًّا وَهَنًا عَلٰی وَهْبٍ وَفَصَّالَةً لِّیْ غَافِلٍ“ (۲) (اور ہم نے انسان کو تاکید کی اس کے ماں باپ سے متعلق، اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دوسری میں اس کا دودھ چھوٹا ہے)۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ! میں احق

بحسن صحابی؟“ قال: ”أمک“ قال: ثم من؟ قال: ”أمک“ قال: ثم من؟ قال: ”أبوک“ (۱) (اے اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں، اس نے پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں اس نے پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں، اس نے پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا باپ)۔

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”بِإِنِّ اللہ یوصیکم بأمہاتکم، ثم یوصیکم بآبائکم، ثم یوصیکم بالآقرب فالأقرب“ (۲) (اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے حق میں وصیت کرتا ہے، پھر وہ تمہیں تمہیں تمہاری ماؤں کے سلسلہ میں وصیت کرتا ہے، پھر وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے بارے میں وصیت کرتا ہے، پھر وہ تمہیں تمہارے آباء (والد) کے بارے میں وصیت کرتا ہے، پھر وہ تمہیں بالترتیب آباء کے بارے میں وصیت کرتا ہے)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: ”ای الناس أعظم حقًا علی المرأة؟“ قال: ”روحہا، قلت: فعلى الرجل؟“ قال: ”أمہ“ (۳) (عورت پر سب

(۱) حدیث: ”من احق بحسن صحابی...“ کی روایت بخاری (صحیح ۲۰۱۱۸ طبع انتقید) نے کیا ہے۔

(۲) حدیث: ”بِإِنِّ اللہ یوصیکم بأمہاتکم...“ کی روایت بخاری نے (ادب الاعداء (ص ۲۶ طبع انتقید) میں اور حاکم (۲۵۱۳۲ طبع دار الفکر طعارف اصفیانیہ) نے کیا ہے حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے، اور ابی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

(۳) حدیث: ”ای الناس أعظم حقًا علی المرأة...“ کی روایت حاکم (۱۵۰۳۲ طبع دار الفکر طعارف اصفیانیہ) نے کیا ہے اس کی سند میں جہت ہے میزان الاعتدال (ص ۲۳۹ طبع جمعی)۔

() لہرب ۲/۲۳۰، ترجمہ الخراج شرح الصحاح ۲/۲۳۲، مطالب اولیٰ اسی ۲/۵۳۲، اسی ۳/۵۹۸ طبع ریاض المدینہ، اشرح المکرم مع حلیۃ الدروی ۲/۵۵۲، الخراج احکام القرآن للقرطبی ۲/۲۳۰۔
۳۔ جوہر القاسم ۲۔

جز الوالدین ۵

سے زیادہ اس شخص کا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے ثواب کا۔
میں نے پوچھا: اور پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی ماں کا۔
مذکورہ آیات و احادیث اور اس کے علاوہ دیگر بے شمار ہدایت
والدین کے مقام و مرتبہ پر ولایت رتی ہیں، اور فرمانہ داری کے
استحقاق میں باپ پر ماں کی فوقیت ثابت رتی ہیں۔ چونکہ حمل کی
صعوبت، پھر وضع حمل اور اس کی تکلیف پھر رضاعت اور اس کی
مشکلات، یہ وہ امور ہیں جن سے صرف ماں کو گذرنا اور انہیں
برداشت کرنا پڑتا ہے، اس کے بعد تربیت میں باپ کی شرکت ہوتی
ہے، اس لئے باپ کے مقابلہ میں ماں رعایت کی زیادہ مستحق ہے
خصوصاً بچہ پالنے میں (۱)۔

اس حق کی فوقیت کا مظہر یہ بھی ہے کہ اگر ماں کے پاس کے والدین
کا نفقہ واجب ہو، اور وہ صرف کسی ایک کا نفقہ دینے کی استطاعت
رکھتا ہو تو مصیب، مالکیہ اور شافعیہ کی صحیح روایات کے مطابق باپ پر
ماں کو فوقیت حاصل ہوگی، یہی یک رائے تاجلہ کی بھی ہے (۲)۔ یہ اس
سے کہ حمل، رضاعت، تربیت کی مشقت و دہشت کرتی ہے۔
اس میں شفقت بھی زیادہ ہوتی ہے نہ وہ زیادہ دگر مرد بچے کو
ہے، یہ حکم اس وقت ہے جب اس کے والدین کی فرمانہ داری میں باہم
تعارض نہ ہو۔

۵۔ اگر اس میں تعارض ہو، اس طور پر کہ ایک کی اطاعت سے
دوسرے کی مانرمانی لازم آتی ہو تو یہ صورت میں دیکھا جائے گا، اگر
ایک کی اطاعت کا حکم دے رہا ہو اور دوسرے معصیت کا حکم دے رہا ہو تو

و اطاعت کا حکم، یہ اولیٰ کی فرمانہ داری کے گامعیت کا حکم
ہے، اولیٰ کی اطاعت میں معصیت کا رتبہ نہیں رکھے گا اس سے
کہ رسول اللہ ﷺ کا قول ہے: "لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ
المخلوق" (۱) (خالق کی معصیت کے کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی
جائے گی)، البتہ اس پر ضروری ہے کہ حکم قرآنی "وَصَاحِبُهُمَا لِي
الْمَالِ مَعْرُوفًا" (۲) (اور دونوں میں اس کے ساتھ خوبی سے بسر کرے
جائے) کے مطابق ان کے ساتھ حسن سلوک کرے، کیونکہ یہ بیت اگرچہ
کافر والدین کے سلسلہ میں مازل ہوئی ہے، لیکن غمناک سببوں میں
کے ہمارے انتظار آتی کے عموم کا اعتبار کیا جائے گا۔

لیکن اگر والدین کی فرمانہ داری میں تعارض کسی غیر معصیت میں
ہو، اس طور پر کہ ایک ساتھ دونوں کی فرمانہ داری ممکن نہ ہو تو
فرماتے ہیں کہ ماں کی اطاعت مقدم ہوگی، اس لئے کہ فرمانہ داری
میں ماں کو باپ پر فوقیت حاصل ہے (۳)، اور کہا گیا ہے کہ
فرمانہ داری میں دونوں برابر ہیں، چنانچہ مردی ہے کہ ایک شخص نے
امام مالک سے عرض کیا کہ میرے والد سوڈان میں ہیں، انہوں نے
مجھے لکھا ہے کہ میں ان کے پاس آ جاؤں، میری ماں مجھے جانے سے
روکتی ہیں، امام مالک نے اس سے فرمایا: اپنے باپ کی بات مانو اور
ماں کی مانرمانی نہ کرو، یعنی اپنے والد کے سے سر کر کے پتی ماں کی
خوشی میں اضافہ کرے چاہے ماں کو اپنے ساتھ لے جا کر ہوتا کہ اپنے
والد کی اطاعت کر سکے اور ماں کی مانرمانی بھی نہ ہو۔

۶۔ مردی ہے کہ حضرت ایش سے خلیفہ کی مسئلہ دریافت کیا تو

(۱) حدیث "لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ المخلوق"..... مشکوٰۃ روایت ابن القادری فی "معجم
میں کیا ہے موفور لاکہ احمد بطرانی نے اس کو روایت کیا ہے احمد کے رجال
صحیح کے رجال میں (معجم الخوارزمی ۲۲۶/۵ طبع احمدی)۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۵۱۔

(۳) الخوارزمی ۲۲۶/۵۔

(۱) فتح الباری ۱۰/۱۰۳، شرح احیاء علوم الدین ۱۵/۱۶، الخوارزمی
مترجم الکبائر ۱۲/۱۷ طبع دار المعرفۃ، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۱۲/۱۵، ۱۳۔

(۲) در المنہج علی الدر المنہج ۱۲/۱۵۳، الخوارزمی ۲۲۶/۵، سورۃ بقرہ ۱۵۱۔
۱۵/۱۳ طبع المکتب الاسلامی، انجلی ۱۲/۵۳ طبع دار الفکر۔

ساتھ سعد رحمی، حسن سلوک اور مشرک اقا رب کے ساتھ صلہ رحمی کا کر ہے^(۱)۔

کافر والدین کے ساتھ حسن سلوک میں ان کے لئے وصیت بھی داخل ہے، اس لئے کہ وہ اپنے مسلم لڑکے کو وارث نہیں ہوں گے۔
تفصیل کے لئے اصطلاح ”وصیت“ دیکھی جائے۔

حسن سلوک کس طرح کیا جائے؟

۷۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کے سے اس کے ساتھ رفق و محبت آمیز سرمہ سنگور و نریت پیدا کرنے والی زش بکامی نہ کرے، نہیں یہ الفاظ سے پکارے جو نہیں پسند ہوں جیسے۔ اسی چاہ،۔ اہ چاہ،۔ انہیں ایسی بات کہے جو،۔ ین،۔ نیا میں اس کے سے مانع ہو،۔ ین کے ذہن اور کے،۔ وجہات ہوں اس کے بارے میں اس کو بتائے، اس کے ساتھ معروف کے مطابق زندگی گزارے یعنی جن امور کا جواز شریعت میں معروف ہے، چنانچہ وہب یا مندوب پر عمل کرنے میں اور جس چیز کے چھوڑنے میں اس کو ضرر نہ ہو اس کے چھوڑنے میں ان کے حکم کی اطاعت کرے، ان کے برہ نہ چلے، ان سے آگے بڑھ کر چلنا تو کچا، بات نہ کر نہ، مثلاً اندھیرا تو (روشنی کے لئے) آگے چل سکتا ہے، ان کے پاس جائے تو ان کی اجازت سے بیٹھے، اٹھے تو ان کی اجازت لے کر اٹھے، نہ سنا پے یا مرض میں ان کے پیچھا،۔ نیر ویر،۔ پے کو رائہ سمجھے کہ اس سے ان کو فیت ہوگی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَاللَّهُ الْعَلِيمُ الْحَسَامُ“^(۲) اللہ کی عبادت کرو، اس کی چیز کو اس کا شریک نہ کرو اور حسن سلوک رکھو، والدین کے ساتھ)۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: ملاطفت اور نرم روی کے ساتھ

انہوں نے فرمایا: اپنی ماں کی حالت نرم،۔ یونکہ انہیں فرمانبراری کا وہ پہلی حق حاصل ہے، اسی طرح باجی نے غل یا ہے کہ ایک خاتون کا حق اس کے شوہر پر تھا،۔ تو بعض فقہاء نے اس کے لڑکے کو نوٹی، یا کہ پ، والد کے خد فاس کی طرف سے نکاست کرے،۔ وہ مقدمہ کی محاکمہ میں ماں کے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے باپ سے محاکمہ اور بحث کرتا تھا، بعض فقہاء نے اسے اس سے منع کیا،۔ اور کہا کہ یہ باپ کی مائرمائی ہے،۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث صرف یہ بتاتی ہے کہ باپ کا حق ماں سے کم ہے،۔ نہ یہ کہ باپ کی مائرمائی کی جائے محاکمہ نے جس کا نقل کیا ہے،۔ فرمانبردار،۔ ری میں باپ پر ماں مقدم ہے^(۱)۔

در حرب میں مقیم و مدین و قارب کے ساتھ حسن سلوک:

۶۔ بن تمہ پر کہتے ہیں: اہل حرب میں سے ماں یا نیتہمیں کے ساتھ حسن سلوک تو اس سے سنی قرابت ہو یا نہ ہو، نہ حرام ہے،۔ اور نہ ممنوع، بشرطیکہ اس سے مسلمانوں کے خلاف کفار کی تقویت یا اہل اسلام کے پوشیدہ امور سے گائی، سامان جنگ، اسلحوں سے ان کی تقویت نہ ہوتی ہو^(۲)۔

یہی رائے ”لادب الشریعہ“ میں ابن ابی حنیبلہ سے منقول رائے کے موافق ہے، اور جو کچھ انہوں نے ذکر کیا ہے اس سے مختلف نہیں ہے، اور اس پر استدلال اس واقعہ سے کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے مشرک بھائی کو ریشمی جوڑا ہدیہ کیا تھا، اور حضرت اسماءؓ کی حدیث سے استدلال کیا ہے^(۳)، ان دونوں میں اہل حرب کے

(۱) الفروقی ۱۳۳، تہذیب الفروقی مع حاشیہ ص ۱۶۱، فتح المبارکی شرح صحیح البخاری ۱۰/۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲۔

(۲) جامع لیبیں للظہری ۶۶/۲۸، طبع مصطفیٰ لکھنؤ۔

(۳) حدیث اسماءؓ کی تخریج فقہ عمرؓ میں گذر چکی ہے۔

(۱) الادب الشریعہ ۱۲/۹۲، ۹۳، ۹۴۔

(۲) سونے کا ۶۶۔

بزرگ والدین ۸

اں سے حسن سلوک رہے، نہیں سخت جواب نہ دے، نہ انہیں گھور کر دیکھے، ورنہ سارے پانی اور روٹی رے (۱)۔

ب کے ساتھ حسن سلوک بہ رز یہ بھی ہے کہ گالی گلوٹی یا بی بھی قسم کی بیڑ رسائی کے ذریعہ اں سے ہر ملوکی نہ رہے کہ یہ ما اختلاف گناہ بیروہ ہے صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ مِنَ الْكِبَانِ شَتْمَ الرَّجُلِ وَالِدِيهِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ: وَهَلْ يَشْتُمُ الرَّجُلُ وَالِدِيهِ؟" قَالَ: نَعَمْ يَسْبُ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسْبُ أَبَاهُ، وَيَسْبُ أُمَّهُ فَيَسْبُ أُمَّهُ" (کبیر و گناہوں میں سے ہے کہ انسان اپنے والدین کو گالی دے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا انسان اپنے والدین کو گالی بھی دے سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، ایک انسان دوسرے انسان کے والد کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کے والد کو گالی دیتا ہے، اور وہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کی ماں کو گالی دیتا ہے)، ایک دوسری روایت میں ہے: "إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكِبَانِ أَنْ يَبْعَثَ الرَّجُلُ وَالِدِيهِ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يَبْعَثُ الرَّجُلُ وَالِدِيهِ؟" قَالَ: يَسْبُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسْبُ الرَّجُلُ أَبَاهُ" (۲) (بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے والدین پر لعنت بھیجے، کہا: یا رسول اللہ! انسان اپنے والدین پر کس طرح جنت بھیجے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی کے والد کو، بھائی کے کاؤ، اور اس کے والد کو برا بھلا کہے گا)۔

۸ - والدین کے ساتھ حسن سلوک میں یہ بھی داخل ہے کہ ان کے

دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کی جائے، صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "إِنَّ مِنْ أَمْرِ الرَّحِمِ الرَّحْلُ أَهْلُ وَدَّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُولِيَ" (۱) (بڑی نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے والد کے جانے کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے)، اگر والد غائب ہو یا فوت ہو جائے تو ان کے دوستوں کو یاد رکھے، اور اں کے ساتھ حسن سلوک کرے کہ یہ بھی والد ہی کے ساتھ حسن سلوک کا ایک حصہ ہے۔

حضرت ابو اسید جو بدری صحابی ہیں روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا، آپ ﷺ کے پاس ایک انسانی آئے اور رپوت یا: یا رسول اللہ! یہ والدین کی وفات کے بعد اں کے لئے کچھ بڑا باقی ہے، میں سے انجام دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نَعَمْ، الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا، وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَبِعَادَ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا، وَإِكْرَامَ صَدِيقِهِمَا، وَصَلَةَ الرَّحِمِ الَّتِي لَا رَحِمَ لَكَ إِلَّا مِنْ قَبْلِهِمَا، فَهَذَا الَّذِي بَقِيَ عَلَيْكَ" (۲) (ہاں، ان کے لئے دعا، استغفار، ان کے بعد ان کے جہدوں کی تحمیل، ان کے دوستوں کا اکرام، اور ان کے واسطے سے رشتہ میں آنے والوں کے ساتھ صلہ رحمی، یہ سب بڑا باقی ہے)۔

خود رسول اللہ ﷺ حضرت حدیث رضی اللہ عنہما کی وفات حسن سلوک کے لئے ان کی تعلیموں کو یاد دہانی دیتے تھے جو آپ کی زہد تھیں،

(۱) حدیث ابن مسعود عن رسول اللہ ﷺ "إِنَّ مِنْ أَمْرِ الرَّحِمِ الرَّحْلُ أَهْلُ وَدَّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُولِيَ" صحیح مسلم (۳۹۷/۵) طبع المکتبۃ النبییۃ، مدینہ منورہ (۵/۳۵۳) طبع

(۲) حدیث "أَهْلُ بَقِيَ مِنْ بَرٍّ وَالْمَنَى" - مشکوٰۃ، حدیث ابن عمر (۵/۳۵۳) طبع المکتبۃ النبییۃ، مدینہ منورہ (۵/۳۵۳) طبع عزت حمید دہلوی (۵/۳۵۳) طبع المکتبۃ النبییۃ، مدینہ منورہ (۵/۳۵۳) طبع عزت حمید دہلوی (۵/۳۵۳) طبع المکتبۃ النبییۃ، مدینہ منورہ (۵/۳۵۳) طبع

(۱) مشکوٰۃ، حدیث ابن عمر (۵/۳۵۳) طبع المکتبۃ النبییۃ، مدینہ منورہ (۵/۳۵۳) طبع

(۲) مشکوٰۃ، حدیث ابن عمر (۵/۳۵۳) طبع المکتبۃ النبییۃ، مدینہ منورہ (۵/۳۵۳) طبع

تو پھر والدین کے بارے میں تمہارا خیال ہے (۱)۔

تجارت یا طلب علم کے لئے سفر کی خاطر والدین کی اجازت:

۹- فقہ حنفی نے اس کے لئے یک قاعدہ مقرر فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر وہ سفر جس میں ملاکت سے اطمینان نہ ہو اور خطہ شدید ہو لڑکے کے لئے والدین کی اجازت کے بغیر اس میں نکلتا درست نہیں ہے اس سے کہ والدین کو اپنی اولاد پر شفقت ہوتی ہے تو انہیں اس صورت میں ضرر پہنچے گا، اور جس سفر میں خطرہ شدید نہ ہو والدین کی اجازت کے بغیر اس میں نکلتا بشرطیکہ والدین کو بے یار و مددگار نہ چھوڑے، جائز ہے کہ اس میں ضرر نہیں رہا۔

پس تعلیم کے سفر کے لئے والدین کی اجازت لازم نہیں ہوگی اگرچہ شہر میں تعلیم مہیا نہ ہو، رہت پر ان ہو، والدین کے ضیاع کا مدیشہ نہ ہو، اس لئے کہ اس سفر سے انہیں ضرر نہیں بلکہ نفع ہوگا، اور سے مافرمائی کا عار لاحق نہیں ہوگا، عین تجارت کا منہ ہو، والدین چنے چنے کی خدمت سے مستغنی ہوں، اور ان کے ضیاع کا مدیشہ نہ ہو، جو جہیز جارت اس سفر پر نکل سکتا ہے، عین والدین اس کے اور اس کی خدمت کے محتاج ہوں تو ان کی اجازت کے بغیر سفر نہیں کرے گا (۲)۔

مالکیہ نے طلب علم کے سفر میں یہ تفصیل کی ہے کہ اگر اس مرتبہ کے علم کے حصول کے لئے سفر ہو جو اس کے شہر میں فراہم نہیں جیسے

(۱) الامام احکام القرآن، مصری، ۲۳۱/۱۰ (۲) اس مسئلہ کا جواب علوم الدین ۱۶/۱۶، احوال الدولی ۲/۸۳، حدیث ۳۳۸، کان بھٹی کی روایت بخاری (الفتح ۳۳) طبع المکتبہ کے ہے۔
(۲) مجمع المصنف فی ترتیب الشرائع ۷/۸۸، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ۲۳۲، ابن ماجہ ۲۲۰/۳۔

کتاب فقہ اور سنت رسول میں فقہ جماعت و موانع اختلاف و مراتب قیاس کی معرفت، تو والدین کی اجازت کے بغیر وہ عزرائلتا ہے شرطیکہ اس کے اندر غور و تحقیق کی صداقت ہو، اور غریبیت میں نعت میں ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ اس سے کہ بھتہدیں کے مقام کا حصول فرض کفایہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“ (۱) ”اور نہ ہو تم میں ایک ایسی جماعت رہے جو نیکی کی طرف مایا کرے اور بھائی کا حکم دیا کرے اور بدی سے روکا کرے“، لیکن ابرقہیدی طریقہ پر فقہ کے لئے سفر ہو اور اس کے شہر میں اس کا انتظام ہو تو اس کی اجازت کے بغیر سفر جاری نہیں ہوگا۔

۱۰- اگر تجارت کے لئے سفر کا ارادہ ہو جس میں اس کو اسی قدر حاصل ہونے کی امید ہو جتنی وہ اپنے وطن میں حاصل کرتا ہے تو ان کی اجازت کے بغیر نہیں نکلے گا (۲)۔

نوافل کے ترک یا ان کو توڑنے میں والدین کی اطاعت کا حکم:

۱۰- شیخ ابو بکر طروش کتاب ”بر الوالدین“ میں فرماتے ہیں: کسی سنت موکدہ جیسے جماعت کی نماز میں حاضری، فجر کی دو رکعت، اور وغیرہ کے ترک میں والدین کی اطاعت نہیں ہوگی، مگر وہ ہمیشہ انہیں ترک کرنے کا مطالبہ کرتے ہوں، اس کے برخلاف اگر وہ نماز کے اہل وقت میں بلا میں تو ان کی اطاعت کی جائے گی چاہے دل وقت کی فضیلت سے حرجی ہو جائے (۳)۔

(۱) سورۃ آل عمران، ۱۰۴۔
(۲) الفروق لمصری، ۱۳۵/۱۳، الدیوبی ۲/۸۳، ۱۶۷، حلیہ لطفیل ۲۵۲/۱۔
(۳) مطالب اولیٰ اشی ۲/۵۳، انصاری قدس سرہ ۵/۵۵، شافعی القناع فی

فرضِ خانیہ کے ترک میں ن کی طاعت کا حکم:

۱۱- صحیح مسلم میں حدیث کہ ایک شخص نے بیعت زنی چاہی اور اس کے والدین میں سے ایک باحیث تھے، گزر چکی ہے، اس سے واضح ہے کہ اس کی صحبت ہاں کریم علیہ السلام کی صحبت پر اور ان کی خدمت جو جب میں ہے فرض کفایہ پر مقدم ہے اس لئے کہ ان کی طاعت اور اس کے ساتھ حسن سلوک فرض میں ہے۔ اور جہاں فرض کفایہ ہے، وہ فرض میں قوی ہوتا ہے (۱)۔

بیوی کو طلاق دینے کے مطالبہ میں ان کی طاعت کا حکم:

۱۲- ترمذی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: میری ایک بیوی تھی جس سے میں محبت کرتا تھا، میرے والد اس کو پسند نہیں کرتے تھے، انہوں نے مجھے اس کو طلاق دینے کا حکم دیا، میں نے انکار کر دیا، پھر میں نے بنا علیہ السلام سے اس کا راز یا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: "یا عبد اللہ بن عمر طلق امرئک" (۲) (۱) اے عبد اللہ بن عمر اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔

ایک شخص نے امام احمد سے پوچھا کہ میرے والد مجھے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیتے ہیں، انہوں نے فرمایا: اسے مت طلاق، اس سے بہتر یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم نہیں دیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں جب تمہارے باپ بھی حضرت عمرؓ کی مانند ہو جائیں، یعنی اپنے باپ کے

حکم سے اسے طلاق مت دے، یہاں تک کہ وہ بھی حق و عدل تک رسائی اور اس جیسے معاملہ میں خواہش نفس کی عدم اتنا میں حضرت عمرؓ کی مانند ہو جائیں۔

مطالبہ میں سے وہ بڑے نے یہ اختیار کیا ہے۔ (باپ کے تیسے پر بیٹے کا اپنی بیوی کو طلاق دینا) واجب ہے اس سے کہ (جب حضرت بن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دینے سے انکار کر دیا تو) بن کریم علیہ السلام نے ان کو طلاق دینے کا حکم دیا۔ (شرح تفتی لدین بن تیمیہ سے شخص کے بارے میں جس کی ماں اسے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے، فرماتے ہیں: اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے، بلکہ اس پر ماں کے ساتھ حسن سلوک واجب ہے، اور اپنی بیوی کو طلاق دینا ماں کے ساتھ حسن سلوک میں داخل نہیں (۱)۔

ارحباب معصیت یا ترک و جب کے مر میں ن کی طاعت کا حکم:

۱۳- قتادہ بن ماریہ: "ووضیما الإسمان بوالدیه حسنا، وین حاکم لک لشرک بی ما لیس لک به علم فلا تطعنہما" (۲) (۱) "میں نے حکم دیا ہے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ سلوک نیک کا میں انہوں نے تجھ پر رونا لیس کہ تو کسی چیز کو میرا شریک بنا جسکی کوئی دلیل تیرے پاس نہیں تو تو ان کا بہتان ماننا، اور رشتہ ہے: "وین حاکم لک علی ان تشرک بی ما لیس لک به علم فلا تطعنہما وصاحبہما فی الدنیا معروفا" (۳) (۲) "میں نے انہوں نے تجھ پر اس کا رونا لیس کہ تو میرے ساتھ کسی چیز کو شریک

= متن الاقاع ۵۵۳۳ الفروق لفظی ۱۲۳-۱۲۲، المشرح المیر ۵۳۹۳، الفواکد الدوالی ۲/۳۸۳، الفروا ۲/۶۷۲، ۷۳۔

(۱) الفروق ۱/۱۲۳، ۱۲۵، ۱۵۰، الفروا ۲/۶۷۲، ۷۳۔

(۲) حدیث حضرت ابن عمرؓ "کان لصی لعمراة" کی روایت ترمذی (۳) ۲۸۶ طبع لکھنؤ نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے دیکھئے جامع

ما حکام القرآن لفظی ۱۰/۲۳۹، الفروا ۲/۵۵۳۔

(۱) الآداب الشریعہ والحدیث لمریدہ ابن مفلح المصنف لکھنؤ ۵۰۳، الفروا ۲/۷۳۔

۷۳۲۔

(۲) سورہ یحییٰ ۸۸۔

(۳) سورہ یحییٰ ۸۵۔

نہیں جسکی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں، تو تو ان کا کہنا نہ مانا اور دیا میں اس کے ساتھ خوبی سے رہے گا، ان دونوں آیات میں ان کے ساتھ حسن سلوک اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کا جو بوجہ ان کی مافرمانی اور مخالفت کی حرمت موجود ہے۔ والا یہ کہ وہ کسی شک یا رنجاب معصیت کا حکم دے تو اس وقت اس کی اطاعت اور ان کے حکم کی تعمیل نہیں کرے گا کہ اس میں ان کی اطاعت حرام اور مخالفت واجب ہے، جس کی تاکید رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ "لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق" (خالق کی معصیت کر کے مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی)، اور حضرت سعد بن ابی وقاص کی سابق میں گزری اس حدیث سے (۲) بھی ہوتی ہے کہ ان کی والدہ سے نہ ہے، نہ کو ترک کرنے کا مطالبہ یا تو انہوں نے والدہ کی بات نہیں مانی، لیکن ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہے اور خوبی سے بسر کرتے رہے ایسے امور میں والدہ کی مافرمانی واجب ہے، لہذا نہ بات کو ترک کر کے والدہ کی اطاعت نہیں کی جائے گی (۳)۔

و مدین کی مافرمانی و ر دنیا و آخرت میں اس کی نہ:

۱۳ - ن کے ساتھ حسن سلوک نہ کرنے کی وجہ سے جو مافرمانی ہوتی ہے، اس کے علاوہ مافرمانی کی اور بھی صورتیں ہیں، جن میں سے بعض کا تعمیل قول سے ہے، اور بعض کا عمل سے۔

مافرمانی میں یہ بھی داخل ہے کہ لڑکا اپنے والدین کے سامنے کتابت، ننگ دلی، غصہ کا اظہار کرے، اس کی رگیں پھول جائیں،

(۱) حدیث: "لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق" کی تخریج فقہ نمبر ۵ میں گذری ہے۔

(۲) دیکھئے فقہ نمبر ۳۔

(۳) شرح مبصر ۳۹۴، جامع الاحکام القرآن للقرطبی ۱۰/۳۸۸ (مختصر)۔

اور ۸/۱۳ سورۃ النکوت سے، اور ۱۲/۶۵، التورق للقرطبی ۱/۳۵۔

فرزندی کے مازبخت سے اور دیانت داری کی کمی کی وجہ سے اس پر زبان راندی نہ۔ خصوصاً اس کے بڑھاپے میں، حالانکہ "لا تؤکلم اباً یا ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک نرمی و رحمت کا پرتاؤ کریں، اچھی اور پائیدار باتیں کریں، اللہ تعالیٰ کا رشتہ ہے: "بِغَا يَتْلُمَنَّ عَنْدَكَ الْكِبَرُ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أَفْتُ" (۱) (اگر وہ تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں اس دونوں میں سے ایک یا وہ دونوں تو تو ان سے ہوں بھی نہ کہتا)، اس کو "بی تکلیف کی بات سے سے بھی منع کیا گیا ہے، ان دونوں میں سے کسی ایک کی مافرمانی کا ضابطہ یہ ہے کہ "الا" نہیں کہی بیڑا نہ پہنچائے کہ اگر وہ کام میں دیر سے کے ساتھ دیر تا تو حرام و شرنا و صیہ دہوتا، لیکن والدین کی وجہ سے اپ و دیر دہوتا ہے (۲)۔

نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ "بِغَا رِيح الْجَنَّةِ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ، وَلَا يَجِدُ رِيحَهَا مِثْلَ مِثْلِهِ، وَلَا عَاقٍ، وَلَا مَلْعَنٍ خَيْرٌ" (۳) (جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے محسوس ہوگی، لیکن احسان جتانے والا، والدین کا مافرمان، اور شرابی اس خوشبو کو نہیں پائے گا)، حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "أَلَا أَبَيْتُكُمْ بأكبر الكبائر؟ قلنا: بلى يا رسول الله! قال: ثلاثاً: لا شراك بالله، وعقوق الوالدين، وكان منكنا فجلس، فقال: ألا وقول الرور وشهادة الرور، ألا وقول الرور وشهادة الرور، فمارال بقولها حتى قست، لا

(۱) سورۃ اسراء ۱۳۔

(۲) الجامع الاحکام القرآن للقرطبی ۱۰/۳۸۸، ۳۳۱، ۳۳۵۔

(۳) حدیث: "بِغَا رِيح الْجَنَّةِ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ، وَلَا يَجِدُ رِيحَهَا مِثْلَ مِثْلِهِ، وَلَا عَاقٍ، وَلَا مَلْعَنٍ خَيْرٌ"۔

المبصر میں روایت کیا ہے، بھی فرماتے ہیں اس میں بھی بن و رور و شریک ہے (مجمع الزوائد ۸/۳۸۸ طبع مکتبی)۔

کے لئے باہر نکلے (۱)۔

اس معبود کی رو سے محدۃ (پردہ نشین) برزۃ (بے پردہ) کی ضد ہے۔

اجمانی حکم:

۳- خبیثہ، ثانیہ «رحمۃ بل کی رائے ہے کہ وہی اپنے کے سے بے پردہ خاتون کی حاضری نہ دہری ہے، بشرطیکہ یہی شہادت اس نے حاصل کی ہو جس کی شہادت دینا اس کے سے جائز ہے، ورنہ اس کی حاضری پر دعویٰ مقوف ہو، اور ایسی حالت میں اس کی شہادت پر شہادت قبول نہیں کی جائے گی، والا یہ کہ اس کی حاضری سے کوئی رکعت بیعتہ مرض اور سفر پایا جائے، تو اس صورت میں قاضی اس کے پاس سے کوئی چیز کا جو اس کی شہادت سے گا، اس کی تسلیس شہادت کی بحث میں ہے، لیکن محدۃ (پردہ نشین) خاتون کو مجلس تہنہ میں حاضر کرنا نہ دہری میں ہے۔

مالکیہ عورت کی شہادت کی «نکی میں بے پردہ» پردہ نشین میں فرق نہیں کرتے، ان کے نزدیک حکم ہے کہ عورت کی شہادت نقل کی جائے لی، کیونکہ اس کے لئے مشقت و بے پردہ کی ہے (۲)۔

یہ تفصیل شہادت سے متعلق ہے، اگر اس پر مقدمہ ہو تو تہجد نے صراحت لی ہے کہ اگر بے پردہ عورت کے خلاف دعویٰ دائر کیا گیا ہے

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۶۳، ۲۶۴ طبع بیروت، کتاب القناع عن متن الإقناع ص ۲۳۹، ۲۴۰ طبع المراسم، حاشیہ الدرر النوری علی المشرح الکبیر ص ۲۲۹، ۲۳۰ طبع المراسم۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۶۳، ۲۶۴ طبع المراسم، کتاب القناع عن متن الإقناع ص ۲۳۹، ۲۴۰ طبع المراسم، حاشیہ الدرر النوری علی المشرح الکبیر ص ۲۲۹، ۲۳۰ طبع المراسم، شرح لمصباح ص ۱۶۸، ۱۶۹ طبع بیروت، حاشیہ الدرر النوری علی المشرح الکبیر ص ۲۲۹، ۲۳۰ طبع المراسم، حاشیہ الدرر النوری علی المشرح الکبیر ص ۲۲۹، ۲۳۰ طبع المراسم۔

برزۃ

تعریف:

۱- برزۃ خاتون جس کے میس نمایاں ہو یا جو ۴۰ سال سے زیادہ عمر ہو، یا تیار ہو بے پردہ ہو لوگوں کے سامنے آتی ہو لوگ اس کے پاس بیٹھتے ہوں اس سے شکوہ کرتے ہوں، لیکن وہ فہم نہ ہو۔

کہا جاتا ہے: «امورۃ ہردۃ» جب عورت ۴۰ سال کی ہو جائے، جو جن خواتین کی طرح پرہیزگار ہے، اسے ساتھ وہ فہم نہ ہو، یہ کہ ہو، لوگوں کے ساتھ بیٹھتی، ورنہ ان سے شکوہ کرتی ہو، یہ فہم نہ ہو، ورنہ شرف سے ہے (۱)۔

فقہاء کے نزدیک یہ لفظ ہی لغوی معنی میں مستعمل ہے۔

متحدہ غلط:

محدۃ (پردہ نشین):

۲- لغت میں محدۃ عورت ہے جو حد (پردہ) کو لازم پکڑے (۲)، حد یعنی متر (پردہ) ہے۔

ملاحظہ میں یہ پردہ کی پابند خاتون ہے، خواہ بآئرد ہو یا شبہ (کنہ ری یا شہید) جسے غیر محرم مرد نہ بیچ سکیں چاہے وہ نہ دہری

(۱) المصباح البیرونی، القاموس المحیط، لسان العرب، ترتیب القاموس المحیط: دار البرز، کتاب القناع عن متن الإقناع ص ۲۳۹، ۲۴۰ طبع المراسم، حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۶۳، ۲۶۴ طبع بیروت۔

(۲) لسان العرب: دار «حد»۔

برسام

تعریف:

۱- برسام لغت و اصطلاح میں ایسی عقلی بیماری ہے جس سے ہڈی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، یہ جنوں کے مشابہ ہوتی ہے^(۱)۔

متعلقہ الفاظ:

الف- عتہ:

۲- عتہ لغت میں ایسا عقلی نقص ہے جس میں جنوں یا کمزوری نہ ہو۔ اصطلاح میں یہ ایسی بیماری ہے جو عقل میں خلل پیدا کرتی ہے، اور دماغ انتہائی عقل کا شمار ہوتا ہے، اس کی کچھ باتیں تو اسباب عقل کی طرح ہوتی ہیں، اور کچھ باتیں پاگلوں کی مانند، معنوی شخص پر با شعور بچہ کے اہتمام جاری ہوتے ہیں۔

۳- ہرسم (مذیاتی شخص) پر اس کی مذیاتی حالت کے دوران جنوں کے اہتمام جاری ہوتے ہیں^(۲)۔

ب- جنون:

۳- جنون جیسا کہ شرعی نے تعریف کی ہے: ایسا مرض ہے جو عقل کو زائل کر دیتا ہے، اور قوت میں اضافہ دیتا ہے^(۳)۔

تو قاضی اس کو طیب کرے گا کہ اس میں عذر نہیں ہے، اس کی طبی کے سے اس سر میں خرم کا عثر بھی نہیں لیا جائے گا، اس لئے کہ اس پر سحر ضروری ہے، ورنہ اس لئے بھی کہ یہ انسان کا حق ہے جو عقل و فطرت پر مبنی ہے، لیکن اگر مدعی مدعیہ مجددہ (پردہ نشین) بیوہ سے اپنا وکیل بنانے کا حکم دیا جائے گا اس کی حاضری ضروری نہیں ہوگی اس میں اس کے لئے ضرر و مشقت ہے، اگر اس سے قسم لی جاتی ہو تو قاضی ایک مین کو جس کے ساتھ وہ کو وہاں ہو گئے جیجے گا جو وہاں وہاں کی موجودگی میں اس سے حلف لے گا^(۴)۔

بحث کے مقامات:

۴- فقہاء نے بے پردہ خاتون کی ہوائی شہادت، جن امور میں اس کے سے شہادت دینا جائز ہے، پر گفتگو فرمائی ہے، جس کا طریقہ اپنے مقام پر مفصل بیان ہوا ہے۔



(۱) تاج العروس، المصباح المیزانی، دار الفکر، ص ۲۶۱۔

(۲) فتح القدیر، ص ۳۳۳، ص ۲۶۱، ص ۲۴۵، تعریقات الخرجانی۔

(۳) عربی اصطلاح، ص ۵۰، دیکھئے: المصالح لسان العرب: ماہ جنس۔

یہ لی جملہ برص میں سے ہے جن سے تکلیف (شرعی)
ذمہ داری (ساتھ ہو جاتی ہے، اور طبیعت باطل ہو جاتی ہے۔

برص

تعریف:

۱- برص لغت میں ایک معروف مرض کا نام ہے، وہ ایسی سفیدی ہے
جو جلد کے "پر خام" ہوتی ہے، جلد کا رنگ بدل جاتا ہے اور اس کی
ہویت (جوئی رشت) زائل ہو جاتی ہے، کسا جاتا ہے، برص برصا
فہو، برص برصا ہوٹ کے لئے برصا لفظ ہے (۱)۔
فقدان استعمال بھی اسی معنی میں ہے۔

متعلقہ الفاظ:

الف- جذام:

۲- لفظ جذم سے ماخوذ ہے جس کا معنی قطع (کان) ہے، اس مرض
کا پیام اس لئے ہے کہ اس کی وجہ سے عضاء کٹنے لگتے ہیں۔
جذم ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے عضاء سرخ ہو جاتا ہے، پھر
سیاد ہو جاتا ہے، پھر بدبو دار ہو جاتا ہے اور کٹنے اور گرنے لگتا ہے، یہ
بیماری عضاء میں ہوتی ہے، پس چرو میں عموماً ہوتی ہے (۲)۔

ب- بہق:

بہق لغت میں برص سے کم درجہ کی سفیدی ہے جو جسم میں اس

(۱) لسان العرب، المعرب للطرز، مادة "برص"، حاشیہ ۲، ج ۲، ص ۵۹۷
طبع المکتب الاسلامیہ، قلیہ، دہلی، ۱۳۰۳ھ، طبع المکتب الاسلامیہ، دہلی، ۱۳۰۳ھ،
طبع المکتب الاسلامیہ، دہلی، ۱۳۰۳ھ، طبع المکتب الاسلامیہ، دہلی، ۱۳۰۳ھ،
طبع المکتب الاسلامیہ، دہلی، ۱۳۰۳ھ، طبع المکتب الاسلامیہ، دہلی، ۱۳۰۳ھ،

(۲) لسان العرب، مادة "جذام"، حاشیہ ۱، ج ۲، ص ۵۹۷، طبع المکتب الاسلامیہ، دہلی، ۱۳۰۳ھ،

جملہ حکم اور بحث کے مقامات:

۳- برص کے مخصوص احکام ہیں، برص کے شکار ہونے کی حالت
میں اس کے غزوہ غیر معتبر ہوں گے، اس کا اثر درست نہیں ہوگا، اس
کے قوی تصرفات شرعی غیر معتبر ہوں گے، ان امور میں وہ مجنون کی
طرح ہوگا۔

اس حالت میں اس کے فعلی تصرفات کے سلسلہ میں اس پر کراہ
نہیں ہوگا، اگر اس کے فعل کے نتیجے میں کسی کا مال یا جان ضائع
ہو جائے تو اس کے مال میں ضمان اور اس پر وہیت یا اس کے مال سے
عوض کی قیمت، جب ہوگی۔

فقہاء نے ۳ باب، غیرہ پر بحث کرتے ہوئے اور اصل میں سے
بہت اور اس کے عوارض کے ذیل میں اس پر تفصیلی گفتگو فرمائی
ہے (۱)۔

(۱) ابن عابدین ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵

امام محمد فرماتے ہیں: برص کی وجہ سے صرف بیوی کو اہتیا حاصل ہوگا شہ کو نہیں، اس لئے کہ طلاق کے وسیعہ سے دور رہتا ہے، اس کی تحصیل اس کے مقام پر کی گئی جائے۔

برص کی وجہ سے خیار کے ثبوت پر تہذیبوں حضرت عید بن المسوب سے مروی اس روایت سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: اگر کسی شخص نے کسی خاتون سے نکاح کیا اور اس سے دخول یا تو اس میں برص یا سے مجنونہ یا جذبی پیدا تو دخول کی وجہ سے عورت کو بھرتے گا، اگر شہرہ اس شخص سے بھرتے کرے گا جس نے اسے عورت کے تئیں دھوکا دیا (۱)۔

اور حضرت زید بن کعب بن جرحہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو غفار کی ایک خاتون سے نکاح فرمایا تو اس کے پہلو میں سفیدی نکھلی، تو ان سے فرمایا: ”عبدی عبدک ثابک“ (طلاق سے کنایہ ہے) اور جو انہیں دیا تھا ان میں سے کچھ نہیں یا (۲)۔

مسجد میں برص کے آنے کا حکم:

۳- مالکیہ کی رائے ہے کہ برص کے لئے جمعہ اور جماعت کا ترک مباح ہے جب کہ اس کا برص شدید ہو، اور برص والوں کے لئے

کے رنگ کے عذاب ہوتی ہے، یہ برص نہیں ہے (۱)۔
صالح کے عذر سے حلد کے رنگ میں تبدیلی ہوتی ہے، اور اس پر نکلنے والا بول سیاہ ہو جاتا ہے، جب کہ برص پر نکلنے والا مال سفید ہوتا ہے (۲)۔

برص کے مخصوص احکام

برص کی وجہ سے فسخ نکاح میں خیار کا ثبوت:

۳- مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ نے مستحکم برص (جو پکڑے ہوئے برص) کی وجہ سے فی الجملہ فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق دیا ہے؛ مالکیہ نے صرف بیوی کو عقد نکاح کے بعد ہونے والے ضرر برص برص کی وجہ سے فسخ نکاح کے مطالبہ کی اجازت دی ہے، خواہ مرض دخول سے پہلے ہو یا اس کے بعد، اور اگر شفا کی امید ہو تو یک سال کی تاخیر کے بعد یہ حق ہوگا۔

شافعیہ و حنابلہ سے بیوی و شہ کو دخول سے پہلے یا بعد برص کی وجہ سے فسخ کے مطالبہ کی اجازت دی ہے، اور ان تمام امور میں اسی طرح خیار کی شرط کی رعایت کی جائے گی جس طرح نکاح میں بیان ہو ہے (۳)۔

حنفی نے سوائے امام محمد کے، زمین میں سے کسی ایک کو برص کے عیب کی وجہ سے خواہ بہت بر، جو جیسے برص، اختیار نہیں دیا ہے،

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۷۷ طبع بیروت، الاختیار ص ۵۳۳، شرح فتح القدیر ص ۳۲۲ طبع بیروت۔

(۲) حدیث: ”علیہما رجل فزوج امرأه فدخل بها فوجد برصاً“ کی روایت سعید بن منصور (۲۰۳ طبع طبعی پریس ہندوستان) نے کی ہے اس کی سند میں سعید بن المسوب اور عمر بن خطاب کے درمیان انقطاع ہے جامع التحصیل ص ۲۲۲ طبع دار الفکر، طبع دار الفکر، طبع دار الفکر۔

(۳) حدیث: ”علیہما رجل فزوج امرأه فدخل بها فوجد برصاً“ کی روایت سعید بن منصور (۲۰۳ طبع طبعی پریس ہندوستان) نے کی ہے اس کی سند میں سعید بن المسوب اور عمر بن خطاب کے درمیان انقطاع ہے جامع التحصیل ص ۲۲۲ طبع دار الفکر، طبع دار الفکر، طبع دار الفکر۔

(۱) سنن العرب: مادة ”برص“۔

(۲) حاشیہ الدوسقی علی المشرح الکبیر ص ۲۷۷ طبع طبعی۔

(۳) المشرح البصیر ص ۳۶۸-۳۶۹ جوہر طبعی ص ۲۹۹ طبع بیروت، اسل مدارک ص ۹۳ طبع طبعی، حاشیہ الدوسقی علی المشرح الکبیر ص ۲۷۷ طبع طبعی، حاشیہ المصباح ص ۳۰۳-۳۰۴ طبع المکتبۃ الاسلامیہ، المصباح ص ۲۹۹ طبع بیروت، تلمیذی وغیرہ ص ۲۶۱ طبع طبعی، انشی ص ۱۵۳-۱۵۴ طبع المصباح، کتاب الفتن ص ۱۰۹-۱۱۰ طبع المصباح۔

برص ۵-۶، بَرَکۃ، بَرَکۃ

مذہب کوئی جگہ مخصوص نہ روی گئی ہو کہ دوسروں کو ان سے ضرر نہ پہنچے، اس کی تفصیل بھی پے مقدم پر ہوگی (۱)۔

حناہ کے نزدیک جمعہ اور جماعت کے لئے مسجد میں آنا ایسے شخص کے لئے مکروہ ہے جس کا برص تکلیف دہ ہو۔

اور شافعیہ نے مشقت کی وجہ سے برص کے لئے ترک جماعت کی رخصت دی ہے (۲)۔

بَرَکۃ

دیکھئے "تہذیب" اور "تہذیب"۔

برص سے مصافحہ اور معافیت:

۵- شافعیہ کے نزدیک برص جیسے مرض والے سے مصافحہ اور معافیت مکروہ ہے، اس لئے کہ اس میں اپنے ارسائی ہے، اور اللہ بیشہ ہے کہ دوسرے، چھ شخص کو یہ منتقل ہو جائے (۳)۔

بَرَکۃ

برص کی مامت کا حکم:

۶- مالکیہ نے ایسے امام کی اقتداء جائز بتائی ہے جس کو برص ہو، والا یہ کہ وہ شہید ہو، تو اس وقت اسے بالکل دوسرے سے بائیکاٹ کر دیا جائے گا، مگر نہ اسے تو اس پر اس کو مجبور یا جائے گا۔

حنفی کے نزدیک یہ برص کی مامت مکروہ ہے جس کا برص چھیل یا ہو، یہی حکم اس کے پیچھے نماز کا ہے نفرت کی وجہ سے، اور اس کے علاوہ کی اقتداء، اولیٰ ہے (۴)۔

دیکھئے "میدان"۔



(۱) جامعہ المدنی علی المشرع الکبیر ۳۸۹/۱ طبع المجلی، مع البکلیل علی مختصر فضیل ۲۷۲/۱ طبع مکتبۃ اہل بیت۔

(۲) نہایت لکناج ۱۵۵/۲ طبع المکتبۃ الاسلامیہ بیروت، المجل علی شرح المنہج ۹/۱ طبع دار احیاء التراث الاسلامیہ بیروت، کشف القناع ۲۹۸/۱ طبع مکتبۃ العصر للحد۔

(۳) قلیوبی وغیرہ ۳۳۳، فتح الباری ۱۰/۱۳۰، ۱۳۱۔

(۴) حاشیہ من صاحبہ ۲۷۸/۱ طبع بیروت، جوہر البکلیل ۸۰/۱ طبع بیروت۔

اصطلاح میں رقم ایسی حرامت کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ ہونے والی
جنگ کی مقدار جانی جاتی ہے جیسا کہ حنفیہ نے اس کی تعریف کی ہے (۱)۔
حنابلہ نے تعریف کی ہے کہ پڑے پڑے یعنی قیمت کو کہتے ہیں (۲)۔

ب۔ نمونہ ج:

۳۔ اس کو نمونہ ج بھی کہا جاتا ہے، یہ معرب ہے، صناعی لڑاتے
ہیں: نمونہ جی کی مثال جس پر عمل کیا جائے (۳)۔

لغت میں اس کے معانی میں سے ایک یہ ہے کہ وہ شے کی صحت پر
دلائل کرے، مثلاً گیہوں کے اذیر سے ایک صاع دکھائے، اور اس
سے پورا اذیر فروخت کر دے کہ یہ اذیر اس صاع میں موجود گیہوں
کے جس سے ہے۔

اس کے احکام کی تفصیل اصطلاح "نمونہ ج" میں دیکھی جائے۔

اجمالی حکم:

۴۔ مالک نے برنامج (بلبی) دیکھ کر بیع کرنے کی اجازت دی ہے،
چنانچہ کسی ٹھکر میں بندھے کپڑوں کی خریداری کاغذ میں لکھے ہوئے
اس کے اوصاف پر اتفاق کرتے ہوئے جائز ہے، اگر کپڑا ان اوصاف
کے مطابق نکالا تو بیع لازم ہوگی، ورنہ اگر اس کے اوصاف گنہی ہوں تو
مشتی کو اختیار ہوگا، اور اگر تعدد کم نکلے تو اسی کے مطابق قیمت میں
سے بیع کر یا جائے گا، اگر کپڑے نصف سے بھی کم نکلے تو بیع لازم
نہیں ہوگی اور اسے حق ہوگا کہ بیع رد کر دے، اگر کپڑے کی تعداد
راند ہو تو راند مقدار کی حد تک باقی اس کے ساتھ شریک تصور کی

برنامج

تعریف:

۱۔ برنامج: حساب کا جامع ورق ہے، یہ لفظ "برنامہ" کا معرب ہے،
المعرب میں ہے: پڑچہ (پڑہ) جس میں ایک شخص سے دوسرے
شخص کے پاس بھیجے گئے کپڑوں اور سامانوں کی اقسام، اوزان اور
ان کی تعداد لکھی ہو، ایسا کاغذ برنامج ہے جس میں بھیجے گئے سامان کی
مقدار ہوتی ہے، اسی مفہوم میں دلال کا یہ جملہ ہوتا ہے: "برنامج میں
سامان کا وزن اتنا ہے" (۱)۔

فقہاء مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ برنامج وہ رجسٹر ہے جس میں
پیکٹ میں رکھے فروخت شدہ کپڑوں کے اوصاف درج ہوتے
ہیں (۲)۔

متعدد غلط:

غ۔ رقم:

۲۔ رقم لغت میں "رقعت الشی" سے ہے، یعنی رقم میں ایسی
علامت سے نشان دینا جو اسے دوسرے سے ممتاز کرے، جیسے تحریر
وغیرہ (۳)۔

(۱) تاج العروس ۳/۳۲۴، اس میں لکھا ہے کہ براء بن معمر پرور ہے اور کہا گیا ہے
کہ معمر پرور ہے اور کہا گیا ہے کہ دونوں پرور ہے لہذا بہت بارہ "برنامج"۔

ابن ماجہ ۳/۳۲۴

(۲) شرح الصیر ۳/۳۳

۳۔ اصطلاح معیر: بارہ رقم۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۹۸

(۲) المغنی لابن قدامہ ۳/۲۰۷ طبع مکتبۃ المدینہ، مطابقتی نسخہ ۳۰۳

(۳) اصطلاح معیر ۲/۲۹۷، حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۹۸، قلیوبی و میرہ ۱/۶۵

کشاف اصطلاحات الفنون ۳/۱۳۳

جائے گا، اور کہا گیا ہے کہ زائد کو لوٹا دے گا، اس کا اسم فرماتے ہیں:
پہلی رائے مجھے زیادہ پسند ہے۔

ترشید رائے اس پر قبضہ فرمایا اور لے کر چلا آیا اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ مباح میں خرید سے یہ کم یا ناقص ہے تو بائ کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا کہ نخر میں جو کچھ ہے وہ خرید کے مطابق ہے، چونکہ دہشتہ ی کے دعویٰ کا انکار کر رہا ہے، تر و دہشم سے انکار کر رہے اور طرف نہ اٹھائے تو دہشتہ کی طرف لے گا، اور سامان وہیں کرے گا۔ دہشتہ ی طرف یہ لے گا کہ اس نے سامان میں تبدیلی نہیں کی ہے، اور یہ کہ یہی بعید خرید ہو سامان ہے تر و دہشم بھی بائ کی طرح قسم سے انکار کر رہے تو اس پر فق لازم ہوگی (۱)۔

برید

تعریف:

۱- لغت کی رو سے برید کا ایک معنی ”رسول“ (قاصد) ہے، اسی معنی میں عرب کہتے ہیں: ”الحمی برید الموت“ (بخار موت کا قاصد ہے) ”ابود بریداً“ یعنی اس نے قاصد بھیجا۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اذا ابودتم الی بریداً فاجعلوه حسن الوجه، حسن الاسم“ (۱) (جب تم میرے پاس کوئی قاصد بھیجو تو خوب رو اور اچھے نام والے کو منتخب کرو)۔ اور دہم معنی ارسال ہے۔

زنجیری فرماتے ہیں: ”برید“ فارسی لفظ اور معرب ہے، برید (ڈاک) کے نخلوں کے لئے بولتے تھے، پھر اس قاصد کو برید کہا گیا جو پھر پہنچا رہتا ہے، اور سلتیں (منازل) کے درمیان کی مسافت کو برید کہا گیا، اور مسکة (منزل)، وہ مقام، گھر، قبہ یا سرے ہے جہاں اس کام کے لئے مترشد وافر رہتے ہیں، ہر منزل میں ٹھہرتا رہتے تھے، اور منزل کے درمیان کی مسافت دو یا چار فرسخ ہوتی ہے، ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے، اور ایک میل چار فرسخ کا، کتب فقہ



(۱) حدیث ابوداؤد ۴۰۰۰ کی روایت بخاری نے منکر (۲/۲۱۲ طبع ۱۳۸۰ھ) ارسال میں حضرت بریدؓ سے کیا ہے بخاری نے شرح ابن (۲/۱۲ طبع ۱۳۸۰ھ) دارالکتب اسلامی (میں ان سے حدیث بریدؓ سے روایت کیا ہے بخاری نے القاصد لشم (ص ۸۲ طبع دارالکتب العلمیہ) میں کہا ہے ایک سے دوسرے کی تصریح ہو جاتی ہے یعنی حضرت بریدؓ کی روایت اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت۔

(۲) شرح المغیر مع حلیۃ السیاح ۱۳۸۱ھ شرح الکبیر مع حلیۃ السیاح ۱۳۸۱ھ
۱۳۸۱-۱۳۸۲ھ جوہر الکلیل ۱۳۸۲ھ

برید ۲، بریتہ، بزاق، بساط الیمین ۱-۲

میں ہے کہ جس سر میں تھ جہز ہوتا ہے وہ چارہز کا ہوتا ہے جو ۲۸ ہاشمی میں کی مسافت کے برابر ہے (۱)۔

بساط الیمین

بحث کے مقدمات:

۲- برید اصطلاح ہے جس کا فقہاء مسافت قصر کی مقدار کے سلسلہ میں ذکر کرتے ہیں جس میں قصر اور رمضان میں انفرادی اجازت ہے۔ اس کے علاوہ سفر کے دوسرے احکام ذکر کرتے ہیں (دیکھئے: قصر، صلاۃ لیسافر) اور دیکھئے: ”مقابر“۔

تعریف:

۱- یہ اصطلاح دو لفظوں سے مرکب ہے، پہلا لفظ ”بساط“ ہے اور ”الیمین“ ”ایمیں“ ہے، پہلا لفظ دوسرے لفظ کی طرف مضاف ہے، یہ دونوں الفاظ حلف میں استعمال ہوتے ہیں، اس صورت میں اس ”نوں کا استعمال صرف فاعل مطلقہ ہے یا ہے، اسوں الفاظ کی تعریف ضروری ہے تاکہ مرکب اضافی کی تعریف معلوم ہو سکے۔

لفظ میں یمین کے معانی میں قسم اور حلف بھی ہے، یہی یہاں مراد ہے (۱)۔

متنبہ مالکچہ کی اصطلاح میں: اللہ کا نام یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کا ذکر کر کے جو واجب نہیں ہے اسے ثابت کرنا ہے (۲)۔ یہ انتہائی دقیق اور مختلف ترین تعریف ہے، یمین کی وجہ تعریف بھی میں جو اس معنی سے خارج نہیں ہیں۔

۲- لفظ ”بساط“ یمین پر آنا دہرنے والا جب ہے، کیونکہ جہاں سب ہوگا۔ میں یمین ہوگی، تو اس میں نیت معدوم نہیں ہے بلکہ یہ نیت کو بھی متضمن ہے۔

اس کا شاہد یہ ہے کہ یمین کو اس لفظ کو اس رmqیہ برما درست ہے کہ جب تک یمین پر آنا دہرنے والا جب موجود ہو (۳)۔

بریتہ

دیکھئے: ”ط، ق“۔

بزاق

دیکھئے: ”بصاق“۔

(۱) اصباح لسان العرب۔

(۲) جوہر الکلیل ۱/ ۲۲۳۔

(۳) لشرح الکثیر ۳۹۲، ۳۹۰۔

(۲) تاج العروس، لسان العرب، اصباح الکثیر: مادہ ”برؤ“۔ شکل لسانی کا بیان ہے جسے ہم برمانہ میں چارہز لفظ بتایا گیا ہے اور اس کی تحدید ۶۰ علیرا سے کی گئی ہے (انجم الوسیط ۲/ ۹۰۱)۔

بساط البیمیں ۳

جہاں حکم:

۳۔ ”بساط البیمیں“ مالکیہ کے نزدیک جو اس تعبیر میں منفرد، میں: قسم کا باعث ہے اور اس پر تادم و زرع والا امر ہے۔

یہ مطلق بیمیں کے لئے مقید یا اس کے عموم کے لئے جھجھک بن سکتا ہے، مثلاً بازار میں کوئی ظالم بھی ہو تو یوں کہے: حد کی قسم میں اس کو زرع سے گوشت نہیں خریدوں گا، تو وہ اپنی بیمیں میں ”اس ظالم کے وجود“ کی قید کا سنتا ہے اور سب یہ ظالم نہ رہے تو اس بازار سے اس کے سے گوشت خریدنا جائز ہوگا۔ اور وہ قسم میں حائل نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر مسجد کا خادم بد اخلاق ہو اور کوئی یوں قسم کھائے بخدا میں اس مسجد میں داخل نہیں ہوں گا، پھر وہ خادم نہ رہے تو اگر وہ مسجد میں داخل ہوگا تو حائل نہیں ہوگا، اس لئے کہ وہ بیمیں کو یہ نہ رہے مقید کر سکتا ہے کہ: ”جب تک یہ خادم موجود ہے۔“

اس ”بساط“ میں شرط ہے کہ قسم کھانے والے کی کوئی نیت نہ ہو اور اس سبب میں اس کا کوئی دخل نہ ہو، قسم کی تکلیف یا تخصیص اس سبب کے زوال کے بعد ہی ہوتی ہے۔

حنابلہ کے نزدیک ”بساط البیمیں“ کے باقائل ”بیمیں مذکر“ ہے، مثلاً کسی شخص سے پی پی کو جو ہار نکھنے کے لئے تیار ہے، کہتا ہے: ”حد کی قسم تم نہیں نکلو“ اب اگر وہ کچھ دیر بیٹھ جاتی ہے پھر نکلتی ہے تو ہر حنفیہ کے نزدیک اتھکا تادم حائل نہیں ہوگا، امام زفر کا اس سے اختلاف ہے، وہ قیاس کے مطابق اس کو حائل قرار دیتے ہیں۔

شافعیہ کے نزدیک بیمیں کے سبب کا کوئی دخل نہیں ہے، والا یہ کہ اس کی نیت ہو، ان کے نزدیک ظاہر اللہ کا اعتبار ہے، اگر عام ہے تو عام ہوگا، مطلق ہے تو مطلق اور خاص ہے تو خاص۔

حنابلہ نے ”بساط البیمیں“ کو ”سبب البیمیں“ اور وہ امور جو بیمیں پر ابھریں، کا نام دیا ہے اور انہوں نے اسے مطلق بیمیں ملا ہے اگر

قسم کھانے والے نے کسی چیز کی نیت نہ کی ہو۔
اس کی تفصیل کے حاسب کو صراح ”بیمیں“ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔



(۱) فتح القدیر ۳/ ۵۴۲، بدائع الصنائع ۳/ ۳۳، لشرح الکبیر ۱/ ۲۶۲ - ۲۶۳، لشرح البیہر ۲/ ۵۸۹، ۳۲۸، اس کی مطالب ۳/ ۲۵۰، ۲۵۳، مطالب ولی ائیں ۱/ ۸۱، ۸۲، ۹۰۔

الرحمن الرحیم“ (۱) وہ سلیمان کی طرف سے ہے، اور وہ یہ ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم (کا جز ہے۔

اس کے سورۃ فاتحہ اور سورۃ کی ایک آیت ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ حنفیہ کے نزدیک مشہور کتاب کے رد ایک صحیح، ورنہ فقہاء کا قول یہ ہے کہ سملہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ کی آیت نہیں ہے، بلکہ دو پورے قرآن کی ایک آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فصل کے لئے مازل ہوئی ہے، اور سورۃ فاتحہ کی ابتدا میں ذکر کی گئی ہے۔

ان حضرات کی ایک دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”يقول الله تعالى: قسمت الصلاة بيني وبين عبدي نصفين، فإذا قال العبد: الحمد لله رب العالمين، قال الله تعالى: حمدني عبدي، فإذا قال: الرحمن الرحيم، قال الله تعالى: مجدني عبدي، وإذا قال: مالك يوم الدين، قال الله تعالى: أثني عني عبدي، وإذا قال: إياك نعبد وإياك نستعين، قال الله تعالى: هذا بيني وبين عبدي نصفين، ولعبدي ما سأل“ (۲) (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے نماز کو اپنے ور اپنے بندہ کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے، پس جب بندہ کہتا ہے: ”الحمد لله رب العالمين“ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندہ نے میری حمد بیان کی، پھر جب کہتا ہے: ”الرحمن الرحيم“ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے: میرے بندہ نے میری مدح بیان کی، اور جب کہتا ہے: ”إياك نعبد وإياك نستعين“ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے اور میرے بندہ کے درمیان نصف نصف

(۱) سورہ نحل ۷۰

(۲) حدیث ”يقول الله تعالى قسمت الصلاة بيني وبين عبدي“ کی روایت مسلم (۲۹۶۸ طبع عیسیٰ الماری الحلی) نے کی ہے۔

بسملة

تعریف:

۱- بسملة لغت و اصطلاح میں ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کہتا ہے۔

کہا جاتا ہے: ”بسملة بسملة“ جب ”بسم اللہ“ لے لیا جائے، اور کہا جاتا ہے: ”اکثر من البسملة“ جب کثرت سے ”بسم اللہ“ کہے (۱)۔

ظہر کی نماز میں: پیش اللہ تعالیٰ ہے۔ جس کا کرملہ اور جس کے پاؤں پہنچے ہیں۔ اپنے بانی محمد ﷺ کو نام سے پلے اپنے اچھے ناموں کو پینے کی تمہیم، کر چھا کر پلے سلما یا، تمام مخلوق کے لئے سے ایک سنت بنا دی جس کی وہ تباہ کرے، اور ایسا راستہ بنا دیا جس پر وہ چلے، چنانچہ یہی سورت کی بات کا آغاز کرتے ہوئے ہی ہمیں ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کہنا اس کی اس مراد کی تفسیر کرتا ہے کہ میں اللہ کے نام سے پڑھتا ہوں، یہی بات تمام افعال میں ہے (۲)۔

بسملة قرآن کریم کا جز ہے:

۲- فقہاء کا اتفاق ہے کہ بسملة (بسم اللہ الرحمن الرحیم) قرآن کریم کی اس آیت: ”انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم“

(۱) سنن العرب، اصباح بحیرہ: ۱۰۰، بکمل، تفسیر القرطبی ۱/۲۷۰۔

(۲) القرطبی ۱/۲۷۰، ۲۷۰۔

بسم الرحمن الرحیم "پڑھا، پھر "ام القرآن" پڑھا، اور سے (بسم اللہ الخ) کو ایک آیت شمار کیا اور "الحمد لله رب العالمین" کو وہ آیت (۱) ابن المبارک فرماتے ہیں جس نے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" چھوڑ دیا اس نے ایک سو تیرہ آیتیں چھوڑ دیں۔

امام احمد سے مروی ہے کہ بسملہ ایک مستقل آیت ہے جو وہ سورتوں کے درمیان مارل ہوئی تھی سورتوں میں فصل کے لئے اور اس سے پہلے مروی ہے کہ یہ سورتوں کی ایک آیت کا حصہ ہے اور صرف اسی سورت میں وہ نازل ہوا ہے (۲) اس سے یہ بھی مروی ہے کہ بسملہ صرف سورہ فاتحہ کی ایک آیت ہے۔

۳- ثانیہ کا مسلک یہ ہے کہ بسملہ سورہ فاتحہ اور ہر سورت کی ایک مکمل آیت ہے، اس لئے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھا تو سے ایک آیت شمار فرمایا (۳) اور اس لئے کہ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الحمد لله سبع آیات، إحداهن بسم الله الرحمن الرحيم" (۴) (الحمد لله سات آیات ہیں، ان میں سے ایک "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہے)۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جب وہ نماز میں کسی سورت کا آغاز

(۱) حدیث "ان رسول الله ﷺ" کو حاکم (۳۲۸) شایع کردہ (در کتاب لمربی) نے روایت کیا ہے اس کی سند میں عمر بن ہارث ہیں حاکم نے کہا ہے: سند کے ماسخین میں سے ہیں وہی نے کہا اس کے ضعف پر مابا ہکا اجماع ہے نہائی نے کہا متروک ہے زبانی نے نصب الراية (۱۰۵۰ شایع کردہ المکتب الاسلامی) میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(۲) الخیر وین قدیمہ ۳۲۶/۱ طبع مکتبہ مہرہ۔

(۳) حدیث کی تخریج فقرہ نمبر ۲ میں گذر چکی۔

(۴) حدیث "سبع آیات" کو بیہقی نے اسنن الکبریٰ (۲۵۲) طبع (در لمربہ) میں روایت کیا ہے بیہقی نے جمع المروک (۱۰۹۴ شایع کردہ مکتبہ القدی) میں کہا اسے طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے اس کے رجاس ثقات ہیں۔

کرتے تھے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھتے حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "إِذَا قُرَأَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَافْرَأْ وَادِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، بِهَا أَمَّ الْقُرْآنَ وَالسَّحَابَ الْمَثْنِيَّ، وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَحَدِي آيَاتِهَا" (۱) (جب تم سورہ فاتحہ پڑھو تو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھو یہ "ام القرآن" اور "السبع المثانی" ہے اور "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اس کی ایک آیت ہے) اور اس سے کہ صحابہ کرام نے اپنے جمع کردہ قرآن میں سورتوں کے وال میں سے لکھا ہے اور وہ قرآن کے رسم الخط میں مکتوب ہے، اور جو کچھ بھی غیر قرآن تھا سے قرآن کے رسم الخط میں نہیں لکھا گیا، درمسندوں کا ہونا ہے کہ وہ جہوں کے رسمیں جو کچھ ہے وہ کلام ہیں ہے، دربسم اللہ ان دونوں جہوں کے رسمیں وہ ہیں ہے تو ضروری ہو کہ سے بھی قرآن میں سمجھا جائے (۲) اور چاروں فقہی مسابک کے اند کا اتفاق ہے کہ جو شخص اس بات کا انکار کرے کہ بسملہ سورتوں کے وال میں ایک آیت ہے اسے دائر میں سمجھا جائے گا (۳) اس لئے کہ فقہی مسابک میں اس بابت اختلاف ہے جو مذکور ہوا۔

بغیر پاکی کے بسم اللہ پڑھنے کا حکم:

۴- علماء کے مابین اختلاف نہیں ہے کہ بسملہ قرآن میں سے ہے، جمہور کی رائے ہے کہ جہی "در حیض و عاں" کی عورت کے سے "بسم اللہ" بغرض ۱۳ آیت پڑھنا مکروہ ہے، چونکہ ترمذی شریف وغیرہ کی حدیث ہے: "لا یقرء الحب ولا الحائض شیئا من

(۱) حدیث "إِذَا قُرَأَ الْحَمْدُ" کی تخریج فقرہ نمبر ۲ میں گذر چکی۔

(۲) المہذب ۱۷۹ طبع دارالمعرفۃ النہایۃ الشایع ۳۶۰، ۳۵۷ طبع المکتبۃ الاسلامیہ الریاضیہ تعمیر القریطی ۱۳۹۳ طبع المکتبۃ فیہ فیہ مصر یہ۔

(۳) ماہذہ مراجع۔

بسملہ ۵

اللہ رب العالمین“ سے کرتے تھے، اول قرأت یا ”قرأت میں“ بسم
لہ الرحمن الرحیم“ نہیں پڑھتے تھے^(۱)۔

فرض نماز میں سورۃ فاتحہ یا اس کے بعد کی سورت سے قبل اس کا
پڑھنا مکروہ ہے، مالکیہ کا ایک قول یہ ہے کہ (اس کا پڑھنا) واجب
ہے، اور ایک قول جواز کا ہے۔

امام مالک کے مسلک میں ایک روایت کی رو سے نفل نماز کی
ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورہ سے پہلے سرایا جبراً بسملہ پڑھنا جائز
ہے۔

نماز میں بسملہ پڑھنے کے حکم میں اختلاف سے نکلتے ہوئے امام
قرنی نے فرمایا: احتیاط یہ ہے کہ اول فاتحہ میں بسملہ پڑھا جائے،
مزید فرمایا: بسملہ پڑھنے میں کراہت کا محل وہ ہے جب کہ مسلک میں
اختلاف سے بے ممانعت نہ ہو، اگر یہ مقصود ہو تو کراہت نہیں
ہے^(۲)۔

ثانیہ کے نزدیک ظہر یہ ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ سے
قبل بسملہ پڑھنا امام، مقتدی اور منفرد پر واجب ہے، خواہ نفل فرض ہو یا
نفل، سری ہو یا جبری، اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی
روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”الفتحۃ الكتاب سبع
آیات، إحداھن بسم اللہ الرحمن الرحیم“ (سورۃ فاتحہ کی
سات آیات ہیں، ایک آیت ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ ہے)^(۳)، اور
اس روایت کی وجہ سے کہ ”لا صلوة لمن لم یقرأ بفتحۃ

اس سلسلہ میں حنفیہ کے مسلک کا حاصل یہ ہے کہ ہر رکعت میں
سورۃ فاتحہ کے آغاز میں امام ہمزہ و ہنوں کے لئے سزا ”بسم اللہ“
پڑھنا مستنون ہے، سورۃ فاتحہ اور سورہ کے درمیان اس کا پڑھنا امام
ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک مطلقاً مستنون نہیں ہے۔ اس لئے کہ
بسملہ سورۃ فاتحہ میں سے نہیں ہے تمہارا اس کے آغاز میں نہ آیا نہ
ہے معلیٰ فرماتے ہیں: یہ سب احتیاط سے زیادہ قریب ہے۔ اس
سے کہ اس کے سورۃ فاتحہ کی آیت ہونے میں ملأ، اختلاف ہے اور
”بسم“ بھی مختلف ہیں، ابن ابی رجا امام محمد سے روایت کرتے ہیں کہ
انہوں نے فرمایا: غیر جبری نماز میں فاتحہ اور سورہ کے درمیان سزا
بسملہ پڑھنا مستنون ہے، اس لئے کہ یہ مصحف کی جہات سے زیادہ
قریب ہے، ہر قرأت میں جبری سورۃ فاتحہ اور سورہ کے درمیان بسملہ
نہیں پڑھا جائے گا، اس لئے کہ ”سزا“ سے پڑھے گا تو آیت پڑھے گا
جس سے قرأت کے درمیان شک (شوشی) لازم آئے گا جو بقول
نہیں ہے۔

مسلک حنفی کا دوسرا قول ہے کہ نماز میں بسملہ سے قرأت کا آغاز
واجب ہے، اس لئے کہ وہ سورۃ فاتحہ کی ایک آیت ہے، حنفیہ کے
نزدیک مقتدی کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ نہیں پڑھے گا، اس لئے کہ اس
کا امام اس کی جانب سے ذمہ دار ہوتا ہے، سزا یا جبراً سورۃ فاتحہ اور
سورہ کی قرأت کے درمیان بالاتفاق بسملہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے^(۱)۔

مالکیہ کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ بسملہ سورۃ فاتحہ میں سے نہیں
ہے، لہذا امام یا مقتدی یا منفرد فرض نماز میں سرایا جبراً بسملہ نہیں
پڑھے گا، اس لئے کہ حضرت انسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:
میں سے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان
اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی، وقرأت کا آغاز الحمد

(۱) حدیث: مصیبت علی رسول اللہ ﷺ۔۔۔ کی روایت بخاری
(۲۲۶/۲-۲۲۷/۲ طبع استغیہ) اور مسلم (۲۹۹/۱ طبع الحنفی) کے ہے اور
الفاظ مسلم کے ہیں۔

(۲) مایہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۲۵۱/۱، شرح الرقابی علی مختصر غیل ۶/۲،
۲۱۷ طبع دار الفکر، جوہر لا کلیل ۵۳/۱ طبع دار المعرفہ۔

(۳) حدیث: ۴۱۷۷۷، کی تخریج فقہہ نمبر ۳ میں گذر چکی ہے۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱/۳۲۹، ۳۳۰، حاشیہ الطحاوی علی مرآۃ الاطلاق
۱/۳۳۳-۳۵۵ المکتبۃ اشعائینہ۔

بسم اللہ پڑھنے کے دوسرے مواقع:

غ- بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت تسمیہ:

۶- بیت الخلاء میں قضاء حاجت کے لئے داخل ہوتے وقت بطور تحجب تسمیہ کے جو پر قبہ کا تعلق ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو پڑھتے "بسم اللہ، اللھم انی اعوذ بک من العیث والحجث" (۱)۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: "قضاء الحاجۃ"۔

ب- وضو کے وقت تسمیہ:

کے- حنفیہ مالکیہ اپنے مشہور قول میں، "رثانہ فیہ کا مسلک ہے کہ وضو شروع کرتے وقت تسمیہ سنت ہے، اس حدیث کا استدلال یہ ہے کہ "تسمیہ وضو تسمیہ کی شرط کے بغیر مطلق ہے، اور وضو کرے یا نہ کرے اسے مطلوب طہارت ہے، ورنہ تسمیہ طہارت میں قاذب نہیں ہے، اس لئے کہ پانی کو اصل کے اعتبار سے پاک کرنے والا بنایا گیا ہے، البتہ اس کی طہارت (پاک کرنے کی صلاحیت) بندہ کے عمل پر متوقف نہیں ہوگی، اور حضرت ابن مسعودؓ کی اس روایت سے بھی استدلال

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من توضأ و ذکر اسم اللہ علیہ کان ظہورا لجمع بدنہ، ومن توضأ ولم یذكر اسم اللہ کان ظہورا لھا اصاب من بدنہ" (۲) (جس نے وضو کیا

(۱) حدیث: "کان اذا دخل الخلاء...." کی روایت بخاری (۲۳۲) طبع (۲۸۳) اور مسلم (۲۸۳) طبع عیسیٰ الحلبي نے کی ہے الفاظ بخاری کے ہیں دیکھئے حاشیہ ابن ماجہ (۱/۲۹۸) ۲۳۰، حاشیہ الدبوسی (۱/۱۰۰) ۱۰۶، المہذب (۲/۳۳) حاشیہ قلیوبی و میرہ (۱/۳۸) کشف القناع (۵۸)۔

(۲) حدیث: "من توضأ...." کی روایت ترمذی نے کی ہے (تحقیق الخیر ص ۷۲)۔

اور اس پر اللہ کا نام لیا تو یہ اس کے تمام بدن کے لئے پاک کرنے والا ہوگا، اور جس نے وضو کیا اور اللہ کا نام نہیں لیا تو یہ اس کے بدن کے انہی حصوں کو پاک کرنے والا ہوگا جہاں وہ پہنچا)۔

"راؤر وضو کرنے والا آغاز وضو میں تسمیہ بھول جائے اور درمیان میں یاد آئے تو ان وقت پڑھ لے گا، تاکہ وضو اللہ تعالیٰ کے نام سے خالی نہ رہے" (۱)۔

حنابلہ کی رائے ہے کہ وضو میں تسمیہ واجب ہے، اور تسمیہ "بسم اللہ" بتا ہے، دوسرا جملہ اس کے قائم مقام نہیں ہوگا، وجوب پر استدلال اس نے حضرت ابو یوسفؒ کی اس روایت سے کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لا صلاح لمن لا وضوء لہ، ولا وضوء لمن لم یذكر اسم اللہ علیہ" (۲) (اس کی نماز میں جس کا وضو نہیں، اور اس کا وضو نہیں جس نے اس پر اللہ کا نام نہیں لیا)۔ بھوں جانے کی صورت میں تسمیہ معاف ہو کر ساتھ ہو جاتا ہے، اس حدیث کی وجہ سے کہ "تجاوز اللہ عن اثمی الخطأ والمسيان وما استكرهوا علیہ" (۳) (اللہ تعالیٰ نے میری امت کی غلطی، بھوں چوک اور جس چیز پر انہیں مجبور کر دیا جائے اس کو معاف فرما دیا ہے)۔

(۱) ابن ماجہ (۱/۷۷) ۷۷، جامع الصحاح (۲/۲۰) ۲۰، الدبوسی (۱/۱۰۳) شرح اللہ ربانی علی مختصر طیل (۲/۷۲) ۷۲، المہذب (۲/۲۲) ۲۲، قلیوبی و میرہ (۱/۵۲) نہایہ المحتاج (۱۶۸)۔

(۲) حدیث: "لا صلاح لمن...." کی روایت ترمذی (۱/۳۷) ۳۷، طبع مصطفیٰ الحلبي (۱/۳۰) ۳۰، طبع عیسیٰ الحلبي نے کی ہے حافظ ابن حجر نے تحقیق الخیر (۱/۱۰۳) ۱۰۳، طبع المطبعہ المریہ میں اس حدیث کی تخریج کے بعد کتبہ ظہر ہے کہ احادیث سے مجموعی طور پر ثبوت پیدا ہوئی ہے جو دلالت کرتی ہے کہ اس کی اصل ہے اور حاکم (۱/۳۶) ۳۶، طبع در کتاب المریہ نے کی ہے اور کہا ہے حدیث صحیحہ بخاری (۱/۳۶) ۳۶۔

(۳) حدیث: "تجاوز اللہ...." کی روایت حاکم (۱/۱۸۸) ۱۸۸، طبع در کتاب المریہ نے کی ہے اور کتبہ بعد حدیث بخاری و مسلم میں شرط صحیح ہے۔

گر ہمنور نہ ہو، لے کو درمیان ہمنو تسمیہ یا آجائے تو بسم اللہ پڑھ کر ہمنو رہے گا۔ اور اگر عمر چھوڑ دے تو طہارت درست نہیں ہوگی، اس کے اس نے اپنی طہارت پر اللہ کا نام نہیں لیا ہے، کوٹکا اور ملت والا شمار دے پر ہے گا^(۱)۔

ج- ذبح کے وقت تسمیہ:

۸- حنفیہ مالکیہ و حنابلہ اپنے مشہور قول میں اس طرف کے ہیں کہ ذبح کے وقت تسمیہ واجب ہے^(۲) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا نَمُوتُ بِذِكْرِ اسْمِ اللَّهِ عَلَيْهِ"^(۳) (اور اس (جانور) میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ یاد کیا ہو)، جو لے جانے والے کوٹکے و مجبور رہے گئے شخص پر تسمیہ واجب نہیں ہے، کوٹکا کے لئے کافی ہے کہ آسمان کی طرف اشارہ کر دے، اس لئے کہ اس کا اشارہ دہلے والے کے بول کے قائم مقام ہے۔

شافعیہ اس طرف گئے ہیں اور یہی امام احمد کی ایک روایت ہے کہ ذبح کے وقت تسمیہ مسنون ہے، تسمیہ کا طریقہ یہ ہے کہ فعل (تذبح) کے وقت "بسم اللہ" کہے، اس لئے کہ یہی ہے نبی کریم ﷺ کے قربانی کا چارو ذبح کرنے کا وصف یوں بیان کیا ہے کہ: "صحی انبی ﷺ اتی بکبشیں املحیں افریس عظیمیں موجواہیں، فاصبح أحدهما فقال: بسم الله والله أكبر، اللهم هذا عن محمد، ثم اصبح الآخر فقال: بسم الله والله أكبر، اللهم هذا عن محمد وأنته ممن شهد لك

بالتوحيد، وشهد لي بالبلاغ"^(۱) (نبی کریم ﷺ نے قربانی فرمانی، آپ ﷺ کے پاس دو چترے، سینگ والے، لڑ پھنسی کر دو مینڈھے لائے گئے، آپ ﷺ نے ایک کوٹکا پر پڑھا: "بسم الله والله أكبر، اللهم هذا عن محمد" (بسم اللہ، اللہ اکبر، اے اللہ یہ محمد کی طرف سے ہے)، پھر دوسرے کوٹکا پر فرمایا: "بسم الله والله أكبر، اللهم هذا عن محمد وأنته ممن شهد لك بالتوحيد وشهد لي بالبلاغ" (بسم اللہ، اللہ اکبر، اے اللہ یہ محمد اور اس کی امت کی طرف سے ہے جنہوں نے آپ کی وحدانیت اور میری رسالت رسائی کی، وہی ہی)۔

شافعیہ کے نزدیک عمر ترک تسمیہ مکروہ ہے، لیکن اگر عمر اسے ترک کر لیا تو اس کا مذبحہ حلال ہے اور اسے کھایا جائے گا، اس نے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے ذبح کو مباح قرار دیا ہے، ارشاد ہے: "وَأَطْعَمُوا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَلًا لَكُمْ"^(۲) (اور جو لوگ اہل کتاب میں ان کا کھانا تمہارے سے جائز ہے) حالانکہ وہ تسمیہ نہیں پڑھتے، اور اللہ تعالیٰ کے اس قول: "وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا نَمُوتُ بِذِكْرِ اسْمِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَنَه لَمْ يَكُنْ" (۳) (اور اس (جانور) میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ یاد کیا ہو، یعنی یہ بے شک یہ بے شک ہے) سے مراد یہ ہے جس پر اللہ کا نام یاد کیا ہو، یعنی بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، اس لئے کہ قرآن میں ہے: "وَمَا أَهْلُ لَعْنِ اللَّهِ بِهِ"^(۴) (آیت کا سیاق جس میں اس پر لانت کرتا ہے، یہ تو کہہ کر آیا: (۱) حدیث ابنی بکبشیں "لی روایت بخاری (۹) ۲۶۸ تا ۲۷۰ دارالعرف (۲) وروایت بخاری (۳) ۳۲۷ طبع دارالاسلام لغزات (۱) کے ہے، بخاری نے مجمع الزوائد (۳) ۲۲ تا ۲۳ کر دہ مکتبہ القدسی (۱) میں کہا ہے: ابو یوسف نے اس کو روایت کیا ہے اس کی سند حسن ہے۔

(۲) سورۃ مائدہ ۵۸

(۳) سورۃ المائدہ ۱۲۱

(۴) سورۃ المائدہ ۳

(۱) کتاب القباہ ۱۹۱

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۱۹۰/۵، ۱۹۲، جوہر لا لیل ۱/۱۲، شرح الترمذی ۳/۳۳، مجمع ۳/۵۳۰، الفی ۸/۵۶۵، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳۔

(۳) سورۃ المائدہ ۳

تحقق سے قبل ہمسرہ پر خطیب کے چڑھتے وقت، سونے اور نفل نماز کے نماز سے قبل، برتن کوڑھا چیتے وقت، کتابوں کے آغاز میں، میت کی تکفیر بند کرنے، وراثت کو قلم میں اتارنے کے وقت، جسم میں تکلیف کے مقام پر ہاتھ رکھتے وقت تمیہ مایا جائے گا، اس کے الفاظ ”باسم اللہ“ ہیں، اور مکمل ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ ہے، اگر تمیہ بھول جائے یا عمدہ آچھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں البتہ سنے پر شائبہ ہوگا۔

اس سلسلہ کی احادیث میں سے یہ حدیث ہے: ”کل امر دی بال لا یبدأ فیہ باسم اللہ فیو ابتر“ (۱) (مکمل کام جس کے آغاز میں بسم اللہ نہ کہا جائے وہ ابتر (دم کٹا) ہے)، ایک روایت میں ہے: ”فیو اقصع“ (تو وہ کاٹ ہو ہے)، اور ایک روایت میں ”فیو احمدم“ (۲) (وہ اہزم (کٹا ہوا ہے)) کے الفاظ ہیں، اور رسول کریم ﷺ سے مروی ہے: ”ضع یدک علی الذی ناکم من جسدک وقل: باسم اللہ ثلاثاً...“ (۳) (اپنے جسم کے جس مقام پر تکلیف محسوس کرو وہاں ہاتھ رکھو اور تین بار ”باسم اللہ“ کہو...)۔

وریک حدیث ہے: ”أغلق بابک واذکر اسم اللہ، فإن الشیطان لا یمتصع ہاباً معقفاً، وأطعن مصباحک واذکر اسم اللہ، وحقر إناءک“ (۴) (اپنا دروازہ بند کر، اور اللہ کا نام لو، اس لئے کہ شیطان ایسے بند دروازہ کو نہیں سمجھتا، اور اپنا تہان

(۱) حدیث، ”کل امر دی مال...“ بخاری نے غیبتات الخلفاء (۱/۶) طبع دارمشرق) میں روایت کیا ہے سیوطی نے الجامع البیہر میں اس حدیث کو عبد القادر دہلوی کی طرف لکھیں میں منسوب کیا ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے (فیض القدیر ۵/۳ طبع المکتبۃ البیہریہ)۔

(۲) حدیث ”ضع یدک“ کی روایت مسلم (۱۷۲۸/۳) طبع عینی امری کے کی ہے۔

(۳) حدیث ۴۱ غلق بابک واذکر اسم اللہ... کی روایت بخاری (۱۸۸۱) طبع المستقیم (مسلم ۱۵۹۳ طبع عینی الدبائی الکلی) اور احمد (۳۱۹۳ طبع المکتب الاسلامی) کے کی ہے اور بیہقی (۱/۱۰۱) کا ہے۔

بجاء ”بسم اللہ“ اور اپنا برتن چاہیے۔

اور ایک حدیث ہے کہ: ”إذا عثرت بک الدابة فلا تقل لعن الشیطان، فإنه یبغضکم، حتی یبصر مثل البیت، ویقول: بقوتی صرعتہ، ولكن قل بسم اللہ الرحمن الرحیم، فإنه یبصعہ، حتی یبصر مثل الدباب“ (۵) (اگر جانور تمہیں گرے تو مت کہو: شیطان مایا کہ وہ پھول کر گھر کی مانند ہو جاتا ہے، اور کہتا ہے: میں نے اپنی قوت سے اسے بچھا ڈالا، بلکہ کہو: ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ تو وہ چھوٹا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ تمہاری مانند ہو جاتا ہے)۔



(۱) تفسیر القرطبی ۱/۹۲، ۹۸-۹۹، حاشیہ ابن ماجہ ۱/۶۱، حاشیہ الدیلمی علی المشرح الکبیر ۱/۱۰۳، شرح البرزقانی ۱/۳۷، تلخیص المحتاج ۱/۱۶۸، المیزب ۱/۳۸ حدیث ۳۸۸، لعن الشیطان... کی روایت اللہ واد ۱/۲۱۰ (طبع عزت عید عباس)، احمد (۵۹/۵) طبع المکتب الاسلامی، اور حاکم (۲/۲۹۲ طبع دارالکتب العربی) کے کی ہے حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۔ تعلقہ الفاظ:

الف- خبر:

۲- خبر مخبر "ہل" اور اس کے بعد "لے" کی طرف سے ہوتی ہے، بشارت صرف مخبر "ہل" کی طرف سے ہوتی ہے، "خبر چچی" ورجھوٹی ہوتی ہے۔ خوش کن ہو یا ناخوش کن، جب بشارت عموم، چچی خوش کن خبر کے ساتھ خاص ہوتی ہے (۲)۔

بشارت

تعریف:

۱- بشارت (ب کے زیر کے ساتھ) انسان و ہرے کو جس چیز کے ذریعہ بشارت دے، "ب کے پیش کے ساتھ" کسی امر کی بشارت دینے والے شخص کو جو چیز دی جائے، جیسے کام کرنے والے کی اہمیت کو دلالت دیتے ہیں، بن الاثر فرماتے ہیں: بشارت (پیش کے ساتھ) جو شیر (بشارت دینے والے) کو دیا جائے، "ب کے زیر کے ساتھ" سم ہے، بشر یعنی سر سے یہ لفظ اس لئے بنایا گیا ہے کہ یہ انسان کی آمد و پیٹانی کو نمایاں کرتا ہے، "لوگ اس کے" "میدان نام توخیری" حاصل کرتے ہیں، یعنی "بشارت" دیتے ہیں، بشارت جب مطلق بولا جائے تو اس سے خبر کی بشارت مراد ہوتی ہے، قید انکار سے کی بشارت کے سے بھی اس کا استعمال درست ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "فبشرهم بعذاب الیم" (۱) "اس آپ انہیں عذاب و رفاک کی خوش خبری سن دیجئے"۔

فقہاء کی اصطلاح میں اس لفظ کا استعمال اس معنی سے الگ نہیں ہے (۲)۔

(۱) سورۃ آل عمران ۴۱۔

(۲) لسان العرب، تاج المعرب، المصباح المہر: ۵۲، "بشر"، المذبح ۵۲، طبع اوس ۱۳۴۷ھ، حاشیہ ابن عابدین ۱۱۲، طبع بیروت، کتاب الفتاویٰ ۵/ ۱۳، مکتبۃ العصر اللہ، المصباح المہر، ۵۸، طبع دار المعرفہ بیروت، تفسیر القرطبی ۱۳۸، طبع دار الکتب المصریہ ۵۳، ۱۳۵، ۱۹۳، طبع المکتبۃ العصر ۵۹۔

ب- جمل (معادضہ):

۳- جمل لغت میں اس چیز کا نام ہے جو انسان کی دہرے کے سے اس کے عمل پر متعین کرتا ہے۔

جمل اصطلاح میں اس متعین، معصوم مشقت "میدان عمل" پر طے شدہ متعین غرض کا نام ہے (۳)۔

اجناسی حکم:

۴- لوگوں کو ایسی بات کی خبر دینا جو انہیں خوش کرے مر مستحب ہے، اس لئے کہ اس بابت قرآن کریم کی آیت: "وہو، اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ إِذْ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيَحْكُمُونَ بِحُكْمِ اللَّهِ وَهُمْ خَائِفُونَ" (۴)۔

- (۱) تفسیر فخر الرازی ۲/ ۱۲، طبع المکتبۃ المصریہ ۵۲۔
- (۲) المہذب ۵۸، طبع دار المعرفہ بیروت، المصباح المہر فی اللہ۔
- (۳) شرح المصباح ۵/ ۱۲، طبع المکتبۃ اسلامیہ المصباح۔
- (۴) نہایۃ المحتاج ۵/ ۱۲، طبع المکتبۃ اسلامیہ المصباح۔

بشارت ۴

قبول کرو۔

حضرت کعب کے قصہ میں ہے کہ جب قبولیت تو پہ کی خوشخبری
 دینے والا آیا تو آپ نے اپنے ہاتھوں پڑے اتار کر بشارت دینے
 والے کو اس کی بشارت کے بدلہ میں پہنا دیا۔ نبی نے قاضی عیاض
 سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا اور
 آخرت کے کسی خوش کن امر کی بشارت ہمہ رک ہوگی دینا، اور
 بشارت دینے والے کو عمل (نعام) دینا چاہیے۔^(۱)

حضرت کعب کی حدیث میں خبر کی بشارت دینے میں سبقت
 کرنے کے جو ذکر کیا ہیں ہے۔^(۲)

جس شخص کو کسی خوش کن امر کی بشارت دی جائے، اس کے سے
 مستحب ہے کہ اللہ کی حمد و ثناء بیان کرے، اس لئے کہ حضرت عمرو بن
 مسمون سے روایت ہے جو حضرت عمر بن خطاب کے قتل کے واقعہ
 کے ذکر میں مقام دُفن کے بارے میں مشورہ سے متعلق طویل حدیث
 میں امام بخاری نے روایت کی ہے، کہ حضرت عمرؓ نے اپنے صاحب
 راہ و عند اللہ کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا کہ کہیں بھی ن کے
 ہاتھوں رخصتا ہو (حضور انور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ) کے ساتھ
 دُفن ہونے کی اجازت دے دیں، جب حضرت عبداللہؓ آئے تو
 حضرت عمرؓ نے پوچھا: یا جو اب لائے عرض کیا جو آپؐ پسند کر رہے
 تھے اے میرے اہل و عیال، اس نے اجازت مرحمت فرمادی ہے، تو
 حضرت عمرؓ نے فرمایا: الحمد للہ میرے سے کوئی چیز اس سے زیادہ نام نہ
 تھی۔^(۳)

جناب تجری من تحبہ الا یہاں کلمہ در قوا میں من ثمرہ
 رزقا قنوا ہما الدی رزقا من قبل و انوا بہ مشاہبہا و لہم
 فیہا ازواج مصہرۃ و ہم فیہا حاملون۔^(۱) (ہر ان لوگوں کو
 خوشخبری سنا دیجئے جو یہاں لائے ہر نیک عمل کے ان کے لئے
 (بہشت کے) بوائے ہیں کہ ان کے نیچے، ریا پر رہے ہوں گے انہیں
 جب کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا تو وہ بول نہیں گے کہ یہ میری ہے
 جو میں (اس سے) قبل مل چکا ہے اور نہیں وہ (واقعی) یا ہی جائے گا
 ملتا جلتا ہو اور ان کے لئے پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ ان (بہشتوں)
 میں ہمیشہ کے لئے ہوں گے۔ اور اسی طرح احادیث بھی وارد ہیں،
 مثلاً بخاری و مسند میں مروی حضرت کعب بن مالک کی تو پہ کے قصہ و علی
 حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں: ”میں نے پکارنے والے کو سنا جو بلند آواز
 سے کہہ رہا تھا: اے کعب بن مالک خوشخبری لو، پھر لوگ ہمیں خوشخبری
 دینے آئے لگے، میں رسول اللہ ﷺ کا قصد کر کے نکلا، لوگ مجھ سے
 جوق در جوق ملتے، تو پہ پر مبارکباد پیش کرتے، کہتے: مبارک ہو
 کہ اللہ تعالیٰ سے آپ کی تو پہ قبول فرمائی ہے، یہاں تک کہ میں مسجد
 نبوی میں داخل ہوا، یہاں کہ رسول اللہ ﷺ یفرماتے، ارادہ
 صحیح پر آم ہیں، حضرت طلحہؓ میں جید اللہ انورؓ روتے ہوئے آئے، مجھ
 سے مصافحہ کیا، مبارک ہو، کی، حضرت کعبؓ حضرت طلحہؓ کی اس نرم
 ہوشی کو میں بہتے تھے، حضرت کعبؓ فرماتے تھے: پھر جب میں نے
 رسول اللہ ﷺ کو سنا، یہ تو آپؐ علیہ السلام کا رہے انور خوشی سے
 منور ہو رہا تھا، فرمایا: ”ابشر بخیر یومہ مر علیک مدد و للنک
 امک۔“^(۲) (تم اپنی زندگی کے سب سے بہتر دن کی خوشخبری

(۱) سورہ بقرہ ۵۵۔

(۲) الفتوحات المربیہ ۱/۱۶۱ ص ۳۱۷ طبع المکتبۃ الاسلامیہ، حدیث حضرت
 کعب بن مالک کی روایت بخاری (صحیح ۸/۱۱۳ طبع المستقیم) اور مسلم
 (صحیح ۲۱۲۸، ۲۱۳۰ طبع المجلد) نے کی ہے۔

(۱) صحیح مسلم مع شرح لابی ۱/۷۳ طبع مطبعہ المعادہ مصر۔

(۲) فتح الباری ۸/۱۲۳ طبع المستقیم۔

(۳) الفتوحات المربیہ ۱/۱۶۱ طبع المکتبۃ الاسلامیہ، عمر بن خطاب کے قتل کے
 قصہ میں حضرت عمرو بن مسمون کی حدیث کی روایت بخاری (صحیح ۷/۱۱۷ طبع
 المستقیم) نے کی ہے۔

بشارت ۵

بحث کے مقامات:

۵۔ قرآن کریم میں بشارت کا ارتقا ہے، حدیث نبوی میں بھی بشارت کے کچھ احکام «بشارت دینے والے کے ساتھ مستحب عمل کا بیان آیا ہے، فقہاء نے انہیں کے باب میں اس کا ارتقا ہے۔ کتب آداب شریعہ میں بھی بشارت کا حکم اور کسی ہر کی بشارت دینے والے کے ساتھ مستحب عمل بیان ہوا ہے۔



معاذ کا جہاٹ ہے کہ بشارت مجھ اول سے ہوتی ہے خود وہ تھا بویا دھرم کے ساتھ جس نے کسی شخص نے پہلے میرے غلاموں میں سے جو مجھے یہی خوش خبری دے گا وہ آزاد ہے۔ پھر اس کے غلاموں میں سے ایک یا چند نے سے خوش خبری دی تو سب سے پہلے (خوش خبری دینے والے) آزاد ہوگا (۱) فقہاء نے متعدد مقامات پر یہ روایات دُرِ زمانہ میں (۲)۔

اس کی دلیل وہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابن مسعود کے پاس سے گذرے، وہ اس پر چڑھ رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ”من أحب ان يقرأ القرآن عصا طربها كما نزل فليقرأ بقراءه ابن أم عبد، فابتدأ إليه أبو بكر وعمر رضي الله عنهما بالمشارة، فسبق أبو بكر عمر، فكان ابن مسعود يقول بشروني أبو بكر، وأخبرني عمر“ (۳) (جو چاہے قرآن اس طرح تر تازہ پڑھے جس طرح نازل ہوا ہے تو ابن ام عبد کی طرح پڑھے تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما انہیں بشارت دینے والے تھے، حضرت ابو بکر حضرت عمر سے پہلے پہنچ گئے تو حضرت ابن مسعود مارتے تھے، ابو بکر نے مجھے بشارت دی، عمر نے مجھے خبر دی)۔ بشارت دینے کی طرح مستحب ہے اگر اس سے اللہ کی رضا مقسم ہو (۴)۔

(۱) تفسیر القرطبي: آیت ”وَنَسُورُ الْبَيْنِ أَفْعُوا“ کے تحت ۱۳۸/۱ طبع دار لکھنؤ مصر یہ ۱۳۵۳ھ تفسیر قرطبی ۱۳۶/۲، المکتبۃ المصیریہ مصر (۲) حاشیہ ابن ماجہ بن ۱۱۲-۱۱۳ طبع بیروت، المکتبۃ المصیریہ مصر ۸۸ طبع دار المعرفۃ بیروت، کشاف القناع ۳۱۳-۳۱۴ طبع مکتبۃ مصر المدینۃ المنیرۃ (۳) حاشیہ ابن ماجہ بن ۱۱۲ طبع بیروت۔ حدیث ”من أحب ان یقرأ“ کی روایت احمد (۱/۱ طبع المصیریہ) و در حاکم (۳/۱۸ طبع دار المعرفۃ المنیرۃ) نے اس کی تصحیح کی ہے اور اس سے حاقی کہا ہے۔ (۴) کتب القناع ۳۱۸-۳۱۹ مکتبۃ مصر المدینۃ المنیرۃ

اجمالی حکم:

۴- انسان کے منہ کے پانی کے بارے میں اصل یہ ہے کہ وہ پاک ہے جب تک کہ کوئی نجاست اسے پاک نہ کر دے (۱)۔

بصاق (تھوک) کے بعض مخصوص احکام ہیں، تھوک بچھیننا مسجد میں حرام ہے۔ اور اس کی پیادوں پر مکرہ ہے (۲)۔

پس اگر مازی مسجد میں تھوک اے تو ضروری ہے کہ وہ سے اُن نرے، اس لئے کہ مسجد میں تھوکنا خطی ہے، جس کا کفارہ اس کو دُفن کر دینا ہے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے: ”البصاق طی المسجد خطیئة، و کھارتھا دفنھا“ (۳) (مسجد میں تھوکنا خطیہ ہے اور اس کا کفارہ اس کا دُفن ہے)۔

اس سلسلہ میں مشہور یہ ہے کہ تھوک کو مسجد کی مٹی اور ریت میں دُفن کر دے اور مسجد میں مٹی یا ریت وغیرہ ہو، اگر وہ ہو تو مٹی یا کپڑے کے کھرے وغیرہ سے یا ماتھ سے اس کو دُفناں دے (۴)۔

اسی طرح مسجد کی پیادوں پر، اپنے سامنے کھڑے ہو کر، پٹائیوں کے ”پر پان“ کے نیچے بیٹھ کے، بلکہ اپنے کپڑے کے یک کنارہ میں تھوک رکھنے کو مل لے، اس سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے بلکہ ایک بار بار اور عادت سے دُفناں کر دے۔ اور مسجد کی مٹی میں تھوک کا ہو تو ضروری ہے کہ اسے اُن کر دے اور اگر مجبوری کی حالت میں ہو تو پٹائی کے اوپر تھوٹنا اس کے نیچے بیٹھنے کی بہت ہلکا ہے، اس سے کہ پٹائی تو مسجد میں ہے لیکن پٹائی کے نیچے کا حصہ مسجد ہے، اور اگر مسجد میں پٹائیاں نہ ہوں تو اسے مٹی میں اُن کر دے، زمین کے اوپر نہ

بصاق

تعریف:

۱- بصاق: منہ کا پانی جب دہر نکل آئے (تھوک)۔ کہا جاتا ہے: ”بصق یصق بصاقاً“، ”بصاق“ کو ”بِزاق“ اور ”بِباق“ بھی کہتے ہیں جو اہل کی قبیل سے ہے (۱)۔

متعدّدہ الفاظ:

نف-تفل:

۲- تفل لبت میں حق (تھوکنے) کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: تفل یتفل ویتفل نفلاً، جب تھوک دے۔

تفل ہائقم کا مطلب اس طرح پھونکنا کہ کچھ تھوک بھی نکل آئے، اگر صرف پھونک ہو تو تھوک نہ ہو تو اسے ”نفث“ کہیں گے، تفل بھی بزاق (تھوک) کے مشابہ ہے، لیکن اس سے کم ہوتا ہے، سب سے پہلے بزاق ہوتا ہے، پھر تفل پھر نفث (پھونک) (۲)۔

ب-سب:

۳- تھوک جو منہ سے بہہ جائے (۳)۔

(۱) لسان العرب، ترتیب القاموس المحیط، لمصباح الحیر، عتار الصحاح مادہ ”بصق“ و ”بِزاق“۔

(۲) لسان العرب مادہ ”تفل“ مجمع مسلم ص ۳۳۳ المجموع شرح طہر ب ص ۲۰۹۔

(۳) الصحاح عتار الصحاح، ترتیب القاموس المحیط، لمصباح الحیر، لسان العرب مادہ ”سب“۔

(۱) حاشیہ ابن عابدین ص ۹۳۔

(۲) الاشیاء و الظاہر لابن کیم ص ۵۷ اعلام المساجد حکام المساجد ص ۳۰۸۔

(۳) حاشیہ ۳ البصاق فی المسجد ص ۱۰۰۰ کی روایت بخاری (صحیح ۵ طبع انتقادی) اور مسلم (۱/۳۹۰ طبع المکتب) سے کی ہے۔

(۴) المجموع شرح لمہذب ص ۱۰۱ اعلام المساجد حکام المساجد ص ۳۰۹۔

بصاق ۳

چھوڑ دے^(۱)۔

گر مسجد کے طہ و مقام پر ہو تو اپنے سامنے یا دائیں جانب نہ تھو کے بلکہ پچھلے پاؤں کے نیچے یا بائیں جانب تھو کے^(۲)۔
 اگر کوئی شخص کسی دھرم کے مسجد کے اندر تھوکتا، دیکھتا ہے کہ اس پر ضروری ہے کہ تھو کرے، اور اگر تھو کرے تو تھو کرے، اور اگر کوئی شخص مسجد میں تھوک وغیرہ دیکھتے تو مسنون ہے کہ اس کو بائیں رخ یا دایرہ چھینک دے، اور مستحب ہے کہ اس کی جگہ خوشبو لگا دے۔

اور یہ جو بہت سارے لوگ کرتے ہیں کہ اگر تھوک، یا یا تھوک دیکھ تو اس کو اس جوتے کے چلے حصہ سے ریزہ پیتے ہیں جس سے گندگیوں اور نجاستوں کو روکا ہو، یہ حرام ہے، اس لئے کہ اس صورت میں مسجد کی مزیہ مایہ کی گندگی لازم آتی ہے۔

ایسا کام کسی کو کرتے ہوئے دیکھنے والے شخص پر اس کی گھیر اپنی شرط کے ساتھ ضروری ہے^(۳)۔

قرآن شریف میں اس کے کسی حصہ کو تھوک سے چھونا جائز نہیں ہے اور بچوں کے معلم کی ذمہ داری ہے کہ اس کو یہاں سے منع کرے^(۴)۔
 روزہ دار کے حق میں اس کے احکام میں سے یہ ہے کہ اگر کوئی تھو یا تھوک جو منہ کے اندر رہی ہو باہر نکلنے سے پہلے نکل جائے تو اس کا روبرو نہیں ٹوٹنے کا حتیٰ کہ اگر وہ منہ میں جمع بھی کر لے اور نکل جائے^(۵)۔ اور اگر تھوک منہ سے باہر نکل جائے اور منہ سے جدا

ہو جائے۔ پھر اس کو منہ میں دھیرے لائے اور نکل جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ جیسا کہ اگر کوئی کسی دھرم کے تھوک نکل جائے کہ اگر سنگوڑ نے یا پڑھنے وغیرہ کے وقت اپنے لب سے دونوں ہونٹ ہو جائیں اور اسے نکل جائے تو ضرورت کی وجہ سے اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا^(۶)۔ اور اگر قلی کرنے کے بعد منہ میں تری باقی رہے اور اس کو تھوک کے ساتھ نکل جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا^(۷)۔
 اور روزی نے اپنے تھوک سے اچھا کھانا کھانا یا پھر سے حسب عادت ملائی کے اور اس منہ میں دوبارہ والا تھوک اچھا کھانا پر کسی تری جو واحد ہو جائے یہ ہو تو اپنے تھوک کے نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، بخلاف اس کے کہ تری جدا ہو جائے والی ہو^(۸)۔



(۱) الفتاویٰ الہندیہ ۱/۱۱۱، مجمع المصابیح ۱/۲۱۶۔

(۲) بعضی لائن قدیمہ ۲/۳۱۳ طبع ریاض المصنف، قلیوبی وغیرہ ۱/۹۳، المجموع شرح المہرب ۳/۳۰۰۔

(۳) المجموع شرح المہرب ۳/۱۰۱، اعلام المساجد احکام المساجد ص ۳۰۸۔

(۴) حاشیہ سنائی علی شرح الترمذی علی مختصر قلیل ۱/۳۰۔

(۵) شرح الترمذی علی مختصر قلیل ۲/۲۰۵، حاشیہ الدسوقی علی المشرح الکبیر

۱/۵۳۵، المعواک الدروانی ۲/۵۹۹، الفتاویٰ الہندیہ ۱/۲۰۳۔

(۱) الفتاویٰ الہندیہ ۱/۲۰۳۔

(۲) الفتاویٰ الہندیہ ۱/۲۰۳، رد المحتار علی الدر المختار ۲/۱۰۱ طبع دار احیاء التراث العربی۔

(۳) الفتاویٰ الہندیہ ۱/۲۰۳، رد المحتار علی الدر المختار ۲/۹۸ طبع دار احیاء التراث العربی۔

(۴) الفتاویٰ الہندیہ ۱/۲۰۳، رد المحتار علی الدر المختار حاشیہ ص ۱۰۱، ۱/۹۸، طبع دار احیاء التراث العربی، المجموع شرح المہرب ۳/۱۰۱، قلیوبی وغیرہ ۱/۹۳۔

تیز ہوں سے ٹکاؤ چچی رکنا۔ سبب ہے اس سے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

”قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ بَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَبِحِفْظُوا فِرَؤْجَهُمْ
 دَلِكْ اُرْکِیْ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا یُصْنَعُوْنَ، وَقُلْ
 لِلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ“ (۱) (آپ یہاں وہاں
 سے نہ دیکھتے کہ اپنی نظریں چچی رضیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت
 کریں یہاں کے حق میں زیادہ صفائی کی بات ہے بے شک اللہ کو سب
 کچھ خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں، اور آپ کہہ دیجئے یہاں
 وہاں سے کہ اپنی نظریں چچی رضیں)۔

تفصیل کے لئے دیکھیے: اصطلاح ”نظر“ اور ”عورة“۔

بحث کے مقامات:

۶- ٹکاؤ کے احکام متعدد مقامات پر ہیں، چند یہ ہیں: ٹکاؤ پر بناہیت،
 اس سلسلہ میں اہیت، وہو کے چپا ہونے کی شرط، ماہیتا کی شہادت،
 اس کا جنس اور اس کی، مصب تشا پر لازم ہونے والے کے سے چپا
 ہونا اور ہمیشہ چپا رہنا، جو قاضی ماہیتا ہو جائے اس کے حکم کا نفاذ،
 مار میں اور اہر متوجہ ہونا، نماز کے باہر دعا میں آسمان کی طرف
 دیکھنا، پیغام نکاح جسے دینے کا ارادہ ہوا سے دیکھنے کا جواز اور حرام
 تیز ہوں سے ٹکاؤ چچی رکنا۔

مقامات ٹکاؤ کے احکام کی تفصیل ”جناہات، اہیت، شہادت، تشا،
 نماز، نکاح“ کے مباحث میں اس طرز پر کرتے ہیں جو جمالی حکم اور
 اس کے مقامات میں مذکور ہوا۔

لنحفظن ابصارہم“ (۱) (ان لوگوں کو سنا ہوتا ہے جو اپنی نمازوں
 میں آسمان کی جانب اپنی نگاہیں اٹھاتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ کا یہ
 جملہ اس قدر سخت ہو گیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یا تو وہاں سے
 بالکل باز آجائیں ورنہ ان کی نگاہیں چک لی جائیں گی)۔

مالکیہ فرماتے ہیں: آسمان کی جانب ٹکاؤ اٹھانا اور آسمان کی
 نشانوں سے بیعت و عہد حاصل کرنے کے لئے ہوتا مکرہ نہیں
 ہے (۲)۔

نماز میں بلا ضرورت آنکھیں موندنا بھی مکروہ ہے، اس بابت کسی
 اختلاف کا علم نہیں ہے۔

نماز کے باہر دعا میں آسمان کی جانب ٹکاؤ اٹھانے کا حکم:
 ۴- شافعیہ نے صراحت کی ہے کہ نماز کے باہر دعا میں آسمان کی جانب
 نگاہ اٹھانا اولیٰ ہے، شافعیہ میں سے امام غزالی فرماتے ہیں: دعا کرنے
 والا اپنی نگاہ آسمان کی طرف نہیں اٹھائے گا (۳)۔

یہ چیز سے ٹکاؤ چچی کرنا جو حرام ہے:

۵- اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مومن مردوں اور عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ
 اپنی نگاہیں ان سے چچی رضیں جو ان پر حرام ہیں، سوائے ان حصوں
 کے جن کا دیکھنا ان کے لئے مباح ہے، پس اگر اتفاقاً طور پر بغیر
 ارادے کے کسی چیز پر ٹکاؤ پڑ جائے جس کا دیکھنا حرام ہے تو اس
 سے تیزی کے ساتھ اپنی نظر ہٹا لینی چاہیے، اس لئے کہ ٹکاؤ ہی ملنا
 پہلا درجہ مکرہ ہے، تمام خرمات اور فتنہ کا مدیہ رکھنے والی

(۱) حدیث: ”ما مانی الکوام“ کی روایت بخاری (التح ۲۳۳ طبع
 مشرق) کے ہے۔

(۲) اللہ سولی ۲۵۳۔

(۳) نہایت لکھ ج ۱، ۸۰، ۸۱، ۵۵۴۔

(۱) سورہ نور ۳۰، ۳۱ دیکھئے الفہم ۲۲/۲۷۷

بضاعت

دیکھئے "ابضات"۔

بُضْع

دیکھئے "فروق"۔

بطالانہ

تعریف:

۱- بخالانہ لغت میں بے روزگاری کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: "بطل
العامل، او الاحير عن العمل" یعنی کارکن یا مزدور بے روزگار
ہو گیا، ایسے شخص کو "بخال" یعنی بے روزگار کہا جاتا ہے جس کی
"بطلانہ" بے روزگاری (باہر پرزہ کے ساتھ) واضح ہو، درملاقات
کے بعض شامین نے (باہر پر بھی) نقل کیا ہے اور سے ہی زیادہ
فہم بتایا ہے، "بطل الاحير عن العمل، بطل
بطلانہ وبطلانہ" یعنی مزدور بے روزگار رہا، اور ایسا شخص "بطل"
کہلاتا ہے^(۱)۔

اسطلاحی معنی لغوی معنی سے الگ نہیں ہے۔

اس کا شرعی حکم:

۲- بے روزگاری کا حکم مختلف احوال کے مطابق حد، حد، حد ہے،
مثلاً:

نام لی قدرت نیہ اپنی "اپنے ریکرک مت فر اوکی فذ کے سے
آمدنی لی ضرورت کے باوجود بے روزگاری، خواہ یہ عبادت کے سے
فراغت لی ناظر ہو، حرام ہوگی، حدیث میں ہے: "إن الله يكره



(۱) المصباح الحیر، لسان العرب، مفردات المصباح، الامام فی ماہ بطل۔

توکل بے روزگاری کا داعی نہیں:

۳- توکل بے روزگاری کی دعوت نہیں دیتا، توکل تو ضروری ہے، لیکن اس کے ساتھ اسباب اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔

مرہی ہے کہ ایک امر ابنی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اب اللہ کے رسولؐ کیا میں پنی ہننی چھوڑ دوں اور توکل کر لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اعقلها وتوکل" (۱) (اس کو باندھ لو اور توکل کر)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابن اللہ یحب المؤمن المحتوف" (۲) (بے شک اللہ روزگار کرنے والے مومن سے محبت کرتا ہے)۔

حضرت عمرؓ کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے تو پوچھا تم لوگ کیا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم لوگ توکل کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں بلکہ تم لوگ توکل سے عاری ہو، توکل کرنے والا تو وہ ہے جو زمین میں اپنا دانہ ڈال دے پھر اپنے رب پر بھروسہ کرے، لہذا طلب معاش امداد پر الہی کے مطابق اسباب اختیار کرنا ترک توکل نہیں ہے، توکل تو دل سے ہوتا ہے، اور ترک توکل یہ ہے کہ انسان اللہ سے غافل ہو کر اسباب ہی پر پورا تکیہ کر لے اور مسبب الاسباب کو بھول بیٹے، حضرت عمرؓ جب کسی خاص خدمت کے لئے شخص کو دیکھتے تو پوچھتے: کیا اس کا کوئی پیشہ ہے؟ اگر کہا جاتا: نہیں، تو وہ دن کی ناکاد سے راجاتا (۳)۔

(۱) حدیث، "اعقلها وتوکل" کی روایت ترمذی (۶۶۸/۳ طبع اہلسنی) سے حضرت انسؓ سے کی ہے اور ابن حبان (۳۰۸۰/۳) و ابن ماجہ (۱۳۳/۳) سے (انتقہ) نے حضرت عمرو بن امیہ سے کی ہے اور ابن ماجہ نے کہا ہے کہ اس کی سند جید ہے (فیض القدیر ۸/۲ طبع المکتبۃ النجاریہ)۔

(۲) اس حدیث کی تخریج گذری ہے (دیکھئے فقرہ نمبر ۲)۔

(۳) فیض القدیر ۲/۲۹۰-۲۹۱، رقم: ۱۸۷۳، محترف وہ شخص ہے جو صنعت، تجارت اور روایت و میرہ کے ذریعہ طلب حاشیے نے کوشش کرے یہ توکل کے معانی نہیں ہے۔

الرجل البطل" (۱) (بے شک اللہ بے روزگاری کو ناپسند کرتا ہے)، اور حضرت ابن عمرؓ سے مرہی ہے کہ: "ابن اللہ یحب العبد المؤمن المحتوف" (۲) (بے شک اللہ پیشہ ور مومن بندہ کو محبوب رکھتا ہے)، اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: "ابن لا یفت الرجل لادعاً لیس فی شئ من عمل دنیا ولا آخرة" (۳) (میں ایسے بے کار شخص سے نفرت کرتا ہوں جو دنیا یا آخرت کے کسی کام میں نہ ہو) شعب بن یثی میں ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطابؓ سے پوچھا: کیا دنیا میں سب سے بڑی چیز دنیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: بطلانہ (بے روزگاری)۔

مدنی کی عدم ضرورت کے باوجود سستی و لاپرواہی کی وجہ سے بے روزگاری اختیار کرنا بھی مکروہ ہے، اور بے روزگار کے لئے باعث عیب ہے، کسی عذر مثلاً پیرانہ سالی اور کسی آفت کے سبب عدم استطاعت کی وجہ سے بے روزگاری ہو تو اس میں نہ نادم ہے، نہ گریست، اللہ تعالیٰ کا رشتہ ہے: "لا یكلف اللہ نفساً الا وسعہا" (۴) (اللہ کسی کو وہمہ وار نہیں بناتا مگر اس کی بساط کے مطابق)۔

(۱) حدیث "ابن اللہ یکرہ الرجل البطل" کے بارے میں زرکشی نے کہا: مجھے نہیں ملی، اسی کے مثل الاالی میں ہے (کشف الخفاء للنجاشی ۲/۱۱ طبع مؤسسۃ الرمالہ)۔

(۲) حدیث "ابن اللہ یحب العبد المؤمن المحتوف" کو کوفی نے الجمع میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ طبرانی نے الکبیر اور الاوسط میں اس کو روایت کیا ہے اس میں ماہم بن عبد اللہ روایت ضعیف ہے (جمع المروک ۶۲/۳ طبع القدی)۔

(۳) حضرت ابن مسعودؓ کے اثر "ابن لا یفت الرجل لادعاً" کو کوفی نے الجمع میں روایت کیا ہے اور کہا کہ طبرانی نے الکبیر میں اس کو روایت کیا ہے اس میں ایک روایت کا انہیں لیا گیا ہے بغیر روایت "ابن" (جمع المروک ۶۲/۳ طبع القدی)۔

(۴) سورہ بقرہ ۲۸۶۔

عبادت بے روزگاری کے لئے وجہ جواز نہیں:

۴- فقہاء و رے ہے کہ عبادت بے روزگاری کے لئے وجہ جواز نہیں، اور مسام عبادت کے لئے فراغت کے مقصد سے بے روزگاری کو نہ نہیں کرتا، بلکہ اس میں دنیا کو بے کار چھوڑنا ہے۔ حالانکہ اس میں سعی و جہد کا اللہ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "لَا مَسْئَرٌ فِي مَا كَسَبُوا وَكَلُوا مِنْ ذَرْقَةٍ" (۱) (سو تم اس کے راستوں میں چلو پھرو، اور اللہ لی (دی ہوئی) روزی میں سے کماؤ (پو)) اور ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا بُدِيَ لَكُمْ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ" (۲) (اے ایمان والو جب جمعہ کے دن اس کی بجائے دعا پڑھو اللہ کی یاد کی طرف، اور شریعہ فرماتے چھوڑ دیا کرو)، اور اس کے بعد فرمایا: "إِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ" (۳) (پھر جب نماز پوری ہو چکے تو زمین پر چلا پھرو، اور اللہ کی روزی تلاش کرو)۔

ورمروہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا گدرا یک شخص کے پاس سے ہوا، صحابہ کرام نے اس کے متعلق آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ وہ رتوں کو نماز پڑھتا ہے، اور دن میں روزے رکھتا ہے، اور پوری طرح عبادت کے لئے یکسو ہے، رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ کون اس کی کفالت کرتا ہے؟ صحابہ نے کہا کہ ہم سب، آپ ﷺ نے فرمایا: "كُنْكُمْ الْفَصْلُ مَهْ" (۴) (تم میں سے ہر ایک اس سے بہتر ہے)۔

(۱) سورہ لک ۵۱۔

(۲) سورہ بقرہ ۶۰۔

(۳) حدیث "كُنْكُمْ الْفَصْلُ مَهْ" کی روایت ابن خثیر نے عیون الأخبار ۲/۱۶۱ طبع مطبعہ دارالکتب المصریہ میں حضرت مسلم بن یار سے کی ہے اور ان کے اور ساتھی کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے۔

بے روزگاری کے غنڈہ کے مطالبہ پر بے روزگاری کا اثر:

۵- متباہ کا اتفاق ہے کہ ماننے کی صحت کے باوجود بے روزگاری رہنے والے بیٹے کا غنڈہ اس کے باپ پر واجب نہیں ہے، اس سے کہ وجوب غنڈہ کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ وہ کمانے سے عاجز ہو، اور ماننے سے عاجز ہو شخص کمانے کا جس کے لئے جائز و مشروع و حاصل کے رمیہ اپنی معیشت کا حصول ناممکن ہو، ورنہ رت رکھنے والا شخص اپنی قدرت کی وجہ سے بے نیاز ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ کمانے اور اپنی ذات پر شریعت کرنے کی استطاعت رکھتا ہے اور ایسی مجبوری کی حالت میں نہیں ہوتا جس میں ممانعت اور پیش ہو (۱)۔

زکاۃ کا مستحق ہونے میں بے روزگاری کا اثر:

۶- کمانے کی قدرت رکھنے والا شخص کام کا مکلف ہوتا ہے تاکہ اپنی ضروریات کو پوری کرے اگر کوئی شخص اپنی ذاتی کمزوری کی وجہ سے ماننے سے عاجز ہو جاتا ہے، بچہ ہو، عورت یا کم عقل یا بوڑھا یا مریض ہو، اور اس کے پاس موردی مال بھی نہ ہو جس سے اس کی ضرورت پوری ہو سکے تو ایسا شخص اپنے خوش حال اقارب کے زیر کفالت رہے گا، اور اگر اس کی ضرورت کے بقدر کفالت کرنے والا کوئی شخص نہ ہو تو اس کے لئے رفاۃ بجا جائز ہوگا، اللہ کے دین میں اس کے سے کوئی تنقی نہیں ہے (۲)۔

اس کی تفصیل کے لئے، کیجئے: اصحاح "زکاۃ"۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ۲/۱۷۰ اور اس کے بعد کے صفحات، طبع دارالحدیث والقرآن العربیہ بیروت، حاشیہ المدنی علی بشرح البکیر ۲/۵۱۸، ۵۲۳ طبع مکتبہ المدنی مصر، نہایت المحتاج ۵/۲۰۱، ۲۰۹ طبع مکتبہ اسلامیہ کشتاب الفناح ۱/۵۶۱، ۳۸۱ طبع مکتبہ مصر المدنی۔

(۲) البدائع ۲/۵۸۲، الخرش ۲/۲۱۵، المجموع ۱/۱۹۲، المغنی ۲/۵۲۵، (۱) اس کی تفصیل ۵۵۶۔

روزگار نہ ہونے کی وجہ سے حکومت اور معاشرہ کی جانب سے بے روزگاروں کی کنالت:

۷۔ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ ان غریب مسلمانوں کی کنالت حکومت کی ذمہ داری ہے جو بے کس، بلا وارث، یا قیدی ہوں، اور نہ تو ان کے پاس پے و پھر شرف کرنے کے لئے کچھ ہے۔ اور نہ ان کا رب میں جن پر ان کے نقد کار سے تو ان کے شرف کچھ ہے۔ وہ اطاعت کی فیس و رمیت کی چیز بتلیں وغیرہ لی نہ ہی بیت المال سے کی جائے گی (۱) تفصیل کے لئے دیکھئے: ”بیت المال“ کی اصطلاح۔

بطائے

تعریف:

۱۔ بطائے: ”بطائے الثوب“، وہ کچھ جسے در سے حفاظت کے لئے لٹایا جائے (ستر)، یہ لفظ ”ظہارۃ“ (اہتہ پڑے کے) پر کا حصہ (۲) کے برعکس ہے۔ ”بطائے الرجل“: کسی شخص کے حاشیہ نشیں یا قریبی لوگ، ”ابططت الرجل“ کا مطلب ہے تم نے سے اپنے خواہ میں بنالیا، حدیث شریف میں ہے: ”ما بعث اللہ من نبی ولا استخلف من خلیفۃ الا کانت له بطائین“ بطائے نامہ بالمعروف وتخصه علیہ، و بطائے نامہ بالشرف وتخصه علیہ، فالمعصوم من عصمہ اللہ تعالیٰ (۱) (اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اور جس کو خلیفہ بنایا اس کے وہ ”بٹائے“ (راز دار) رہے ہیں، ایک اسے معروف کا حکم دیتا اور اس پر ”ما دکرنا“ ہے، اور وہ ”سے بُرائی کا حکم دیتا اور اس کی ترغیب دیتا ہے تو جس کو اللہ تعالیٰ بچائے وہی محفوظ رہ سکتا ہے)۔

یہ مصدر ہے جو واحد اور جمع دونوں میں مستعمل ہے۔

بطائے اصطلاح میں انسان کے ان خواہ مقررین کو کہا جاتا ہے جنہیں ”واپنا راز داں“ بنانا ہے (۲)۔



(۱) حدیث ”ما بعث اللہ من نبی“۔ ”کی روایت بخاری (۱) ص ۸۹/۱۳

طبع المستقر) نے کی ہے۔

(۲) ترتیب القاموس: مادہ ”بطن“۔

(۱) قلیوبی ص ۲۹۲، ص ۲۵۵، ص ۲۱۱، ص ۲۱۳، المصحح ص ۲۰۳، کتاب الفتن

متعلقہ غلط:

غ- حاشیہ:

۲- حاشیہ: یہ لفظ ”خوشی اثوب“ (کپڑے کے کنارے) کا واحد ہے، چھوٹے دمب کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے، نہ کتاب کے صفحات کے کنارے لکھی جانے والی تحریر کو بھی حاشیہ کہا جاتا ہے۔
صفحہ ۱ میں حاشیہ انسان کے وہ افراد نہ لکھائے گئے ہیں جو اس کے اصول و نعرے کے علاوہ ہوں جیسے بھائی اور چچا (۱)۔

ب- اہل شوریٰ:

۳- شوریٰ: ”تباہی“ کا اسم مصدر ہے، اور ”اہل شوریٰ“ مداخلہ اراے ہیں جو مشورہ ظہبی پر مشورہ دیتے ہیں یہ کبھی خواہش میں سے ہوتے ہیں یا ن کے علاوہ اہل اراے میں سے بھی ہوتے ہیں (۲)۔

بطائے سے متعلق حکام:

ول: بطائے بمعنی انسان کے خواہش:

صالح خواہش کا انتخاب:

۴- شوریٰ چونکہ شریعت کے اصولوں اور اسلامی حکومت کے لوازم میں سے ہے اور عام رواج بھی ہے کہ انسان اپنے خواہش پر بھروسہ کرتا ہے، اس لئے مسمومہ اہلوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے صالح خواہش کا انتخاب کریں جو اصحاب امانت تقویٰ اور اللہ فی خشیات رکھنے والے ہوں۔

اس خوب مندرجہ فرماتے ہیں: سربراہ ہوں پر ضروری ہے کہ وہ علماء سے نہ دینی امور میں مشورہ کریں نہ دنیاوی معاملات میں نہ رہنمائی میں نہیں مشطرات پیش آئیں، جنگی امور میں سربراہان فوج سے

(۱) اسی ج۔

(۲) تقریبی ۳۸/۳۳۔

مشورہ کریں، مضافاً عامہ سے متعلق امور میں معززین عوام سے مشورہ کریں، اور ملکی مصالح و بار آباؤ ناری سے متعلق امور میں وزراء و مجلس اور تنظیمین سے مشورہ کریں (۱)۔

مادری کی ”حکام اسلامیہ“ میں فرائض امام کے تذکرہ کے ضمن میں آیا ہے کہ لائق امانت داروں کا انتخاب کیا جائے، اور جو کام ان کے پاس ہے جائیں اور جو اموال ان کے حوالہ کئے جائیں ان میں خیر خواہوں کو ذمہ دار بنایا جائے، تاکہ لیاقت کی وجہ سے کام عمدہ ہو، اور انتخاب امانت کے پاس اموال محفوظ ہوں (۲)۔

صحیح حدیث میں ہے: ”إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِالْأَمِيرِ غَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَزِيرًا صَدِيقًا، إِنْ نَسِيَ ذَكَرَهُ، وَإِنْ ذَكَرَ غَايَهُ، وَإِنْ أَرَادَ غَيْرَ ذَلِكَ جَعَلَ لَهُ وَزِيرًا سَوَاءً، إِنْ نَسِيَ لَمْ يَذْكُرْهُ، وَإِنْ ذَكَرَ لَمْ يَنْهَ“ (۳) (اللہ تعالیٰ جب کسی سربراہ کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لئے قاضی وزیر مہیا فرما دیتا ہے کہ اگر وہ بھول جائے تو اس سے یاد دلاتا ہے، اور اگر اس سے یاد ہو تو اس کی معصیت کرتا ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ اس کے مدد و رادہ فرماتا ہے تو اس کے سے بدکردار و مہیا فرما دیتا ہے، جو اسے بھولنے پر یاد دلاتا ہے، اور اگر اس سے تو معصیت نہیں کرتا ہے)۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مَابَعَثَ اللَّهُ مِنْ بَنِي وَلَا اسْتَخَفَّ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بَطَانَتَانِ: بَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَتَحْصِيهِ عَلَيْهِ، وَبَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحْصِيهِ عَلَيْهِ، فَالْمَعْصُومُ مِنْ عَصْمِهِ“

(۱) تفسیر القرطبی ۳/۲۵۰، ۲۵۱۔

(۲) احکام اسلامیہ للمادری ص ۱۲، ۱۳۔

(۳) حدیث صحیحہ اَرَادَ اللَّهُ بِالْأَمِيرِ غَيْرًا۔ ”کی روایت میں (۳/۲۵۵) میں اس کی قطع عزت عید و عاس کے ہے اور نووی نے فیاض الصائیں میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے (ص ۳۷۳ طبع المرسال)۔

اللہ تعالیٰ،^(۱) (اللہ تعالیٰ کسی نبی کو مسعود فرماتا ہے یا کسی کو ظلیل بناتا ہے تو اس کے دو خواہش ہوتے ہیں، ایک اسے شہر کا حکم دیتا اور اس پر بھرتا ہے، دوسرے شہر کا حکم دیتا ہے اور اس پر آماجہ کرتا ہے، محفوظ وہ ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ کرتا ہے)۔

غیر مومنین میں سے خواہش کا انتخاب:

۵۔ ہم کا تعلق ہے کہ مسلمانوں کے سربراہوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کفر، منافقتیں کو خواہش بنا میں جنہیں وہ اپنے راز اور اپنے دشمنوں سے تعلق بخفی امور سے آگاہ کریں، معاملات میں اس سے مشورہ کریں، کیونکہ اس سے مسلمانوں کے مغان کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور ان کے امن و امان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے قرآن کریم نے مومنوں کو منع کیا ہے کہ وہ غیروں کو جو دین عقیدہ میں اس کے مخالف ہیں، اپنا دوست بنا میں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَعْضُهُمْ دُورِكُمْ لَا يَالُوَكُمْ حِيلًا وَذُورًا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْيَاءُ مِنْ أَقْوَاسِهِمْ وَمَا نَحْمِي عَنْهُمْ إِنَّهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمْ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ"^(۲) (اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو) گہرا دوست نہ بناؤ۔ لوگ تمہارے ساتھ نہ کرنے میں کوئی بات انہیں نہیں رکھتے، تمہارے دکھ پہنچنے کی آرزو رکھتے ہیں، بغض تو ان کے منہ سے ظاہر ہو پاتا ہے اور جو کچھ ان کے دل چھپائے ہوئے ہیں وہ دیکھ کر بھی ہرگز ہے، تم تو تمہارے لئے نمایاں کھول کر ظاہر کر چکے ہیں، اگر تم عقل سے کام لینے والے ہو)۔

اور ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا

عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ لِمَنُوعُونَ لِيَهُمْ بِالْمُؤَذَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ بِحُجُوجٍ الرِّسُولِ وَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَبِّكُمْ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ حَرَجَ حَرْجَهُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَانِي نَسْرُونَ لِيَهُمْ بِالْمُؤَذَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَمْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ"^(۳) (اے ایمان والو تم میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بنانا کہ اس سے محبت کا اظہار کرنے لگو، راغباتیکہ تمہارا پس جو (دین) حق چکا ہے اس کے موافق میں، رسول کو اور خود تم کو اس بنا پر ہر چکے میں کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لے آئے ہو، اگر تم میرے راستہ میں جہاد کرنے اور میری رضا کی تلاش میں تلے ہو تم اس سے ہلکے ہلکے محبت کرتے ہو، اور مجھے خوب ظلم ہے جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کر کے کرتے ہو، اور جو کوئی تم میں سے ایسا کرے گا وہ راہ راست سے ہٹک گیا)۔

اللہ تعالیٰ نے مومن بندوں کو منع فرمایا ہے کہ وہ مومنین کے علاوہ دوسروں کو خواہش بنا میں جنہیں اپنے راز اس سے محفوظ کریں، اور مسلمانوں کے بخفی امور ان پر آشکار کریں، ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ"^(۴) (اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ)، اس معنی میں بہت ساری آیات ہیں، اور برے خواہش کے سلسلہ میں حدیث پیچھے نہ رہیں۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: حضرت عمر بن خطابؓ سے کہا گیا کہ اہل حیرہ سے تعلق رکھنے والا ایک لڑکا حافظ و رکاتب یہاں ہے،

(۱) سورہ مجتہدہ ۱۱

(۲) سورہ بقرہ ۱۷۷

حدیث کی تخریج (فقہ ہمسرا) میں گذر چکی ہے

(۳) سورہ آل عمران ۱۱۸

اندرونی حصہ ریشم کا ہو، چونکہ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لا تلبسوا الحریر، لانه من لبسه فی الدنیا لم یلبسه فی الآخرة“ (۱) (ریشم مت پہنو، جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں سے نہیں پہنکا گا)۔

کشف الثقات میں مروی ہے کہ ریشم کی حرمت اور حدیث بالا سے استدلال کے بعد تحریر ہے کہ خود ریشم اندرونی حصہ میں ہو اس لئے کہ حدیث میں ممانعت عام ہے، لیکن مالکیہ نے اندرونی حصہ کے ریشم کو اس وقت حرام قرار دیا ہے جب وہ زیادہ ہو جیسا کہ قاضی ابوالوید کرے ہے۔

حنفیہ کے نزدیک یہ مکروہ ہے جیسا کہ حاشیہ ابن عابدین میں حنفیہ کی اہمیت کے حوالہ سے منقول ہے، اور اس کی وجہ یہ بتانی گئی ہے کہ اندرونی حصہ مقسود ہوتا ہے (۲)۔ ”رحمہ اللہ“ کے نزدیک جب اتنا کر بہت مطلقاً لا جائے تو کراہت تحریمی مراد ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل ص ۲۷ ”حریر“ میں لکھی جائے۔



بطلان

تعریف:

۱۔ لغت میں بتاؤں کا معنی: نسیان، نقصان یا حکم کا سقوط ہے، کہہ جانا ہے: ”بطل الشيء یبطل بطلا وبطلانا“، یعنی ضائع، نقصان ہونا یا حکم کا ساتھ ہونا، بتاؤں کا ایک معنی یہ بار ہوا بھی ہے (۱)۔

اس کا اصطلاحی معنی مبادات، معاملات میں حد و حدود سے ہے۔ مبادات کے باب میں بتاؤں کا معنی ہے کہ مبادات کا اعتبار نہ ہو، دیا اس کا ہو، کسی نہ ہو جیسے کوئی شخص حیرت منور پر پڑھے (۲)۔

معاملات کے باب میں بتاؤں کا مفہم حنفیہ کے نزدیک، مہروں سے مختلف ہے، حنفیہ کے نزدیک مفہم یہ ہے کہ معاملات اصل و مدف دونوں اعتبار سے غیر مشروع طریقہ پر انجام پائیں، بتاؤں کے نتیجہ میں تصرفات پر احکام مرتب نہیں ہوتے ہیں، اور تصرفات ایسے اسباب نہیں بن پاتے جو ان پر مرتب ہونے والے حکام کے لئے مفید ہوں، چنانچہ معاملہ کے بطلان سے دینی مقصود سے حاصل نہیں ہوتا ہے، اس لئے کہ معاملہ کے نتائج اس پر مرتب نہیں ہوتے (۳)۔

- (۱) لسان العرب، المصباح المہر، ”بطل“، الخوارزمی، ج ۱ ص ۲۵۸۔
- (۲) مجمع الجوامع، ۱۰۵۸، دستور العلماء، ۲۵۸، کشف وأسرار، ۲۵۸۔
- (۳) کشف وأسرار، ۲۵۸، ۲۵۹، المحصری للفرغانی، ۲۵۴، السنوی علی البیضاوی، ۵۸، البدیشی، ۵۵، الخوارزمی علی الخوارزمی، ۲۳، کشف اصطلاحات الفنون، ۳۸، درر الحکام، کتاب اول، ص ۲۳، ۲۴، ۲۵، حاشیہ ابن عابدین، ۲۷، مجمع البکلی، ۵۵۰، مجمع البحرین، ۱۰۵۔

- (۱) حدیث ”لا تلبسوا الحریر“۔ ”عکلی روایت بخاری (صحیح ۲۸۳ طبع انتخبہ بخاری مسلم (۳۲۲ طبع النکلی) نے کی ہے۔
- (۲) حاشیہ ابن عابدین، ۲۲۳/۵، الخطاب، ۵۰۵، المجموع، ۳۲۸، کشف القناع، ۳۸۔

بطلان ۲-۵

غیر حنفیہ کے نزدیک بطلان کی تعریف یہی ہے جو مسلمان کی ہے، یعنی معاملہ اس طور پر انجام پائے کہ وہ اصل یا وصف یا دونوں اعتبار سے غیر مشروع ہو۔

متعلقہ عقد:

نکاح - قس:

۲- جمہور (یعنی مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ) کے نزدیک بطلان کے مفہوم میں باہم تفریق ہے، چنانچہ بطلان کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی فعل اپنے رکن یا شرائط انعقاد میں سے کسی شرط میں خلل کی وجہ سے شریعت کے مخالف ہو۔

یہ حکم مجموعی طور پر ہے، نہ بعض اہل ابواب فقہ جیسے حج، عاریت، کتابت اور طلع^(۱) میں بطلان و فساد کے درمیان فرق بھی پایا جاتا ہے، اس کی تفصیل^(۲) دے کی۔

حنفیہ کے نزدیک معاملات کے باب میں فساد اور بطلان کے مفہوم میں باہم تفریق ہے، چنانچہ بطلان کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی فعل اپنے رکن میں سے کسی رکن یا شرائط انعقاد میں سے کسی شرط میں خلل کی وجہ سے شریعت کے مخالف ہو۔

مسلمان کا مفہوم یہ ہے کہ فعل اپنی صحت کی شرائط میں سے کسی شرط میں شریعت کے مخالف ہو خواہ وہ اپنے ارکان اور شرائط انعقاد میں شرع کے موافق ہو^(۳)۔

(۱) مجمع الجوامع ۱/ ۱۰۵، البحر فی التوضیح للدرکشی ۳/ ۷۷، الاشیاء للسیوطی ۲/ ۲۰۳، التوضیح علی التوضیح ۱/ ۱۱۰۔

(۲) التوضیح علی التوضیح ۳/ ۳۲، درر الحکام ۱/ ۳۳، البحر ۱/ ۱۰۸، الاحکام للامدی ۱/ ۶۸-۶۹، کشف الاستار ۱/ ۲۵۸، البدیشی ۱/ ۵۷-۵۸، مجمع الجوامع ۱/ ۱۰۰۔

ب- صحت:

۳- صحت لغت میں سادہ معنی میں صحیح و درست کی ضد ہے۔ اصطلاح میں صحت کا مفہوم یہ ہے کہ فعل شریعت کے موافق واقع ہو، اس طور پر کہ تمام ارکان و شرائط پائی جائیں۔

معاملات میں اس کا اثر یہ ہے کہ تصرف پر اس کا مطلوبہ نتیجہ مرتب ہو، جیسے شریعہ فروخت میں سامان سے استفادہ حاصل ہو جائے اور نکاح میں لطف اندوزی درست ہو جائے۔

عبادات میں اس کا اثر یہ ہے کہ عبادت کے عمل سے ثناء ساقط ہو جائے^(۱)۔

ج- انعقاد:

۴- انعقاد حنفیہ کے نزدیک صحت و درست دونوں کو شامل ہوتا ہے، یہ تصرف کے اثر کا شرعی یا ہم مربوط ہونا ہے، یا یہ ایجاب اور قہر میں سے ایک کا، اور اس سے شرعی طریقہ پر تحقق ہونے کا نام ہے، جس کا اثر اس دنوں کے تعلقات میں ظاہر ہو۔

پس عقد قاسد اپنی اصل سے منعقد اور اپنے وصف سے قاسد ہونا ہے، یہ مفہوم حنفیہ کے نزدیک ہے، اور اس طرح انعقاد بطلان کی ضد ہے^(۲)۔

دنیا میں تصرف کے بطلان اور آخرت میں اس کے اثر کے بطلان کے درمیان تلازم کا نہ ہونا:

۵- احکام: یا میں کسی تصرف کی صحت یا بطلان اور آخرت میں اس

(۱) التوضیح علی التوضیح ۱/ ۱۱۰، البحر ۱/ ۳۳، کشف الاستار ۱/ ۵۷-۵۸، التوضیح علی التوضیح ۳/ ۳۲، درر الحکام ۱/ ۳۳، البحر ۱/ ۱۰۸، الاحکام للامدی ۱/ ۶۸-۶۹، کشف الاستار ۱/ ۲۵۸، البدیشی ۱/ ۵۷-۵۸، مجمع الجوامع ۱/ ۱۰۰۔

بطان ۶

کے اثر کے بطاں کے درمیان ۱۶م نہیں ہے، کوئی معاملہ اپنے شرعاً مطلوبہ ارکان و شرائط کے پوری طرح پائے جانے کی وجہ سے دنیا میں صحیح قرار دیا جاسکتا ہے، لیکن اس کے ساتھ غلط مقاصد اور نیت کی، منگنی آخرت میں اس کے ثمرات کو باطل بنا سکتی ہے، اور اس پر ثواب ملنے کے بجائے گناہ لازم آئے گا، اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث مبارک ہے: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا بَوَى لِمَنْ هَاجَرَتْهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ" (۱) (نماں کا وہ رمد ریتوں پر ہے، اور جس شخص کو اس کی نیت کے مطابق بدلے گا پس جس شخص نے دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی جس کے سے اس نے ہجرت کی ہے)، اور کبھی عمل درست ہوتا ہے اور عمل کرنے والا ثواب کا مستحق بھی، لیکن اس کے ساتھ کوئی ایسا فعل بھی وہ کر بیٹھتا ہے جو اس کو باطل کر دیتا ہے، چنانچہ احسان بتانا اور ایذا رسانی صدقہ کے اجمہ کو باطل کر دیتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى" (۲) (اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان (بجور) اور افیت (چپچپا کر) باطل نہ کرو)، اور ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا لِلَّهِ وَأَطِيعُوا الزُّمَرِ وَلَا تَبْطُلُوا أَعْمَالَكُمْ" (۳) (اے ایمان والو! صبر کرو اللہ کی اور اطاعت کرو

= ۳۵۶ طبع دارالاجواء، حاشیہ ابن ماجہ ج ۳، ص ۳۳۳، ۳۳۴

(۱) حدیث: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" کی روایت بخاری (صحیح ۱۵۱۵ طبع اعلیٰ) نے کی ہے الفاظ بخاری کے ہیں۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۷۷

(۳) سورہ بقرہ ۱۷۷

رسول کی اور اپنے اعمال کو ایمان مت کرو)۔

۶- عبادہ عاتق اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "بطان سے دو مفہوم مراد لئے جاتے ہیں:

۱۔ نیا میں عمل کے آثار و نتائج اس پر مرتب نہ ہوں، جیسے کہ ہم عبادات کے باب میں کہتے ہیں: یہ (عبادت) کافی نہیں ہے نہ ذمہ کو پوری کرنے والی ہے، اور نہ وقت ساتھ کرنے والی ہے چنانچہ یہ باطل اس معنی میں ہے کہ یہ عبادت شریعت کے مقصود کے مخالف ہے، کبھی عبادت اس وجہ سے باطل ہوتی ہے کہ اس کے رکان و شرائط میں سے کسی میں کوئی خلل واقع ہوا ہو جیسے یک رکعت یا یک سجدہ کم ہو گیا ہو۔

عادات کے باب میں بھی ہم کہتے ہیں: یہ باطل ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اس کے فائدہ کا حصول شرعاً نہیں ہوتا، جیسے عیبت کا حسوس، شرمگاہ کی اجاحت (نماز میں ازواجی تعلق کا جواز) اور مطلوب (سامان) سے انتفاع۔

۲۔ بطان سے یہ مراد کہ آخرت میں عمل کے آثار اس پر مرتب نہ ہوں، یعنی ثواب (نہ ملے) پس عبادت کبھی پہلے مفہوم کے مطابق باطل ہوتی ہے تو اس پر نیز امر مرتب نہیں ہوتی، اس لئے کہ وہ اپنے مقتضائے ہر کے مطابق نہیں ہے، جیسے لوگوں کے دکھ دے کے نئے عبادت کرنے والا، ایسی عبادت کافی نہیں ہوتی (۴)، اور اس پر ثواب نہیں ملے گا، اور کبھی عبادت پہلے مفہوم کی رو سے درست ہوتی ہے

(۱) المروقات للعلامة ابن حجر، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴

(۲) دیکھو اصول عبادت کافی نہ ہونے کا مسئلہ مختلف ہے، ابن ماجہ ج ۳، ص ۳۳۳ میں ہے کہ جس نے دیکھوے ہوشیہ کے لئے نما پڑھی اس کی نماز شریک و رکبان پائے جانے کی وجہ سے دنیاوی عمل میں درست ہوگی، لیکن وہ ثواب مستحق نہیں ہوگا، فقیر بولیت نے نوادر میں کہا: ہمارے حضرت شیخ نے کہا: چکر یا فرانس میں سے کسی شی میں داخل نہیں ہوتی، اور یہی صحیح مسلک ہے۔

بظان کے معنی سے علاحدہ ہوتے ہیں، اس فرق کی بنیاد اصل عقد اور ہدف عقد کے درمیان امتیاز پر ہے۔

اصل عقد میں عقد کے ارکان اور اس کی شرائط اختتام، یعنی قصد کرنے والے کی اہلیت، سامان کی تخلیت وغیرہ مثلاً ایجاب اور قبول کرتے ہیں۔

میں ہدف عقد میں صحت کی شرط آتی ہیں، یعنی قصد کو مکمل کرنے والے عناصر جیسے قصد ربوی یا مدثر طہر جو کہ ہدف سے خالی ہوتا۔

کی بنیاد پر مبنی کہتے ہیں کہ اصل عقد میں کوئی خلل پایا جائے مثلاً اس کا کوئی رکن یا اس کے شرط اختتام سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو عقد باطل ہوگا، اس کا وجود ہی نہیں ہوگا اور اس پر کوئی یا وہی اثر مرتب نہیں ہوگا، اس لئے کہ تصرف کا جو اہلیت رکھنے والے شخص کی جانب سے اور محل کے اندر ہی ہوتا ہے، عقد محض صوراً پائے جانے کے باوجود معنایاً بالکل ہی معدوم ہوگا، یا تو اس لئے کہ محل تصرف معدوم ہے جیسے مرد اور عورت کی بیعت، یا اس لئے کہ تصرف کرے والا الٰہ میں ہے جیسے پاگل یا نابالغ بچہ کی بیعت۔

گر اصل عقد خلل سے خالی و محفوظ ہو لیکن ہدف عقد میں خلل پایا جائے، ہاں طور کہ عقد کے اندر کوئی فاسد شرط پائی جائے یا ربا پایا جائے تو عقد فاسد ہوگا، باطل نہیں ہوگا، اور اس پر بعض آثار مرتب ہوں گے، بعض میں رکن۔

۱۱- جمہور و جمعیہ کے درمیان اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ اگر ممانعت کا حکم عمل کے لازمی و صاف میں سے ہی ہدف کی وجہ سے ہو جیسے ربوی یا فاسد شرط پر مشتمل بیعت کی ممانعت، تو ایسے حکم کے اثر کی بہت مقدار کا اختلاف ہے۔

جمہور کہتے ہیں: ایسا حکم عقد کے ہدف و اصل ہر دو کے بظان کا متقاضی ہے، جیسے کہ فعل کی اہلیت و حقیقت کی بہت ممانعت و رد ہو، یہ حضرات اپنے فعل کو جس کی ممانعت اس کے ہی لازمی ہدف کی وجہ سے ہونا۔ مدیا باطل کہتے ہیں، اور اس فعل کے مضبوط آثار میں سے کوئی اثر اس پر مرتب نہیں کرتے ہیں، اس سے ربوی کی شرط فاسد پر مشتمل جیسی بیعت حضرات کے رکن، ایک باطل یا فاسد فیصل سے ہے۔

حسب کہتے ہیں: ایسا حکم صرف ہدف کے بظان کا متقاضی ہوتا ہے، اصل عقد اپنی شرط و عیت پر باقی رہتا ہے، یہ خلاف اس کے کہ فعل کی اہلیت اور اس کی حقیقت کی بہت ممانعت کا حکم و رد ہو، یہ فعل کو جس کی ممانعت اس کے ہی لازمی ہدف کی وجہ سے ہو، یہ فقہاء و فاسد کہتے ہیں، باطل نہیں، اور اس پر بعض آثار مرتب کرتے ہیں بعض نہیں، اس لئے ربا یا فاسد شرط وغیرہ پر مشتمل بیعت اس کے رکن، ایک فاسد فیصل سے ہوتی ہے، باطل سے ہیں۔

۱۲- فرق نے اپنے اپنے مسلک پر متحدہ دلائل سے استدلال کیا ہے، اہم دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

جمہور کا استدلال نبی کریم ﷺ کے اس قول سے ہے: "من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منہ فہو رد" (۱) (جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز پیدا کرے جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ چیز رد ہو جائے گی)، نیز مان اس بات کی دلیل ہے کہ اگر عمل بیعت کے حکم کے خلاف واقع ہو تو شریعت کی نظر میں وہ غیر معتبر ہوگا، اور اس عمل پر وہ حکام مرتب نہیں ہوں گے جو اس سے متعلق ہیں، خود یہ خلاف درری عمل کی اہلیت اور اس کی حقیقت سے متعلق ہو یا اس کے لازمی و صاف میں سے ہی ہدف سے متعلق ہو۔

(۱) حدیث من أحدث فی أمرنا ﷺ (صحیح بخاری) ج ۵ ص ۲۰ طبع انتقادی اور مسلم (۱۳۲۳ طبع المجلد) نے کیا ہے۔

الاشہد لانی بحکم مرضی ۳۳۳ھ ابن ماجہ ج ۲ ص ۹۹ بیرونی تصانیح ۲۹۹ھ اور اس کے بعد کے صفحات، المجلد ۳ ص ۳۳، کشف الاستار ۲۵۹ھ۔

حنفیہ کا تدرال یہ ہے کہ ثارٹ نے عبادات اور معاملات کو ان پر مرتب ہونے والے حکام کا سبب بنایا ہے تو ثارٹ نے ہی شی و ممانعت اس کے لازمی وصف میں سے ہی وصف کی وجہ سے کی ہو تو یہ ممانعت صرف اس وصف کے بطان کی متقاضی ہوگی، اس سے کہ ممانعت صرف ہی و ہے تو ممانعت کا اثر بھی ہی تک محدود رہے گا اور وہ وصف اس تعریف کی حقیقت میں خلل نہ ڈال رہا ہو تو اس کی حقیقت بتر رہے گی اور اس صورت میں وصف اور حقیقت میں سے ہر ایک کا اپنا مقتضی ثابت ہوگا جس ابرممنوع عنہ کی قی ہو اور اس کے رکن و رکن پائے جانے کی وجہ سے اس کی حقیقت پائی جارہی ہو تو اس قی کی وجہ سے طہیت ثابت ہوگی، یہ کہ اس کی حقیقت پائی جارہی ہے، لیکن اس کے ممنوع وصف کو دیکھتے ہوئے اس کو فتح کرنا ضروری ہوگا، اس طرح دونوں پہلوؤں کی رعایت ممکن ہوگی، اور ہر پہلو کو اس کے مناسب حکم دیا جائے گا۔ بین عبادات میں چونکہ احکامات و قیاس حکم ہی مقصود ہے، اور یہ مقصود اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب کہ عبادات میں ہی قسم کی خلاف ورزی نہ پائی جائے، نہ اصل میں اور نہ وصف میں، اس لئے عبادات میں حکم ثارٹ کی مخالفت نہ ہو، اور بنائوں کی متقاضی ہوگی، تو یہ مخالفت عبادت کی ذات سے متعلق ہو یا اس کے لازمی اوصاف میں سے کسی وصف سے متعلق ہو۔

اس نصیب کے بعد یہ بتانا باقی رہ گیا کہ جمہور ائمہ پرچہ قاسم اور باطل میں فرق نہیں کرتے، جیسا کہ ان کے عمومی قواعد میں آیا ہے، میں فقہ کے بنیاتی ابواب میں اختلاف فرق کی موجودگی ظاہر ہے،

(۱) جمع الجوامع ۱۰۵، المختصر للفرانی ۲/۲۶۱، ۲۷۷، روح المعانی ۱۳، المحرر فی القواعد ۳۱۳، کشف الاستر ۱/۲۵۸، ۲۵۹، الخراج علی الخراج ۲۱۹، اور اس کے بعد کے صفحات، اصول السنن ۱/۸۵، وراہ کے بعد کے صفحات، مسلم الشیخ شرح فروع المرحوم ۱/۲۰۳

جیسا کہ ان کی تصریحات سے عقد کیا جا سکتا ہے، البتہ انہوں نے اس فرق کو عام قاعدہ سے استثناء قرار دیا ہے جیسا کہ شافعیہ کہتے ہیں، و دلیل کے مسائل میں فرق کیا گیا ہے جیسا کہ حنابلہ اور مالکیہ کہتے ہیں۔ اب فقہ میں سے ہر باب میں اس کی نصیبیں یہ مقام پر دیکھی جائے۔

تجزی بطان:

۱۳- تجزی بنائوں سے مراد یہ ہے کہ کوئی تعریف جائز و ناجائز دونوں پہلوؤں پر مشتمل ہو، تعریف اپنے ایک شق میں درست ہو اور دوسری شق میں باطل۔

اسی نوع میں وہ صورت ہے جسے ”تفریق صنفہ“ (عقد میں تفریق کرنا) کہتے ہیں، اور وہ ایک ہی عقد میں جائز و ناجائز دونوں کو جمع کرنا ہے۔

اس سلسلہ کی اہم صورتوں کا تعلق قی سے ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

۱۴- عقد قی اپنے ایک شق میں درست ہو اور دوسرے شق میں باطل، جیسے انکسار کے دس اور شراب کی ایک ساتھ قی، اسی طرح شرعی مذہبہ جانور اور مردار کی اکٹھی قی، ایسی قی مکمل باطل ہوں، یہ مسلک حنفیہ کا ہے، اور ابن القصار کے مذہب و مالکیہ کا ہے، یہی شافعیہ کا ہے، اس سے ایک قول ہے (مبہات میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہی شافعیہ کا مسلک ہے)، اور یہی امام احمد سے ایک روایت ہے۔

یہ اس لئے کہ جب بعض حصہ میں عقد باطل ہو تو کل حصہ میں باطل ہو گیا، اس لئے کہ صنفہ میں تجزی نہیں ہوتا، یا اس لئے کہ حلال اور حرام دونوں جمع ہوں تو حرام غالب آتا ہے، یا اس لئے کہ قیمت کا علم نہیں ہے۔

شافعیہ کا دوسرا قول جسے شافعیہ نے اظہر بتایا ہے، نیز امام احمد کی دوسری روایت اور مالکیہ میں سے ابن القصار کا قول یہ ہے کہ معاملہ میں نجری (نکھرے رنا) درست ہے، لہذا اجازت حصہ میں بیع درست ہوگی اور اجازت حصہ میں باطل ہوگی۔

اس سے کہ ایک جز کے صحیح ہونے کی وجہ سے پورے کو صحیح قرار نہیں دیا جاسکتا تو اسی طرح ایک جز کے باطل ہونے کی وجہ سے پورے کو باطل قرار نہیں دیا جائے گا بلکہ وہ جز اپنے اپنے حکم پر باقی رہیں گے، اور اجازت حصہ میں بیع صحیح ہوگی، اور اجازت حصہ میں باطل ہوگی۔

حنفیہ میں سے امام ابو یوسف اور محمد فرماتے ہیں کہ اگر ابتدائی ہر شق کی علاحدہ قیمت متعین کر دی ہو تو ایسی صورت میں ہم اسے دو مستثنیٰ معاملہ تصور کریں گے اور دونوں میں تفریق درست ہوگی، پس ایک معاملہ درست ہوگا اور دوسرا باطل۔

اگر عقد اپنے ایک شق میں صحیح ہو، دوسرے شق میں موقوف، مثلاً، اپنی مملوکی میں دوسرے کی مملوک میں کوئی ایک ساتھ بیع کی گئی ہو تو بیع، دونوں شیاؤں میں درست ہوگی، اپنی مملوک میں تو بیع لازم ہوگی اور دوسرے کی مملوک میں مالک کی اجازت پر لازم موقوف ہوگا، یہ رائے مالکیہ کی اور امام زفر کے علاوہ حنبلی ہے، یہ حنفیہ کے رائے ہیں اس قاعدہ پر مبنی ہے کہ کبھی ایک حصہ بی بیع ابتدا ہو تو درست نہیں ہوتی میں بقاء درست ہوتی ہے، امام زفر کے نزدیک مکمل بیع باطل ہوں، اس سے کہ عقد پورے مجموعہ پر واقع ہوا ہے، اور مجموعہ میں نجری نہیں ہوتی، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک سابق اختلاف جاری ہوگا، اس لئے کہ موقوف عقد ان کے نزدیک صحیح قول کی رو سے باطل ہوتا ہے۔

۱۵- اسی طرح نکاح میں نجری جاری ہوئی، اگر کسی نے عقد نکاح میں

ایک حلال اور ایک غیر حلال کو جمع کر دیا جیسے ستم خاتون اور بت پرست عورت کو، تو حلال کا نکاح بلا نفاق درست ہوگا، اور جو عورت حلال نہیں اس سے نکاح باطل ہوگا۔

لیکن اگر ایک عقد میں پانچ عورتوں سے یا دو بہنوں سے نکاح کر لیا تو سبوں سے نکاح باطل ہوگا، اس سے کہ اس کو جمع کرنا حرام ہے، صرف پانچ میں سے کوئی ایک یا دو بہنوں میں سے کوئی ایک حرام نہیں ہے، اگر ایک عقد میں ایک باندی اور ایک آزاد خاتون سے ایک ساتھ عقد کر لیا تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک دونوں میں عقد باطل ہوگا، مالکیہ کے نزدیک اگر عورت کا نکاح صحیح ہوگا اور باندی کا باطل، یہ مالکیہ کا مشہور قول ہے، یہی منہاج کی روایتوں میں سے اظہر روایت اور شافعیہ کی اظہر روایت ہے (۱)۔

۱۵۔ تمام معاملات کے حقوق جیسے چارہ وغیرہ میں فی احمد ہی حکم ہے جو بیع کا حکم ہے، فقہاء نے عقد میں تفریق صنفیہ اور جو تعمرات اس کے حکم میں ہوں ان کے لئے ایک مستثنیٰ باب قائم کیا ہے، دیکھئے: "تفریق الصفات"۔

کوئی بھی باطل ہو تو جو اس کے ضمن میں ہے اور جو اس پر مبنی ہے وہ بھی باطل ہوگا:

۱۶- ایشاد میں ابن نجیم کے رائے اور فقہانی قواعد میں سے ایک یہ ہے (۲): "بطل الشیء بطل ما فی صمدہ" (اگر شے باطل ہو

(۱) الاشیاء لابن نجیم ۱۱۳-۱۱۴، اہدایہ ۵۵۵، ابن ماجہ ۳۳۰، الاختیار ۲۲، جوہر لا طیل ۶۲، القوانین الفریہ ۷۲، الدرر ۱۰۷، الدرر ۲۶۶، الاشیاء للسیوطی ۱۲۰-۱۲۱، ۱۲۲، المحرر فی القواعد ۳۸۲، نہایہ ۱۲۳، ۱۲۴، روح المصلحین ۳۱۵، المعنی ۳۶۱، ۳۶۲، ۵۸۳، تنقیح الارادات ۵۳۲۔

(۲) الاشیاء وافتا لابن نجیم ۳۹۱، مع کردہ مکتبہ الہدایہ بیروت۔

مالکیہ کے قواعد بھی اس کے خلاف نہیں ہیں^(۱)۔

یہ ”تفصیل“ کا قاعدہ ہے، لیکن اسی کے مشابہ یہاں ایک دوسرا قاعدہ بھی ہے: ”إذا سقط الأصل سقط الفرع“ (جب اصل ساتھ ہوگا تو فرع بھی ساتھ ہو جائے گی)، اسی قاعدہ میں سے ہے: ”التابع يسقط بسقوط المتبوع“ (تابع متبوع کے ساتھ ہونے کے ساتھ ساتھ ہو جاتا ہے)، فقہاء نے اس کی مثال میں فرمایا ہے کہ اگر قرض دینے والے نے مقررہ خس کو دین سے بڑی کر دیا تو جس طرح مقررہ خس اس صورت میں بڑی ہوگا نہیں بھی، دین سے بڑی ہو جائے گا اس سے کہ قرض میں مقررہ خس اصل شخص ہے، اگر نہیں اس کی فرق ہے^(۲)۔

بطل عقد کو صحیح بنانا:

۱۸- بطل عقد کی تصحیح کی دو صورتیں ہوتی ہیں:

اول: عقد کو باطل کرنے والی شے ختم ہو جائے تو یا عقد صحیح ہو جائے گا؟

دوم: بطل عقد کے الفاظ دوسرے صحیح عقد کے معنی و مفہوم میں لے لئے جائیں۔

۱۹- پہلی صورت کی بابت حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ عقد کو بطل بنانے والی شے اگر ختم ہو جائے تو بھی وہ صحیح نہیں ہوگا۔

پس اس مسلک کے مطابق گیسوں میں (رہتے ہوئے) آنا کو، زیتوں کے چیل میں (رہتے ہوئے) زیتون کے تیل کو، تھن میں

(موجود) کو، شراب و رو میں بچ کو، کھجور میں گھٹلی کو، زیت کرنا جائز نہیں ہے، اس سے کہ اس کی موجودگی کا علم نہیں ہے، لہذا وہ معدوم کی

(۱) نکالی لاہور جلد ۱ ص ۷۷۔

(۲) الاشارة لابن نجيم ۱/۴۱، رد المحتار ۱/۵۸، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱

صراحت کی ہے، اسی کے قائل مالکیہ، شافعیہ، و حنبلیہ ہیں، فقہاء نے اس نکاح کو جو حوالہ کے لحاظ سے کیا جائے، اور اس حوالہ کو جو نکاح کے لحاظ سے کیا جائے، معنی میں دونوں کے اشتراک کی وجہ سے درست بتایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: اگر کسی ایسے شخص نے جس پر یہ نہیں ہے ایک آدمی کو اپنے کسی مقررہ آدمی پر محمول کیا تو یہ تصرف حوالہ نہیں کماے گا۔ بلکہ نکاحات ہوں، اور اس پر نکاح کے حکام جاری ہوں گے، اور اگر کسی ایسے شخص نے جس پر این ہے، صاحب یہ کہو ایسے آدمی پر محمول یا جس پر این نہیں ہے تو یہ تصرف حوالہ نہیں بلکہ فرض سمائے۔

۴۔ رازر جس کو اس نے محول یا اس کا، یں محول کرنے والے پر نہیں ہے تو اس کو قرض لیے میں، کا رستہ راجا جائے گا۔
 ۵۔ شامی میں ہے: رازر کسی شخص نے، اور کے کو کوئی چیز بدل کی شرط کے ساتھ یہ یا تو امتحان قبول کی رو سے اس کو یہ میں بلکہ قیہ تابع قرار دیا جائے گا^(۱)۔

طویل مدت گزرنے یا حاکم کے فیصلہ سے باطل صحیح نہیں ہوگا:
۲۲- باطل تصرفات اقتدار مادی کی وجہ سے صحیح نہیں ہوں گے، خواہ
حاکم نے باطل تصرفات کے نفاذ کا فیصلہ کر دیا ہو، جس حق کا ثبوت در
اصل ہے۔ اسی نفاذ کے باقی رہے، اگر کسی کے سے جائز نہیں ہوگا کہ
باطل تصرف کے نتیجہ میں اور سے کے حق سے نفع اُٹلے جب
تک کہ وہ اس کو جانتا ہو، یہ تک حاکم کا فیصلہ نہ تو کسی حرام کو حلال کر سکتا
ہے اور نہ کسی حلال کو حرام۔

۲۰۔ جہاں تک ہماری صورت کا تعلق ہے، یعنی باطل عقدا، ہماری
 صحیح عقد میں مشتمل ہو جانا، تو فقہاء اس بات پر یکہ فریب متفق ہیں کہ
 جب باطل عقد کو سب صحت کے پائے جانے کی وجہ سے، ہماری صحیح
 عقد میں ہر دینا منسوخ ہو تو یہ صحیح ہوگا، خود یہ صحت بعض فقہاء
 کے نزدیک ”عس طریق لمعنی“ ہو یا بعض دہرے فقہاء کے، ایک
 ”عس طریق المنظر“ ہو، بلکہ فقہاء اس تنازعہ میں اختلاف ہے کہ کیا
 عقود کے الفاظ شہادہ سے گاہ اس کے معانی کا (۱)۔

۲۱۔ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

مضاربیت، اس کی اصل یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص، جسے کوئی مال دیتا ہے کہ وہ اس سے تجارت کرے، اور نفع من دونوں کے درمیان باہم طے شدہ تناسب سے تقسیم ہو جائے گا، اس معاملہ میں تجارت کرنے والے شخص کو "مضارب" کہا جاتا ہے، اب اگر اس نے مفقود مضاربیت میں یہ شرط رکھی کہ نفع پورا کا پورا مضارب کا ہوگا تو یہ مفقود مضاربیت ہوتی نہیں رہے گا، بلکہ مفقود کی تصحیح کے لئے اسے قرض قرار دیا جائے گا، اس لئے کہ اگر اسے مضاربیت مانا جائے تو مفقود باطل ہو جائے گا، کیونکہ مضارب اصل مال مضاربیت کا مالک تو ہے نہیں کہ پورا نفع سے مل جائے، بلکہ اس کا یہ کہتا ہوئے اسے قرض قرار دیا جاتا ہے۔

اسی طرح شہر پورے فتح و شہر ”رب لہاں“ (ماہ نامہ) کے
سے گا ہی تو یہی صورت میں تصحیح عقد کے لئے اس عقد کو ”اہتمام“
قرارداد بنائے گا۔ ورنہ صورت میں مضارب کی حیثیت صاحب
مال کے سے رہا کار نہ وکیل کی ہوگی، مقبلاً مندرجہ اس فی

(۱) الاضواء، ص ۲۰، اشرح المفردات، ج ۳، ص ۴۹، طبع مجلس، مع
ص ۵۷، ۵۸، ۶۵، شمس المعارف، ج ۳، ص ۲۸، ۲۹، المعجم فی التواضع
ج ۲، ص ۷۳، شاهد نظام المجلد، ص ۱۸.

(۱) دورِ نظامِ شرح مجلہ الاحکام ۱۸۷۸ء، جلد (۳) الاشاد لابن نجیم برص
۷۰، الاشاد لیسویڈی برص ۱۸۳۸ء اور اس کے بعد کے صفحات طبع عیسائی،
اسی، رلی القواعد ۳۷، ۳۸، اعلام المرقضین ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷

بطان ۲۴

تک کہ اس کی قضا نہ کر لے۔

بطان کے آثار:

۱۔ ان کے آثار و تصرفات کی نسبت سے مختلف ہوتے ہیں، اس کی تفصیل مدد رحمت میں ہے:

۱۔ عبادات میں:

۲۴۔ عبادات کے بطاں پر متعدد آثار مرتب ہوتے ہیں، جیسے:

الف۔ عبادت کے ساتھ فہم بردہ مشغول رہے گا (یہاں تک کہ: ۱۔ اسے یاد کیا جائے اگر عبادت ایسی ہو کہ اس کا وقت متعین ہو جیسے رات، بعض مقامات پر اس کی تعبیر کا وہ سے ہی ہے) (۲)۔

۲۔ یا اس کی قضا کی جائے اگر عبادت کے وقت میں اس عبادت کے مثل کی گنجائش نہ ہو، جیسے رمضان۔

۳۔ یا اس کا اعادہ کیا جائے اگر وقت میں اس عبادت کے ساتھ اسی جیسی عبادت کی گنجائش ہو، جیسے صوم۔

۴۔ اگر وقت نکل جائے تو مارتنا ہوں (۳)۔

۵۔ یا اس کا بدل انجام دیا جائے جیسے ظہر کی نماز اس شخص کے لئے جس کی نماز جمعہ باطل ہو گئی ہو (۴)۔

ب۔ بعض عبادات میں دنیاوی مارتنا ہوں، جیسے رمضان میں چاند

ہے کہ دوسرے کے قبضہ کی مدت کے دوران مدتی ہو جو رما ہو اور آپ سامنے نہدام تہیہ و تحریف ہوتے دیکھ کر بھی خاصا رما ہو۔ بین کر وہ اعتراف رما ہو قبضہ خود کو کتنا ہی طویل ہو کچھ مفید نہیں ہوگا، فتح اعلیٰ المالک میں ہے (۱)؛ ایک شخص نے سی زمین پر اس زمین و لے کے مرنے کے بعد مالح قبضہ کر لیا، حالانکہ ان کے رشتیں موجود ہیں اور اس نے اس زمین پر تہیہ کی، اور رشتین نے اس پر اعتراف تو یہاں سے رک نہیں تے۔ اس لئے کہ وہ شخص شجر کے راس میں سے ہے تو یہ اس کا قبضہ معتبر نہیں ہوگا جو اس کی مدت طویل ہو؟ بوب دیہا: ماں اس کا قبضہ معتبر نہیں ہوگا جو اس کی مدت طویل ہو۔ نیکی نے ابن القاسم سے سنا ہے کہ: جو شخص لوگوں کا مال نصب کرنے میں معروف ہو، اس کے قبضہ میں دوسرے کا مال رہنا مفید نہیں، لہذا اس کے اس دعویٰ کی تصدیق نہیں کی جائے گی کہ اس نے وہ مال خرید لیا اسے عطیہ میں دیا ہے، خواہ اس کے پاس وہ مال طویل عرصہ تک دتی رہے، اگر وہ مدعی کی اصل ملکیت کا قرا کرنا ہو یا مدعی کے حق میں بینہ قائم ہو چکا ہو، ابن رشد فرماتے ہیں: یہ رائے صحیح ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اس لئے کہ شخص قبضہ موجب ملک میں ہوتا، قبضہ صرف ملکیت کی ایک علامت ہے جس کی وجہ سے اگر کوئی غیر غاصب شخص اس میں اپنی ملکیت کا دعویٰ کرے تو اس کی تصدیق کی جائے گی، اس لئے کہ ظاہر یہ ہے کہ کسی کا مال عیناً جائز نہیں ہے، حالانکہ وہ حاضر ہے، نہ طلب کرتا ہے، نہ اس کا دعویٰ کرتا ہے، تو اس کے قابض کا ہو جائے گا اگر دس سال یا اس کے بقدر اس پر قابض رہے۔

عبادت کے تعلق سے یہ امر طے شدہ ہے کہ جس شخص کی عبادت باطل ہو جائے، اس کا قلم اس عبادت کے ساتھ مشغول رہے گا جب

فتح اعلیٰ المالک ۲/ ۳۳۳، فتح کردہ دارالمعرف

(۱) دستور الخصماء ۱/ ۲۵۱، جمع الجوامع ۱/ ۱۰۵، کشف الاستار ۱/ ۲۵۸۔

(۲) زکاة میں بطان سے مقصود اس کا کافی نہ ہونا ہے جیسے کہ بیت ۲۷ حوالہ میں شرط ہے فخرج الزکوٰۃ ۱/ ۱۸۶، المستصحب ۱/ ۹۳۔ ۹۵، بدائع الصنائع ۲/ ۳۰۲، ۳۳۳، الہدایہ ۱/ ۱۱۴۔

(۳) الخلو ۱/ ۱۶۱، حوالہ کے بعد کے صفحات، جمع الجوامع ۱/ ۱۰۹، ۱۸، بدعی ۱/ ۶۳۔

(۴) البدائع ۲/ ۹۸، ۱۰۳، الخواکر الدروانی ۱/ ۳۳۳، ۳۶۵، الہدایہ ۱/ ۹۰، فتحی الارادات ۱/ ۵۵۔

جو چھ روزہ توڑنے پر کنارہ^(۱)۔

ج۔ نماز جب باطل ہو جائے تو اس کو جاری نہ رکھنا، سبب ہے، روزہ اور حج میں ایسا نہیں ہے، رمضان میں روزہ (ٹوٹنے کے باوجود) کھانے پینے سے رُخا رہنا، حج کو بھی جاری رکھنا، وری ہے، جب کہ وہوں کی تشابہ کی جائے گی^(۲)۔

د۔ رباۃ رخیہ مستحق کو دے دی جائے تو اس کو وہیں لینے کا حق ہوگا^(۳)۔

ن تمام سابق امور میں تفصیل بھی ہے جو ان کے جواب میں دیکھی جاسکتی ہے۔

دوم: معاملات میں بظان کا اثر:

۲۵۔ عیب کی اصطلاح میں باطل عقد سوائے ظہری صورت کے اپنا وجود نہیں رکھتا، اس کا شرعی وجود نہیں ہوتا، لہذا وہ معدوم ہوتا ہے اور معدوم کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا^(۴)۔

ایہ عقد اپنی اسالیب سے ٹوٹا ہوتا ہے، اس کو توڑنے کے لئے کسی حکم کے فیصلہ کی ضرورت نہیں^(۵)۔

جائز بھی اس میں لاحق نہیں ہوتی، اس لئے کہ وہ منعقد ہی نہیں ہوتا ہے، لہذا وہ معدوم ہے، اور معدوم میں اجازت لاحق نہیں ہوتی کہ وہ نہ ہونے کی مانند ہے۔

باطل عقد سے رخیہ کی طہیت حاصل نہیں ہوتی جس طرح عقد باطل کے عداد سے حاصل ہوتی ہے، اگر اس عقد میں جو لگی کر دی گئی ہو تو اس کی واپس نہ وری ہوگی، تو بیع باطل میں قبضہ سے طہیت منتقل نہیں ہوتی، اس لئے واپس کرنا واجب ہوگا۔

مالکیہ میں سے ابن رشد فرماتے ہیں: فقہاء کا اتفاق ہے کہ قاسد یون۔ یہ حنفیہ کے ایک باطل ہوتے ہیں۔ رخیہ ہوں ورنہ نہ ہوں تو ان کا حکم وہیں کا ہے یعنی بیع قیمت واپس کرے گا، اور یہ ارود سامان واپس کرے گا جس کی قیمت دی گئی ہے^(۱)۔

باطل صلح میں صلح کرنے والا اس میں کا مالک نہیں ہوگا جس پر صلح کیا ہے، اور ادا کرنے والے نے جو کچھ ادا کیا ہے اسے وہ واپس لے لے گا^(۲)۔

باطل بیہ میں وہ شخص جسے بیہ کیا گیا ہے بیہ کا مالک نہیں ہوگا^(۳)۔
باطل رہن میں مرتہن (رہن لینے والا) مال مرہون کو روکنے کا مالک نہیں ہوگا^(۴)۔

باطل معاملہ کتابت (غلام کی آزادی کا معاملہ) میں مکاتب (معاملہ کرنے والا غلام) اپنی آزادی کا مالک نہیں ہوگا^(۵)۔

اجارہ باطلہ جو اجارہ کا محل نہ ہو اس میں اجرت پر طہیت حاصل نہیں ہوگی، اس کو لوٹنا واجب ہوگا، اس لئے کہ ایسی اجرت بیہ حرام ہے،

(۱) البدائع ۵/۳۵۵، الاشیاء لابن کیم ۷/۳۳۷، بدیع الجہد ۲/۹۳، نہایہ المحتاج ۳/۳۳۷، ختمی الارادات ۲/۹۰۔

(۲) الاشیاء لابن کیم ۷/۳۳۷، جوہر لا طیل ۲/۱۰۳، البیہ ۲/۵۵۰، ختمی الارادات ۲/۲۶۳۔

(۳) البدائع ۳/۹۹، المہذب ۲/۵۵، ختمی الارادات ۲/۹۰۔

(۴) الاشیاء لابن کیم ۷/۳۳۷، جوہر لا طیل ۲/۸۰، البیہ ۲/۳۳۰۔

(۵) الاشیاء لابن کیم ۷/۳۳۸، البدائع ۲/۳۷، نہایہ المحتاج ۲/۹۶، التوہد والفقہ المصوب ۱۱۱۔

(۱) البدائع ۳/۱۰۴، جوہر لا طیل ۲/۱۰۳، المہذب ۲/۱۸۰، ختمی الارادات ۲/۱۸۰۔

(۲) البدائع ۳/۳۳۷، جوہر لا طیل ۲/۱۳۰، المہذب ۲/۱۸۲، ختمی الارادات ۲/۲۶۶۔

(۳) بدائع الصنائع ۵/۳۰۵، ابن ماجہ ۵/۲۸، حلیۃ الرسول ۳/۵۳، ختمی الارادات ۲/۹۰۔

(۴) البدائع ۳/۱۰۴، البیہ ۲/۱۶۶۔

(۵) ابن ماجہ ۳/۱۰۴، البدائع ۳/۱۰۴، ختمی الارادات ۲/۵۵۲، کشف القناع ۳/۵۵۲، قلیوبی ۲/۱۶۰۔

بایں شرط کہ اس پر قبضہ کی اجازت، اجازت کے اہل شخص نے دی ہو تو اس حالت میں اس پر قبضہ کرنا درست ہوگا، اور فساد قبضہ کے ساتھ ضمان نہیں ہوگا۔

اور اجازت سرے سے پائی ہی نہ تھی ہو یا پائی تھی ہو بین صحیح نہ ہو، یہ نکتہ وغیرہ اہل کی طرف سے ہوا یا بوجہ کے ماحول میں ہو تو قبضہ باطل ہوگا، اور اس صورت میں ضمان مطلقاً واجب ہوگا خواہ اس عقد کے صحیح ہونے میں ضمان واجب ہو یا نہ ہو۔

”ہایۃ الحیات“ میں ہے: ”فاسد عقد جو کسی وی غفلت کی طرف سے صادر ہوا ہو، ضمان اور عدم ضمان میں پہنچ عقد کی طرح ہے، اس لئے کہ عقد اگر صحیح ہونے کی صورت میں حاکمی کے بعد ضمان کا متقاضی ہو بیسے بچ اور امارہ (عارضیت) رہتا، تو وہ فاسد ہونے کی صورت میں بد رجہ اولیٰ (متقاضی ضمان) ہوگا۔“

اور اگر صحیح ہونے کی صورت میں عدم ضمان کا متقاضی ہو بیسے رہیں، اور بغیر بدلہ کے مہر اور کریمہ پر یا ہو سامان، تو وہ فاسد ہونے کی صورت میں بھی اسی طرح ضمان کا متقاضی نہیں ہوگا (۱)۔ اسی کے مثل حاشیہ الجمل وغیرہ کتب ثنائیہ میں ہے (۲)۔

۴۷- تصرقات اور الامانات کے عقود میں بظان کے ساتھ اہل شخص کی جانب سے اجازت ہونے کی صورت میں ضمان کے نہ ہونے کا اعتبار اور غیر اہل کی جانب سے اجازت ہونے کی صورت میں ضمان ہونے کا اعتبار کرنا، یہی فی الجملہ حنفی کا بھی مسلک ہے جیسا کہ ان کے قول سے مستفاد ہوتا ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ کون

(۱) تمایز المحتاج ۵/۲۲۸-۲۲۹، ۴۷۳-۴۷۵، مجلس علی الصلح ۴۷۳، الاشیاء للسیوطی ص ۳۰۹ طبع المکمل، ابنی الطالب ۴۷۳، شرح تفسیر واردات ۲/۲۶۶، اسی ۴۷۳، ۴۷۵، عقائد لاسن وحبیب ص ۱۵۳۔
(۲) الجمل علی شرح الصلح ۳/۲۹۱۔

سے باطل طریقہ سے مال کا کھانا تصور کیا جائے گا (۱)۔

باطل نکاح میں حنفی لطف مدد دہی و اتقان کا مالک نہیں ہوگا (۲)۔ تمام باطل عقود میں جہاں یہی حکم ہے اس بابت تفصیلات اپنے مقام پر دیکھی جاسکتی ہے۔

سین صورتاً عقد باطل کا وجود، اس بات کا کچھ اثر مرتب کرتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ باطل عقد میں سامان کی حاکمی کر دی جائے اور سامان قائم ہو جائے تو جب سے اس کی وہی مامون ہو تو یا اس میں ضمان واجب ہوگا یا نہیں ہوگا۔

اس کی تفصیل مندرجہ ذیل میں:

ضمان:

۲۶- باوجودیکہ جمہور فقہاء اپنے عمومی قواعد میں باطل اور فاسد کے درمیان فرق نہیں کرتے ہیں، میں بعض احکام کی نسبت فاسد اور باطل کے درمیان فرق مانتے ہیں۔

ضمان کا مسئلہ بھی یہاں ہے جس میں باطل اور فاسد کے درمیان فرق ہے، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

”ثانفیر و رتنا بدہ کا ایک قاعدہ یہ ہے کہ وہ عقد جس میں عقد کے صحیح ہونے کی صورت میں حاکمی کے بعد ضمان ہوتا ہے بیسے بچ، اس میں عقد کے فاسد ہونے کی صورت میں بھی ضمان ہوگا، اور عقد صحیح ضمان کا متقاضی نہ ہو بیسے مضاربہ، تو اس میں عقد فاسد بھی ضمان کا متقاضی نہیں ہوگا۔“

میں یہاں کے متقاضی نہ ہونے میں یہ قید بھی ہے کہ قبضہ صحیح ہو،

(۱) الاشیاء لاسن ص ۳۷۷ حنفی واردات ۲/۵۹۲، شرح الجلیل ۴۷۸۔
قلوب ص ۸۶۔
(۲) اسی ۵۶۱، طبع ۳۵۳، ص ۹۲۔

سے پہلے تفریق ہو جائے تو حائلہ کے نزدیک مہر کا استحقاق نہیں ہوگا (۱)۔

اس سے بعض مسائل مستحق ہیں جن میں دخول سے پہلے نصف مہر ثابت ہوتا ہے۔ اس میں سائل میں مالکیہ کا یہ مسئلہ بھی ہے کہ اگر سبب فساد میں ظلم نہ پیدا کرتا ہو جیسے حج کا اہرام بدمعہ ہوئے شخص کا نکاح تو طلاق کی صورت میں نصف مہر و مروت کی صورت میں مکمل مہر ہوگا۔

اسی طرح مالکیہ کے نزدیک نکاح جو پ مہر کے شرعی مہر سے کم ہونے کی وجہ سے فاسد ہو اور شوہر مہر پورا کرنے پر آمادہ نہ ہو (یہ صورت ”نکاح لدرہمیں“ کہلاتی ہے، اس لئے کہ وہ رزم کی مقدار مہر شرعی سے کم ہے)، اس نکاح میں دخول سے پہلے فسخ کی صورت میں ۱۰۰ رزم کا نصف مہر ہوگا (۲)۔

ایسا ہی مسئلہ وہ بھی ہے جب دخول سے پہلے شوہر باعث حرمت رضاعت کا دعویٰ بلا ثبوت کرے اور بیوی شوہر کی تصدیق نہ کرے تو نکاح کو فسخ کر دیا جائے گا۔ در شہم پر نصف مہر ہوگا جیسا کہ مالکیہ و حائلہ کہتے ہیں (۳)۔

مطلقاً نکاح فاسد میں دخول (بجلی) کی وجہ سے مہر کے وجوب پر فقہاء کا اتفاق ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے: ”ایضا امرأة أنکحت نفسها بغیر إذن ولیها فکاحها باطل، فإن دخل بها فلا مهر مثلها“ (۴) (جس خاتون نے بھی یہ نکاح

ہو تو سمجھوں کے نزدیک فسخ کرنا واجب ہوگا، اور اگر اس کے فاسد ہوے میں اختلاف ہو تو جن کے نزدیک فاسد ہوگا ان کے نزدیک فسخ کرنا واجب ہوگا، البتہ اگر کوئی حاکم اس نکاح کی صحت کا فیصلہ کرے تو اس کا فیصلہ نہیں توڑ جائے گا، اس پر فقہاء کا اجماع ہے کہ جس نکاح کے فاسد ہونے پر سب کا اتفاق ہے اس میں تفریق طلاق نہیں ہے، بلکہ محض فسخ یا متارک ہے، البتہ جس نکاح کے فاسد ہونے میں فتلاء کا اختلاف ہے اس میں تفریق طلاق ہوئی یا نہیں اس میں اختلاف ہے (۵) (دیکھئے: ”طلاق“، ”نکاح“، ”مہر“، ”فسخ“)۔

دخول یا فاسد نکاح کے لئے دخول سے پہلے فی جملہ کوئی حکم نہیں، جیسا کہ فقہاء میں ہے۔ اس لئے کہ یہ حقیقت نکاح ہی نہیں ہے، کیونکہ دخول یا فاسد عقد کی وجہ سے منافع صاع (جنسی لطف اور مری) کی حیثیت حاصل نہیں ہے۔

میں اگر دخول ہو جائے تو فاسد نکاح سے بعض احکام طلاق ہوتے ہیں، اس سے کہ حاصل شدہ منافع کے حق میں اس نکاح کو ضرر یا منفعہ مانا جاتا ہے (۶)۔

دلیل میں اس سے قطع رکھنے والے ہم احکام بیان کرتے جا رہے ہیں:

نکاح فاسد:

۲۹- نکاح فاسد میں خواہ نکاح کا فاسد ہونا متفقہ ہو یا مختلف فیہ، اگر خوب سے پہلے تفریق ہوئی ہو تو فی جملہ متفقہ طور پر یہ نکاح استحقاق نہیں ہوگا، اور جس نکاح کے فاسد ہونے میں اختلاف ہو اس میں ظہور

(۱) بدائع الصنائع ۲/۲۲۵، فتح القدیر ۳/۲۲۳، الفتاویٰ الالہیہ ۲/۳۳۰، الدرر النوری ۲/۲۲۰، البحر فی التوہید ۳/۹، مختصر الواردات ۳/۸۳، معنی ۲/۵۵۶۔

(۲) جوہر لا کلیل ۱/۴۸۵، معنی، کلیل ۲/۲۵۲۔

(۳) جوہر لا کلیل ۱/۴۸۵، معنی ۲/۵۶۰، مختصر الواردات ۳/۲۳۳۔

(۴) حدیث صحیحہ، امرأۃ کی روایت ابو داؤد (۵۶۶/۲) طبع عزت عید دہلی، احمد (۲/۳۷۷ طبع لکھنؤ) اور ترمذی نے (۳/۸۳) طبع

(۵) ابن ماجہ ۲/۴۵۱، التہذیب ۱/۴۷۹، ۲/۴۳۰، البدائع ۲/۴۳۲، ابو کریم الدواہی ۲/۴۵۵، والقرائین التہذیب ۲/۴۷۹، المہر ۲/۴۳۶، ۳/۴۷۷، روح المعانی ۲/۴۵۵، مختصر الواردات ۳/۸۳، معنی ۲/۵۵۶۔

(۶) بدائع الصنائع ۲/۳۳۳۔

ہے (۱)۔

اجمالی حکم:

فتاویٰ نے اس اصطلاح کا استعمال کتب فقہ میں چند مواقع پر کیا ہے جن میں اہم مصادر درج ذیل ہیں:

طہارت کے باب میں:

۳- سر کے مسح کی واجب مقدار کے سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک مایہ کی مقدار یعنی چوتھائی سر کا مسح کرنا واجب ہے۔ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک پورے سر کا مسح کرنا واجب ہے۔ ثانیہ کے۔ ایک آبی مقدار کافی ہے جس کو مسح سر کہا جائے، خواہ وہ مقدار قلیل ہو (۲)۔

اس کی تفصیل اصطلاح ”غسل“ میں دیکھی جائے۔

اسی طرح فقہاء کا اس شخص کی بابت اختلاف ہے جس کے پاس صرف اپنے بعض اعضاء (بھونے) کے لائق پانی ہو، مثلاً، مالکیہ اور حنابلہ کے لئے اس شخص کو چھوڑے گا جو صرف اس کے بعض اعضاء کے لئے کافی ہو، مرنیم کر لے گا، نہ بد کی ایک رائے یہی ہے۔ ثانیہ کا نظیر قول یہ ہے کہ اس شخص کے سے ضروری ہے کہ وہ پانی استعمال کرے، پھر نیم کرے، نہ بد کی ضروری یہی ہے (۳)۔

اس کی تفصیل اصطلاح ”تیمم“ میں دیکھی جائے۔

(۱) المصباح المفید، مادۃ ”مسح“۔

(۲) المہدیہ مع فتح القدیر، ۱۰، کشاف القناع، ۹۸، الفی، ۱۲۵، مجموع ۳۹۹۔

(۳) مہدیہ الخطاوی علی الدر المختار، ۱۲۵، المہدیہ، الجلیل، ۳۳۲، قلیبی، ۱۰، ۳۳۲۔

بعضیہ

تعریف:

۱- بعضیہ کا لفظ ”بعض“ کا مصدر ثانی ہے۔ ”بعض الشيء“ کسی چیز کا ایک حصہ، بعض کہتے ہیں: اس کا ایک حصہ، اس کی جمع ”ابعض“ ہے۔

شعب فرماتے ہیں: اہل عہد تفاق ہے کہ بعض کا مطلب کسی شے میں سے کچھ حصہ یا اشیاء میں سے ایک شے ہے، اس لفظ سے نہف سے زائد مراد ہو سکتا ہے، جیسے آٹھ کو شے من العشرة کہا جاسکتا ہے، اور نصف سے کم پر بھی بولا جاسکتا ہے۔

”بعضت الشيء تبعیضاً“ کا مطلب ہے میں نے شے کو علاحدہ علاحدہ ممتاز جز بنالیا (۱)۔

اصطلاح میں یہ لفظ اپنے لغوی معنی سے خارج نہیں ہے (۲)۔

متعلقہ الفاظ:

۲- تحقیق رکھنے، لے ناظر میں سے ”جزیہ“ اور ”فریہ“ ہیں، یہ دو ہم مقارب الفاظ ہیں، اس لئے کہ ”جزیہ“ کا لفظ ”جزیہ“ سے ہے اور ”فریہ“ کا جزاء اس کا ایک حصہ ہوتا ہے (۳)، اور ”فریہ“ کا لفظ ”فرع“ سے ہے، اور یہ وہ ہے جو اپنی اصل سے فرع (شاخ)

(۱) لسان العرب، المصباح المفید، مادۃ ”بعض“۔

(۲) نہایۃ النجاج، ۸، ۳۳، معنی النجاج، ۳۹۹، ۵۹۹، ۱۱۶۔

(۳) المصباح المفید، مادۃ ”جزیہ“۔

بعضیت کی وجہ سے غلام کی آزادی:

۹- شافعیوں کے ہرے کے جو شخص اپنے اسول یا نرون (آباء، اجداد) یا ولاد میں سے کسی کا مالک ہو وہ اس سے آزاد ہو جائے گا، حتیٰ کہ وہ ناجید نے حق (آزادی) کے دہرہ کو پہنچ کر یا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس صورت میں ملت محرم ہونا ہے، تو جو شخص کسی ذی رحم خرم کا مالک ہوگا وہ ذی رحم خرم اس سے آزاد ہو جائے گا۔

مالک کا مذہب ہے کہ نفس علیت سے والدین مرہن سے ہے۔ پر کے لوگ، ولاد مرہن سے بچے، لے، تنگی یا باپ شریک یا ماں شریک بھائی بہن مرہن ہو جائیں گے (۱)۔

بغاء

تعریف:

۱- ”بغاء“ کا لفظ ”بغت المروة تبغي بغاء“ کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے فعل و مجرور کرنا، اس کی صفت ”بغی“ یعنی غاصب ہے، اس کی جمع ”بغایا“ ہے، یہ عورت کے ساتھ مخصوص وصف ہے، مرد کو ”بغی“ نہیں کہا جاتا ہے (۱)۔

بغاء و فتناء کے عرف میں عورت کے زنا کو کہتے ہیں، مرد کے زنا کو ”بغاء“ نہیں کہتے ہیں، عورت کے بغاء سے مراد عورت کا باہر نکل کر اپنے آدمی کو تماشہ کرنا ہے جو اس کے ساتھ وہ فعل کرے، شواد عورت کو اس پر مجبور یا تیار یا مجبور میں یا تیار ہو، یہ مفہوم ”بیت قرآنی“ ولا تکرھوا فتناتکم علی البغاء ان اردن تحصا“ (۲) (۳) (۴) (۵) کی بناء پر کو مت مجبور کرنا پر جب کہ وہ پاک و مس رہنا چاہیں) کی تفسیر میں دارالماء کے قول سے واضح ہوتا ہے، چنانچہ کتب تفسیر میں اس آیت کا سبب رمل یہ بتایا گیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی بن سہل کی کچھ بناء یاں تھیں وہ ان کو اس فعل پر مجبور کیا کرتا تھا، اس آیت میں ان عورتوں کے اس فعل کو جس پر ان کو مجبور کیا گیا تھا ”بغاء“ کہا گیا، تو اگر اس کی رضامندی سے یہ فعل ہو تو اس پر اس لفظ کا اطلاق درست ہوگا بلکہ اولیٰ ہوگا، آیت پر یہ میں جو ”ان اردن تحصا“ کی قید لگی



(۱) لسان العرب، المصباح المبرر، المصباح، مجمع البحرین، القاموس المحیط: ۱۰۵

”بغی“۔

(۲) سورہ نور: ۳۳

(۳) فتح القدیر ۳/۳۷۳، حاشیہ ابن عابدین ۹/۳۳، حاشیہ المدنی علی المشرع الکبیر

۱۶۸۳ سنہ ۱۲۸۸ھ، المصباح ۳/۳۷۳، المصباح ۳/۳۷۳

ہوتا ہے کہ امن و امان ختم ہو جانے کی وجہ سے سبھوں سے راستہ کٹ جاتا ہے (۱)۔

یہ حربہ درہمی کے درمیان فرق یہ ہے کہ جی میں تاویل کا جوہر وری ہے، جب کہ حراہ کا مقصد زمین میں فساد پھیلانا ہے۔

بغی کا شرعی حکم:

۴۔ فہی حرام ہے، اور بغاوت کرنے والے نہ گارتیں۔ بین بنی ایمان سے ٹکٹا نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بغاۃ کو اس آیت میں مومنین کہا ہے: "وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بِيْسَهُمَا فَإِنْ بَعَثَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ فَقَاتِلُوا أَلْتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ سَ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ تَك" (۲) (اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کرنے لگیں تو ان کے درمیان اصلاح کرو پھر گرتن میں کا یک گروہ دوسرے پر ریادت کرے تو اس سے لڑو جو زیادت کر رہا ہے یہاں تک وہ رجوع کر لے اللہ کے حکم کی طرف بے شک مسلمان (آپس میں) بھائی بھائی ہیں، سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کرو یا کر)۔ ان سے قتال جائز ہے اور لوگوں پر ان سے قتال میں امام کا قہاں واجب ہے، اور ان سے قتال کے دوران اہل عدل میں سے جو مارا جائے وہ شہید ہے، اور اگر وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آ میں تو ان سے قتال ساقط ہو جائے گا، صنعتی فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص مراحت سے جدا ہو جائے، لیکن ان کے خلاف نہ ٹروٹ کرے اور نہ ان سے جنگ کرے تو اس سے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے گا، اس لئے کہ امام سے شخص اختلاف کی

(۱) بحر الرائق ۲/۵۲۵، البدیع ۷/۹۰، حاشیہ الطہری علی تبیین الحقائق ۳/۳۳۵، ایضاً جلیل ۸/۹۳، اشرح البخیر ۳/۹۱۳

(۲) سورۃ محرات ۱۰، ۹۱

وجہ سے مخالف سے قتال واجب نہیں ہوتا۔

ایک حدیث میں جسے حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا: "یا ابن مسعود انبئنی ما حکم اللہ فیمن بغی من هذه الأمة؟ قال ابن مسعود: اللہ ورسوله أعلم، قال: حکم اللہ فیہم الا یتبع ملہم، ولا یقتل انسیرہم، ولا یدلف عس حریجہم" (۱) (اے ابن مسعود! کیا جانتے ہو کہ اس امت میں سے جو بغاوت کرے اس کے بارے اللہ کا کیا حکم ہے؟ ابن مسعود نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ کا حکم یہ ہے، ان میں سے پیرو پیرو کر بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے، ان کے قیدی کو قتل نہ کیا جائے اور نہ ان کے زخمی کو قتل کیا جائے)۔

شافعیہ کی رائے ہے کہ جی مذموم نام نہیں ہے، اس لئے کہ بغاوت کرنے والوں نے اپنی صوابیہ میں جازنا تاویل کی وجہ سے مخالفت کی، البتہ اس میں ان سے غلطی ہوگئی تو ان کے لئے یک طرح کا نذر ہے، اس لئے کہ ان میں اجتہاد کی اہلیت ہے۔

شافعیہ کہتے ہیں: باغیوں کی مذمت سے متعلق جو کچھ رو ہے در جو فقہاء کے کلام میں بعض مواقع پر انہیں عسیان وفسق کے وصف سے موصوف کیا گیا ہے وہ ان لوگوں سے متعلق ہے جن کے اندر اجتہاد کی اہلیت نہیں ہے یا جن کے پاس تاویل نہیں ہے (۲)، اسی

(۱) روح المعانی ۲۶/۵۱۲، سل السلام ۳/۳۰۷

(۲) سل السلام ۳/۳۰۹، روح المعانی ۲۶/۵۱۲، اور حدیث "انبئنی ما حکم اللہ فیمن بغی من هذه الأمة؟"

کو حاکم (۵/۵۵۲) طبع دار الفکر بغداد، اور البخیر (۸/۱۸۲) طبع دار الفکر بغداد، ۷/۹۰، حاشیہ الطہری علی تبیین الحقائق ۳/۳۳۵

اس کو کتب بن حکیم نے تہذیباً روایت کیا ہے اور وہ معتبر ہے۔

(۳) نہایۃ المساجد ۷/۳۸۲

طرح اس صورت میں ہے جب کہ اس کی تاویل قطع طور پر باطل ہو۔
۵- فقہاء نے باغیوں کے فعل کے جوہر اور اس کے معنی دیا ہے وہ
ہوے کے شمار سے اس کی چند قسمیں بیان فرماتی ہیں:

الف۔ باغی اگر اہل بدعت میں سے نہ ہوں تو وہ فاسق نہیں ہیں
بلکہ وہ محض اپنی تاویل میں خطا پر ہیں جیسے کہ فقہاء مجتہدین، ابن
قدامہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق ان کی شہادت کے قبول
کرنے میں کوئی ختلاف نہیں^(۱)، اس کا بیان ختم یہ آئے گا۔ اسی
طرح اگر انہوں نے شریعت کی منکوث کی ہیں اب تک شریعت کا حرم
نہیں کیا ہے تو امام کو اس سے تعرض کا حق نہیں ہے۔ اس لئے کہ
جماعت کا حرم نہیں پیدا کیا، اس کی مثال وہ ہے جو بعض صحابہ کے
ساتھ پیش پوچھنے والوں نے امام کی ممانعت کی بین غائب آنے کے
طور پر نہیں، ہاں طور کہ چند ماہ تک انہوں نے خلیفہ کی بیعت نہیں
کی، پھر بیعت کی فرطی فرماتے ہیں: اس کی وجہ سے باغیوں پر
عنت، ان سے برادرت اور ان کی تفسیق لازم نہیں ہوتی^(۲)۔

ب۔ اگر بخاۃ اہل عدل میں کھل جا میں اور اپنے اعتقاد کا
اظہار کریں، جنگ نہ کریں تو بھی امام کو ان کی تعزیر کا حق ہوگا، اس
لئے کہ اپنے اعتقاد کا اظہار کرنا اور اہل عدل میں اس کی اشاعت
کرنا درجہ نہ کرنا گناہ صغیر شمار کیا جائے گا^(۳)۔

ج۔ اگر مسلمان کسی ایک امام پر اکٹھے ہو جائیں اور اس کی وجہ
سے امن و امان میں ہوں، پھر مومنین کا ایک گروہ اس کے خلاف
شرع کر جائے جو امام کے کسی ظلم کی وجہ سے نہیں بلکہ عینی حق
و لاییت کی وجہ سے ہو، وہ نہیں کو حق ہمارے ساتھ ہے اور حکومت

(۱) اہل ۱۸/۱۱

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۳۰۹، مواہب الجلیل ۴۷۸/۱، حاشیہ الدبونی

۳۰۹، تفسیر القرطبی ۲۱/۱۶

(۳) الاحکام المستطابہ ص ۵۸

کا دعویٰ کریں اور اس کے پاس تاویل توجیہ و توفیق بھی ہو تو یہ
لوگ اہل بغاوت ہیں، جو لوگ بھی قتال کی طاقت رکھتے ہوں اہل حق
کے خلاف امام کی نصرت اس پر ضروری ہے، ابن عابدین فرماتے
ہیں: خوارج بغاوت میں سے ہیں۔

ابن قدامہ فرماتے ہیں: اگر وہ امام کے خلاف شریعت کریں تو وہ
فاسق ہیں^(۱)۔

بغامت کے حقیق کی شرطیں:

۶- مستدرجہ تاویل صورتوں میں بغامت ثابت ہوگی:

الف۔ امام کے خلاف شریعت کرنے والے لوگ مسلمانوں کی
ایک ایسی جماعت ہوں جنہیں قوت حاصل ہو، تاویل فاسد کا سہارا
لے کر انہوں نے امام کو معزول کرنے کے ارادہ سے ماحول خروج کیا
ہو، لہذا اگر اہل بدعت (دہلی لوگ) شریعت کریں تو وہ باغی نہیں بلکہ حربی
قرار پائیں گے، اور اگر مسلمانوں کا کوئی گروہ شریعت کرے جس کے
پاس نہ تاویل ہو، اور نہ حکومت طلبی کا قصد تو وہ قطع طریق (اکوؤں
کی جماعت) قرار پائیں گے، اسی طرح اگر ان کو قوت نہ ہو،
نہ ان سے قتال کا اندیشہ ہو، خود لوہو تاویل کرتے ہوں (تو بھی وہ باغی
نہیں کہلا میں گئے)، اور اگر کسی حق جیسے خاتمہ ظلم کے لئے امام کے
خلاف شریعت کریں تو بھی وہ باغی نہیں کہلا میں گئے، اور امام پر لازم
ہوگا کہ وہ ظلم چھوڑے اور ان کے ساتھ السلام سے پیش آئے،
لوگ ان کے خلاف امام کا تعاون نہیں کریں گے، اس سے کہ یہ ظلم
میں تعاون ہوگا، اور نہ ہی شریعت کرنے والے گروہ کا تعاون
کریں گے، اس لئے کہ یہ شریعت و فقہ پھیلنے میں تعاون ہوگا،
اور اللہ تعالیٰ نے فقہاء پر اللہ والوں پر عنت فرمائی ہے۔

(۱) حاشیہ ابن عابدین ۳۰۹، حاشیہ تفسیر ۳۰۹، اہل ۱۸/۱۱

بخاۃ ۷-۸

وہ کسی ایک حلقہ میں محدود ہو گئے ہوں، کہاں اس سے قتل کے لئے یہ حق شرط ہے (۲)۔

کس امام کے خلاف خروج بغاوت ہے؟

۷۔ جس شخص کی امامت اور بیعت پر مسلمان متفق ہو جائیں، اور اس کی امامت ثابت ہو جائے تو اس کی اطاعت اور اس کا تقاب و جب ہوگا۔ ان طرح اگر اس کی امامت اس طور پر ثابت ہوئی ہو کہ سابق امام نے اس کو مستعین کر لیا ہو، یا یہ کہ امام یہ بیعت کی وجہ سے یہ سابق امام کی جانب سے تقاب کی وجہ سے یہ امامت پر پڑتا ہے، اور کوئی شخص امام کے خلاف خروج کرے اور اس کو مہذب کر لے اور پٹی تلواریں ملے اور اس کو غائب آجائے یہاں تک کہ لوگ اس کے سامنے ٹھک جائیں اور اس کے تابع ہو جائیں تو وہ امام ہو جائے گا جس کے خلاف خروج اور اس سے قتال حرام ہوگا (۳)، نسبیوں کے سے دیکھئے: اصطلاح "امامت کبریٰ"۔

بخاۃ کی علامات:

۸۔ اگر کوئی جماعت امام کے خلاف خروج اور اس کے حکام کی مخالفت کی بات کرے سر تابی کا اظہار کرے اور وہ مردہ بند ہوں اور

اور جو لوگ امام کے خلاف قوت کے ساتھ یمن ایسی تامل کا سر لے کر خروج کریں جو قطعی طور پر فاسد ہو اور مسلمانوں کی جان و مال کو حائل تر روئے نیک جو قطعی طور پر حرام ہیں، جیسے مرتدین کی تامل، تو وہ بھی باغی نہیں کہہ دیں گے، اس لئے کہ باغی وہ ہے جس کی تامل میں صحت و فساد دونوں کی گنجائش ہو یمن تامل کا فاسد ہونا ہی ظلم ہو، وہ اپنے رجم میں شریعت کا قبیح ہو، اس کا فاسد بھی میں شامل تر ہر پائے گا اگر اس کے ساتھ وقار کے لئے قوت بھی موجود ہو (۱)۔

ب۔ لوگ کسی امام پر اکٹھا اور اس کی وجہ سے پُر امن ہوں اور رستے بھی ماموں ہوں، اس لئے کہ اگر ایسا نہیں ہوگا تو امام یا تو بے بس ہوگا یا ظلم و جارحانہ اور اس کے خلاف خروج کرے اور اس کو حائل کرنا چاہز ہوگا بشرطیکہ اس سے فتنہ نہ پیدا ہو، نہ باغی فتنہ فساد، چھیننے سے بہت صبر کرنا ہی ہے۔

ج۔ خروج مسلح ہو، یعنی قوت کے اظہار کے ساتھ ہو، اور کہا گیا ہے کہ جنگ و قتال کے ساتھ ہو، اس لئے کہ جو فیہ مسلح طور پر امام کی نافرمانی کرے وہ باغی نہیں ہوگا، اور جو قوت کے اظہار کے بغیر امام کی اطاعت کا قیادہ نہ مار سکیں وہ باغی نہیں ہوگا (۲)۔

د۔ مافیہ سے یہ شرط کافی ہے کہ شریعت کرے، والوں کا اپنا ایک سربراہ ہو جس کی رائے پر وہ چلتے ہوں، خواہ وہ مقرر کردہ امام نہ ہو، اس سے کہ جن کا سربراہ نہ ہو اس کی شوکت نہیں ہوگی۔

وہ رہا یہ ہے: بلکہ شرط ہے کہ اس میں مقرر کردہ امام ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ بخاۃ کے تحقق کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ

(۱) نہایۃ المحتاج ۷/۳۸۲-۳۸۳۔

(۲) ابن تہما شراک کے سلسلہ میں دیکھئے ابن طاہر بن ۳۰۹/۳-۳۱۰، فتح القدیر ۳۰۸/۳، حلیہ اعلیٰ علی تبیین المحتاج ۳۳/۴۳، المحتاج والکلیل ۴۷۷/۶، سواہب الکیل ۲۷۷/۶-۲۷۸، حلیہ الدہلی ۳۰۹/۳، المشرح المکمل ۳۲۷/۳، المہذب ۲۱۹/۲، منهاج الطالبین و حلیہ اعلیٰ ۱۷۰/۱-۱۷۱، نہایۃ المحتاج ۷/۳۸۲-۳۸۳، کتات القیام ۶/۶، انہی ۱۰۷/۸۔

(۳) انہی ۱۰۷/۸، الدر المختار و حاشیہ ابن طاہر بن ۳۰۹/۳، المحتاج والکلیل ۴۷۷/۶، منهاج الطالبین و حلیہ اعلیٰ ۱۷۰/۸۔

(۱) المحتاج والکلیل ۴۷۷/۶-۴۷۸، نہایۃ المحتاج ۷/۳۸۲-۳۸۳، فتح القدیر ۳۰۸/۳۔
(۲) المشرح المکمل ۳۲۷/۳۔

ہو تو ضرر کے ازالہ تک ہم ان سے نہیں گے^(۱)۔

اہل فتنہ سے ہتھیار کی فروخت کی:

۹۔ جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ باغیوں اور اہل فتنہ کے ہاتھوں ہتھیار فروخت کرنا حرام ہے۔ اس لئے کہ یہ معصیت پر تھاویں کے دروہہ کو بند کرنا ہے۔ اہل کوثر ایہ یا معاہدہ میں نہیں دینے کا بھی یہی حکم ہے۔ امام احمد نے فرمایا: ”یہی رسول اللہ ﷺ عن بیع السلاح فی العتہ“^(۲) (رسول اللہ ﷺ نے فتنہ کے زمانہ میں ہتھیار فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے)۔

حنفیہ نے صراحت کی ہے کہ ان سے ہتھیار فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اس لئے کہ یہ معصیت پر تھاویں ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ“^(۳) (ایک دوسرے کی مدد کی اور تقویٰ میں کرتے رہو، اور نادار رہنا۔ قرآنی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو)، اور اس سے بھی واجب ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ان کے ہتھیار لے سے بائیں تاکہ وہ فتنہ میں ان کا استعمال نہ کر سکیں، تو ان سے ہتھیار فروخت کرنا بد رہنماہلی ممنوع ہوگا۔

۱۰۔ اگر راست کا حکم نفس ہتھیار کو بیچنے کا ہے جو استعمال کے لئے تیار شدہ ہو، اور اگر یہ یہ معلوم ہو کہ ہتھیار کا طالب اہل فتنہ میں سے ہے تو

جنگ کے راہ سے تیار ہوں تاکہ امام کو عز و مل کے لئے، عمارت حاصل کر لیں، اور ان کے پاس تاویل بھی ہو جو جنگ کی بابت ان کے نقطہ نظر کو جو زفر ہم رہتی ہو، تو یہ امور ان کی بغاوت کی علامت ہوں گے۔

امام کو چاہئے کہ جب سے اس صورت حال کی خبر پہنچے، ہر معلوم ہو کہ وہ اسلحہ خرید رہے ہیں، اور جنگ کے لئے تیار کر رہے ہیں تو وہ ان کو پکڑ کر قید کر دے یہاں تک کہ وہ اس راہ سے باز آجائیں، اور اگر سر ہو تو پھر لیں تاکہ شکر کو بقدر مکافدہ دیا جائے اس لئے کہ اگر امام اس کی طرف سے جنگ شروع ہوئے ہو، کا انتظار کرے گا تو سلامت و فائز ممکن نہیں ہوگا کہ مہارہ اس کی شوکت میں اضافہ ہو جائے، اور ان کی تحدید پر جھجھکے، و خصوصاً جب کہ فتنہ کی طرف اہل فسادیہ سے بڑھتے ہیں^(۴)۔ ان سے آغاز جنگ کے سلسلہ میں قتال کا اختلاف ہے جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

اسی طرح اگر وہ امام کی مخالفت کرتے ہوئے حق اللہ یا حق الانسان کو روکیں جیسے زکوٰۃ اور زمین کے خراج کی ادائیگی جو انہوں نے بیت المال کے لئے وصول کر رکھا ہو، ساتھ ہی وہ بدامام کے خلاف مسلح شریعت کے لئے تیار ہوں، اور اس کی پروا بھی نہ ہو تو یہ چیز ان کی بغاوت کی علامت ہوگی^(۵)۔

۱۱۔ وہ خوارج کی رائے کا اظہار کریں جیسے نادانانہ دوسرے والے کی تکلیف، جماعتوں کا ترک، مسلمانوں کے جان و مال کو مباح سمجھنا، بیس و ان امور کا کتاب نہ کریں، نہ قتال کا قصد کریں اور نہ امام کی اطاعت سے انہیں تو یہ بغاوت کی علامت نہیں ہوگی، جو وہ لوگ کسی ایک مقام پر اکٹھا ہو کر نمایاں ہو گئے ہوں، یمن، ایران سے منہ رنج رہا

(۱) نہایۃ المحتاج ج ۲ ص ۸۳، کتاب الفتاویٰ ج ۱ ص ۶۶، الفی ج ۱ ص ۱۱۱۔

(۲) الخطب ج ۲ ص ۲۵۳، نہایۃ المحتاج ج ۲ ص ۵۵، الفی ج ۲ ص ۶۶، اعلام الموقعین

ج ۲ ص ۵۸، حدیث یہی رسول اللہ ﷺ عن بیع السلاح۔۔۔ کوئی باغی ہے

حضرت عمر بن حصین سے دو سندوں سے نقل کیا ہے، پہلی سند کے بارے

میں بخاری نے کہا اس کا مرفوع ہونا وہم ہے موقوف ہونا زیادہ صحیح ہے دوسری

سند میں بحر الحقا بروی ہے اس کے بارے میں کہا ہے صحیح ہے اس سے

استدلال نہیں کیا جائے گا (اسنن ابی بکر بن ابی شیبہ ج ۵ ص ۳۲)۔

(۳) سورہ مائدہ ۲۔

(۴) مع القدر ج ۲ ص ۱۱، تہذیب الفقہ ج ۲ ص ۳۳، البدائع ج ۲ ص ۱۳۰۔

(۵) شرح الکبیر و جامعہ بدوی ج ۲ ص ۲۹۹۔

اس کے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ نہیں ہوگا، اس لئے کہ دارالاسلام میں اہل صلیح کو منہ ہوتا ہے، اور حکام کی بنیاد غائب پر ہوتی ہے۔
 بین گراں شئی سے قتال نہیں کیا جاتا جو جب تک کہ اس کو اختیار نہ بنایا جائے جیسے لوہا تو اس کو فروخت کرنا مکروہ نہیں ہے، اس لئے کہ معصیت کا تعلق عین اختیار کے پینے سے ہے نہ کہ لوہا سے، اختیاء نے لوہا کو سزائی پر قیاس کیا ہے جس سے گائے کے آلات بنائے جاتے ہیں کہ اس سزائی کا فروخت کرنا مکروہ نہیں ہے اس لئے کہ بدعت جو سزائی قائل تھی نہیں ہے بلکہ اس کا احار استعمال ہو رہا ہے، لوہے کو اہل حرب کے ہاتھ پہنچنا اگرچہ مکروہ تحریمی ہے بین اہل حق کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے، اس لئے کہ وہ لوہے کو اختیار بنائے گا، موقع نہیں پاتے ہیں، کیونکہ اس کا نسب عموماً تو بہ کی وجہ سے یا ان کی جمعیت منتشر ہو جانے کی وجہ سے زوال کے قریب ہوتا ہے، اہل حرب کا معاملہ اس کے برخلاف ہے (۱)۔

ابن عابدین سے کربست کے طریقے ہوئے کو حرام سمجھا ہے، اور فرمایا ہے: مجھے اس موضوع پر کسی کا حکام نہیں ملا (۲)۔

باغیوں کے تین نام کی ذمہ داری:
 غف - قتال سے پہلے:

۱۰ - نام کو چاہئے کہ اپنے حریف شرمین کرے، لے باغیوں کو جمعیت میں لوٹ آنے اور اپنی اطاعت میں داخل ہو جائے لی عورت و بے ثایید و عبادت مان لیں اور دعوت قبول کر میں، اگر یوں نصیحت سے شرمین نہ ہو جائے، اس سے کہ اس کی توبہ کی امید ہوتی ہے، نام ان سے شرمین کی وجہ دریافت کرے، اگر نام کی جانب سے حق ظلم کی وجہ سے شرمین

ہو تو اس ظلم کو وہ دور کرے، اگر وہ کوئی عیب بتائے جس کا زائد ممکن ہو تو اس کا ارادہ کرے، اگر کسی شہ کا اظہار کریں تو اس کی وضاحت کرے (۱)، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قتال سے پہلے اصلاح کا حکم دیا ہے، فرمایا: "وَلَوْ كُنَّا ظَالِمًا لَلَمُنَّا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَلَمَّا لَمْ يَكُنْ لَنَا عَلَيْهِمْ حَقٌّ" (۲) (اور اگر مسلمانوں کے دورہ وہ جس میں جنگ کرنے لگیں تو ان کے درمیان اصلاح کرے)، اور اس سے بھی کہ اس کو رہنما اور اس کا شریک نہ رہنا مقصود ہے نہ کہ اس کو قتل کرنا اور یہ مقصود محض گفتگو سے حاصل ہو سکتا ہو تو وہ قتال سے بہتر ہے کہ اس میں دونوں طریق کا نقصان ہے، اس (اصلاحی کوشش) سے پہلے ان سے قتال کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ یہ کہ ان کے شر کا اندیشہ ہو، اور اگر وہ مہبت طلب کریں (۳)، اور ان کا قصد بظاہر طاعت کی طرف لوٹ آنے کا ہو تو نام ان کو بات دے گا۔

ابن اُمید نے فرمایا: اس میں وہ پر اس تمام اہل علم کا جماع ہے، امن سے میں واقف ہوں (۴)۔ ابویق شیری نے فرمایا: نام ان کو ایک قریب مدت جیسے، وہ ہم باتیں ہم کی مہبت دے گا (۵)۔

۱۱ - اگر وہ اپنی طاعت پر ہمارے کریں بعد اس کے کہ نام نے ان کے پاس کسی امانت اور خیر خواہ کو دعوت کے لئے بھیجا ہو جو ان کو ترغیبی حیرتوں معذور کے وسیع اختیار باقی نہ رہے گا، دینی اتحاد و رکھنا رکھنے اسی نہ اڑانے کی خوبی بتائے گا، پھر وہ ہمارے کریں تو ان سے عدل

(۱) تبیین الحقائق ۳/۲۴۳، البدیع حاشیہ ابن عابدین ۳/۱۱۳، فتح القدیر ۳/۱۰۸، البدیع ۳/۲۴۰، المشرع الکبیر ۳/۲۹۹، المشرع الصغیر ۳/۵۰۸، المہذب ۳/۲۱۹، نہایہ الکناج ۵/۳۸۵-۳۸۶، الفی ۸/۱۰۸، کتاب الفتاویٰ ۱۶۲۔

(۲) سورہ حجرات ۹۔

(۳) الفی ۸/۱۰۸، کتاب الفتاویٰ ۱۶۲۔

(۴) الفی ۸/۱۰۸۔

(۵) المہذب ۳/۲۱۹۔

(۱) تبیین الحقائق ۳/۲۹۹-۳۰۰، فتح و حاشیہ ۳/۱۵۳، البدیع ۳/۳۰۰۔

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۳/۱۱۳۔

جنگ روئے گا^(۱)، اور امام بغیر دعوت کے ان سے قتال کرے گا بھی جائز ہوگا، اس کے کد دعوت واجب نہیں ہے^(۲)۔

مالکیہ کے نزدیک نہیں گادریا اور اس کو دعوت دینا واجب ہے جب تک کہ دعوت نہ کریں^(۳)۔

ترمنظر و رالشیہ کے لئے ہی کو بھیجا جائے یا نہ دے گی کہ وہ شخص واقفیت رکھنے والا وزیر یک ہو کر ہی اور غرض سے بھیجا جائے تو یہ وصف کا حامل ہونا واجب ہے^(۴)۔

کاسانی نے تفصیل کی ہے فرماتے ہیں: اگر امام کو معلوم ہو کہ وہ تنصیر رند ہو رہے ہیں اور مقابلہ کے لئے تیار کر رہے ہیں تو اس کو چاہئے کہ نہیں پکڑ لے اور قید کرے تاکہ وہ توبہ کریں، اور اگر امام کو علم ہوئے سے پہلے وہ تنصیر رند اور قتال کے لئے تیار ہو چکے ہوں تو مناسب ہے کہ پہلے نہیں جہاد کی راے کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دے، حضرت علیؓ کے خلاف جب اہل حیراء نے شرمین یا تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں عدس کی طرف بد میں، اور وہ قبول کریں تو انہیں چھوڑ دے، اگر انکار کریں تو ان سے قتال کرے۔ اور اگر دعوت سے پہلے امام ان سے قتال کرے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ دعوت ان تک پہنچی ہوئی ہے، کیونکہ وہ در اسلام میں رہنے والے مسلمان ہیں^(۵)۔

نسائی نے اپنی سنن کبریٰ میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: جب حیراء نے شرمین یا تو ایک اناط میں اکٹھے ہو گئے، ان کی تعداد چھ تھی، میں نے امیر المومنینؓ سے کہا: میں

ان لوگوں سے بات کروں، انہوں نے فرمایا: مجھے آپ پر اس سے اندیشہ ہے، میں نے کہا: ہم انہیں پھر میں نے آپ کو پکڑے، اور ان کی طرف روانہ ہوا، ان کے پاس پہنچے تو وہ کھٹے تھے، میں نے کہا: میں تم لوگوں کے پاس اصحاب نبیؐ کی طرف سے آیا ہوں، نبیؐ کے پنی زہنی اور اس کے اہل کی طرف سے آیا ہوں، اس ہی حضرت پر قرآن نازل ہوا، وہ قرآن کی تاویل سے تم لوگوں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہیں، تمہاری جماعت میں اس حضرات میں سے کوئی بھی نہیں ہے، اور میں نے کہا: بتاؤ، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اور آپ علیہ السلام کے اہل پر تمہارے یا امت انسان ہیں؟ انہوں نے کہا: تین امت انسان ہیں، ایک یہ کہ انہوں نے اللہ کے دین میں لوگوں کو حکم بنایا، جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ** (۱) (حکم اور حکومت صرف اللہ ہی کا حق ہے)، دوسرے یہ کہ انہوں نے قتال یا توبہ تو فرما کر یا درہ غیمت جمع کیا، تو اگر (فریق مقابل) کاڑھتے تو ان کی عورتیں اور ان کے موال ہمارے لئے حلال تھے، اور اگر دوسروں تھے تو ان کا خون ہم پر حرام تھا، تیسرے یہ کہ انہوں نے اپنے نام سے امیر المومنین کا لفظ بنادیا^(۲)، اور امیر المومنین کے امیر نہیں ہیں تو کافروں کے امیر ہیں، میں نے کہا: اگر میں تمہیں اللہ کی کتاب اور اس کے نبیؐ کی سنت سناؤں جس سے تمہاری اس بات کی تردید ہوتی ہو تو کیا تم لوگ لوٹ آؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے کہا: جہاں تک تمہارا یہ اعتراض ہے کہ انہوں نے اللہ کے دین میں لوگوں کو حکم بنایا تو میں تم کو بتا رہا ہوں کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ ایک شروش کے سلسلہ میں جس کی قیمت

(۱) مہدۃ المحتاج ۱/۲۷۸

(۲) تنبیہ الحقائق ص ۴۹۳، الدرر وحاشیہ ابن ماجہ ص ۱۱۳

(۳) مشرح الصغیر ص ۲۸۳

(۴) مہدۃ المحتاج ۱/۲۷۸

(۵) الدرر ص ۲۰۷

(۱) سورۃ احکام ۵۷

(۲) حضرت علیؓ اس بات پر راضی ہو گئے کہ حضرت سہادؓ کے مانع ہے صحابہ امہ میں اپنے نام سے "امیر المومنین" کی عبارت حذف کر دیں۔

ایک معلمہ نامہ تیار کر لیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے کاتب سے فرمایا: **اصح**

”ہذا ما قصی علیہ محمد رسول اللہ“ (اس کا فیصلہ محمد رسول اللہ نے کیا ہے) تو انہوں نے کہا: حد کی قسم اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ سے نہ روکتے ورنہ آپ سے جنگ کرتے۔ آپ نصیحت محمد بن عبد اللہ۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”واللہ ابی لوسول اللہ وبن کلمتہ موسیٰ“ (خدا کی قسم میں یقیناً اللہ کا رسول ہوں، چاہے تم لوگ مجھے جہنم آجی، اب علی اصح: ”محمد بن عبد اللہ“ تو رسول اللہ ﷺ تو حقارت ملی سے بہتہ میں لیکن اسوں نے آپ نام سے لفظ رسول اللہ منادیا، حالانکہ یہ نام ثابت کامانا میں ہو۔

(اس مناظرہ کے بعد) ان میں سے دو ہزار افراد نے رجوع کر لیا اور باقی رہے تو ان سے جنگ کی گئی (۱)۔

آپ نے صراحت کی ہے کہ قتال سے پہلے ضروری ہے کہ وضع حجت اور قطعی دلائل سے ان کے شبہات دور کئے جائیں اور باغیوں کو جماعت میں لوٹ آنے اور امام کی اطاعت میں داخل ہو جانے کی دعوت دی جائے (۲)۔

ب۔ باغیوں سے قتال:

۱۱۔ امام باغیوں کو اپنی جماعت قبول کرنے کی دعوت دے اور ان کے شبہات دور کرے پھر بھی وہ قبول نہ کریں اور سختی سے بند ہوں اور جنگ کے لئے آمادہ ہوں تو ان سے جنگ سنا جائز ہے، میں کیا

(۱) الصحیح ۱۰۴۸، یزید بکھتہ المدوح ۷، ۴۰، ہی ۶/۸، البدیع ۳۱۹/۲، تہذیب الاموال ۱۶۸/۲۔
(۲) روح المعانی ۱۸/۱۵۱۔

ربیع ورمہ ہے لوگوں کے یہ فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ولا تفسلوا الضیغہ واثم حرم“ (غٹا رکومت مارو بسبب کہ تم حرام میں ہو)، یہاں تک فرمایا: ”یخکم بہ دوا علی منکم“ (۱) (۲) (۳) اس کا فیصلہ تم میں سے وہ معتبر شخص کریں گے، اور اللہ تعالیٰ نے عورت اور اس کے شوم کے سلسلہ میں فرمایا: ”وإن ضغہ شقاق بیہما فلا یعتوا حکما من اہلہ وحکما من اہلہا“ (۴) (۵) (۶) اگر تمہیں وہوں کے درمیان کشمکش کا علم ہو تو تم ایک حکم مرہ کے خادم سے اور ایک حکم عورت کے خادمہ سے مقرر کرو، میں تمہیں اللہ کا وعدہ ہے کہ اگر پوچھتا ہوں کہ یا مسائیں کے خون وراں کی جاں کے تحفظ اور باہمی اصلاح کے لئے لوگوں کا فیصلہ زیادہ بہ حق ہے یا یک یہ شرکوش کے لئے جس کی قیمت محض ربیع ورمہ ہے؟

اور جہاں تک تمہارا یہ اختہ اض ہے کہ انہوں نے قتال کیا اور نہ گرفتار کیا اور نہ غنیمت جمع کیا تو کیا تم اپنی ماں حضرت عائشہ کو گرفتار کرو گے، پھر ان سے بھی وہیہ حال کر لو گے جو ان کے ماں اور مہری عورتوں سے حال کریتے ہو، حالانکہ وہ تمہاری ماں ہیں؟ اگر تم ایسا کرو گے تو کفر کے مرتب ہو جاؤ گے، اگر تم یہ کہو کہ وہ تمہاری ماں نہیں ہیں تو بھی تم کفر کرو گے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”النبی اؤلی بالمؤمنین من انفسہم وأزواجہ ائمہاتہم“ (۷) (۸) (۹) نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں، اور جہاں تک تمہارا یہ اعتراض ہے کہ انہوں نے اپنے نام سے امیر المومنین کا لقب دیا یا تو رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے سرائیش کو دعوت دی کہ آپس میں

(۱) سورۃ مائدہ ۹۵۔
(۲) سورۃ نساء ۳۵۔
(۳) سورۃ احزاب ۶۰۔

ہم ان سے قتل کا آغاز کریں یا ہم ان سے اس وقت تک قتال نہ کریں جب تک کہ وہ خود ہی مقابلہ آرائی پر آمادہ نہ ہو جائیں، اس سلسلہ میں دو رجحانات ہیں:

پہلا رجحان: قتال کا آغاز سبباً ہے اس لئے کہ اگر ہم ان کی جانب سے "مار جنگ" کا اظہار کریں گے تو سبباً قتال کا منہ نہیں ہوگا یہ بڑے خواہش مندوں کے لئے ہے۔ پہلی فرمائش یہ ہے کہ مسک ہے، اس لئے کہ نصرت آئی میں ان کی جانب سے آغاز کی قید کے بغیر حکم آیا ہے: "لَا تَنْتَهِوا عَنْ قَاتِلِهِمْ عَلَى الْأَخْرَافِ وَلَا يَتْلُوا الْكُوْفَةَ نَبَئُكُمْ" (۱) (پھر اگر اس میں کا ایک گروہ ہو جو پڑھتا ہے تو اس سے "جوڑا دینی" کرنا ہے۔) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "سَبَّحْ قَوْمَ لِيْ آخِرَ الزَّمَانِ، أَحَدَاتِ الْأَسْنَانِ، سَمَاءِ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ، لَا يَحَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَسَاحِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنْ لَقِيتُمُوهُمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلْتُمُوهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (۲) (آخر زمانہ میں ایسے لوگ آئیں گے جو کم عمر اور کم عقل ہوں گے، وہ حضور اکرم ﷺ کی بات غل کریں گے، میں ان کا ایمان اس کے مطلق سے بھی تجاوز نہیں کرے گا، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے تو تم جہاں بھی انہیں پاؤ ان کو قتل کرو، ان کو قتل کر کے پر قیامت کے س قتل کرنے والے کو اجر ملے گا)۔

دراں لئے بھی کہ حکم کا دار و مدار اس کی علامت پر ہوتا ہے اور یہ بحث صورت میں علامت ان کی تیاری اور رد و بندگی ہے، اور اگر ہم

(۱) سورہ احزاب ۹۰

(۲) حدیث مسند ترمذی، قومی فی آخر الزمان... کی روایت بخاری (اصح) ۲۸۳۸، طبع المکتبۃ الاسلامیہ (۱۶/۳) ۷۳۷، طبع المکتبۃ الاسلامیہ (۱۰/۸) ۱۰۸۔

ان کی جانب سے حقیقتاً قتال کا اظہار کریں تو یہ نیز اس کی تقویت کا درمیان ثابت ہوگی، اس لئے ان کے شر کے ازالہ کی ضرورت کے پیش نظر حکم کا علامت پر ہوگا، اور اس لئے بھی کہ امام کے خلاف شریعت کی وجہ سے دو مفرمان قرار پائے، تو ان سے قتال جائز ہے جب تک کہ دو مفرمانی سے باز نہ آجائیں، اور حضرت علیؑ سے خوارج کے بارے میں جو منقول ہے کہ "ہم تم سے قتال نہیں کریں گے جب تک کہ تم ہی ہم سے قتال نہ کرو" تو اس کا مصعب یہ ہے کہ جب تک کہ تم ہم سے قتال کا حزم نہ کرو، اور اگر اس کو قید کر کے اس کے شر کا انفعالی منہ ہو جب کہ وہ تیاری نہ پختہ ہوں تو ایسا ہی یا جائے گا اور ہم اس سے قتال نہیں کریں گے، اس لئے کہ قتال سے کم از صورت سے اس کے شر کا انفعالی منہ ہے (۱)۔

ان کے ساتھ جنگ میں خود پہل کرنے کے جواز کی رائے فقہاء و متاخرین نے اختیار کی ہے، چنانچہ کشاف التنازع میں ہے: "گروہ رجوت سے انکار کریں تو امام ائیں نبوت کرے گا اور قتال کا خوف دلائے گا، اگر رجوت کر کے اطاعت اختیار کر لیں تو انہیں چھوڑ دے گا، ورنہ گروہ ان سے جنگ کرنے پر قادر ہوگا ان سے جنگ کرنا اس پر واجب ہوگا، اس لئے کہ صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے" (۲)۔

اور ارتحان: قدوری نے نقل کیا ہے کہ امام ان سے جنگ کا آغاز نہیں کرے گا جب تک کہ وہ خود نہ پہل کریں، یہی رائے کاسانی اور مال نے بھی روایت کی ہے، کاسانی کہتے ہیں: اس سے کہ ان سے قتال ان کے شر کے انفعالی کے لئے ہے، ان کے شرک کے شرکی وجہ سے نہیں ہے، یہ تک کہ وہ مسلمان ہیں، لہذا جب تک ان کی جانب سے شر کا آغاز نہیں ہو امام ان سے قتال نہیں کرے گا، اس سے

(۱) تبیین الحقائق ۳/۳۳۳، ص ۳۱۱۔

(۲) کشاف التنازع ۱/۱۶۲، دیکھئے انہی ۱۰۸/۸۔

کے مسلمانوں سے قتل صرف و قانا جائز ہے، یہ خلاف کافر کے کہ قتل
بڑا سے خود قتل ہے (۱) اس لئے کہ بعض مالکیہ نے ظاہر سمجھا ہے، اور
یہی ثانیہ کا مسلک و امام احمد بن حنبل کا قول ہے، اس لئے کہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ ان سے جنگ
کا آغاز نہ کریں جنہوں نے اس کے خلاف شروع کیا ہے اور اگر قتل
کے بغیر اس کا دفاع ممکن ہو تو قتل جائز نہیں ہے۔ اور اس سے قبل ان
سے قتل جائز نہیں ہے (۲) یہ کہ حملہ آور کی طرف ان کے شر کا خوف
ہو جائے اور ان تیسہ نے کہا: ”الفضل یہ ہے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے
یہاں تک کہ وہ خود آغاز کریں“ یعنی جنگ کا آغاز کریں (۳)۔

ہائیکوں سے جنگ میں معاونت:

۱۲۔ باغیوں سے جنگ کے لئے مامور کو مارے تو اس پر قبول نہ کرنا فرض ہے، اس سے کافیہ معصیت میں مامور کی اجماعت فرض ہے۔

بن عابدین کہتے ہیں ہر اس شخص پر جو مقابلہ کی سکت رکھتا ہو امام کی معیت میں جنگ کرنا واجب ہے، والا یہ کہ نہ منہاسب امام کا یہ ظلم ہو جس میں کوئی شبہ نہ ہو، یونکہ ایسی صورت میں ان کے انصاف کے لئے ان کا تعاون گُرمومن نہ تو واجب ہے، اور جو شخص سکت نہ رکھتا ہو وہ اپنے گھر میں بیٹھے، اور اپنی پابلیش صحابہ کرام سے تحقیق کر ہی ان کا یہ عمل محمول یا کیا ہے کہ فتنہ کے زمانہ میں انہوں نے نہ روضہ شہداء کی، نہ بعض صحابہ کرام کو تو قتال کے قابل ہوئے ہیں۔

اور امام ابوحنیفہ سے جو یہ قول مروی ہے کہ ”اگر مسلمانوں کے درمیان فتنہ واقع ہو تو ہم مسلمان پر واجب ہے کہ وہ فتنہ سے ناروا نہ بنے

(۱) المبلغ مقرر ۳۰ سالہ مفتی ۱۰ سالہ

(۲) حاشیه‌المرسلی ۳۹۹/۴، کتاب الفتن ۱/۶۴، انصاری ۸/۷۰۸، المصاب
۳۹۹/۴، نهج ۴۴۲، الفتن ۵/۴۸۳.

اختیار نہ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھ جائے۔“ تو یہ قیوں بھی اس صورت پر محمول ہے کہ امام نہ ہو، اور جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے: ”إِذَا لَقِيَ الْمُسْلِمَانِ بِيَسْبِغُهُمَا فَلْيُقَاتِلْ وَالْمَقْتُولُ لِي الْمَارِ“ (۱) (اگر دو مسلمان اپنی تلواروں سے ٹکریں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جا میں گئے) تو یہ حکم اس صورت پر محمول ہے کہ وہ دونوں عصبیت اور (جالی) حمیت میں لڑ رہی ہیں یا دنیا و حکومت کے سے ٹکریں۔

۱۔ اگر سلطان ظالم ہو اور لوگوں کی ایک جماعت ظلم کے خاتمہ کے لئے اس کے خلاف شریعت کرے، اور امام سے ظلم کے خاتمہ کا مطالبہ یا جائے تو موقوفہ قبول نہ کرے تو لوگ یہ تو سلطان کی معافیت کریں۔

۲۔ اس لئے کہ غیر عادل کی معافیت واجب نہیں ہے۔ امام مالک کہتے ہیں: اس سے ورنہ جس چیز کا اس سے مطالبہ ہے۔

۳۔ انہوں نے صرف ظلم کرنا، مگر تعادل یک ظلم سے اور نہ ظلم کے وسیع انجام لے گا پھر ان دنوں سے تقاضا لے لے گا (۳)۔

۴۔ امام مالک نے صراحت کی ہے کہ اگر وہ امام کے خلاف شریعت کریں۔

۵۔ خود امام ظالم ہو۔ تو باغیوں سے قریب رہنے، لے مسدودوں پر واجب ہے کہ امام کی اعانت کریں تاکہ ان کی شوکت ختم نہ ہو جائے (۴)۔

بانیوں کی مدافعت کے لئے امام کے تعاون کے وجوب پر
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی وہ روایت دلیل ہے جس میں

(۱) حوریت: ایدہ النبی المسلمان۔ - کی روایت بخاری (طبع ۱۳ طبع
انتقادی) اور مسلم (۲۲۳ طبع) میں ہے۔

(۲) المدخلات وحاشیه ابن علی بن سہروردی شرح التوحید سہروردی، البدیع ۱۳۰۷ھ، حاشیہ المدخلات ۱۳۰۷ھ، حاشیہ شرح التوحید ۱۳۰۷ھ، حاشیہ شرح التوحید ۱۳۰۷ھ، حاشیہ شرح التوحید ۱۳۰۷ھ۔

(۳) مقامی ادارہ سولہ ۲۹۹۔

(۴) مباشرتاً مجلسی علی بن ابی طالب ج ۲/ ۸۵

وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:
 "مَنْ أَعْطَى إِمَامًا صَفْعَةً يَدِهِ وَثَمَرَةً قَلْبِهِ قَلْبُطَعَهُ إِنْ
 اسْتِطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ أَحْرَبًا دَعَا لَهُ صَرْبًا، عَنِ الْأَحْرَبِ" (۱)
 (جس شخص نے کسی امام کو اپنے ہاتھوں کا معاملہ اور اپنے قلب کا ثمرہ
 دیا وہ اس کی طاعت استطاعت بھرتے رہے، اگر وہ احمرہ شخص آ رہا
 ہے تو نہ بڑے تو وہ ہرے کی روں مارو) اور اس لئے بھی کہ جس
 کی امامت ثابت ہوگئی اس کی طاعت واجب ہوئی۔ اس حدیث
 مذکور "مَنْ أَعْطَى إِمَامًا صَفْعَةً يَدِهِ وَثَمَرَةً قَلْبِهِ قَلْبُطَعَهُ إِنْ
 اسْتِطَاعَ" ہے (۲)۔

باغیوں سے قتال کی شرائط و ہدایا کے اختیارات:

۱۳- اگر باغیوں کو نصیحت کرنے سے کوئی قائل نہ ہو اور وہ امام کی
 اطاعت کی جانب رجوع اور جماعت میں شامل ہوا قبول نہ کریں یا
 تو پہرہ قبول نہ کریں اگر امام کے قبضہ میں ہوں، اگر نہ ہوں تو
 رہا ہو تو ان سے قتال واجب ہے (۳) بشرطیکہ وہ اہل عدل کی
 عزت و حرمت سے چھیڑ ٹوٹی کریں یا ان کی وجہ سے مشرکین سے جہاد
 معطل ہو جائے، یہ بیت المال کے حقوق میں دیکھ لے نہیں جو ان کا
 نہیں ہے، یہ جوان پر واجب الاداء ہے اس کی اس تکلیف سے رہ کر
 یہ اسے امام کی معزولی کا مظاہرہ کریں جس کی بیعت معتقد ہو چکی ہے،
 جیسا کہ مادیوں نے فرمایا ہے، اور رٹی نے کہا ہے: زیادہ مناسب یہ
 ہے کہ ان سے قتال مطلقاً جب ہے، اس لئے کہ ان باغیوں کی
 موجودگی سے، خواہ مذکورہ امور نہ پائے جائیں، مفساسد پیدا ہوں گے،
 اور ہر بات ان کا تدارک ممکن نہ ہوگا بالخصوص جب کہ وہ امام کے

(۱) حدیث: "مَنْ أَعْطَى" کی روایت مسلم (۳۷۳۷ طبع النسخ) نے کی

ہے۔

(۲) ابن ماجہ ۱۰۵/۸، ۱۰۵/۸

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰۳، ۱۰۳/۸، ۱۰۳/۸، ۱۰۵/۸

قبضہ سے نکل چنے، قتال کے لئے آمادہ ہو چکے ہوں (۱)۔

اگر ان کے شر کا ازالہ کسی آسان تر شکل سے ممکن ہو تو ضروری حد
 تک اس شکل کا اپنا موجب ہے اس سے کہ اس سے جنگ کے سے
 یہ شرط ہے کہ اس کے شر کو، نفع کرنے کے سے قتال کے سے کوئی
 راستہ نہ درو یا ہو، تو اگر محض ننگو سے حصوں مقصد ممکن ہو تو وہ قتال
 سے زیادہ بہتر ہے (۲)۔

باغیوں سے قتال کی کیفیت:

۱۴- انہوں سے قتال، اصل اختیارات تفریق کو ختم کرنے کے
 لئے یا جانا ہے، انہیں نہ کار میں تر رہا جاتا، اس سے کہ وہ تاویل
 کرنے والے ہوتے ہیں، اسی لئے باغیوں سے قتال، اور کفار سے
 قتال کے درمیان گیارہ باتوں میں فرق ہے: باغیوں سے قتال کا
 مقصد ان کو نہ نشی سے باز رکھنا ہے، ان کا قتل نہیں، ان میں سے جو
 میدان جنگ سے ہٹ جائیں ان میں چھوڑ دیا جائے گا، ان کے
 زخموں کو قتل نہیں کیا جائے گا، نہ ان کے قیدی قتل کئے
 جائیں گے (۳) نہ ان کے مہول غنیمت بنائے جائیں گے، نہ ان
 کے بچے رفتار کئے جائیں گے، نہ ان کے خدائے مشرکین کی مدد لی
 جائے گی، نہ ان سے مال پر صبح کی جائے گی، نہ ان کے مقابلہ میں
 نوپ و نیر و اسلحہ نصب کئے جائیں گے، نہ ان کے گھروں کو جلا دیا
 جائے گا، نہ ان کے رخت کاٹنے جائیں گے (۴)۔

اگر باغی کسی ایک مقام پر تدارک ہو کر نہ ہو جائیں، یا کسی

(۱) نہایہ الکناج ۷/۸، ۸/۸، ۸/۸، ۸/۸

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰۳، ۱۰۳/۸، ۱۰۳/۸

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰۳، ۱۰۳/۸، ۱۰۳/۸

(۴) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰۳، ۱۰۳/۸، ۱۰۳/۸، ۱۰۳/۸

حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰۳

گر وہی "ہل پٹائیں" والے کے شر کا وارہ بغیر قتال کے ممکن نہ ہوتا ان سے قتال کرنا جائز ہوگا تاکہ ان کی جمعیت منتشر ہو جائے، اور ان کی تیار کی رہینے کے بعد قید و رقداری سے ان کا شر دور یا جائے۔ ہوتا یہی طریقہ پندیا جائے گا، ان لئے کہ ان سے جہاں، صرف ان حد تک ضروری ہے کہ ان کا شر دور ہو جائے جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا حضرت علیؑ نے اہل حروراء سے یہاں کے مقام پر صحابہ کرام کی موجودگی میں قتال کیا جو نبی اکرم ﷺ کے اس قول فی تصدیق تھی کہ "ہا قتال علی قتلیہم ان قرآن و علی یقاتل علی تاویلہ" (۱) (میں قرآن کے زمل پر قتال کروں گا، علی قرآن کی تاویل پر قتال کریں گے) تاویل کی بنا پر قتال دراصل باغیوں سے قتال ہے، جیسا کہ مصنف ابوبکر رضی اللہ عنہ نے راجحاً بتائے والوں سے قتال کیا (۲)۔

مگر امام ان سے قتال کرے اور انہیں شکست دے دے۔ اور وہ واپس بھی گئے لگیں اور امام ان کی جانب سے مطمئن ہو جائے یا وہ تنہی رہاں کر پا شکست کھا کر جنگ بند کر دیں یا زخمی یا گرفتار ہو کر جنگ کے قائل نہ رہیں تو اہل عدل کے لئے جائز نہیں ہے کہ ان کا پیچھا کریں اور ان کے زحمیوں کو قتل کریں اور ان کے قیدیوں کو قتل کریں، اس لئے کہ ان کے شر سے امن حاصل ہو چکا ہے، اسی طرح ان کے بچوں کو گرفتار نہیں کیا جائے گا نہ ان کا مال تقسیم یا جائے گا۔ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے: ”شکست کے بعد نہ میدان میں موجود شخص کو قتل کیا جائے گا اور نہ بھی گئے والے کو، نہ ان کا شہر فتح کیا جائے گا، نہ

() جوہرۃ: ”انک انفاس۔“ ”مکودار قفسی“ نے ”لافرو“ میں روایت کیا ہے جو کہ
اس کی روایت تھا جاہرہ قفسی نے کی ہے جو در قفسی ہے (کنز العمال ۱۱/ ۶۱۳
طبع امرتسرہ)۔

(۲) المدح ۱۷۰، الفتح ۱۸۱، حاشیہ ابن عابدین ص ۱۱، تفسیر القرآن
ص ۳۴۳، اشرح المکیب و حاشیہ المدنی ص ۹۹، الفج و طاکل ص ۷۸،
المکرم ص ۳۱۹، انیس ص ۱۰۸۔

ان کی عورتوں کو باندی بنا کر حلال قرار دیا جائے گا، اور نہ اس کا مال لوٹا جائے گا، بلکہ انہوں نے باغیوں سے فرمایا کہ جو اپنی چیز پیچھا نہ لے سے حاصل کر لے، یعنی جو باغی بنا سناں پیچھا لے سے وہ اس لے لے، جنگ جمل میں آپؐ نے فرمایا: کسی بھگنے والے کا پیچھا مت کرو، کسی زخمی کو قتل نہ کرو، کسی قیدی کو قتل نہ کرو، اور عورتوں کو کچھ نہ کرو۔^(۱) اور اس لئے بھی کہ اس سے قتل اس کا شر اور کرنے اور نہیں اجازت گزار بنانے کے لئے کیا جاتا ہے، یہیں قتل سرما مقصود نہیں ہے۔^(۲) ابن قتہ لہ کہتے ہیں: ہمارے علم کے مطابق ان کے سوال کو نفیست بنانے اور ان کے بچوں کو قیدی بنانے کی حرمت میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، اس لئے کہ اس کا خون مہموم ہے، اس کے شر کے ازالہ اور ان سے قتال کی ضرورت کے بقدر یعنی ان کا خون اور مال مباح ہوا ہے، لہذا اس مقصد کے علاوہ ان کا خون بھی حرام باقی رہے گا۔^(۳)

ثانفیعہ کی رائے یہ ہے کہ اگر باغیوں کا اپنا گروہ اور رہنما مقام پر ہو جہاں وہ ہٹا دیتے ہوں، اور گروہ کے ان تک پہنچنے کی توقع عام طور پر نہ ہو، اور جنگ قائم ہو اور غالب ثابت ہو کہ سب گروہ میں پہنچے گا، تو ایسی صورت میں بھاگنے والے باغیوں سے قتل نہیں کیا جائے گا، ان کے زخمیوں کو قتل نہیں کیا جائے گا کہ ان کے شر سے میں بچتا ہے، الا یہ کہ وہ پٹہ پر حملہ کی نیت رکھتے ہوں۔

لیکن ان کا رُوحِ اتر قریب کے مقام پر ہو، اور عموماً گھٹ

(۱) الفج ۳۱۱۳۵، البردنج ۳۰۳۱۱، حلیۃ السائق ۳۹۳۳۲، ۳۰۰۳،
الراج والاکلیل ۳۸۷۸، الجرب ۳۱۹۳۲، نیایۃ المحتاج ۳۸۶۳، بعضی
۳۸۷۸، ۳۱۱۳۵، ۳۰۳۱۱، ۳۹۳۳۲، ۳۰۰۳۔

(۲) $\frac{1}{2} \frac{d}{dt} \left(\frac{1}{2} \frac{d^2}{dt^2} \right) = \frac{1}{2} \frac{d^3}{dt^3}$

$$-11\sqrt{-11} \cdot A_7^{(2)} \quad (3)$$

ن کے زخمیوں کو قتل کرنا جائز ہوگا، اور اگر ان کا ردود و رہنمائیوں باغیوں تک اس کا پہنچنا عام طور پر متوقع ہو اور جنگ بھی قائم ہو اور اس کا غالب گمان ہو جائے تو اس صورت میں ان سے قتال ہی مناسب ہے (۱)۔

اور اسی سے قریب مالکیہ کی رائے ہے، چنانچہ انہوں نے صراحت کی ہے کہ ان پر غلبہ پا کر ان کی جانب سے اطمینان ہو جائے تو نہ تو شکست خوردہ کا پیچھا کیا جائے گا اور نہ زخمی کو مار ڈالا جائے گا (۲)۔

حنابلہ نے یہ صراحت کی ہے کہ بائیں اور جنگ بدر میں جو وہ اس طور پر ہو کہ وہ امانت قبول کریں، یا اختیار لیں، یا شکست کھا جائیں اور اپنے رد میں حالتیں یا نہ ملیں یا زخمی یا گرفتاری کی وجہ سے جنگ کے قابل نہ رہیں تو ایسی صورت میں ان کو قتل کرنا اور بھگنے، لے کر پیچھا کرنا حرام ہے، ابن قتیبہ نے ایسی روایت ذکر کی ہے کہ ان میں بھگنے والے کو قتل کرنے، زخمی کو مارنے، لے کر قیدی کو قتل کرنے کی ممانعت آتی ہے، یہ روایات عام ہیں، پھر انہوں نے فرمایا: اس لئے کہ ان سے قتال کا مقصد ان کو روکنا ہے اور وہ مقصد حاصل ہو چکا ہے، لہذا ان کو قتل کرنا جائز نہیں ہوگا جیسا کہ حملہ آور کو قتل کرنا ایسی صورت میں جائز نہیں ہوتا، اور ان کو جہنم کے اندیشہ سے بھی کہ ان کا گروہ ہے قتل نہیں کیا جائے گا جیسا کہ اگر ان کا کوئی گروہ نہ ہو (۳)۔

جہاں تک حنفیہ کا تعلق ہے تو انہوں نے صراحت کی ہے کہ اگر باغیوں کا گروہ ہو جہاں وہ ہتھیار لیتے ہوں تو ایسی صورت میں انہیں انہیں کے بغیر اہل عدل کو چاہے کہ بھگنے والے کو قتل کریں اور

زخمیوں کا خاتمہ کریں تاکہ وہ اپنے گروہ سے جائز نہ مل جائیں، اور ان کے رد میں محفوظ ہو جائیں اور پھر پست اہل عدل پر حملہ کریں، اور ان کے قتل کے بعد ان کے لئے ان کی جانب سے قتل کی صرف مذمت کا پایا جانا کافی ہے، حقیقت قتال ضروری نہیں، اور اس سے بھی نہ کر باغیوں کا رد ہوتا تو ان کا قتل امانت کے رد سے باہر نہیں ہوگا کیونکہ اہل اپنے رد میں شامل ہو جائیں گے اور ان کا اثر پست کی طرح پھر لوٹ آئے گا، فقہاء حنفیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کا قتل اس صورت کی ممانعت ہے جب کہ ان کا رد نہ ہو (۴)۔

یہ سر پرکار باغی عورت:

۱۵- جمہور فقہاء (حنفی، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ) کی رائے ہے کہ باغیوں میں شامل عورت اگر قتال کر رہی ہو تو اسے قید یا پکڑے گا صرف دور ان مقابلہ سے قتل کی اجازت ہے، قید اس لئے کیا جائے گا کہ وہ معصیت پر ہے، تاکہ اسے شرفقتل سے روکا جائے (۵)۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر عورتوں کا قتل محض جوش و لات سے اور پھر پھینکنے کی صورت میں ہو تو انہیں قتل میں یا پکڑے گا (۶)۔

باغیوں کے اموال کو غنیمت بنانا، ان کو ضائع کرنا اور ان کا ضمان:

۱۶- فقہاء ان بات پر اتفاق ہے کہ باغیوں کے اموال کو غنیمت نہیں بنایا جائے گا، نہ انہیں تقسیم کیا جائے گا، نہ ان کو ضائع کرنا جائز ہوگا، بلکہ ضروری ہے کہ اموال نہیں لوٹا دے جائیں، بیس نام کو

(۱) البدائع ۲/۳۰۰-۳۰۱، ص ۱۱۲

(۲) فتح القدیر ۲/۳۱۲ حاشیہ من طبعہ ۳۰۳، تمیمی الحقائق ۳/۳۹۵، بحر

الرائق ۵/۱۵۲ حاشیہ ۱، رد المحتار ۲/۳۹۹، مبدی ۳/۳۰۳، معنی ۵/۵۰

(۳) البدائع ۲/۳۰۰، شرح المغیر ۳/۳۰۰

(۴) مہدۃ المحتاج ۲/۳۸۶

(۵) شرح الکبیر و جامعہ رد المحتار ۲/۳۹۹-۳۰۰، البدائع ۲/۳۸۸

(۶) معنی ۵/۱۱۵

چاہئے کہ اس کی شوکت کو تو ذکر ان کے شر کو دفع کرنے کے مقصد سے اس کے اموال کو روک لے یہاں تک کہ وہ قہر میں مبتلا نہیں ہو اور لوٹا دے۔ بعض مرتبہ تم ہوئی، اور قیمت بتانا درست نہیں ہے، اور اگر اس کے اموال گھوڑے وغیرہ کی شکل میں ہوں جن کی حفاظت کے لئے اثر جات دیا رہتا ہے تو بہتہ یہ ہے کہ انہیں فروخت کر کے اس کی قیمت رکھ لی جائے۔

ن کے مالی نقصان پر ضمان کے مسئلہ میں تفصیل ہے۔ عامل اگر دوران قتل باغی کی جان یا مال کو قتل کے سبب یا قتل کی ضرورت کے تحت ضائع کر دے تو وہ ضامن نہیں ہوگا، اس لئے کہ ان کا کچھ مال جیسے گھوڑا، ضائع کئے بغیر ان کا قتل ممکن ہی نہیں ہے اور دوسرا ہو کر لڑ رہے ہوں تو ان کے جانور کو زخمی کرنا حار ہوگا، جب جان تلف کرنے پر ضمان نہیں ہے تو مال ضائع کرنے پر ضمان بدرجہ اولیٰ نہیں ہوگا۔

شرقیوں کی حالت میں اس کی ضرورت نہ ہونے کے مکانات میں جائے جا میں گئے دوران کے درست نہیں جانے جائیں گے، اس لئے کہ اگر مقابلہ کے دوران ان کا مال امام کے ہاتھ لگ جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ اسے محفوظ رکھے تاکہ انہیں و لوٹا دے، لہذا ان کے اموال نہیں لوٹے جائیں گے، اس لئے کہ ان اموال پر مرثیہ کے حکم برقرار ہیں، اس سے مقابلہ صرف اس لئے یا جارہا ہے کہ انہوں نے بیادعت پیدا کر لی ہے، لہذا یہ مقابلہ ایک مذہبی طرح ہے جو ن پر قائم کی جارہی ہے (۱)۔

ماری سے ضمان کو اس صورت کے ساتھ مقید کیا ہے کہ جنگ سے پہلے سکون قلب و انتقام کی نیت سے ان کا مال ضائع کیا گیا ہو، اگر باغیوں کو زور کرے اور خلعت دینے کی غرض سے مال

(۱) حاشیہ المدنی ص ۳۰۰، مجمع مکمل ۱/۶۸۷-۲۷۹-۲۸۰

ضائع کیا یا ہونے ضمان نہیں ہوگا (۲)۔

زطلعی اور ابن عابدین نے باغیوں کے سر و بند ہونے اور شریعت کرنے سے پہلے یا ان کی قوت ٹوٹ جانے اور جمعیت منتشر ہو جانے کے بعد ہونے والے نقصان پر ضمان کو محسوس کرنے کو ظاہر سمجھا ہے (۳)۔

اہل عدل کا باغیوں کو نقصان پہنچانا:

۱۷- زطلعی نے مرخانی سے نقل کیا ہے کہ عامل اگر باغی کی جان یا مال کا تلف کرے تو وہ ضامن نہیں ہوگا، ورنہ گنہگار ہوگا، اس لئے کہ وہ ان کے شر کے ازالہ کے لئے ان سے قتال پر مامور ہے۔
مید میں ہے: اگر اس نے باغی کا مال ضائع کر دیا تو ضمان لیا جائے گا، اس لئے کہ باغی کا مال ہمارے حق میں معصوم ہے اور ضمان لازم کرنا ممکن ہے، لہذا ضمان واجب قرار دینے میں قاعدہ ہے (۳)۔

باغیوں کا اہل عدل کو نقصان پہنچانا:

۱۸- اگر ضمانت کرنے والے اہل عدل کا مال ضائع کر دیں تو ن پر کوئی ضمان نہیں ہے، اس لئے کہ وہ تامل کرنے والا یک گروہ ہے، لہذا انہیں اہل عدل کی طرح ضامن قرار نہیں دیا جائے گا، اور اس لئے بھی کہ وہ مال ہمارے حق میں تحفظ رکھتا ہے، اور شاریع کے حق میں گناہ کو تحفظ حاصل نہیں ہے، اور اس لئے بھی کہ ان کو ضامن قرار دینے کے نتیجے میں اطاعت شعاری کی طرف سے انہیں نفرت ہو جائے گی، چنانچہ عبد الرزاق نے اپنی سند سے زہری سے روایت کیا ہے کہ سیمان بن شام نے زہری کو لکھ کر ایک عورت کے بارے میں دریافت کیا جو اپنے شوہر کے پاس سے چلی گئی، اپنی قوم

(۱) نہایہ الخصال ص ۳۸۵

(۲) حاشیہ ابن عابدین ص ۱۲۳، تمییز الحقائق ص ۲۹۶

(۳) تمییز الحقائق ص ۲۹۶

کے سامنے شہادت دی، جو میرے سے جا ملی اور ثانی کر لیا۔ پھر وہ پگھر والوں کے پاس تائب ہو کر لوٹ بر آئی ہے، راوی کہتے ہیں کہ زہری نے نہیں سنا: مابعد اپنا وقت اس وقت پر پا ہوا جب کہ وہ اصحاب رسول ﷺ نے غزوہ بدر میں شرکت فرمائی تھی بڑی خدمت میں موجود تھے اس کی متفقہ رائے یوں کہ قرآن کی تاویل کر کے جس کسی نے شرم گاہ کو حال کر لیا ہو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی، جس نے قرآن کی تاویل کر کے خون کو مباح کر لیا ہو اس پر قصاص جاری نہیں کیا جائے گا، کسی نے قرآن کی تاویل کر کے مال کو حلال کر لیا ہو وہ مال نہیں لوٹا جائے گا۔ سوائے اس کے کہ کوئی سامان بھیہ محفوظ ہو تو اسے اس کے مالک کو واپس کیا جائے گا، اور میری رائے یہ ہے کہ وہ عورت اپنے شوہر کے پاس لوٹا دی جائے اور اس پر تہمت لگانے والے پر حد جاری کی جائے۔

۱۸۔ ثانی کے ایک قول میں باغیوں کو ضامن قرار دیا جائے گا، اس سے کہ حضرت ابو بکرؓ فرمایا: ”تم ہمارے مقتولوں کی دیت ادا کرو گے، ہم تمہارے مقتولوں کی دیت ادا نہیں کریں گے“ (۱)۔ اور اس سے بھی کہ یہ جائیں اور مولد مسموم ہیں، نہیں مباح، کسی جار وفاق کی ضرورت کے بغیر نہ لایا گیا ہے، تو اس کا ضمان واجب ہوگا، جس طرح غیر جنگی حالت میں ۱۳۰ الف پر ضمان ہوتا ہے (۲)۔

(۱) الف ۸/۱۱۳۔

ابن قدامہ نے اس رائے سے حضرت ابو بکر کا رجوع منکر کیا ہے کہ انہوں نے اس رائے پر عمل نہیں کیا، اور یہ معتدل نہیں کہ انہوں نے کسی پر مالی تاوان اس وجہ سے لازم کیا ہو، اگر مردہ کے حق میں تاوان واجب بھی قرار دیا جائے تو بھی یہی عت صورت میں لازم نہیں ہوگا، اس لئے کہ باغی تاویل کرے والے مسلمان ہیں۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۲۳، البدائع ص ۱۳۱، تبیین الحقائق ص ۲۹۱، حاشیہ الدرر النوری ص ۲۹۹، الف ۱۰۰، الف ۱۰۱، الف ۱۰۲، الف ۱۰۳، الف ۱۰۴، الف ۱۰۵، الف ۱۰۶، الف ۱۰۷، الف ۱۰۸، الف ۱۰۹، الف ۱۱۰، الف ۱۱۱، الف ۱۱۲، الف ۱۱۳۔

۱۹۔ باغی وہ ہے جو اس کے پاس نہیں ہو وہ اس کے لئے جائز ہے، اور جو اس کے پاس نہیں ہے وہ اس کے لئے جائز نہیں ہے، اور جو اس کے پاس نہیں ہے وہ اس کے لئے جائز نہیں ہے۔

۲۰۔ باغی وہ ہے جو اس کے پاس نہیں ہو وہ اس کے لئے جائز ہے، اور جو اس کے پاس نہیں ہے وہ اس کے لئے جائز نہیں ہے، اور جو اس کے پاس نہیں ہے وہ اس کے لئے جائز نہیں ہے۔

باغی مقتولین کا مسئلہ:

۱۹۔ باغی مقتولین کا مسئلہ: حنفیہ کے روایات میں ایک مکرہ تحریمی ہے، مالکیہ کے روایات میں ایک حرم ہے، جہاں تک ان کے سر منتقل کرنے کا سوا ہے تو حنفیہ نے کہا: ان کے سر کاٹ کر شہر میں کھانا کر دیا جائے، اس لئے کہ یہ مسئلہ ہے، بین بعض متاثرین حنفیہ نے اس کو کسی صورت میں جائز قرار دیا ہے جب اس سے اہل مدین کے اطمینان قلب اور باغیوں کی شوکت توڑنے کا مقصد حاصل ہوتا ہو، مالکیہ نے باغی مقتولین کے سر کی ماشین کے مقام قتل پر چار متر ردیو ہے (۳)۔

(۱) الف ۱۰۰، الف ۱۰۱، الف ۱۰۲، الف ۱۰۳، الف ۱۰۴، الف ۱۰۵، الف ۱۰۶، الف ۱۰۷، الف ۱۰۸، الف ۱۰۹، الف ۱۱۰، الف ۱۱۱، الف ۱۱۲، الف ۱۱۳۔

(۲) الف ۱۱۳۔

(۳) الف ۱۱۳، حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۲۳، تبیین الحقائق ص ۲۹۱، الدرر النوری ص ۲۹۹، الف ۱۰۰، الف ۱۰۱، الف ۱۰۲، الف ۱۰۳، الف ۱۰۴، الف ۱۰۵، الف ۱۰۶، الف ۱۰۷، الف ۱۰۸، الف ۱۰۹، الف ۱۱۰، الف ۱۱۱، الف ۱۱۲، الف ۱۱۳۔

قیدیوں کا فدیہ:

۲۱- فقہاء نے تصرحت کی ہے کہ اہل عدل قیدیوں کے فدیہ یہ ہیں بائیں قیدیوں کو دینا جائز ہے، فقہاء کہتے ہیں: بائیں اہل عدل قیدیوں کو قتل کر دیں تو اہل عدل کے لئے جائز نہیں ہوگا کہ بائیں قیدیوں کو قتل کریں، اس سے کہ بائیں قیدی دھرموں کے نام میں قتل نہیں سے جائیں گے، اور اگر بائیں قیدیوں کو فدیہ میں چھوڑنا قبول نہ کریں اور نہیں قید رکھیں تو من قدر نہ کہتے ہیں، اہل عدل کے لئے اس جو ان کی بھی گنجائش ہے کہ بائیں قیدیوں کو قیدی رکھیں جب تک ان کے عوض اپنے قیدیوں کی رہائی کی صورت نہ نکل آئے، اور یہ بھی محتمل ہے کہ بائیں قیدیوں کو قید رکھنا جائز نہ ہو اور انہیں رہا کر دیا جائے، اس لئے کہ اہل عدل قیدیوں کو قید رکھنے کا گناہ بائیں قیدیوں کے سر نہیں ہے (۱)۔

بائیں قیدیوں سے متعلق تفصیل کے لئے اصطلاح ”اسری“ دیکھی جائے۔

باغیوں سے مصالحت:

۲۲- فقہاء کا اتفاق ہے کہ باغیوں سے صلح کر لینا جائز نہیں ہے، مگر امام مال پر مصالحت کر لے تو مصالحت باطل ہوگی (۲)۔ اور بائیں بغیر مال کے جنگ بندی پر صلح کا مطالبہ کریں تو یہ پیشکش اس وقت قبول کی جائے گی جب اس میں فدیہ ہو، اور امام یہ دیکھتے کہ ان کا ارادہ رجوع فی الحق صحت اور معرفت حق کا ہے تو انہیں مہلت دے گا، بن لہذا کہتے ہیں: ان امور پر ان تمام اہل علم کا اتفاق ہے جن کی رائے میں سے محفوظ رکھی ہیں، عین اُمر باغیوں کا مقصود یہ ہو کہ مقابلہ کے سے وہ کٹھ ہوئیں، مکہ آجائے یا اچانک امام پر حملہ آور

ہو جائے تو ایسی صورت میں امام فوری کارروائی کرے گا، مرنے میں ملت نہیں، گے گا (۱)۔

اور مصالحت ہو جائے اور ہر فریق دھرم کے فریق کے پاس رہن رہے کہ اگر کوئی فریق اندر نہ گے گا تو دھرم فریق رہن میں رکھے گے لوگوں کو قتل نہ کرے گا پھر بائیں اندر کریں اور رہن کو بھی قتل کر دیں تو اہل عدل کے لئے جائز نہیں ہوگا کہ دھرمی رہن کو قتل کر دیں بلکہ اہل عدل رہن کو قید رکھیں گے تا آنکہ بائیں ملاک ہو جائے یا تو یہ کر لیں، اس لئے کہ رہن کے لوگ مصالحت کی وجہ سے ماموں ہو چکے ہیں، نیز انہیں رہن کے طور پر لیتے وقت ان کا یہ جاننا ہے کہ دھرم کے اندر پر ان سے معاف نہیں یا جائستہاں انہیں قید رکھا جائے گا تا کہ اپنے سر دھرم لوٹ نہ آسکے نہ ہو جائیں (۲)، اور ان کی قوت میں نہ آئے بن کر جنگ کی آگ کہ یہ یہ نہ کاتے کا سبب ہیں۔

۲۳- اور بائیں اہل عدل کو رہن دیں کہ ان کو مہلت دی جائے تو اس غرض کے لئے یہ رہن بجا جائیں ہوگا، اس سے کہ رہن کو قتل کرنا ان کے اصحاب کے اندر کی وجہ سے جائز نہیں ہوتا ہے، اور اگر باغیوں کے قبضہ میں کچھ اہل عدل قیدی ہوں، اور ان کے عوض وہ کچھ لوگوں کو بطور رہن پیش کریں تو امام انہیں قبول کرے گا، اور اہل عدل کے سے مدد کا ذریعہ بنائے گا، اور اگر وہ اہل عدل قیدیوں کو رہا کریں تو امام ان کے رہن کو رہا کرے گا، اور اگر وہ ان کو قتل کر دیں تو امام ان کے رہن کو قتل نہیں کرے گا، اس لئے کہ رہن کے لوگ دھرم کے قتل کرنے کی وجہ سے قتل نہیں سے جائیں گے، چونکہ وہ مسلمان پانچے ہیں، اور جنگ ختم ہو جائے تو رہن کو چھوڑ دیا جائے گا جس طرح

(۱) النسخ ۳۱۵، حاشیہ ابن ماجہ ۳۱۱/۳، شرح الکبیر، جامعہ اسلامی

۳۱۹/۳، ج ۱، ص ۱۸۶، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴

۱۱ کے قید پڑ کو چھوڑ دیا جاتا ہے (۱)۔

انہوں سزا کے اہل نہیں ہیں، جہاں تک دوران جنگ اس کے قتل کا تعلق ہے یہ ان کے شر کے دفع کے لئے ہے جس طرح حملہ آور کا قاتل ماحیات ہے^(۱)۔

سکن بغیوں کا قتل جائز نہیں:

مقابلہ کہتے ہیں: اُردو بانٹیوں کے ساتھ عام عورتیں اور بچے بھی آئیں۔ تو سامے آنے پر ان سے مقابلہ کیا جائے گا یہاں پہنچے پہنچ کر بھٹک رہے ہوں تو نہیں بھی اور سے ترالوں اور بلیغ مردوں کی طرح چھوڑ دیا جائے گا، اس لئے کہ اس سے جنگ و فتنہ کے سے ہے، اُردو میں سے کوئی کسی انسان کو قتل کرنا چاہے تو اس سے مقابلہ ہو۔

مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ اگر باقی چھوٹے بچوں کو ڈھال بنائیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے گا، والا یہ کہ ان کو چھوڑ دینے میں کٹر مسلمانوں کی تاجی لازم آتی ہو^(۲)۔

قدرت کے باوجود جنگ نہ کرنے والوں کا باغیوں کے
ساتھ نہ کب ہوا:

۲۵- اگر باغیوں کے ساتھ ایسے لوگ بھی میدان میں ہوں جو جنگ نہ کریں، حالانکہ وہ جنگ کی قدرت رکھتے ہوں تو باغیوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہوگا، اس لئے کہ باغیوں سے قتال کا مقصد انہیں روکنا ہے، اور ایسے لوگوں نے خودی اپنے آپ کو روک لیا ہے قرآن کریم میں **لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ** ہے: ”وَمَنْ يُقْسِدْ مَوْثِقًا لِلْحُرِّ اَوْ هَبْشَةٍ“ (۳) ”جو کوئی کسی مومن کو قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے“، یہ آیت بتاتی ہے کہ عام حالات میں مومن کا عمد قتل حرام

۲۴۔ فقہاء اس قاعدہ کی اصل پر اتفاق ہے کہ اہل حرب میں سے ان لوگوں جیسے عورتوں، بچوں، بوڑھوں، اور امدہوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ باغیوں میں سے بھی ان لوگوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے بشرطیکہ وہ جنگ میں شریک نہ ہوں۔ اس لئے کہ باغیوں کا قتل ان کے قتال کے شر کو دفع کرنے کے لئے ہے لہذا قتل کا جواز اہل قتال کے ساتھ مخصوص رہے گا اور یہ مذکورہ لوگ عداوت قتال کرنے والے نہیں ہوئے۔ لہذا انہیں قتل نہیں کیا جائے گا سوائے اس کے کہ وہ خود قتال میں حصہ لیں^(۲)۔ خود تحریش بہ ترتیب دلائے کی صورت میں حصہ ہو کہ یہ بھی معنوی اعتبار سے قتال ہے، ایسی صورت میں بچہ اور مستوح (کم عقل) کے علاوہ لوگوں کو قتل کرنا مباح ہوگا۔ بچہ اور مستوح کے ساتھ میں اصل یہ ہے کہ ان لوگوں کا قتل قصد انہیں یا حارے کا عین ہے مگر یہ حقیقتاً یا معنایاً جنگ میں حصہ لیں تو دوران جنگ ان کا قتل جائز ہوگا^(۳)۔

اسی کے کہ ایک نام کو اختیار ہے کہ بائی قیدیوں کو قتل کرے یا
 ان میں قید رکھے ان کے کہ ایک جوڑا ہے۔ غیہ و قتل کریں یا تحریک
 مرعیب و لایمیں کا قتل جائز ہے، ایسے لوگ جنگ کے دوران
 یا جنگ سے فرغت کے بعد قتل کے جا میں گئے، میں پچہ اور
 معذور کو جنگ ختم ہوئے کے بعد قتل نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ
 جنگ بند ہونے کے بعد قتل یا گرفتاری بطور سزا ہوتی ہے، اور یہ

(۱) البدائع ۷/۱۰۱، ابن جلیون ۳/۱۱۳، المیزب ۲/۳۲۰، حاشیة:

الموسم ٣٩٩، ١٤٣٨ هـ / ١٩١٧ م

(۲) کتاب الفناح، ۳۳، الفی، ۸، الدی، ۱۰، البی، ۴۹۔

အနုပညာ (၃)

() المدفوع ١٢١، الفتح ١٢٣، الهب ١٢٩، الغنى ١٣٨-١٣٩.

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۱۳ اسم البدیع ص ۱۳۱، حاشیہ المدنی ص ۲۹۹،

[illegible]

(۳) اہم فیضیہ ۱۹۱۱ء

ہے، بوغی و رجمہ اور کے وفات کی ضرورت کے حالات اس حکم سے ملحد ہیں، اہل س و ہنوں قسام کے لوگوں کے علاوہ صورت میں حرمت کا حکم پہ عموم پر ہوتا ہے گا جس پر کوئی شخص قتال نہیں کر رہا ہے اس سے بچنا چاہتا ہے، جب کہ وہ قتال کی قدرت رکھتا ہے، اور اس شخص کی طرف سے جنگ کے بعد بھی قتال کا اندیشہ نہیں ہے اور وہ مسدود ہے تو چونکہ اس کے وفات کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے اس کا خوب مہل نہیں ہوگا (۱)۔

ثانیہ کے نزدیک یہ قول میں، یہ شخص کا قتل حار ہے، اس سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر بن علی بن ابی طالب کے قتل سے منع فرمایا تھا، وہ قتال نہیں کر رہا تھا صرف اپنے باپ کا قصداً اٹھا رہے ہوئے تھے، لیکن یہ شخص اس سے قتل کر دیا، اور ایک شعر پڑھا، تو حضرت علیؑ نے اس کے قتل پر کبھی نہیں فرمائی، اس کا قتل اس سے بھی حار ہے کہ وہ ساتھیوں کے لیے معاون بنا ہوا ہے (۲)۔

بغیوں میں سے محرم سے قتال کا حکم:

۲۶- فقہاء کافی جملہ اتفاق ہے کہ کسی عادل کے لئے جاز نہیں ہے کہ بغیوں میں سے اپنے دی رجمہ (قریبی رشتہ دار) کو قتل کرے، بلکہ یہ اس حکم کو اللہ بن تک محمدؐ رکھا ہے، بلکہ بعض مالکیہ نے اپنے یہ والدین کا قتل بھی جاز بتلایا ہے، حنا بلہ کے نزدیک ایک روایت میں بھی ایسا ہی حکم ہے، اس روایت کو کاظمی نے رد کیا ہے، اور بعض فقہاء نے صرف کراہت کی تصریح کی ہے، یہی رائے زیادہ صحیح ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَإِنْ خَافَ كُفْرًا أَوْ تَشْرِكًا بِمَا مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطْعَمُهُمَا

و صاحبہما فی الذیاء معروفاً" (۱) اور دونوں تجھ پر اس کا زور نہیں کہ تو میرے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرائے جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں، تو تو اس کا، نامہ داتا، دنیا میں اس کے ساتھ خوبی سے سہا جاتا، اور اس لئے بھی کہ امام شافعی نے روایت کی ہے: "ان السی یستکف اباً حلیفۃ بن عیبة عن قتل ابیہ" (۲) (نبی ﷺ نے حبیب کے بیٹے ابو حذیفہ کو اپنے والد کے قتل سے منع کیا)، اور بعض فقہاء نے والدین کا قتل حار نہ ہونے کی سرایت کی ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ حسن صحبت کا حکم دیا ہے اور حکم وجوب کا متقاضی ہے (۳)، اس مسئلہ میں فقہاء کی آراء میں تفصیل ہے اور دلائل میں۔

حسیہ کہتے ہیں: عادل کے لئے جاز نہیں ہے کہ اہل حق میں سے نہ اور است اپنے دی رجمہ محرم کے قتل سے باز رہے، اس سے کہ اس میں، حرمتیں جمع ہو جاتی ہیں، اسلام کی حرمت، قرابت و رشتہ کی حرمت، لیکن باقی اگر عادل کے قتل کا رد کرے تو اسے وفات کا حق ہے، اور اگر وفات قتل کے بغیر ممکن نہ ہو تو جاز ہے کہ وہ کسی صورت میں پیدا کرے کہ دوسرا شخص اس باغی کو قتل کرے، اس سے کہ اسلام دراصل خون کو محفوظ کر دیتا ہے، اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

(۱) سورہ بقرہ ۱۵۸۔

(۲) حدیث ۳۸۱۱ ان السی یستکف اباً حلیفۃ۔ "کوہم شافعی" (۱۸/۸۶ طبع ۲۲۲۳ طبع دار المعرفہ) اور نکاتی نے پی سنن (۸/۸۶۸ طبع دار المعارف افغانستان) میں روایت کیا ہے ان کی سند میں محمد بن عمر ابو قادی رومی ہے جو جیم بن لکھب ہے ابو عبد اللہ بن عمر (۹/۳۶۳ طبع دار المعارف افغانستان)۔

(۳) البدیع ۷/۴۱۱، حاشیہ ابن ماجہ ۱۱/۳۱۱، مسیح ۱۲/۳۱۱، ترمذی ۱۱/۳۱۱، طبع ۱۶۸۳، حاشیہ الدرر ۱۲/۳۰۰، ج ۱، طبع ۱۶۹۶، شرح الصغیر ۲۹/۳۰۰، المہذب ۲۰/۲۰۰، نہایہ ۱۲/۸۷، کتب القناع ۱۸/۱۸۸۔

(۱) مسیح ۸/۹۰۸۔

(۲) المہذب ۲۰/۳۰۰۔

”لَا تُلَاقُوا عَصْمَاً“ مَسِي دَمَاءُ هُمْ وَهُوَ أَلَيْسَ (۱) اور وہ (کلمہ اسلام) کو کہہ لیں تو وہ مجھ سے اپنے خون اور مال کو محفوظ کر لیں گے) اور باغی مسلمان ہے، غیر ذی رحم مہربان باغی کا قتل ان کے دفع شر کے لئے ہے، اس لئے نہیں کہ ان میں شرک ہے، اور دفع شر کی تکمیل صرف دفاع اور دوسرے کی طرف سے باغی کو قتل کرنا، پینے کا سبب بن جانے سے ہو جاتی ہے (۲)۔

مالکیہ نے کہا انسان کے لئے مکروہ ہے کہ اپنے باغی باپ کو قتل کرے، ماں کا حکم بھی باپ کی طرح ہے، بلکہ ماں کے قتل کی رات پرچہ اولیٰ ہے کہ اس کی فطرت میں شفقت و محبت رچی ہوئی ہے، چنے و دانہ بھٹی اور بیٹے کا قتل مکروہ نہیں ہے (۳)، ابن حنبل نے فرمایا: کوئی حرت نہیں کہ انسان باغیوں سے مقابلہ میں اپنے بھائی اور بہن کو قتل کرے، جہاں تک صرف والدہ کا قتل ہے تو میں والدہ کا قتل پسند نہیں کرتا، ابن عبد السلام نے باغی بیٹے کے قتل کا جو ز قتل کیا ہے، میں یہ رائے غیہ مشہور ہے (۴)۔

اور ثانیہ سے کہا: ذی رحم نحریم کے قتل کا قصد نہ کرنا مکروہ ہے، جیسا کہ کفار سے قتال میں ان کا قتل مکروہ ہے، اگر وہ قتال کرے تو اس کا قتل مکروہ نہیں ہے، نہابہ سے کہا: ذی رحم نحریم باغی کا قتل صحیح قول کی رو سے مکروہ ہے، اس قدر اس لئے قاضی سے غل یا ہے کہ مکروہ نہیں ہے، اس سے کہ یہ حق کی بنیاد پر قتل ہے، لہذا یہ اس پر نہ جاری کرنے کے مستحب ہے (۵)۔

(۱) حدیث ”لَا تُلَاقُوا عَصْمَاً“ کی روایت بخاری (فتح ۱۱۲/۱ طبع المنصور) ورمسم ۵۳۰ طبع تونس (۲) کے ہے۔

(۲) البدیع ۷/۱۳۸، حاشیہ ابن ملبون ۱۱۳۸، فتح ۱۱۳۸، تبیین الحقائق ۲۷۶۔

(۳) حاشیہ الدسوقی ۳۰۰، شرح البیہر ۳۲۹۔

(۴) البدیع ۱/۱۶۹۔

(۵) لہجہ ۳/۲۲۰، نہایۃ الحاج ۷/۸۷، کتاب الفتاویٰ ۱/۱۳۸، انہی ۸/۸۔

مقتول باغی سے عادل کی مرثیہ ورس کے برعکس:

۲۷- حنفیہ اور مالکیہ کی رائے ہے کہ یہی کتابد میں سے ابو بکر کی رائے ہے کہ عادل اپنے باغی رشتہ دار کا مرثیہ ہوگا جسے اس نے قتل کیا ہے، اس لئے کہ یہ حق کی بنیاد پر قتل ہے لہذا یہ مرثیہ سے مانع نہیں ہوگا جیسے کہ قصاص کا قتل (باغی میراث میں مانع نہیں ہوتا)، اور اس لئے بھی کہ باغی کا قتل واجب ہے اور اس کے قاتل پر کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ضمان واجب ہوتا ہے، تو ان طرح وہ قاتل وراثت سے بھی محروم نہیں کیا جائے گا، اور اسی طرح اگر باغی اپنے والد رشتہ دار کو قتل کرے تو مالکیہ نیز کتابد میں سے ابو بکر کے ایک یہی حکم ہوگا (۱) کہ فقہاء قاتل ہے کہ اس کے درمیان باہم یہ مرثیہ قائم رہے گی (۲)۔

لیکن حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر باغی اپنے ماں رشتہ دار کو قتل کرے اور عورتی کرے کہ میں حق پر ہوں تو وہ باغی امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک مرثیہ ہوگا، امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں، اور اگر باغی یہ کہے کہ میں نے اسے قتل کیا اور میں باطل پر ہوں تو اس صورت میں امام ابو حنیفہ اور صاحبین کے نزدیک بلا تعلق وہ مرثیہ ہوگا، امام ابو حنیفہ کا استدلال یہ ہے کہ اس نے جو کچھ بھی تلف کیا تاویل فاسد کا سارا لے لیا ہے، اور فاسد تاویل کے ساتھ رقت بھی شامل ہو جائے تو وہ صحیح سے ملحق ہو جاتی ہے، اس تاویل پر چہلی سہ فاسد ہے لیکن اس کی وجہ سے ضمان ساقط ہو جاتا ہے تو اسی طرح اس کی وجہ سے مرثیہ سے محرومی نہیں لازم آئے گی، جیسا کہ اس کے متقارن میں وی تاویل صحیح ہے (۳)۔

ثانیہ کی رائے ہے کہ یہی کتابد میں سے ابن حامد قاتل ہے

(۱) انہی ۸/۱۱۸، کتاب الفتاویٰ ۱/۱۳۸۔

(۲) البدیع ۱/۱۶۹، حاشیہ الدسوقی ۳۰۰، شرح البیہر ۳۲۹۔

(۳) البدیع ۳/۱۳۸، تبیین الحقائق ۲۷۶۔

کہ مندرجہ ذیل حدیث کے عموم کی بنیاد پر وہ شخص وارث نہیں ہوگا۔ حدیث ہے: "لَيْسَ لِقَاتِلِ شَيْءٍ" (۱) (قاتل کے لئے کوئی شئی نہیں ہے)۔ یہی حکم اس باغی کا ہوگا جس نے عادل کو قتل کیا ہو (۲)۔ اور شافعیہ نے صراحت کی ہے کہ قاتل اپنے مقتول کا مطلق وارث نہیں ہوگا (۳)۔

باغیوں سے قتل کے لئے کن اسلحوں کا استعمال جائز ہے: ۲۸- حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک باغیوں سے قتال میں اگر وہ قلعہ بند ہو گئے ہوں، ہر اس اسلحہ کا استعمال درست ہے جس سے اہل حرب سے جنگ کی جاتی ہے جیسے گولہ، تیر اندازی، مینتق (توپ)، جگ لگا، ڈبو دینا، رسد اور پانی کی سپلائی کاٹ دینا وغیرہ۔ یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب ڈنٹی تو ان چیزوں کا استعمال کریں۔ اس لئے کہ باغیوں سے قتل کے وقت فوج اور اس کی قوت و شوکت کو توڑنے کے لئے ہوتا ہے، لہذا جن ذرائع سے یہ مقاصد حاصل ہوں ان کا استعمال ان سے قتال میں کیا جائے گا (۴)۔ مالکیہ نے کہا: کہ اگر ان میں عورتیں اور بچے بھی ہوں تو ان پر آگ نہیں چھینکی جائے گی (۵)۔

شافعیہ و حنبلیہ نے کہا: کہ آگ اور مینتق (توپ) کے ذریعہ ان

(۱) حدیث: "لَيْسَ لِقَاتِلِ شَيْءٍ"۔ بحوالہ امام مالک نے موطا (۸/۶۷ طبع تونس) میں مرسل روایت کیا ہے اور بخاری نے لفظ "القاتل لا یورث" کے ساتھ اسی کی روایت کی ہے اس کی سند میں کلام ہے بخاری نے کہا: اس کے شواہد سے اس کو تقویہ ہو جاتی ہے (سنن ابی داؤد ۲۲۰/۱ طبع دار الفکر بیروت)۔

(۲) ابی داؤد ۱۱۸/۸۔

(۳) منہاج الطالبین و حاشیہ اقلیہ ج ۳ ص ۳۸۔

(۴) المنہج ص ۱۷۷، حاشیہ ابن ماجہ ج ۳ ص ۱۱۳، فتح مبرا ص ۱۱۳۔

(۵) لشرح الکبیر و حاشیہ الدرر ج ۳ ص ۲۹۹، المنہج و الاکلیل ص ۲۷۸۔

سے قتال جائز نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی سے بڑے ذریعہ کا استعمال جائز ہے جس کا نقصان عام ہو جیسے: بونا، زبردست تھوکس، یا بچھوڑنا، نہ ہی ان کا محاصرہ کرنا اور لٹا پانی کی سپلائی قطع کر دینا جائز ہے، والا یہ کہ کوئی ضرورت ہو مثلاً دشمنوں نے یہ ذرائع اختیار کئے ہوں یا ہمارے محاصرہ کر لیا ہو اور ان ذرائع کے بغیر دشمن نہیں نہ ہو تو یہی صورت میں یہ عمل ان سے کٹو خلاصی کی نیت سے انجام دیا جائے گا نہ کہ ان کے قتل کے مقصد سے (۱)۔ اس لئے کہ جو قتال نہ کرے اس کا قتل جائز نہیں ہے، اور جن چیزوں کا نقصان معمولی ہوتا ہے ان کی رو سے قتال کرنے والے اور نہ کرنے والے دونوں آتے ہیں۔

باغیوں کا ان سے مقبوضہ ہتھیار سے مقابلہ:

۲۹- حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک جائز ہے اور یہی حنبلیہ کی ایک رائے ہے کہ باغیوں کا مقابلہ ان ہی کے اسلحوں، گھوڑوں اور ان سامان جنگ سے یا جائے جن پر قبضہ کر لیا گیا ہو، اگر اہل عدل کو اس کی ضرورت پیش آئے، اس سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باغیوں سے مقبوضہ ہتھیار کو اپنے اصحاب میں بصرہ میں تقسیم کیا تھا اور یہ تقسیم ضرورت کی بنیاد پر تھی، یہیں اسلحوں کا مالک نہیں بنایا گیا تھا، اور اس لئے بھی کہ امام بوقت ضرورت اہل عدل کے مال میں بھی ایسا تصرف کر سکتا ہے تو باغیوں کے مال میں ہرچہ اولیٰ درست ہوگا (۲)۔

ابن قدامہ نے قاضی سے نقل کیا ہے کہ امام احمد نے ورنہ جنگ ان اسلحوں سے انتفاع کے جوڑ کا ثناء دیا ہے، ان سے

(۱) منہاج المحتاج ص ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱

قتل کے علاوہ میں استعمال کو منع کیا ہے، اس لئے کہ وہ ان جنگ
میں جانوں کا تلف و اس کے اسلحوں و جانوروں پر قبضہ جائز
ہے تو اس سے تعاقب بھی جائز ہوگا جیسا کہ اہل حرب کے اسلحوں
سے تعاقب جائز ہے، ابو خطاب نے کہا: اس مسئلہ میں وہ نہیں
ہیں^(۱)۔

ثانیہ کی رائے اور یہی منابہ کے نزدیک دوسری رائے ہے جس کا ذکر
ابو خطاب نے کیا ہے، یہ ہے کہ باغیوں کے ہتھیاروں پر قبضہ
کرنا یہ گناہ ہے کہ اس میں سے کچھ بھی استعمال نہ نہیں ہے، الا یہ
کہ ضرورت ہو تو اس صورت میں نہیں حرجت مثل و اسلام نہنگا جیسے کہ
ایک مفصل شخص و ہرے کا کھانا استعمال کر لے تو کھانے کی قیمت اس سے
کرنا لازم ہوتی ہے^(۲)، اور اس لئے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "لا
یحل مال امرئ مسلم الا بطوب نفس منہ"^(۳) (کسی مسلمان کا
مال صرف اس کی رضامندی سے ہی استعمال کرنا جائز ہے)، اور اس
لئے بھی کہ جس کا مال لینا جائز نہیں ہے اس کے مال سے اتنا بھی
بغیر اس کی جائز اور بغیر ضرورت جائز نہیں ہے، اور اس لئے بھی کہ
اسلام نے ان کا مال معصوم کر دیا ہے، اور ان سے قتال تو صرف اس
لئے مباح ہے کہ انہیں امانت کی طرف لوٹایا جائے، لہذا مال معصوم
ہی رہے گا، اور جب جنگ ختم ہو جائے گی، تو اس کا اہل اسلام پر تمام اموال
کی طرح اس کو لوٹانا واجب ہوگا، جنگ ختم ہوئے سے قبل اس لئے نہیں
لوٹایا جائے گا کہ وہ ہم سے قتال میں اس کا استعمال کریں گے^(۴)۔

(۱) المغنی ۱/۱۱۶۔

(۲) نہایت الجناح ۷/۳۸۷، المہذب ۳/۲۲۱۔

(۳) حدیث: "لا یحل مال امرئ مسلم" کو نام احمد (۲۲۵/۵) طبع
بمبئیہ (۱) سے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، شیخ نے مجمع میں اسے
روایت کیا ہے اور کہا اس کو نام احمد اور اسے روایت کیا ہے، مسوں کے
رجحان صحیح کے رجال ہیں (مجمع المروک ۳/۱۷۱ طبع تہذیبی)۔

(۴) نہایت الجناح ۷/۳۸۷، المہذب ۳/۲۲۱، کتاب القناع ۱/۱۶۳۔

باغیوں سے قتال میں شرکین سے مدد:

۳۰- مالکیہ، ثانیہ اور حنبلیہ کا اتفاق ہے کہ باغیوں سے قتال میں
کفار سے استعانت و مدد حرام ہے، اس سے کہ قتل کا مقصد باغیوں
کا قتل نہیں بلکہ انہیں باز رکھنا ہے، اور کہہ دے مقصد اس کا قتل
کر رہے ہیں، اور اگر کفار سے تعاون کی ضرورت پڑے تو اگر دشمن کفار
سے مدد کی جارہی ہے انہیں قتل میں رکھنے کی قدرت ہو تو جائز ہوگا،
اور ایسی قدرت نہ ہو تو جائز نہیں ہوگا۔

جیسا کہ ثانیہ اور حنبلیہ نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ باغیوں
سے قتال میں ایسے اہل مدد کا تعاون بھی جائز نہیں ہے جو پیچہ
بھی نہ رہیں باغیوں کے قتل کی رائے رکھتے ہوں (یہ رائے فقہاء و
حنبلہ کی ہے) جیسا کہ تفسیر بیچے یا ہوتی۔

حنبلہ جمہور کے ساتھ اس بات پر متفق ہیں کہ اہل شرک سے
استعانت جائز نہیں ہے اگر اہل شرک ہی کا حکم نافذ ہوتا ہو، لیکن اگر
اہل مدد کا حکم چلتا ہو تو وہ باغیوں کے کسی گروہ سے استعانت
میں کوئی حرج نہیں ہے، خود مدد کی ضرورت نہ ہو، اس لئے کہ اہل مدد
دین کی مدد دہنی کے لئے قتال کرتے ہیں، اور باغیوں کے خلاف
اہل شرک کا تعاون ایسا ہی ہے جیسے جنگی اسلحوں سے کام لیا جائے (۱)۔

باغیوں سے معرکہ کے مقتولین و مرثیہ کی نماز جنازہ:

۳۱- اہل مدد میں سے جو قتل ہو وہ شہید ہوگا، اس سے کہ وہ اللہ کے

حکم کے لئے قتال میں مارا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لفاتنوا
الناس تبیی" (۲) (وہ اس سے لڑا جو یاوتی رہ رہا ہے)، اس شہید کو نہ

(۱) حاشیہ ابن بطریق ۳/۱۶۳، حاشیہ مدد علی ۳/۹۹، النجاشی و لاطیل
۱/۲۸۷، المہذب ۳/۲۲۰، نہایت الجناح ۷/۳۸۷، المغنی ۱/۱۶۳، شرف

القناع ۱/۱۶۳۔

(۲) سورۃ حجر آیت ۹۔

جمہور نے غسل و تکفین «و نماز جنازہ کے حکم میں باغیوں میں سے خوارق اور غیر خوارق کے درمیان فرق نہیں کیا ہے»۔

باغیوں کی باہمی لڑائی:

۳۴- اگر باغیوں کے ائمہ میں بانم لڑائی ہو جائے اور امام اس «نوں کو کامیاب میں رستہ ہو تو پھر امام کی پکڑ فریق کی مدد نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ «نوں فریق ملٹی پر ہیں، بین تمام «نوں فریقوں کو کامیاب میں نہیں رستہ ہوتا اور اس بات کا اطمینان ہو کہ امام سے قتال کے لئے «نوں فریق متحد ہو جائیں گے تو «نوں میں سے ہونے والی فریق سے زیادہ قریب ہو اس فریق کو امام اپنے ساتھ لے گا، اگر «نوں فریق برابر درجہ میں ہوں تو امام اپنی رائے اختیار سے کسی ایک کو اپنے ساتھ لے گا، اس عمل سے مقصود ایک فریق کے مقابلہ میں دوسرے فریق کی مدد نہیں ہوگی بلکہ دوسرے فریق کے خلاف پہلے فریق سے مدد یعنی مقصد ہوگی، پھر دوسرا فریق شکست کھائے تو امام اس پہلے فریق سے قتال میں نہ لے گا جس کو اپنے ساتھ لے گا، یا تو تا آنکہ اس فریق کو اطاعت اختیار کر لینے کی دعوت دے دے اس لئے کہ اس فریق سے استقامت کی وجہ سے اسے فائدہ حاصل ہو چکا ہے، منافق اور متاہلہ نے اس کی صراحت کی ہے (۱)۔

حنفیہ اور مالکیہ کی جن کتابوں سے ہم نے رجوع کیا ہے ان میں اس صورت کا حکم نہیں آیا۔

حنفیہ کی کتابوں میں آیا ہے کہ اگر کوئی باغی اپنے لشکر میں دوسرے باغی کو قتل کر دے پھر باغیوں پر اہل عدل غاصب جائیں تو قتال پر کچھ بھی نہیں ہوگا، چونکہ مقتول کا خون مباح تھا، اگر سے کسی عاقل

غسل دیا جائے گا اور نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اس لئے کہ وہ یہ معرکہ میں شہید ہو ہے جس میں قتال کا حکم تھا، لہذا وہ کفار سے معرکہ میں شہید ہونے والے کے شاہد ہو گیا، حنابلہ کی ایک روایت یہ ہے کہ سے غسل دیا جائے گا و نماز جنازہ پڑھی جائے گی، یہی امام ابو حنیفہ اور ابن اہماد کا قول ہے، اس لئے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «صلوا علی من قال لا إله إلا الله» (۱) (بخاری، لا إله إلا الله سنے)۔ لے پر نماز جنازہ پڑھو، آپ نے معرکہ کے کفار مقتولین کا استثناء فرمایا، تو ان کے علاوہ لوگوں کے لئے اصل حکم ہی باقی رہے گا (۲)۔

جہاں تک باغی مقتولین کا تعلق ہے تو مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ انہیں غسل دیا جائے گا، کفن دیا جائے گا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، حضور ﷺ کے اس ارشاد کے عموم کی وجہ سے کہ «صلوا علی من قال لا إله إلا الله»، اور اس لئے بھی کہ وہ مسلم ہیں بینات کے سے شہادت کا حکم ثابت نہیں ہوا، لہذا انہیں غسل دیا جائے گا اور نہ ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، یہی حکم مشیہ کے نزدیک بھی ہے خواہ باغیوں کا اگر وہ ہویا نہ ہو، یہ حنفیہ کی صحیح رائے ہے (۳)، اور مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے اہل حرہ پر نماز جنازہ نہیں پڑھی، بین انہیں غسل دیا گیا، کفن پہنایا گیا اور تدفین کی گئی (۴)۔

(۱) حدیث: «صلوا علی من قال لا إله إلا الله»۔ «کودار تفسیر» (۵۶/۳ طبع دارالمکرمین) لے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے ابن جریر نے کہا عثمان بن عبد الرحمن جو اس حدیث کے ایک روایت ہیں کو یحییٰ بن یحییٰ نے جھٹلایا ہے (انہیں) ۳۵/۳ طبع شرکت المطابع المکیہ۔

(۲) المدنی ۱۲/۲، حاشیہ ابن ماجہ ۱۲/۳، حاشیہ العیسیٰ علی تبیین الحقائق ۳۹۶، ۳۹۷، ۱۲/۸۔

(۳) المدنی ۱۲/۲، حاشیہ ابن ماجہ ۱۲/۳، حاشیہ العیسیٰ علی تبیین الحقائق ۳۹۶، ۳۹۷، ۱۲/۸۔

۴ المدنی ۱۲/۲۔

(۱) المدنی ۸/۱۱۷۔

(۲) المہذب ۳۳۰/۳، المدنی ۸/۱۱۰۔

نے قتل کر دیا ہوتا تو قاتل پر کچھ بھی واجب نہیں ہوتا، لہذا باغی قاتل پر بھی دیت یا قصاص واجب نہیں ہوگا، اور نہ ہی اس پر گناہ ہوگا، اور اس نے بھی قتل کے وقت امام عدل کو ولایت حاصل نہیں تھی، لہذا یہ قتل موجب جزا نہیں بنا جیسے کہ دارالحرب میں قتل موجب جزا نہیں ہوتا۔^(۱)

فقہاء حنفیہ کہتے ہیں: اگر باغی کسی شہر پر غلبہ آجائے، پھر باغیوں کا دوسرا گروہ ان سے جنگ کرے اور شہر والوں کو گرفتار کرنا چاہے تو اہل شہر پر واجب ہوگا کہ اپنے لوگوں کے دفاع کے لئے مقدمہ کریں۔^(۲)

حنفیہ نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر باغیوں کے لشکر میں ایک اہل عدل تاجر ہو، اسے اہل عدل تاجر کو قتل کر دے یا اہل عدل قیدی ہو کر قیدی کو قتل کرے، پھر یہ لوگ قبضہ میں آئیں تو قصاص واجب نہیں ہوگا، اس لئے کہ یہ فعل قتل موجب جزا نہیں بنا، کیونکہ وہ اہل عدل اور شہر پر غلبہ کرنے پر ولایت بھی حاصل نہیں ہے، جیسا کہ دارالحرب میں یہی صورت پیش آئے تو وہ واجب نہیں ہوتی، اس لئے کہ باغیوں کے لشکر دارالحرب میں یکساں طور پر ولایت حاصل نہیں ہے۔^(۳)

باغیوں کا غارت سے مدد لینا:

۳۳- حنفیہ، ثنائیہ اور حنبلیہ کی رائے ہے کہ باقی اہل حرب سے مدد لینا درست نہیں، لیکن یہاں سے معاملہ درمیان میں ان اہل حرب پر کامیابی حاصل ہوتے ہوئے ہمارے لئے اس امان کا اعتبار نہیں

(۱) التہذیب و تنقیح و التالیف ۱۳۸۳ھ الدر المختار ۱۲/۳۴۲ تبیین الفتاویٰ و تالیف
۱۳۸۳ھ
(۲) فتح القدیر ۶/۳۶۳
(۳) بدیع الصنائع ۷/۳۳۳-۳۳۴

ہوگا، اس لئے کہ امان کی صحت کے لئے یہ شرط ہے کہ انہیں لازماً مسلمانوں سے باز رکھا جائے، لیکن یہاں انہوں نے مسلمانوں سے قتال کرنے کی شرط قبول کی ہے، لہذا انہیں اس سے حاصل نہیں ہو، اہل عدل اس سے قتال کریں گے، اور ان کے جو قیدی اہل عدل کے ہاتھوں رہتارہوں گے وہ جنگی قیدی کے حکم میں ہوں گے۔^(۱)

باقی اہل عدل یا نہ لوگوں (مستائیس) سے مدد طلب کریں تو جو باغی یہ لوگ باغیوں کی اعانت کریں گے عہد شکن قرار پائیں گے اور اہل حرب کے حکم میں ہو جائیں گے، اس لئے کہ انہوں نے مسلمانوں سے عدم تعرض کی شرط توڑ دی، اور ان کا معاہدہ میوں کے برخلاف بگٹی ہوتا ہے، لیکن انہیں عہد شکنی پر مجبور کیا گیا ہو اور انہیں قوت بھی حاصل ہو تو ان کا عہد برقرار ہے گا۔^(۲)

اگر باغیوں نے اہل دوسرے سے مدد لی اور انہوں نے باغیوں کی مدد کی اور ان کے ساتھ مل کر قتال کیا تو ثنائیہ اور حنبلیہ کے نزدیک وہ راسخ ہیں:

ایک رائے یہ ہے کہ ان کا عہد ٹوٹ جائے گا، اس لئے کہ انہوں نے اہل حق سے قتال کیا تو ان کا عہد باقی نہیں رہا، جیسا کہ انہوں نے خود ہی تباہ قتال کیا ہو، اس رائے کے مطابق یہ ذمی اہل حرب قرار پائیں گے، یہ حال میں کسی قتل یا چارے گا، ان کے رعایوں کو بھی مار ڈالا جائے گا، انہیں غلام بنایا جائے گا، اور ان پر حربوں سے قتال کے تمام احکام جاری ہوں گے۔

دوسری رائے یہ ہے کہ ان کا عہد نہیں ٹوٹے گا، اس لئے کہ اہل ذمہ کو نہیں معلوم کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر، لہذا اس مسئلہ میں

(۱) فتح القدیر ۱۶/۳۱۶ نہایہ المحتاج ۷/۳۸۸-۳۸۹ التہذیب ۱۲/۳۴۱
(۲) نہایہ المحتاج ۷/۳۸۸-۳۸۹ البیہق ۲۲/۳۴۱-۳۴۲، کتب

لیکن شافعیہ اور حنابلہ نے صراحت کی ہے کہ قوی قتل کے دوران یا اس کے بغیر اہل عدل کا جو کچھ نقصان کریں اس کے وہ ضامن ہوں گے، اس لئے کہ اس کے لئے تاویل نہیں ہے۔^(۱)

باغی کو مادل کی جانب سے امان فراہم کرنا:

۳۴- حنفیہ نے صراحت کی ہے کہ اہل عدل میں سے کوئی شخص اگر کسی باغی کو مادل دے دے تو اس کا مال جائز ہوگا اس سے کہ باغی سے اختلاف کاخ سے بڑھ کر نہیں ہے، اور کاخ کو مادل دینا جائز ہے تو باغی کو مادل دینا بھی جائز ہوگا بلکہ باغی اس کا مستحق بدرجہ اولیٰ ہوگا، اس لئے کہ وہ مسلمان ہے، اور یہاں اوقات اس سے مناظرہ کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ توبہ کر لے، اور یہی وقت ممکن ہے جب سے فریق باغی کی جانب سے مکمل طمیع ہو، ترکوں باغی مان کے ساتھ لے کر کوئی مادل اسے قتل کرے تو قاتل پر بیت واجب ہوگی^(۲)۔

باغیوں کے مام کے تصرفات

اگر باغی اور ملام اسلام کے کسی شہر پر غلبہ کرے اور وہ مام متحرک نہیں اور یہ مام بحیثیت حاکم تصرفات انجام دے جیسے رفاقہ جہر، باران، ریزی کی مصلیٰ، حد، وغیرہ کا قضا، قاصیہ کی تقریر تو کیا یہ تصرفات ماند ہوں گے، ورنہ ان کے آثار اہل عدل کے حق میں مرتب ہوں گے؟ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

الف- زکاۃ، جزیہ، شرع خرچ کی وصولی:

۳۵- فقہاء کی رائے ہے کہ باغی دن حدوں پر غلبہ کرے ہوں،

اس کے سے شہید ہو گیا، اس رائے کی رو سے یہ دینی بھی اس مام میں باغیوں کی طرح ہونے کے قیدی، میدان سے ہٹ گئے والوں و رزخیوں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

حنفیہ و مالکیہ نے شافعیہ و حنابلہ سے اس مسئلہ میں اتفاق کیا ہے کہ اگر باغیوں کی درخواست پر دینی اس کی مدد کریں تو ان کا عہد فہم نہیں ٹوٹے گا جیسا کہ باغیوں کی جانب سے یہ فعل شخص مان نہیں ہے جو اہل فہم باغیوں میں شامل ہوئے وہ اس بات سے نہیں ملے ہیں کہ مامات میں سلامی احکام کی پابندی کریں گے، اور ملام والوں میں سے کہنا نہیں گئے^(۱)۔

اگر باغی ان کو اپنی مدد پر مجبور کریں تو اس میں ایک ہی رائے ہے کہ ان کا عہد نہیں ٹوٹے گا، اور ان کا قول قبول کیا جائے گا اس لئے کہ وہ باغیوں کے ماتحت قدرت ہیں^(۲)۔

حنفیہ نے صراحت کی ہے کہ بیت دینی بھی باغیوں کے حکم میں ہوں گے، فقہاء حنفیہ کے یہاں اس جملہ کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ دینی اور ان قتل اہل عدل کے سامان کا فرق کریں تو اس پر اسی طرح صحت نہیں ہوگا جس طرح باغیوں پر نہیں ہوتا ہے^(۳)۔ مالکیہ سے بھی اس کی صراحت کی ہے، چنانچہ انہوں نے بیت دینی کے بارے میں جو اصحاب تاویل باغیوں کے مطالبہ پر ان کے ساتھ ترمیم کریں یہ کہا ہے کہ وہ جب یہ سامان کے ضمانت نہیں ہوں گے^(۴)۔

(۱) فتح ۱۵۸۳ھ، مجمع والکلیل ۲۷۹/۶، شرح البصیر ۳۳۰، شرح الکبیر و حلیۃ الدنوی ۳۳۰، المہذب ۲۲۱، نہایۃ المحتاج ۷/۸۸، معنی ۲/۸، کشف القناع ۱/۱۶۱۔

(۲) معنی ۲/۸۔

(۳) فتح القدیر ۳/۵۳۔

(۴) شرح البصیر ۳۳۰، شرح الکبیر و حلیۃ الدنوی ۳۳۰، مجمع والکلیل ۲۷۹/۶۔

(۱) المہذب ۲۲۱، نہایۃ المحتاج ۷/۸۸، معنی ۲/۸، کشف القناع ۱/۱۶۱۔

(۲) فتح ۱۶۸۳ھ، رد المحتار و حاشیہ ابن مایہ ۳/۳۱۲۔

وہاں سے جو کچھ زکوٰۃ، جزئیہ، حشر اور خراج وہ وصول کریں گے ان کا
انتشار ہمارا ہوگا، اس لئے کہ انہوں نے جو کچھ کیا یا وہ جازا تاویل
کے ساتھ ہو، اہل وہمانڈ ہوگا، جیسے کہ حاکم کسی ایسے امر کا فیصلہ کرے
جس میں ہتھیاری جنگ ہو، اور باغیوں کو شہر زکوٰۃ وغیرہ دینے میں
لوگوں پر کوئی حرج نہیں ہے، چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے
پاس نحدہ حروری کا نمود آتا تھا تو آپ اسے اپنی زکوٰۃ دے دیا
کرتے تھے کسی طرح حضرت سلمہ بن اکوع کا عمل تھا۔

اہل عدسہ امام بن مایقوں پر غائب آجائے تو جو کچھ بائیسوں نے
 وصول کیا تھا اس میں سے کسی چیز کے مطالبہ کا اسے حق نہیں ہوگا۔ اور نہ
 عین لوگوں سے طلب کرے گا جن سے وصول کیا گیا تھا۔ حضرت
 ابن عمرؓ اور حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے اسی کے مثل مروی ہے، اور اس
 سے بھی کہ امام کو بصولی کی ولایت لوگوں کے تہذیب کرے کی وجہ سے
 حاصل تھی، یہاں امام کی طرف سے حمایت و تہذیب نہیں پایا گیا، اور اس
 سے بھی کہ اس کا شمار متہذبنہ کرے میں عظیم ضرر اور یہی مشقت
 ہے، ممکن ہے وہ طویل عرصہ تک ان مایقوں پر غائب رہیں، اور اگر
 ان کی بصولی کا متہذبنہ یہاں سے تو اس پوری مدت کی رفاہ لوگوں سے
 ملتی رہے گی (۱)۔

الوحید سے پہلے غیبوں سے جن لوگوں سے وصولی کی ہے۔ دلوگ
وہ رہ وائیں گے، اس لئے کہ ان سے جس سے وصول یا ہے، اس
الایت صحیح حاصل نہیں ہے۔ لہذا اس کا وصول کرنا عام افراد کے
وصول کرنے کی مانند ہوگا (۲)۔

فقہاء حنفیہ کی رائے ہے کہ اٹل جی کے امام نے بے اصول شدہ احوال

() نسخہ ۱۳۱۳ھ البدایع ۱۳۲۷ھ المہذب ۱۳۲۱ھ غنیۃ المحتاج
۱۳۸۵ھ المعنی ۱۱۸/۸، کتاب المحتاج ۱۶۵/۶، الکافی لابن عبد البر
۱۳۸۶ھ معجم الجلیل ۱۳۳۶ھ

۱۸۷۲

کو ان کے معارف میں صرف سردیا ہو تو دینے والوں کی طرف سے کفایت نہ رہے گا۔ اور انہیں دوبارہ نہیں دے کر دیا ہوگا اس سے کہ حق اپنے مستحق تک پہنچ چکا ہے لیکن اگر امام نے وہ موالاں کے معارف میں صرف نہیں کیا ہو تو جن سے وصولی کی گئی ہے ان پر "فیر" بینہ و بین فتنہ لازم ہے کہ دوبارہ انہیں اس سے کہ وہ موالاں اپنے مستحقین تک نہیں پہنچے ہیں مال بن الہمام کہتے ہیں: "مشائخ کہتے ہیں کہ مالکان پر شرع کی دوبارہ دہائی لازم نہیں ہے اس سے کہ مالکان ملک کرنے والے ہوتے ہیں، جو شرع کا تصرف میں خواہ موالدار ہوں، اگر باقیات رہیں تو یہی حکم مشرک ہوگا، لیکن اگر باقی مالدار ہوں تو مشائخ نے دوبارہ انہیں کالتہ کی دیا ہے، تمام موالاں کی بات میں یہی حکم ہوگا" (۱)۔

ثانفہ اور حنا بلہ کہتے ہیں: ”مرباغیوں کا شہر اہل عدس کے قبضہ میں آجائے اور رکاوٹ! یہ دہلے دعوئی نہیں۔ اسوں نے باغیوں کو ادا کر دیا ہے تو ان کی بات قبول کی جائے گی، ان سے قسم لینے کے سلسلہ میں ثانفہ کی دہرا ہے، درہام احمد نے کہا: لوگوں سے ان کی رکاوٹ پر حلف نہیں لیا جائے گا۔“

۱۔ اُمر تر یہ: اُمر کرنے والے دعویٰ کریں کہ انہوں نے باغیوں کو
تر یہ: یا ہے تو ان کی بات قبول نہیں کی جائے گی، اس سے کہ
تر یہ عوض ہے، لہذا: انگلی کی بابت ان کا قول قبول نہیں کیا جائے گا،
جیسے کہ اترت پر لیے: ملا تہ: کی: انگلی کا دعویٰ کرے تو قبول نہیں کیا
جائے گا، مثال کے طور پر: ایک اُمر سال گذر گیا ہو تو ان کا قول قبول کرنے
کی منجاش ہے، اس لیے کہ ظاہر یہی ہے کہ باقی ان سے جز یہ نہیں
چھوڑیں گے، لہذا ان کا قول قبول کیا جائے گا، اس لیے کہ ظاہری
صورت ان کے حق میں ہے، اور اس لیے بھی کہ اگر ہی طرح بہت

$$\frac{1}{2} \frac{d}{dt} \left(\frac{1}{2} \frac{d}{dt} \right) \quad (1)$$

ہارے میں بیت جائے تو اپنے بھائی پر بیٹہ پیش کرنا ان کے لئے مشکل ہوگا، اور بیٹہ اس کو ہرجز یہ اور نے پر مجبور ہو پڑے گا۔ جس پر شرط ہے جب ہے اور باغیوں کو رائج اور، یہ کا دعویٰ کرے تو اس میں اور میں ہیں ایک رائے یہ ہے کہ اس کا قول قبول کیا جائے گا اس کے کہ وہ مسلم ہے پس، انگلی کی بابت اس کا قول قبول ہو جائے گا جس طرح زکاۃ کی انگلی میں قبول یا حاکم ہے، دوسری رائے یہ ہے کہ قبول نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ شرع ثمن یا حرام ہے، لہذا انگلی کے سلسلہ میں اس کی بات نہیں قبول کی جائے گی جس طرح بیع میں ثمن اور اجارہ میں اتہات کی بابت قبول نہیں کی جاتی ہے (۱)۔

مگر باغی و ظیہ ثوروں کا حصہ اپنی فوج پر تقسیم کر دیں تو درست ہے، اس سے کہ وہ مختل تاویل کا عقائد رکھتے ہیں، لہذا یہ اجتہاد کے ذریعہ فیصلہ کے مستحق ہے، اور اس لئے بھی کہ اس کا متبادرہ رائے میں رعیت کو نقصان پہنچا رہا ہے، اور اس لئے بھی کہ ان کی فوج بھی اسلامی افواج میں سے ہے، اور ان سے بھی کفار پر رعب قائم ہے، یہ حکم، دونوں صورتوں میں ہے تو وہ زکاۃ معین ہو جائیں، اور تو ہوا فیوں کی شوکت، وجوب زکاۃ تک برقرار ہو جائے، ایک قول یہ ہے کہ ان کی تقسیم کا اعتبار نہیں کیا جائے گا تاکہ وہ اس کے ذریعہ ہمارے خلاف قوت نہ حاصل کریں (۲)، شرط ہے، یہ الامتصاص، مگر یہ اس کا حکم نہ یہی طرح ہے، کیونکہ وہ غیر مسلم کی طرف سے غرض ہے (۳)۔

ب۔ باغیوں کا فیصلہ و ریس کا نفاذ:

۳۶۔ اگر باغی کسی شے پر قابض ہو جائے اور وہ اس میں شریعت سے

کسی کو قاضی مقرر کر دیں جو باغیوں میں سے نہ ہو تو یہ بالاعتقاد درست ہے، اور وہ قاضی حدود کا اتہاء کرے گا، اور اگر وہ قاضی باغیوں میں سے ہو، پھر اہل عدل شہ پر غائب جائے، اس قاضی کے فیصلے قاضی اہل عدل کے سامنے پیش کئے جائیں تو یہ قاضی اس فیصلوں کو نافذ کرے گا جو معنی بر عدل ہوں، ان طرح کے فیصلوں کو بھی نافذ کرے گا جو باغی قاضی نے کسی مجتہد کی رائے کے مطابق لئے ہوں، اس لئے کہ اجتہاد ہی امور میں قاضی کا فیصلہ نافذ ہوتا ہے، خود وہ فیصلے قاضی اہل عدل کی رائے کے مخالف ہوں (۱)۔

مالکیہ نے کہا: اگر باغی تاویل پر ہو اور کسی کو قاضی مقرر کرے، اور وہ کسی چیز کا فیصلہ کرے تو وہ نافذ ہوگا، اس کے فیصلوں کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا، بلکہ ان میں صحت پر محمول کیا جائے گا اور اس سے اختلاف رفع ہو جائے گا، مطلق نے کہا: یہ ظاہر مذہب ہے، بین سر باغی تاویل و ملائہ ہو تو اس کے فیصلوں پر نظر ثانی کی جائے گی، ابن القاسم نے کہا: ان باغیوں کا فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے (۲)۔

ثانیہ اور حنابلہ نے کہا: اگر وہ قاضی اہل عدل کے خون و مال کو مباح سمجھنے والوں میں ہو تو اس کے احکام نافذ نہیں ہوں گے، اس لئے کہ فیصلہ کے لئے عدل اور اجتہاد شرط ہے، اور یہ قاضی نہ تو عادل ہے، اور نہ مجتہد، بین اگر وہ اہل عدل کے خون و مال کو مباح نہ سمجھتا ہو تو اس کے بھی وہ فیصلے نافذ ہوں گے جو فیصلے اہل عدل کے مانند ہوتے ہیں، اس لئے کہ وہ یہی تاویل، لے ہیں جس میں اجتہاد کی گنجائش ہے، لہذا اس کے وہ فیصلے ان میں اجتہاد کی گنجائش ہے، ان میں ہوں گے، اور اس لئے بھی کہ یہ جائز تاویل کے ساتھ فروغ میں اختلاف ہے، لہذا یہ فیصلہ صحت میں مانع نہیں ہوگا، نہ

(۱) فتح ۱۶۸۳، البدیع ۴۲۲، المغنی ۱۱۸/۸۔

(۲) المشرع الکبیر و صلیہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۳۰۰، المراجع و لافیل ۲۷۹، المشرع المکبیر ۳۰۰، فتح البکلیل ۳۶۱۔

(۱) المبرور ۲۲۱/۲۔

(۲) نہیۃ المصالح ۵۸۵، المغنی ۱۱۸/۸۔

(۳) المغنی ۱۱۸/۸، کتاب الفتن ۱۶۱/۱۔

وہ قاضی ہوگا جس طرح اختلاف مقبول نہیں ہوتا ہے، اگر مافی قاضی یہ فیصلہ دے جو جہت کے مخالف نہ ہو تو اس کا فیصلہ مانڈ ہوگا، اور اگر وہ فیصلہ جہت کے خلاف ہو تو رد کر دیا جائے گا، اور اگر وہ وہاں جگہ سے جائے، لے نقصانات کا ضمان باغیوں سے ساتھ ہونے کا فیصلہ دے تو یہ فیصلہ مانڈ ہوگا اس لئے کہ یہ مقابلی مسئلہ ہے اگر باغیوں نے جگہ سے قبل نقصان دیا ہو تو اس کے ضمان کے ساتھ ہونے کا فیصلہ مانڈ نہیں ہوگا اس لئے کہ یہ فیصلہ اجماع کے خلاف ہے اور اگر مافی قاضی اہل عدل پہ نقصانات کے ضمان کا فیصلہ دے جو وہاں جگہ انہوں نے کئے تو یہ فیصلہ مخالف اجماع ہونے کی وجہ سے مانڈ نہیں ہوگا، لیکن جگہ کے علاوہ کئے جانے والے نقصانات کے ضمان کا فیصلہ دے تو یہ مانڈ ہوگا^(۱)۔

ج۔ باغی قاضی کا خط عادل قاضی کے نام:

۳۷- حنفیہ کے نزدیک قاضی اہل عدل باغیوں کے قاضی کا خط قبول نہیں کرے گا اس سے کہ وہ قاضی ہیں^(۲)، ثانیہ اور حنبلیہ کے نزدیک ہمارے نام ان کی تحریر کی بنیاد پر بینہ ثبوت سننے کے بعد فیصلہ صحیح قول کے مطابق جاز ہے، لیکن اس پر فیصلہ نہ دینا اس کو مانڈ نہ کرنا صحیح ہے تاکہ اس کا اختلاف ہو، لیکن فیصلہ کے فرق کا نقصان بھی نہ ہو، اگر قاضی سے قبل رد کر لے تو جاز ہے اس لئے کہ باغی قاضی کا فیصلہ مانڈ ہوتا ہے تو اس کی تحریر پر فیصلہ بھی جاز ہوگا، جس طرح قاضی اہل عدل کی تحریر پر فیصلہ جاز ہوتا ہے، اس لئے کہ وہ فیصلہ ہے، اور فیصلہ کرے والا اس کا اہل ہے، بلکہ اگر ہمارے کسی شخص کے حق میں نئے کسی شخص کے خلاف فیصلہ ہو تو بھی فیصلہ مانڈ نہ ہوگا۔ ضروری ہے، ایک قول یہ ہے کہ اس کی تحریر کا اعتبار نہیں لیا جائے گا

(۱) المہذب ۲/۲۲۱، پہلیہ المصاحح ۲/۲۸۳، اشعی ۱۱۹/۸-۱۲۰۔

(۲) صحیح ۱۶/۲۱۶، المدائع ۲/۳۲۲۔

یہ ممکنہ اس سے باغی قاضی کے منصب کی بندگی لازم آتی ہے۔ اس مسئلہ میں مالکیہ کی کوئی صراحت ہمیں نہیں ملتی، لیکن انہوں نے اپنے قاضی کے لئے عدالت کی شرط لگائی ہے جس کی تحریر قبول کی جائے گی، خود اس قاضی کو منصب قضاء کی غائب جانے والے اہل نے دیا ہوا کافر نے تاکہ لوگوں کے مصالح کی رعایت ہو سکے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باغیوں کے قاضی کی تحریر قبول کرنا درست ہے^(۳)۔

د۔ باغیوں کا اجر ان کے حدود و روایت پر حدود و کاہ خوب:

۳۸- باغیوں کے امام کی جاری کردہ حد صحیح و نفع ہوتی ہے، اور کفایت کرتی ہے، چنانچہ مجرم اگر قتل کا مرتکب نہ ہو تو اس پر دو بارہ حد جاری نہیں کی جائے گی، اور اگر قتل ہو تو اس پر اہمیت نہیں ہے، اس لئے کہ حضرت علیؑ نے اہل سرہ سے قتال کیا اور انہوں نے جو کچھ لے لے کر حد سے تھے نہیں منسوخ نہیں کیا، اس سے کہ انہوں نے جاری کیا، اہل کے درجہ عمل یا ہے، تو وہ مانڈ ہوں گے، مالکیہ، ثانیہ اور حنبلیہ میں سے ایک نے اس کی تصریح کی ہے^(۳)۔

حنفیہ نے کہا ہے: اگر باغیوں کے امام کا نصب کردہ قاضی اس شہر کے ایمان میں سے ہو جس پر باغیوں نے قبضہ کیا ہے، خود باغیوں میں سے نہ ہو تو اس قاضی پر حد سے حد واجب ہے، اور وہ مانڈ ہوں گے، اور اگر وہ قاضی باغیوں میں سے ہو، اور باغیوں نے اس کو اہل سے قوت حاصل کر لی ہو تو حد کا وجوب نہیں ہوگا، اس لئے کہ فعل فیہ، اور امام میں، قلع ہونے کی وجہ سے سرے سے موجب حد بنائی نہیں ہے، یہ ممکنہ، تہذیب کے وقت قتل کے مقام

(۱) المہذب ۲/۲۲۱، پہلیہ المصاحح ۲/۲۸۳، اشعی ۱۱۹/۸-۱۲۰۔

(۲) صحیح ۱۶/۲۱۶، المدائع ۲/۳۲۲۔

(۳) المشرح المستعبر ۲/۳۰۵، صحیح ۱۶/۲۱۶، المدائع ۲/۳۲۲، اشعی ۱۱۹/۸-۱۲۰۔

المہذب ۲/۲۲۱، اشعی ۱۱۹/۸۔

بخا ۳۹۳: بغی

مالکیہ کہتے ہیں: باغیوں کی شہادت قبول کی جائے گی شریکہ وہ اہل بدعت نہ ہوں، اگر بدعت والے ہوں تو قبول نہیں کی جائے گی، اور اس میں ۱۱- لگی شہادت کے وقت کا اعتبار ہوگا۔^(۱)

شافعیہ نے بطلان باغیوں کی شہادت ان کی تاویل کی وجہ سے قبول کی جائے گی، بلا یہ کہ وہاں لوگوں میں سے ہوں جو آپ سوائسٹین کے حق میں ان کی تصدیق کی وجہ سے شہادت دیتے ہیں، یہی صورت میں اس میں سے بعض کے حق میں شہادت قبول نہیں کی جائے گی^(۲)۔

حنابلہ نے کہا ہے: باغی اگر اہل بدعت نہ ہوں تو وہ فاسق نہیں ہیں، وہ شخص اپنی تاویل میں خطا پر ہیں، لہذا وہ مجتہدین کی طرح ہیں، ان میں سے جو شخص شہادت دے گا تو وہاں ہوتا اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔

امام ابو حنیفہ سے ”قول ہے کہ میں عدالت و ایمان کے خلاف کفر کی وجہ سے فاسق قرار دیا جائے گا، لیکن ان کی شہادت قبول کی جائے گی، اس لئے کہ ان کا فسق دین کی جانب سے ہے تو اس کی وجہ سے شہادت نہیں کی جائے گی“^(۳)۔

بغی

دیکھئے ”بخا“۔

پر ملاہیت حاصل نہیں ہے، اور اگر مجرم دارالسلام لوٹ آئے تو بھی اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی، اسی طرح اگر ان پر ناراضی ہو جائے تو بھی حد وہ اس پر قائم نہیں لے جائیں گے، اور اگر باغیوں نے حد وہ قائم کے ہوں تو اس کا عادی نہیں لیا جائے گا، اس لئے کہ ان کا جو بھی حد نہیں ہو ہے^(۱)۔

مالکیہ شافعیہ و حنابلہ نے کہا کہ: اگر انہوں نے بغاوت کے دور میں یہ قسم کا کتاب لیا جس پر حد واجب ہوتی ہے، پھر ان پر غلبہ حاصل ہو اور خالیکہ اس پر حد وہ کاغذ نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کے درمیان اللہ کی حد وہ جاری کی جائے گی، ملکوں کے فرق میں حد وہ ساکت نہیں ہوں گی، یہی من المسلمہ رہا قول ہے، اس لئے کہ حد و ریاست میں حکم عام ہے، اور اس لئے بھی کہ وہ مقام جہاں بغاوت اپنے اوقات پر واجب ہوتی ہیں، وہاں حد وہ بھی اپنے سبب کے پائے جائے۔ جب ہوں گی جیسے کہ اہل عدل کے ملک میں ہوتا ہے، اور اس لئے بھی کہ وہ مجرم ایسا زانی یا چور ہے جس کے زنا و چوری میں کوئی شبہ نہیں ہے تو اس پر حد واجب ہوگی جس طرح دار عدل میں ذمی پر حد واجب ہوتی ہے^(۲)۔

باغیوں کی شہادت:

۳۹- اصل یہ ہے کہ باغیوں کی شہادت قبول لی جائے گی، حنیفہ نے صریحت کی ہے کہ اصحاب ہوتی خونخوش اگر اپنی خواہشات میں عادی ہوں تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی، سوائے بعض ردائض جیسے فرقہ خیز، کے، اور یہ لوگ دین کی بدعت کفر کا سبب ہو یا عصیت و لے یا وہ لوگ دین میں فسق و فجور ہو، یہ لوگوں کی شہادت ان کے کفر و فسق کی وجہ سے قبول نہیں کی جائے گی^(۳)۔

(۱) فتح ۱۶، ۱۱۵، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱

جان ہے۔ میاویں فرمایا: قسم اس، مت کی جس کے مدد کو کوئی معذور نہیں (یا جیسی آپ ﷺ نے قسم کھائی) جس شخص کے پاس بھی مت دی گائے یا بکری ہو اور وہ اس کا حق ادا نہیں کرے تو قیامت کے دن جانور کو اس طرح لایا جائے گا کہ وہ جانور انتہائی فریاد اور بڑا ہوگا، لپٹے کھروں سے اسے روکے گا، اور اپنی سیٹلوں سے اسے مارے گا، جب جب آری جانور گزر جائے گا تو پہلا جانور اس پر لوٹا جائے گا یہ سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ نہ ہو جائے گا، یہ سب انی اور مذی نے حضرت مسرت مرقی سے روایت کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ کو یس روایت کیا اور یس حکم دیا کہ ہر دو فسخ سے یک دینار گایوں میں ہر تیس گائے میں ایک تیج یا تہیہ (یک سال جس کا دوسرا سال شروع ہو گیا ہو)، اور ہر چالیس گائے میں یک مسے (دوسرا سال جس کا تیسرا سال شروع ہو گیا ہو) وصول کریں (۱)۔

صحابہ و ان کے بعد علماء کا اجماع ہے کہ پالتو جانوروں (انعام) پر رزاقہ واجب ہے، اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، و بقرہ (گائے) انعام کی ایک قسم ہے، لہذا بقرہ پر بھی اسی طرح زکاۃ واجب ہوئی جس طرح ایش اور بکری پر واجب ہے، محض بعض شرط کے سلسلہ میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل ”ندۃ“ میں (۲)۔

بقرہ میں وجوب زکاۃ کی شرائط:

۳- بقرہ میں وجوب رزاقہ کے لئے عمومی شرط ہیں، ان کی تفصیل رزاقہ کی بحث میں موجود ہے، یہاں اس سے متعلق چند مخصوص شرط ہیں۔ بیان لی جاتی ہیں:

- (۱) حدیث ”جمع معاد“ کی روایت میں (۵/۲۶ طبع المکتبۃ الاسلامیہ، بیروت) اور طاکم (۳۹۸/۱ طبع دارۃ المعارف اعمامیہ) نے لکھی ہے، وہی ہے اس کی تصحیح اور موفقت کی ہے۔
- (۲) انہی لابن قدامہ ۵۹۱/۲۔

بقرہ

تعریف:

۱- ”بقرہ“ اسم جنس ہے، ابن سیدہ نے کہا: اس لفظ کا اطلاق پالتو اور وحشی، نر و مادہ (گائے) پر ہوتا ہے، اس لفظ کا واحد ”بقرة“ ہے، اور کہا گیا ہے: اس لفظ پر ”ق“ اس لئے آئی ہے کہ وہ اپنی جنس کا ایک نر و ہے، اور جمع لفظ ”بقرات“ ہے۔

فقہاء نے بھی جنس کو انعام شرع میں گائے کے برابر رکھا ہے، اور ان دونوں جانوروں کے ساتھ ایک جنس جیسا معاملہ کیا ہے (۱)۔

گائے کی زکاۃ:

۲- گائے کی زکاۃ واجب ہے، سنت اور اجماع سے اس کا ثبوت ہے۔ جہاں تک سنت کا تعلق ہے تو امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”والذي نفسي بيده، أو والذي لا إله غيره - أو كما حلف - ما من رجل تكون له إبل أو بقر أو غنم لا يؤدي حقها إلا أتى بها يوم القيامة أعظم ما تكون وأسمه، تطوه بأحافها، وتطحنه بقرودها، كما حارت أخراها ردت عليه أولاهها حتى يقضى بين الناس“ (۲) (قسم اس، مت کی جس کے قبضہ میں یہی

(۱) لمصباح المبرور لسان العرب، القاسم الحیظہ مختلفہ بارہ۔

(۲) حدیث ”والذي نفسي“ کی روایت بخاری (فتح ۳۲۳/۳ طبع المنقح) اور مسلم (۶/۱۸۶ طبع المکتبۃ) نے لکھی ہے۔

چرنے کی شرط:

۴- جانور کی زکاة میں ”چرنے“ سے مراد یہ ہے کہ جانور سال کے ایک حصہ میں مباح گھاس میں چرتا ہو، خوب دہانت خو، چرتا ہو یا کوئی چہرہ سے چرتا ہو، جمہور علماء حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ وغیرہ کا مذہب ہے کہ مویشی جانور کی زکاة میں چرنے کی شرط ہے، اور مویشی جانور میں بقرہ داخل ہے، لہذا اس کے لئے بھی چرنے کی شرط ہے، بین جو گائے کام میں استعمال ہوتی ہو اور اس کو چارہ فراہم کیا جاتا ہو اس پر زکاة واجب نہیں ہے، اس لئے کہ اس گائے میں چرنے کی شرط نہیں پوری ہو رہی ہے۔

۵- مائے نہا: بقرہ کی زکاة میں چرنے کی شرط نہیں ہے، لہذا کام میں استعمال ہو، لیکن اگر نہا یا چارہ کھائے، لیکن گائے پر بھی مائے نہا کے برکت کی زکاة واجب ہوگی۔

۶- مالک نے اپنی رائے پر استدلال اس بات سے کیا کہ جن حادثات میں بقرہ پر زکاة واجب بتائی گئی ہے وہ احادیث مطلق ہیں، نیز اہل حدیث کا عمل بھی اسی پر ہے، اور اہل حدیث کا عمل مالک کے اصولوں میں سے ایک ہے (۱)۔

جانوروں کی زکاة میں چرنے کی شرط لگانے والے علماء حضرت علیؓ سے مراد یہ ہے کہ استدلال کرتے ہیں، اس روایت کے راوی کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ بقرہ کی زکاة کے سلسلہ میں حضرت علیؓ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لیس فی البقر العوامل شیء“ (۲) (کام کرنے والے جانوروں پر کچھ واجب نہیں ہے)، یہ حضرت عمرؓ بن شعیب کی روایت سے بھی استدلال

ہے جس میں راوی اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے اور وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لیس فی البقر العوامل شیء“ (۳) (کام کرنے والی گایوں پر کچھ واجب نہیں ہے)، جمہور نے بقرہ کے سلسلہ میں رد مطلق مخصوص کو واجب اور بقرہ کے سلسلہ میں رد عام مخصوص پر محمول ہے جن میں چرنے کی قید ہے، نیز جمہور نے چرنے کی شرط کے مسئلہ میں بقرہ کو واجب اور بقرہ پر قیاس کے رد میں استدلال کیا ہے (۴)۔

۷- اس طرح بھی کہ زکاة میں صفت نمو و افزائش کا اعتبار کیا گیا ہے، جانوروں میں یہ صفت صرف چرنے والے جانوروں میں پائی جاتی ہے، کام کرنے والی گایوں میں نمو و بڑھوتری کی صفت مفقود ہے، یہی حال چارہ پر پلنے والے جانوروں کا ہے کہ ان میں بھی افزائش کا وصف مفقود ہے، اس لئے کہ چارہ اس کی افزائش کے برابر ہو جاتا ہے، لہذا یہ کہ ان جانوروں کو تجارت کے لئے تیار کیا گیا ہو تو ان میں سامان تجارت کی زکاة واجب ہوگی (۵)۔

جنگلی گائے پر زکاة:

۵-۱- علماء کے برکت کی جنگلی گائے پر زکاة واجب نہیں ہے، لہذا جب کے نزدیک دور و بستی ہیں، مسلک ان کا یہ ہے کہ اس پر زکاة واجب ہے، اس لئے کہ جس حدیث میں گائے پر زکاة بتائی گئی ہے جو ابھی مذکور ہوئی وہ مطلق ہے اس میں جنگلی گائے بھی شامل ہے، حنابلہ کی

(۱) حدیث: ”لیس فی البقر“۔ کی روایت دارقطنی (۲/۱۰۳) طبع شرکت المطابع القیرونیہ کے ہے، دہلی نے روایت کے راویوں کا نام بن عبد اللہ کی وجہ سے حدیث کو معلول قرار دیا ہے، ابن عساکر کہتے ہیں اس (روایت) سے استدلال نہیں کیا جائے گا (مصنف المزیلی ۴/۳۹۰ طبع مجلس علمی)۔
(۲) ابن ماجہ قدیمہ ۲/۵۹۲، المجموع ۵/۳۵۷ طبع مصر۔
(۳) ابن ماجہ ۲/۵۵۷۔

(۱) السنن ۴/۳۳۲، مصنف لایق قدیمہ ۵/۵۷۶۔
(۲) حدیث: ”لیس فی البقر“۔ کی روایت ابو داؤد (۲/۲۲۹) طبع عزت عبید (ماہ) نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے کی ہے، نووی نے اس کو حسن بتایا ہے، صبر کر صبر المزیلی (۲/۳۲۸) طبع مجلس علمی) میں ہے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ اس پر زکاۃ واجب نہیں ہے، لیکن قدس نے فرمایا: یہی زیادہ صحیح ہے اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہے کہ جنگلی گائے میں زکاۃ واجب نہیں ہے (۱)، اس لئے کہ مطلقاً بقر میں وہ داخل نہیں اور نہ وہ مفہوم ہوتا ہے اس لئے کہ اس کو صرف ”بقرة“ نہیں کہا جاتا ہے، بلکہ اس میں اضافت کر کے ”بقر الوحش“ (جنگلی گائے) کہا جاتا ہے۔ اور اس سے بھی کعموماً جنگلی گائے میں نصاب کا جوہر جس میں پورے سال چرنے کی صفت بھی پائی گئی ہو نہیں ہوتا ہے۔ اور اس لئے بھی کہ قربانی اور حج کے جانور میں جنگلی گائے درست نہیں ہوتی ہے۔ تو اس میں زکاۃ بھی واجب نہیں ہوگی جس طرح۔ تو اس میں نہیں ہوتی، نیز یہ پالتو جانوروں (بیۃ الاعام) میں سے بھی نہیں ہے۔ تو اس میں بھی زکاۃ واجب نہیں ہوگی جس طرح۔ اور اسے تمام جنگلی جانوروں میں نہیں ہوتی ہے، اس میں نیز یہ ہے کہ زکاۃ صرف اس جانور میں واجب ہوتی ہے جو پالتو ہو۔ اور اسے جانوروں میں نہیں ہوتی، اس سے کہ پالتو جانوروں میں وہ ”مزرعہ“ کی شکل کی وجہ سے نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ نیز کثرت تعدد ”مزرعہ“ کی وجہ سے اتمام بھی بہت ہوتا ہے، یہ ساری باتیں صرف پالتو جانوروں میں پائی جاتی ہیں، اس لئے زکاۃ بھی صرف ان میں ہی واجب ہوگی (۲)۔

پالتو و جنگلی سے مل کر پیدا ہونے والے جانوروں کی زکاۃ:

۶۔ مابعد کی رائے یہ ہے کہ اس جانوروں پر زکاۃ واجب ہے جو جنگلی اور پالتو سے مل کر پیدا ہوئے ہوں، خود نیز جانور جنگلی ہو یا مابعد جنگلی ہو، ان کا استدلال یہ ہے کہ پالتو اور جنگلی سے مل کر پیدا ہوئے۔ ۷۔ الاصحاب ۳۴۴ میں انہوں نے اقرواع سے بھی نقل کیا ہے انہی ۵۹۵/۲، مجمع ۱۱۸۔ ۸۔ انہی ۵۹۳/۲، مجمع ۱۱۸۔

جانور ایسا جانور ہے جس کی پیدائش دوا ایسے جانور سے ہو رہی ہے جن میں ایک پر زکاۃ واجب ہے اور دوسرے پر زکاۃ واجب نہیں ہے، تو واجب زکاۃ کے پالتو کو ترجیح دی جائے گی جس طرح ایک چھوٹے والے اور دوسرے چار والے جانوروں سے پیدا ہونے والے جانور پر زکاۃ واجب ہوتی ہے ان پر اس مسئلہ کو قیاس کیا جائے گا اور وحشی و پالتو سے مل کر پیدا ہونے والے جانور پر بھی زکاۃ واجب ہوگی، اس رائے کی رو سے ایسے جانوروں کو زکاۃ کے مسئلہ میں اس جنس کے دوسرے پالتو جانوروں میں شامل کیا جائے گا، اور ان کو واجب نصاب زکاۃ پورا کیا جائے گا، اور یہ بھی پالتو جانوروں کی نوع کا یکسر نظر ار پائے گا (۱)۔

امام ابوحنیفہ اور مالک کہتے ہیں: اگر جانور پالتو ہو تو زکاۃ واجب ہوگی، اگر نہیں ہوگی، اس رائے کی دلیل یہ ہے کہ جانور میں مادہ اعتبار ہوتا ہے، اس لئے کہ جانوروں میں مادہ ہی اپنے بچہ کی دیکھ کر پہچان دیتی ہے (۲)۔

امام شافعی کہتے ہیں: ایسے جانور میں زکاۃ واجب نہیں ہے خواہ اس کی پیدائش جنگلی نہ سے ہوگی ہو یا جنگلی مادہ سے (۳)۔

گائے کی زکاۃ میں سال گزرنے کی شرط:

۷۔ علماء کا اتفاق ہے کہ دوسرے پالتو جانوروں کی طرح بقر کی زکاۃ میں بھی سال کا گذر ضروری ہے، سال گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ مالک نصاب ہونے کے بعد پورا قمری سال اس پر گزر جائے تب اس پر زکاۃ واجب ہوگی (۴)۔

(۱) انہی ۵۹۵/۲۔

(۲) بدائع الصنائع ۳۰۲/۲، انہی ۵۹۵/۲۔

(۳) منہی الحج ۱۹/۲، کمال علی شرح الحج ۲۱۹/۲۔

(۴) منہی الحج ۱۹/۲، انہی ۵۹۳/۲۔

جدعاء، فإذا بلغت ثمانين فصفاها سنا، ثم على هذا الحساب“ (۱) گائے کی زکاة یہ ہے کہ تمیں سے کم گایوں پر کچھ واجب نہیں ہے، تمیں کی تعداد ہونے پر چھوٹا اچھا بچہ واجب ہے یہاں تک کہ چالیس کو پہنچ جائے چالیس ہونے پر ایک مہ گائے واجب ہے، یہاں تک کہ ستر کی تعداد کو پہنچ جائے، ستر پر ایک بقہ واجب چھوٹا بچہ واجب ہے، پھر جب اسی کی تعداد ہو جائے تو اس میں وہ مہ واجب ہے، پھر اسی حساب سے وجوب ہے۔

وہ مقررہ تعداد کے درمیان کے لئے جسے ”بعض“ کہا جاتا ہے احکام کی تفصیل ص ۷۲، ”قاس“ میں دیکھیں جائے۔

۹- وہ مریض: حمید بن مسیب زمری اور ابو قتادہ یہ دو اقوال ہیں کہ گائے کا حساب وہی ہے جو اس کا حساب ہے، گائے میں سے وہی لیا جائے گا جو اس میں یا جاتا ہے، یعنی اس میں عمر کی جو شرط ہے یعنی بہت مختصر، بہت بون، ہڈ، ہڈ، یہ شرط گائے میں نہیں ہوتی، یہی زکاة کے سلسلہ میں حضرت عمر بن خطاب کی تحریر میں بھی مروی ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ اور عبد بنوت میں زکاة لیا کرنے والے شیوخ سے بھی یہی مروی ہے، ابو عبید نے روایت کیا ہے کہ زکاة کے سلسلہ میں حضرت عمر بن خطاب کی تحریر میں ہے کہ گائے میں سے اسی طرح لیا جائے گا جس طرح اس میں سے یا جاتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں، عمر صحیحہ سے دریافت کیا تو انہوں نے بکہ گائے میں وہی واجب ہے جو اس میں واجب ہے، اس ترم نے اپنی سند سے مروی ہے، اسے نقل کیا ہے، ان دونوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ انساری سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: ہر پانچ گایوں میں ایک بکری، ہر

اس گایوں میں دو بکریاں اور پندرہ گایوں میں تیس بکریاں اور تیس گایوں میں چار بکریاں واجب ہیں۔

زمری کہتے ہیں: گائے کی زکاة اونت کی زکاة کی طرح ہے، لیکن گائے میں عمر کا لحاظ نہیں ہے، یہی گر بچیں گائے میں ہوں تو اس میں ایک گائے واجب ہے، بچہ کی تعداد ہونے تک، بچہ سے زمر ہونے پر، گائے میں ایک سو تیس تک واجب ہیں، ایک سو تیس سے زمر ہو تو چالیس میں ایک گائے واجب ہے، زمری کہتے ہیں: ہمیں معلوم ہوا کہ صحابہ کا یہ قول کہ تمیں میں ایک تہی و زمر چاہیں میں ایک گائے ہے یہ اصل اس کے لئے تخفیف تھی، پھر اس کے بعد کی تفصیل مروی نہیں ہے۔

حضرت کرمہ بن خالد سے بھی مروی ہے، کہتے ہیں کہ جب مجھے مقام ”حک“ کی زکاة کی وصولی پر مامور کیا گیا تو میری ملاقات ہندو ایک شیخ سے ہوئی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں زکاة لیا کی تھی، اسوں نے محمد سے باہم مختلف باتیں بتائیں، بعض نے کہا: میں اونت کی طرح گائے کی زکاة لیا تھا، کسی نے کہا: تمیں گایوں پر ایک تہی ہے، کسی نے کہا: چالیس گایوں پر ایک مہ گائے ہے، بن ترم نے بھی اپنی سند سے ابن المسیب اور ابو قتادہ اور دوسروں سے اسی طرح، لیا ہے جس طرح زمری سے نقل کیا ہے، حضرت عمر بن عبد الرحمن بن طلحہ انساری سے مروی ہے کہ گائے کی زکاة اس کی زکاة کی طرح ہے، یعنی گائے میں عمر کا لحاظ نہیں ہے (۲)۔

قربانی میں کافی ہونے والے چار نور:

۱۰- قربانی میں صرف اُنعام کافی ہوں گے یعنی اونت، گائے، اور بکری، برخلاف ان حضرات کے جنہوں نے کہا: نعام، مرغی، نعام

(۱) حدیث ”کتاب رسول اللہ ﷺ“ کو امام ابو ذر نے اپنے مراسیل میں روایت کیا ہے، نائی نے کہا: سلیمان بن بلال جو اس روایت کے ایک روی ہیں، متروک کلمہ میں ہیں (ص ۲۰۲، طبع مجلس اعلیٰ)۔

(۲) جلیہ الحجۃ ۱۴۱۱ھ، ۲۱ مئی ۱۹۹۲ء، کل ۱۶/۱/۹۲

ہے ماکول بلعمین قرابانی درست ہوئی (۱)۔

تفصیل اصطلاح "ضیغہ" میں دیکھی جائے۔

حما کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص صرف اپنی جانب سے ایک گائے کی قربانی کرے تو اس کی طرف سے قربانی ہو جائے گی، خواہ وہ حسب قرابانی ہو یا نفی۔

۱۱- ایک گائے کی قربانی میں یہی قرابانی شریعت کے مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔

مذہب شامیہ مناجدہ و شافعیہ علم کی رائے ہے کہ ایک گائے سات سو سو کی طرف سے کافی ہوگی، سات قرابانی ایک گائے کی قربانی میں شریک ہو سکتے ہیں خواہ وہ سات قرابانی ایک گھوڑے کے ہوں یا دو گھوڑے کے یا محدود و محدود گھوڑوں کے ہوں، یہ جو قربانی واجب ہو یا نفی، وہ خواہ کسی نے قربان کیا ہو یا صرف گوشت کی نیت کی ہو، ہر شخص کی طرف سے اس کی نیت کے مطابق، درست ہوگی، بین مذہب کے یہ ایک صوری ہے کہ تمام شہداء نے قربان کی نیت کی ہو، اگر کسی ایک سے گوشت کی نیت کی ہو تو کسی کی طرف سے قربانی درست نہیں ہوگی۔

مام مالک کہتے ہیں: گائے، اونٹ اور بکری میں سے ایک مائے ایک شخص کی طرف سے اور ایک گھوڑوں کی طرف سے کافی ہوگا خواہ ان کی تعداد "سات قرابانی" سے زیادہ ہو، بشرطیکہ ان میں سے قطعاً شریک نہ ہو، میں اگر سب سے باہم مل کر شریک ہو تو درست نہیں ہوگا، ورنہ ہی وہ یہ "سات قرابانی" کی جانب سے درست ہوگا (۲)۔

(۱) الحلی ۷/۳۳۳

(۲) المجموع مملوکی ۸/۸۸۸، انہی ۱۰ بن قدسہ ۶۱۹/۸، حاشیہ الرسول ۱۱/۹۲، حاشیہ قلیوبی وغیرہ ۲۵۰/۲، مجمع الفقہ ۲۹۸/۸، الحلی ۷/۳۳۸، نیل الاوطار مشکوٰۃ کی ۵/۱۳۱۔

پہلے قول والوں نے حضرت جابر کی روایت سے استدلال کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: "بحرنا مع رسول اللہ ﷺ البعۃ عن سبعة، والبقرۃ عن سبعة" (۱) (م نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک بدنہ سات قرابانی کی جانب سے، اور ایک گائے سات قرابانی کی جانب سے قربانی کی) اس میں سے مراد یہ ہے کہ "بحرنا مع رسول اللہ ﷺ" مہلین، فامرنا ان یشرک فی الابل والبقرۃ کل سبعة منا فی بطنۃ" (۲) (م رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ کہتے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم اب اور گائے میں شریک ہوں، ہم میں سے ہر سات قرابانی ایک بدنہ میں شریک ہو)۔

مام مالک نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مراد یہ روایت کو اپنایا ہے، وہ فرماتے تھے: بدہ۔ ایک شخص کی طرف سے اور گائے ایک شخص کی طرف سے اور بکری ایک شخص کی طرف سے ہے، اشتراک کا محض علم نہیں، حضرت ابن عمر کے حوالہ دہندہ بن یہ بن سے بھی ایسا ہی مروی ہے، چنانچہ ان کی رائے ہے کہ ایک جان صرف ایک ہی جان (قرابانی) کی طرف سے درست ہوگی (۳)۔

بدی میں گائے:

۱۲- حج کی قربانی میں گائے کا حکم یہی ہے جو اضیہ میں ہے، اس سے وہ تفصیل مستثنیٰ ہے جو آدمی اور اس کے گھوڑوں کی طرف سے درست ہونے کی بابت ہے، اس کی تفصیل اصطلاح "حج" اور "بدی" میں

(۱) حدیث حضرت جابرؓ بحرنا مع رسول اللہ ﷺ، "کی روایت مسلم (۵۵۵/۳ طبع الحلی) نے کی ہے۔

(۲) حدیث حضرت جابرؓ بحرنا مع رسول اللہ ﷺ، "کی روایت مسلم (۵۵۵/۳ طبع الحلی) نے کی ہے۔

(۳) حاشیہ الرسول ۱۱/۹۲، انہی ۱۰، ۲۳۰/۸، الحلی ۷/۳۳۸۔

دیکھی جاوے۔

گائے کا ذبح:

۱۳- گائے کا ذبح اسی طرح ہے جس طرح بکری کا ذبح ہے، لہذا اگر گائے ذبح کرنے کا ارادہ ہو تو اسے بائیں پہلو پر لیٹا دیا جائے، اس کے تینوں پاؤں باغذوئے جا میں آگے والے دونوں پاؤں اور مایاں پاؤں، مایاں پاؤں نہ باغذوئے جا میں آگے والے وقت و حرکت کرتے ذبح کرنے والا اپنے بائیں ہاتھ سے گائے کا سر پکڑے اور بائیں ہاتھ میں چھری پکڑے، پھر ”بسم اللہ واللہ اکبر“ کہہ کر ذبح شروع کرے، جانور اور ذبح کرنے والے کا رخ قبلہ کی طرف ہو جہاں تک اونٹ کا تعلق ہے تو اس کو لبہ یعنی گرائن کے نیچے حصہ میں اس طرح ذبح و مار کر کھایا جائے کہ وہ کھڑ ہو اور بائیں گھٹنا بندھا ہو (۱)۔

سواری کے لئے گائے کا استعمال:

۱۵- قتلہ کا اتفاق ہے کہ پالتو جانوروں میں سے سواری اور باربرداری کے لئے اونٹ ہے، جہاں تک گائے کا تعلق ہے تو وہ سواری کے لئے نہیں پیدا کی گئی ہے، بلکہ سواری کے علاوہ دیگر منافع جیسے شیتی وغیرہ میں کام لینے کے لئے پیدا کی گئی ہے، بکریوں دودھ، نسل اور گوشت کے لئے پیدا کی گئی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَأَن لَّكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةٌ لِّفِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ“ (۲) (اور تمہارے سے چوپایوں میں سہا ن عبرت ہے، ہم تم کو ان کے پیٹ سے (دودھ) پلاتے ہیں، اور تمہارے لئے ان میں بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے

بدی میں گائے کے اشعار نے کہا جہاں تک تعلق ہے تو ۱۶- امام ابو حنیفہ کے تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اشعار (اشان اٹا) سنت ہے اور مستحب ہے، نبی ﷺ نے ایسا کیا ہے اور آپ ﷺ کے حدیث سے یہ ہے، اس پر بھی اتفاق ہے کہ اشعار سنت میں سنت ہے خواہ وہ کوبان ہو یا نہ ہو، اگر کوبان نہیں ہو تو کوبان کی جگہ پر اشعار کیا جائے گا۔

جہاں تک گائے کا تعلق ہے تو شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ اس میں مطلقاً اشعار ہے، خواہ اس کا کوبان ہو یا نہیں ہو، گائے ان کے نزدیک اونٹ کی طرح ہے، امام مالک کے نزدیک اگر گائے کو کوبان ہو تو اشعار کیا جائے گا، اگر کوبان نہیں ہو تو اشعار نہیں کیا جائے گا (۳)۔

تقلید (قدودہ ڈلے) کا حکم:

۱۳- تقلید: گلے میں قلاوہ (پنہ) ڈالنا ہے، مدی کی تقلید کا مطلب ہے اس کے گلے میں کمال کا پنہ ڈالا جائے تاکہ پہچان یا جائے کہ یہ جانور قریشی کا ہے تو اس کو قتل نہ پہچایا جائے۔

علاء کا اتفاق ہے کہ وہ گائے میں قلاوہ ڈالنا مستحب ہے۔ جہاں تک بکری کا تعلق ہے تو شافعیہ کے نزدیک وہ ایک اور گائے کی طرح بکری کو بھی قلاوہ ڈالنا مستحب ہے، امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک بکری کو قلاوہ ڈالنا مستحب نہیں ہے۔

وہ اور گائے کو جو توں وغیرہ کا قلاوہ ڈالا جائے گا جس سے معلوم ہو جائے کہ یہ قریشی کا جانور ہے (۴)۔

(۱) طہیہ اقلیولی وغیرہ ۳۳۳۔

(۲) سورہ سونون ۲۱-۲۲۔

(۳) المجموع ۶۰۸۔

(۴) المجموع ۶۰۸۔

رہتے ہیں۔

گائے کا پیشاب اور گوبر:

۱۶- غیر ماکول اہم خاں اور وہاں ہوں غیر ماکول، اس کے بول ویر ز کے غصے ہونے پر فتا کا اتفاق ہے۔

ماکول اہم جیسے گائے اور بکری کے بول ویر ز کے سلسلہ میں اتفاق ہے۔

امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام شافعی کے نزدیک تمام بول ویر ز نجس ہیں خواہ ماکول اہم کے ہوں یا غیر ماکول اہم کے، امام مالک، امام احمد اور سلف کی ایک جماعت کی رائے ہے، شافعیہ میں سے دن، رات، دن، امس، بن، بان، صطری اور روپی نے، ور حنفیہ میں سے محمد بن حسن نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے کہ ماکول اہم کا بول (پیشاب) پاک ہے (۱) تفصیل اور استدلال کے لئے اصطلاح "نحاست" لکھی جائے۔

دیت میں گائے کا حکم:

۱۷- دیت میں گائے کا اعتبار ہے یا نہیں، اس مسئلہ میں علماء کے نقل ہیں:

امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی نے قوس قدیم میں اس طرف گئے ہیں کہ دیت میں تیس چیزیں صل ہیں، سب، سونا، چاندی، گائے اس میں نہیں ہے (۲)۔

صحابیوں (امام ابو یوسف، امام محمد)، ثوری، اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک دیت میں پانچ اشیاء اصل ہیں: سب، سونا، چاندی،

(غصہ کو) تم کھاتے بھی ہو، دین پر، رشتہ پر، سوار ہو، تے ہو، اور رشاء ہے: "اللہ الذی جعل لکم الانعام لتزکوا منها ومنہا تاکون" (اللہ ہی وہ ہے جس نے تمہارے لئے سوار ہو، تے ہو، دین پر، رشتہ پر، سوار ہو، تے ہو، اور رشاء ہے: "وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفَلَکِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَزَكَّوْنَ" (۱) (تمہارے لئے وہ شیتیاں اور چوپائے جن پر تم سوار ہوتے ہو)۔

جن آدمیت میں پتہ کرہ ہے کہ انعام (پالتو جانوروں) پر سواری کی جائے گی، علماء کے نزدیک اس سے مراد بعض انعام یعنی اونٹ ہیں، اس میں عام لفظ بول کر خاص مراد لیا گیا ہے (۳)۔

سواری کے لئے گائے کا استعمال مناسب نہ ہونے کی دلیل صحیح مسم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بینما رجل یسوق بقرة له قد حمل علیہا، التفتت إلیہ البقرة فقلت: إني لم أخلق لہذا، ولكنی إنما خلقت للحرث، فقال الناس: سبحان اللہ - تعجبا وفرعا - بقرة تکلم" فقال رسول اللہ: فانی لو من بہ وأبوہم وعمر" (۴) (ایک شخص اپنی ایک گائے پر سامان رکھ کر لے جا رہا تھا کہ گائے نے اس کی طرف دیکھا اور بولی: میں اس کام کے لئے پیدا کی گئی ہوں، میں تو بھیتی کے لئے پیدا کی گئی ہوں، لوگوں نے تعجب اور کھربھٹ میں کہا: سبحان اللہ، کیا گائے بولتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں، ابو بکر اور عمر اس پر ایمان

(۱) سورہ بقرہ ۱۷۰۔

(۲) سورہ فرقہ ۲۔

(۳) تفسیر القرطبی ۲/۱۰۷، روح المعانی ۲۳/۱۸۸۔

(۴) حدیث: "بینما رجل یسوق بقرة" کی روایت مسلم (۱۸۵۷۳) سے کی ہے۔

(۱) نیل الاوطار ۶۰-۶۱۔

(۲) المغنی ۵/۵۹۷، المجموع للعلوی ۱۹/۵۱، مع المصنوع ۲-۲۵۳۔

گائے ورنہ مری، صاحبیں نے کپڑوں کا بھی مسافریا ہے، یہی عمر،
عظا، طہاں و مدینہ کے ساتوں مقبلا، کا قول ہے، اس قول کے
مطابق گائے دیت کی خریدی تیزوں میں سے ایک ہے، دیت والوں
کے سے جاز ہے جیسا کہ صاحبیں کے نزدیک ہے کہ گائے کی
دیت میں ابتداؤں، انہیں دوسرے سامان کے دینے کا مکلف نہیں
دلیا جائے گا۔

بکاء

تعریف:

۱- البکاء، "بکی بکی بکی وبکاء" کا مصدر ہے (۱)۔

اساں العرب میں ہے: فقط "بکاء" بکیرہ کے بھی ہے ورنہ کے
ساتھ بھی بر، و غیرہ کہتے ہیں: ورنہ کے ساتھ بکاء ہے تو وہ "و" ز
مراہ ہوتی ہے جو بکاء (وہ نہ) کے ساتھ ہوتی ہے، ورنہ کے بکاء
جائے تو آساں اور ان کا نظام مراہونا ہے۔

حضرت کعب بن مالکؓ حضرت خزہ کے مرثیہ میں کہتے ہیں:

بکت عیسیٰ وحق لها بکاءھا

وما بغی البکاء ولا العویل

(میری آنکھ رہی اور اس کو رونے کا حق ہے، نہ لاکھ "و" بکاء، کچھ
فائدہ نہیں پہنچا سکتے)۔

خلیل کہتے ہیں: تمہ کے ساتھ پڑھنے، لے سے "نم حزن"
کے معنی میں لیتے ہیں، ورنہ کے ساتھ پڑھنے، لے "و" کے
معنی میں لیتے ہیں، ورنہ "بائی" کا مطلب ہے پٹکف رہنا، جیسا
کہ حدیث میں ہے: "فان لم تبکو فبکوا" (۲) (ورنہ نہ
آئے تو رونے کی صورت بنا لو)۔

(۱) القاموس المحیط، لمصباح المہیر: مادہ "بکی"۔

(۲) حدیث: "فان لم تبکو"۔ کی روایت ابن ماجہ (۳۲۳۳ طبع اجمعی)

نے کی ہے پھر کی نے کہا اس کی سند میں اور راجح ہے اس کا ۲۱۸۱ مائل من
راجح ہے وہ ضعیف و متروک ہے۔



فقہاء کا استعمال بھی اس سے الگ نہیں ہے۔

کے محاسن شمار کرنے کے لئے بھی بولتے ہیں، سم "ندبہ" ہے۔

متحدہ غلط:

د- نحب یا نحب:

نہ- صیاح و صراخ:

۵- "حب" لغت میں خوب رونے کو کہتے ہیں، شب بھی اس معنی میں ہے (۲)۔

۲- صیاح اور صراخ لغت میں پوری طاقت کے ساتھ آواز لگانا ہے، کبھی ان کے ساتھ رونا بھی ہو سکتا ہے اور کبھی نہیں، "صراخ" کا استعمال مرد کے لئے آواز لگانے پر بھی ہوتا ہے (۱)۔

ح- عویل:

ب- نیا:

۶- عویل بلند آواز سے رونے کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے: "نحولت المرأة لعوالاً وعویلاً" (۳) (عورت نے زور سے آواز بکا کی)۔

۳- صیاح اور صراخ لغت میں میت پر آواز کے ساتھ رونے کو کہتے ہیں (۲)۔

اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ "نحب" اور "عویل" دونوں کا معنی "خوب رونا" ہے، اور "صراخ" اور "صیاح" معنی میں قریب قریب ہیں، "نوح" میت پر رونے کو کہتے ہیں، "ندب" میت کے محاسن شمار کرنے کو کہتے ہیں، اور "بکاء" آواز کے ساتھ رونے کو کہا جاتا ہے، "بکائی" بمعبر آواز رونے کو کہتے ہیں یعنی صرف آنسو بانٹنے پر اکتفا یا جاتا ہے۔

المصباح میں ہے: یہ اس سے قریب ہے جو کلموں میں آیا ہے کہ: "ناحت المرأة على الميت نوحاً" (عورت نے میت پر نوح کیا)، باب "فان" سے ہے، اس سے اسم "نواح" نہ مرن غراب ہے، یہاں "نواح" "نوح" کے رے کے ساتھ کہا جاتا ہے، یہی عورت کو "ناحۃ" کہتے ہیں، "ناحۃ" "نوح" کے رے کے ساتھ ہی سے سم ہے، ورنہ "ناحۃ" "نوح" کے رے کے ساتھ بولتے ہیں (۳)۔

بکاء کے اسباب:

۷- بکاء (رونے) کے متعدد اسباب ہیں: اللہ تعالیٰ کا خوف، خشیت، ترس، شدت مسرت۔

ج- ندب:

۴- "ندب" لغت میں کسی کام کی طرف بلائے اور اس پر آمادہ کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے، ندب: میت پر رونے اور اس

مصیبت میں رونے کا شرعی حکم:

۸- رونا کبھی تو بعیر آواز کے صرف آنسو بہانے تک ہوتا ہے، کبھی اپنی ملکی آواز بولتی ہے جس سے ہمت اڑا ملے ہو، کبھی تیز آواز کے

(۱) القاموس المحیط، المصباح المنیر۔

(۱) القاموس المحیط، المصباح المنیر۔

(۲) القاموس المحیط۔

(۲) القاموس المحیط، المصباح المنیر۔

(۳) المصباح المنیر۔

(۳) المصباح المنیر۔

ساتھ ہوتا ہے جیسے صراخ، نوح، غیب وغیرہ، یہ رونے والے کے فرق سے مختلف ہوتا ہے، کچھ لوگ غم چھپانے پر تار بولتے ہیں، کچھ جذبات پر تار بولتے ہیں، اور کچھ لوگ ایسا نہیں کرتے۔
 کریم (رونے) میں ماتھ کا عمل شامل نہ ہو جیسے ریاضان چاک کرنا چہرہ دہشتا اور ربوب کا عمل بھی شامل نہ ہو جیسے صراخ و تہجہ ملاکت وغیرہ کی کو دعوت دینا وغیرہ تو ایسا رہا مباح ہے (۱)۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "إِنَّهُ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَالْقَلْبِ لِمِنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَاللِّسَانِ لِمِنْ الشَّيْطَانِ" (۲) (جب تک رونا آنکھ اور دل سے ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے اور رحمت کی وجہ سے ہوتا ہے، اور جب ماتھ و زبان سے ہونے لگے تو وہ شیطان کی جانب سے ہوتا ہے) اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَعْذِبُ بِمَدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحَرْنِ الْقَلْبِ، وَلَكِنْ يَعْذِبُ بِهَذَا - وَنَاشِرَ إِلَى لِسَانِهِ - أَوْ بِوَحْمٍ" (۳) (آنکھ کے آنسو اور قلب کے حزن کی وجہ سے اللہ عذاب نہیں دیتا، بلکہ اس کی وجہ سے (۱) اور آپ ﷺ کے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا) اللہ عذاب دیتا ہے یا جرم کرتا ہے۔
 اس حالت کے علاوہ میں روئے کے حکم کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

اللہ کے خوف سے رونا:

۵- مومن زندگی بھر اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرتا ہے، اپنے تمام

(۱) نیک لا وہار لہو کا فی ۳۹۹-۵۰ طبع دار الفکر۔

(۲) حدیث ۳۱۱۱ مہمما کان من العین... کی روایت احمد (۱/۲۳ طبع المکتبۃ) نے کی ہے اس کی سند میں علی بن زید بن جعدان ہے جو ضعیف ہے، تہذیب التہذیب ۸/۳۲۳ طبع دار الفکر (۱/۲۳ طبع دار الفکر)۔

(۳) حدیث ۳۱۱۱: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَعْذِبُ... کی روایت بخاری (۱/۲۳ طبع المکتبۃ) نے کی ہے۔

اعمال اور تصرفات میں اللہ کا تصور رکھتا ہے، پس وہ اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ذکر کے وقت رونا ہے، ایسا مومن اس سرافکندہ لوگوں میں شامل ہے جن کے بارے میں اللہ نے بشارت دیتے ہوئے فرمایا: "وَيَبْشُرُ الْمُخْبِتِينَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالضَّاهِرِينَ عَلَى مَا أَصَابَهُمُ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ" (۱) (اور آپ خوش خبری سناتے ہیں کہ ان جتنا دینے والوں کو ان کے دل ڈرجاتے ہیں جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، اور جو مستبشش اس پر پڑتی ہیں اس پر صبر کرنے والوں کو، اور مازکی پابندی کرنے والوں کو) (۱) اور ان سے رنجے ہیں اس میں سے جو ہم نے نہیں رکھا ہے، اور ان میں سے اللہ کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: "إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُ اللَّهِ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ ذُرِّيَّتِهِمْ يَتَوَكَّلُونَ" (۲) (یہ والے تو ہیں وہ ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل سہم جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان بڑھاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر توکل رکھتے ہیں)۔

قرطبی نے اس آیت کی تفسیر میں اس کے قریب معنی "میرت" کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کا مدد بتایا ہے کہ وہ سر لہی کے وقت خوف مرڈا محسوس کرتے ہیں، اس لئے کہ ان کا ایمان قوی ہوتا ہے، وہ اپنے پروردگار کا خیال کرتے ہیں، کیا وہ خدا کے سامنے ہیں، اس آیت کی تفسیر یہ آیت ہے جس میں اللہ فرماتا ہے: "وَيَبْشُرُ الْمُخْبِتِينَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ" (اور آپ خوش خبری سناتے ہوئے گردن

(۱) سورۃ الحج ۳۵

(۲) سورۃ انفال ۲

جہاد اپنے والوں کو جن کے دل ڈراتے ہیں، اور فرماتا ہے: ”الذین اصواراً وتطمئن قلوبہم بذكر الله“ (۱) (یعنی) وہ لوگ جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے نہیں طمیناں ہو گیا، اس آیت کا حلق مال معرفت اور طمیناں قلب سے ہے، ”چلنے والے اللہ کے مذاہب سے گھبراہٹ کو کہتے ہیں، البتہ اس میں تباہی نہیں ہے، اللہ نے ہماری سمیت میں وہوں معنوں کو جمع فرمایا ہے: ”اللہ نزل انھیں الحدیث کما یا غشایھا فتاویٰ یفسرھن منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم یسجلونہم وقلوبہم الی ذکر اللہ“ (۲) (اللہ نے بہت کلام نازل کیا ہے ایک کتاب بانہم ملتی جلتی ہوئی اور بار بار ہم انی پہل اس سے اس لوگوں کی جلد جو آپ پر مددگار سے ڈرتے ہیں، کامپ آتی ہے پھر اس کی جلد ہر ان کے قلب اللہ کے ذکر کے لئے نرم ہو جاتے ہیں) یعنی اللہ کے ساتھ ان کے نفس کو یقین کے اعتبار سے سکون حاصل ہوتا ہے، اگرچہ وہ اللہ سے خوف کھاتے رہتے ہیں۔

۱۰۔ یہ ان لوگوں کے اصناف ہیں جو اللہ کی معرفت رکھنے والے اور اس کی معرفت اور عذاب سے ڈرے، لے ہوتے ہیں، ان جاہل عوام اور بدعت پرست گنہگار کی چٹا پیچ کی طرح نہیں جو گدھوں کی طرح چلاتے ہیں، ایسا کرے، لے اُڑھوئی کرتے ہیں کہ یہ خشوع اور مجاہدہ تو ان سے کہا جائے گا کہ تمہاری پہنچ تو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے مقام تک، اللہ کی معرفت اور خوف، تعظیم میں نہیں ہوسکتی ہے، حالانکہ اس مقام کے باوجود ان حضرات کی حالت یہ تھی کہ موعظہ کے وقت اللہ کو جانتے تھے اور اللہ کے خوف سے آدمی یہ مرتے تھے، اسی سے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اللہ کے دربار اس کی کتاب فی تمامت سنتے وقت اس معرفت کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ”واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری انھیں نفیس من اللہ مما عرفوا

(۱) سورہ بقرہ ۳۸

(۲) سورہ بقرہ ۳۳

من الحق یقولون ربنا انما فاکبنا مع الشاہدین“ (۱) اور جب وہ اس (کلام) کو سنتے ہیں جو پیغمبر پر اتار دیا ہے تو آپ اس کی تکفیں نہیں کرتے کہ اس سے آنسو بہ رہے ہیں، اس سے کہ انہوں نے حق کو بچاؤ یا۔ جو کہتے ہیں کہ اسے مارا پروردگار ہم ایسا لے لے سوتو ہم کو بھی تصدیق کرنے والوں میں لکھ لے، یہاں حضرت کا مطلب اور ان کا جواب ہوتا ہے، جو لوگ ایسے نہیں ہیں وہ اس کی راہ پر نہیں ہیں، البتہ جسے طریقہ اپنانا ہو وہ اس لوگوں کا طریقہ اپنائے، لیکن جو لوگ پگلوں کا رہ چارہ حال کا صدمہ رکھتے ہیں وہ سب سے بد حال لوگ ہیں، اور پاگل پن کی تو مختلف قسمیں ہیں، امام مسلم نے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ لوگوں نے نبی ﷺ سے سوالات کئے اور بار بار سوالات کئے تو ایک دن آپ ﷺ تشریف لائے، منبر پر تھے اور فرمایا: ”سلونی، لا تسألونی عن شیء إلا ینتہ لکم، مادمت فی مقامی هذا، فلما سمع ذلك القوم ارموا“ (۲) ودرہوا ان ہکون بین ہدی نمرقد حضرت، قال انس: فجعلت نکفیت یمینا وشمالا فادا کل انسان لاف راسہ فی ثوبہ یکمی...“ (۳) (مجھ سے پوچھو، تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا جب تک میں اس جگہ پر ہوں، لوگوں نے جب یہ سنا تو خاموش رہے، اور اللہ بیش محسوس کیا کہ آپ ﷺ ہی ہونے والے بڑے حادثہ کے سامنے ہوں، حضرت انس کہتے ہیں: میں نے اس میں بائیں اور دیکھا تو یہ دیکھا کہ ہر شخص اپنے سر کو اپنے کپڑے میں لپیٹے رہ رہا ہے۔) اور اسی نے پوری حدیث ذکر کی، امام ترمذی نے حضرت عرابش بن ساریہ سے روایت کیا ہے، مراد یہ کہ کوئی بتا رہا ہے، یہی کہتے ہیں: ”وعظما رسول اللہ ﷺ موعظۃ نبیۃ دردت

(۱) سورہ مائدہ ۸۳

(۲) لوم الرجل واما کا تھی پہنچ صفاوش ہو گیا، وراہے شخص کو مرقم کہتے ہیں۔

(۳) حدیث مسلولی کی روایت مسلم (۳۳۳۳) میں ہے۔

لکھا ہوا تھا روایا یہ ہے کہ اس سے پہلے کی چیز تو بدرجہ اولیٰ نہیں ہوتی، اور ایک روایت میں ”ابدا“ (نہیں نہیں) کے الفاظ بھی ہیں، اور ایک دوسری روایت میں ہے: ”لا یقر بان النار“ (جہنم کی آگ سے قریب نہیں ہوں گے)۔

صاحب روح المعانی نے اللہ کی خشیت سے رونے کی تعریف میں دو مستند روایات لکھی ہیں جن میں پہلے کو حدیث بھی ہے۔ حضرت ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لا یلج النار رجل یحییٰ من خشية الله تعالى حتی یعود الی فی الصرع ولا یجتمع علی عبد غبار فی سبیل اللہ تعالیٰ ودخان جہنم“ (۲) (اللہ کے خوف سے رونے والا اس وقت تک جہنم میں نہیں جائے گا جب تک کہ دو دھقن میں دلہا نہ چلا جائے، اور کسی بندہ پر اللہ کے راستہ کا غبار نہ جمع ہو جس میں حق میں ہو سکتے)۔

نماز میں رہنا:

۱۳- تنبیہ کی رائے ہے کہ نماز میں اگر کسی تکلیف یا مصیبت کی وجہ سے رہا نہ تو اس سے نماز قاسد ہو جائے گی، اس لئے کہ یہ رونا کلام اناس کی قیام سے ہے، یمن رونے کا سبب اگر جنت یا جہنم کا تذکرہ ہو تو مارقانہ نہیں ہوتی، اس لئے کہ یہ رونا ریاضۃ خشوع کی علامت ہے جو نماز میں مقبول ہے، لہذا ایسا رہنا شیخ یا دعا کے معنی میں ہو، اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ: ”انہ کان یصلی باللیل ولہ لزیو کل زیو الموجل من البکاء“ (۳) (آپ ﷺ

مہا العیون، ووجلت مہا القلوب“ (رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک بیٹھ خطبہ دیا جس سے آنکھیں بہہ پڑیں اور دل دہل گئے)، پوری حدیث مذکور ہے، راوی نے یوں نہیں کہا کہ ہمیں حال آگیا اور ہم رقص کرنے لگے، بلکہ رہنے لگے، قیام کیا (۱)۔

صاحب روح المعانی ”یت تر آئینہ“ لکھیں اور ذکر اللہ وحشت قلبیہم“ (۲) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ان کے دل خوف الہی سے دہل گئے کہ ان پر جاہل الہی کی رتوں کا فیتان ہو رہا تھا (۳)۔

۱۱- خشیت الہی سے رونے کا اثر عمل پر پڑتا ہے، اور گناہ معاف ہوتے ہیں، اس کی دلیل ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”عینان لا تمسهما النار عین ہکت من خشية الله وعین ہانت تحترق فی سبیل اللہ“ (۴) (دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، ایک وہ آنکھ جو اللہ کی خشیت سے روئی ہو، دوسری وہ آنکھ جو اللہ کے راستہ میں پہرہ دے رہی ہو)۔

صاحب تحفۃ الاخوانی کہتے ہیں: حدیث کے الفاظ ”عینان لا تمسهما النار“ (۱۰ آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی) یعنی ان آنکھوں کو میں چھوئے گی، نہ دل کر کل مر لیا گیا ہے، اور چھونے کا

(۱) المرقطی ۷/۳۶۱ طبع دارالکتب المصریہ حدیث عربیہ ”موطا رسول اللہ ﷺ“ کی روایت ابن ماجہ (۱۶/۱ طبع المکتبۃ المدینہ) (۱۶/۵ طبع عزت عید دہاس) اور حاکم (۹۶/۱ طبع دائرة المعارف العلمیہ) کے ہے حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے وہ بھی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

(۲) سورۃ غافر ۳۵۔

(۳) روح المعانی ۱۵/۱۵۲ طبع المہر یہ۔

(۴) حدیث: ”عینان لا تمسهما النار“ کی روایت ترمذی (۱۷/۳۷۳ طبع المکتبۃ المدینہ) اور ابو یوسفؒ کی ہے جیسا کہ شیخ المبارکی (۸۳/۱ طبع المستقیم) میں ہے ابن حجر نے اس کی سند کو ضعیف کیا ہے۔

(۱) تحفۃ الاخوانی ۲۶۹/۵ طبع المجلد۔

(۲) روح المعانی ۱۵/۱۹۰۔۱۹۱ طبع المہر یہ حدیث ”لا یلج النار رجل“ کی روایت ترمذی (۱۷/۳۷۳ طبع المکتبۃ المدینہ) نے کی ہے اور کہا ہے کہ حدیث ضعیف ہے۔

(۳) حدیث ”کان یصلی“ کی روایت ابو داؤد (۵۵۷/۱ طبع عزت

رات میں نماز پڑھتے تھے وہ آپ ﷺ کے رونے کی آواز مانڈی کے مٹنے کی طرح مٹتی تھی۔

امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ یہ تفصیل اس صورت میں ہے جب رونے کی آواز وہ حرف سے زیادہ ہو یا وہ حرف صلیہ ہوں، اگر حرف زائد میں سے وہ حرف سے زیادہ ہو یا ایک حرف زائد ہر حرف حرف اصلی ہو تو اس وہوں صورتوں میں نماز قائم نہیں ہوتی۔ حرف زائدوں میں جن کا مجموعہ ”نہاں“ کہیں کے حرف ہیں^(۱)۔

اس مسئلہ میں مالکیہ کے مسلک کا حاصل یہ ہے کہ نماز میں روایا تو آواز کے ساتھ ہو گا یا بغیر آواز کے ہو گا، اگر رہا بغیر آواز کے ہو تو اس سے نماز باطل نہیں ہوگی خواہ یہ اختیار روایا ہو یا یہ طور کہ خشوۃ یا مصیبت کی وجہ سے رونے ہو یا اختیار روایا ہو بشرطیکہ اختیاری روایا نہ ہوں۔

اگر روایا آواز کے ساتھ ہو تو اختیاری روایا میں نماز ٹوٹ جائے گی خواہ وہی مصیبت کی وجہ سے ہو یا خشوۃ کی وجہ سے، اگر بغیر اختیار روایا ہو، خشوۃ یا مصیبت کی وجہ سے رونے ہو تو نماز نہیں ٹوٹے گی خواہ روایا نہ ہو، اگر بغیر خشوۃ کے روایا نہ ہو تو نماز باطل ہو جائے گی^(۲)۔

اس تفصیل کے علاوہ موقوف سے، اگر یا بے آواز کے ساتھ روایا اگر کسی مصیبت یا تکلیف کی وجہ سے بغیر غلبہ کے ہو یا خشوۃ کی وجہ سے ہو تو ایسی صورت میں یہ روایا خشوۃ کی طرح ہے، اگر روایا نہ ہوں تو بکاء کے درمیان فرق کیا جائے گا، یعنی اگر روایا تو مطلقاً نماز کو باطل کر دے گا خواہ کم ہو یا زیادہ، اگر روایا نہ ہوں تو نماز باطل

ہو جائے گی، کم ہو تو مجدد ہو یا جانے گا۔

شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ نماز میں روایا صحیح قول کے مطابق اگر ایسا ہو کہ وہ حرف ظاہر ہو جائے تو نماز باطل ہو جائے گی، اس لئے کہ یہ نماز کے منافی ہے، نہ وہ پیر وراثت کے خوف سے ہو صحابہ کے بالتامل قول یہ ہے کہ اس سے نماز باطل نہیں ہوگی، اس سے کاعت میں اس کو خشوۃ نہیں کہتے اور نہ اس رونے سے کچھ سمجھ میں آتا ہے، لہذا یہ روایا محض آواز کے شائبہ ہو^(۳)۔

جہاں تک متبادل کا تعلق ہے تو اس کی رائے یہ ہے کہ نماز کے اندر رونے میں وہ حرف ظاہر ہو جائے یا خشوۃ میں ہو یا نہ ہو ظاہر ہو جائے تو نماز باطل نہیں ہوگی، اس سے کہ پیر وراثت کے قائم مقام ہے، اور کہا گیا ہے کہ اگر روایا غالب آجائے گا تب یہ حکم ہے، ورنہ نماز باطل ہو جائے گی، جیسے کہ روایا خشوۃ کے طور پر نہ ہوں اس لئے کہ رونے میں حرف جہی ہوتے ہیں، اور وہ بذات خود کلام کی طرح معنی پر ولادت کرتا ہے، اگر وہ کے سلسلہ میں امام احمد کہتے ہیں: اگر روایا غالب آجائے تو میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں یعنی تکلیف کی وجہ سے، اگر خواہ سے رونے تو مکروہ ہو گا جیسے کہ فہمی، ورنہ مکروہ نہیں ہو گا^(۴)۔

قرآن پڑھتے وقت روایا:

۱۳ قرآن کی آیات کے وقت روایا تھیں، سورہ ہر کی اس آیت سے یہی مفہیم ہوتا ہے: ”وَيَخْرُؤْنَ لِلْأَذْفَانِ يَسْكُونَ وَيَنْبَغِي لَهُمْ حُشُوۡنًا“^(۵) (اور غصروں کے مل جاتے ہیں روتے

(۱) حاشیہ المدنی علی الشرح الکبیر ۲۸۳ طبع، انکس۔

(۲) نہایہ الکتاب ۲۸۳ طبع، انکس، ۱۸۷ مغل، الکتاب ۹۵۔

(۳) الفروع ۷۰، ۷۱، ۷۲۔

(۴) سورہ ہر ۱۰۹۔

عبدعزیز اور آبی (۱۳۳ طبع، المکتبۃ المکرمیہ) نے کی ہے۔

(۵) تمیمی، الحقائق ۵۵-۵۶ طبع، دار المعرفۃ، فتح القدیر ۲۸۱-۲۸۲ طبع، دار صادر۔

(۶) حاشیہ شیخ علی شہودی علی مختصر غلیل، جو حاشیہ قرشی پر مطبوع ہے ۲۲۵ طبع، دار صادر، جوہر غلیل ۶۳، جواب غلیل ۳۳۔

ہوئے اور یہ (قرآن) ان کا خشوع اور بے حادیتا ہے، قرطبی فرماتے ہیں: یہ حضرت کی مدح ہے اور علم کی پہچان، اور علم کا حصہ رکھنے والے ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ اس مقام تک پہنچے، چنانچہ قرآن کی سماعت کے وقت خشوع و تواضع اور سر اٹکندی اختیار کرے (۱)۔

مفسر کی "لکثف" میں "وہوہذہم حشوعاً" کی تفسیر میں کہتے ہیں: یعنی دل کی نرمی و راتکھ کی نرمی برحقانی ہے (۲)۔

کی سمیت پر شکوک کرتے ہوئے طبری کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: نزول قرآن سے قبل یہود و نصاریٰ کے علماء جو ایمان لائے سب اس کے سامنے قرآن کی سماعت کی حادیتا ہے تو مدحویوں کے مل رہتے ہوئے رہتے ہیں، اور قرآن کے مواضع و جہر سے ان کے خشوع میں اضافہ ہوتا ہے، یعنی اللہ کے حکم اور اس کی اطاعت کے لئے سر اٹکندی و مدلل میں اضافہ ہوتا ہے (۳)۔

تراویح قرآن کے وقت رونے کا انتخاب اس روایت سے بھی سمجھا جاتا ہے جسے ابن ماجہ نے اور اسحاق بن راہویہ نے اسے اپنی مسندوں میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے: "ہذا القرآن نزل بحزن، فاذا قرأتموه فاحکوا، فان لم تحکوا فلیباکوا" (۴) (یہ قرآن حزن کے ساتھ مارل ہوا ہے، تو جب تم اس کی تلاوت کرو تو رونا مارنا آئے تو رونا، ے فی صورت بالوال)۔

(۱) القرطبی ۳/۳۳۔

(۲) کشاف ۲/۶۹۲ طبع دار المعرفۃ۔

(۳) اس سے مراد سورۃ اسراء کی دو آیات ۱۰۷ اور ۱۰۹ ہیں طبری ۱۸۱/۱۸۲ طبع مجلس، روح المعانی ۱۹۰/۱۵ طبع المیزان۔

(۴) حدیث: "ابن ماجہ" قرآن "کی تفسیر غفران میں گذری ہے۔

موت کے وقت اور اس کے بعد رونا:

۱۳- فقہاء کا اتفاق ہے کہ رونا اگر بغیر توبہ کے صرف توبہ کی حد تک ہو تو یہ موت سے قبل اور اس کے بعد جائز ہے، یہی حکم ہے جب آواز کے ساتھ رونا غائب آجائے اور دروگے پر قادر نہ ہو سکے، اور یہی حکم ہے دل کے غم کا بھی۔

فقہاء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ بلند آواز سے میت کے محسن شمار کر کے دایا کرنا حرام ہے، والا یہ کہ بعض کتابلہ سے لزوء میں منقول کچھ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

فقہاء کا اتفاق ہے کہ نوحہ کرنا، کپڑے و گریباں چاک کرنا، منہ نوچنا وغیرہ جیسے کام حرام میں، حنفیہ نے اس کے لئے کراہت کا لفظ استعمال کیا ہے، جس سے ان کی مراد درست تحریری ہے، اس طرح فقہاء کے مابین اس مسئلہ میں اختلاف باقی میں رہتا۔

لیکن اگر رونا آواز کے ساتھ ہو، البتہ نوحہ و پاریا چاک کرنا وغیرہ وغیرہ ہو تو حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ کی رائے میں جائز ہے، مالکیہ نے رونے کے لئے اکٹھا نہ ہونے کی شرط لگائی ہے، اگر رونے کے لئے اکٹھا ہوں تو مالکیہ کے نزدیک حرام ہے (۱)۔

شافعیہ کے نزدیک تفصیل ہے، قلیوبی نے اس کا ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں: میت پر رونا قیامت کے دن کی ہوائی کی خوف وغیرہ دینی وجہ سے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، یہ محبت و رقت کی وجہ سے، مثلاً بچہ پر ہو تو بھی یہی حکم ہے، لیکن صبر کرنا زیادہ بہتر ہے، یہی مالکی مصالحت، برکت، شجاعت، علم جیسی شئی کے مفقود ہو جانے کی وجہ سے ہو

(۱) فتاویٰ کاظمی مجلس ولایتی مع لکھنؤ کی ایڈیشن ۹۰، حلیۃ المظاہر علی

الدر المختار ۸۳۳ حاشیہ من جلد ۱۰، ۹۰، حلیۃ الدعوی ۲۳۲ حاشیہ

مکمل ۱۲۱ حاشیہ، مکمل مع لکھنؤ، ۲۳۵ حاشیہ، لکھنؤ مع حلیۃ

محدوی ۳۳/۳۔

تو مندوب ہے، یہ رشتہ و صدقہ و فاداری اور مصلحت پذیری کے منفقہ ہو جانے کی وجہ سے ہو تو مکروہ ہے یا تنہا و مقتدر پر تسلیم و رضا کے نہ ہونے کی وجہ سے ہو تو رونا حرام ہے (۱)۔

عام ثنائی کہتے ہیں: موت سے قبل رونا جائز ہے، سب موت ہو جائے تو رک جائیں، انہوں نے استدلال نسانی میں حضرت جابر بن عتیق کی حدیث سے کیا ہے جو منقریب آ رہی ہے (۲)۔

فقہاء نے اس مسئلہ میں جو رائے دی ہے اس پر استدلال حدیث سے کیا ہے، چنانچہ ترمذی نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: "أخبرني النبي ﷺ بعد عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه فأنطلق به إلى ابنه إبراهيم، فوجدته يجود بنفسه، فأخبرني النبي ﷺ فوضع في حجره فبكى، فقال له عبد الرحمن: أبكي؟ أو لم تكن بهيت عن البكاء؟ قال: لا، ولكن بهيت عن صوتين أحققين لأجربين صوت عند مصيبة، خمش وجوه وشفق جيوب وروية شيطان" (۳) (یٰ اکریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کا ماتھ پکڑ کر آئیں لے کر اپنے صاحب زادہ ایم کے پاس تشریف لائے، یہاں تک کہ وہ جان فی کے عام میں تیں، نبی ﷺ لے آئیں لے کر پی کوہ میں رکھا، رو رہا ہے، حضرت عبدالرحمن سے یہ چہا: آپ ﷺ رو رہے ہیں؟ یا آپ ﷺ لے روے سے منع نہیں فرمایا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں میں سے یہ قسم لی اہتمام و فاجر نہ ہو، ز سے رو کا تھا، یک مصیبت کے وقت آدمی رو نہ چکا،

نریان پھاڑنا اور شیطان کی بیخ)۔

عام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ليس منا من لطم الحدود وشفق الجيوب ودعى بدعوى الجاهلية" (۱) (وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو منہ پر تھپڑ مارے، پٹے پھاڑ لے اور جاہلیت کا نعرہ لگائے)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تھپڑ مارنا، گریباں چاک کرنا اور جاہلیت کا نعرہ لگانا جائز نہیں ہے۔

نسائی نے حضرت جابر بن عتیق سے روایت کیا ہے: "أن رسول الله ﷺ جاء بعبد الله بن ثابت فوجدته قد غلب، فصاح بالنسوة وبكبن، فجعل ابن عتيق يسكرهن، فقال رسول الله ﷺ: دعهن، فإذا وجب فلا تبكين باكية، فالوا: وما الوجوب يا رسول الله؟ قال: الموت" (۲) (رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن ثابت کی عیادت کے لئے تشریف لائے، یہاں تک کہ شری حات ہے، تو عورتیں چیخ کر رہی تیں، حضرت بن عتیق کیں خاموش کرنے گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیں چھوڑو، جب واجب ہو جائے تو کوئی رو نہ لے، ابلیس زندہ رہے، لوگوں نے دریافت کیا: واجب ہوا کیا ہے یا رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: موت)۔

قبر کی زیارت کے وقت رونا:

۱۵ قبر کی زیارت کے وقت رونا جائز ہے، اس کی دلیل صحیح مسلم میں

(۱) حدیث: ليس منا من لطم الحدود... کی روایت بخاری (طبع ۱۳۳۳ھ) نے کی ہے۔
(۲) حدیث: جابر بن عتیق "أن رسول الله ﷺ جاء بعبد الله بن ثابت فوجدته قد غلب... کی روایت
بیہود (۳۸۲/۳ طبع عزت عید عباس) نے کی ہے اس کی سند میں عتیق بن حاتم کی جمالت ہے (ابن عبد بن حجر ۵/۱۵۵ طبع دار الفکر)۔

(۱) تلبیٰ ۱/۳۳۳ طبع ۱۳۵۵ھ ۵۶۱ طبع ۱۳۵۵ھ ۵۶۱ طبع ۱۳۵۵ھ ۵۶۱
ابن عرب شیرازی ۱۳۶۱۔
(۲) المجموع لمؤوی ۵/۳۰۷۔
(۳) حدیث: "بہیت عن صوتین أحققین لأجربین" کی روایت حاکم
۳۰۸ طبع دار الفکر (عثمانیہ) نے کی ہے۔

حضرت ابو یوسف سے مروی روایت ہے کہ مائے ماتے میں کہ: "وَاَوَّلُ السَّيْرِ
مَنْ يَمُوتُ قَبْرُ امِّهِ فَبُكِيَ، وَابْكِي مِنْ حَوْلِهِ" (الحج^(۱)) (بنی
علیہ السلام نے پٹی والدہ کی قبر میں ریارت کی تو رہ پڑے اور اپنے ساتھ
والوں کو بھی رلایا۔)

رونے کے لئے عورتوں کا جمع ہونا:

۱۶- رونے کے لئے عورتوں کا جمع ہونا مالک کے نزدیک اگر بغیر
"توڑ کے ہو تو مکروہ ہے اور "توڑ کے ساتھ ہو تو حرام ہے" (۲)
شافعیہ کے نزدیک رونے کے لئے اسباب حار نہیں ہے۔

حنفیہ و حنابلہ نے رونے کے لئے عورتوں کے جمع ہونے کے
مسئلہ پر تنگی نہیں کی ہے، لیکن فقہاء حنفیہ نے بغیر آواز کے صرف
"سو کے ساتھ رونا حار ہے، اگر است یا تحریم اس وقت ہوتی ہے جب
اسی کے ارادہ سے جمع ہونا پایا گیا ہو۔

اور جب روئے کے لئے عورتوں کا جمع ہونا مکروہ یا حرام ہے تو
روئے کے لئے عورتوں کا جمع ہونا حرام ہے، لیکن مکروہ یا حرام ہونا مقابلاً
صرف عورتوں کا مسئلہ اس لئے بیان کیا کہ ان میں اس کا رواج
ہوتا ہے (۳)۔

۱۷- رات کے وقت بچے کے رونے کا اثر:

۱- ولادت کے وقت اگر بچہ روئے مثلاً چیخ لی، اور سنی، تو
یہ اس کے رمدہ ہونے کی دلیل ہے، خواہ بچہ بڑی طرح ملامت دیا
ہو جیسا کہ شافعیہ کے نزدیک ہے، یا ملامت نہ ہو، جیسا کہ حنفیہ کے

(۱) حدیث: "وَرَوَى عَنْ أَبِي قَبْرٍ أَنَّهُ قَالَ: "وَاَوَّلُ السَّيْرِ مَنْ يَمُوتُ قَبْرُ امِّهِ فَبُكِيَ، وَابْكِي مِنْ حَوْلِهِ" (الحج^(۱)) (بنی علیہ السلام نے پٹی والدہ کی قبر میں ریارت کی تو رہ پڑے اور اپنے ساتھ والوں کو بھی رلایا۔)

(۲) حوالہ الاکلیل ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹

کر پاتے۔ اور کہا گیا ہے: مسنونہ سوچ و شیدائش رجا، جیسے کہ کی
خلیم نے کہا ہے:
اذا اشبکت دموع فی حدود
نہیں میں بکی صبر نباکی
(جب آنسو رخساروں سے آمیز ہو جائے تو حقیقی ورنہ بانی
رونے والے واضح ہو جائیں گے) (۱)۔



حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”تستامرو النیمة فإدا بکت او سکت فهو دصاھا وای ابت
فلا جوار عیھا“ (۲) (ناری سے اجازت لی جائے لی، اگر وہ
رہ پڑے یا سوس رہے تو یہ اس کی رضا مندی ہے، اور اگر انکار کرے
تو اس پر جو نہیں ہے)، اور اس لئے بھی کہ اجازت طلب کن نہ وہ منع
نہیں کرتی ہے تو یہ جارت بھی جائے لی جیسے کہ خاموشی، اور رہا فرط
حیا کی دلیل ہے مایہ ندر کی کی نہیں، یونکہ اگر وہ مایہ ندر کرنی تو مار
رتی، یونکہ وہ در رنے سے نہیں شرماتی (۳)۔

آدمی کا رہنا کیا اس کے صدق گفتاری کی علامت ہے؟
۱۹- انس کا رہنا اس کے صدق گفتاری کی علامت نہیں ہے، اس کی
دلیل سورہ یوسف کی آیت ہے: ”وھاء و انھام عشاء
یتکون“ (۴) (وہ یہ لوگ اپنے باپ کے پاس شرم رات میں
رہتے ہوئے پہنچے)، پر درن یوسف نے رہے کا صوبک یا تاک
ان کے با ان کی بات کی سمجھ میں حالانکہ ان کی بات جھوٹ
تھی، انہوں نے ہی سار شرم رتی تھی، اور اس پر عمل یا تھا۔
قرطبی فرماتے ہیں: ہمارے علماء نے کہا ہے کہ یہ آیت دلیل ہے
کہ رہنا انسان کی صداقت قول کی دلیل نہیں ہے، اس لئے کہ ممکن ہے
رہنا بناؤں ہو، کچھ لوگ ایسا کرے پر قادر ہوتے ہیں اور کچھ لوگ نہیں

(۱) حدیث، ”تستامرو النیمة فإدا بکت او سکت...“ کی روایت
ابوداؤد (۳/ ۵۷۳، ۵۷۵ طبع عزت ہمدانی) نے کی ہے امام
ابوداؤد نے کہا حدیث کا لفظ ”بکت“ محفوظ نہیں ہے بلکہ حدیث میں وہم
ہے یہ وہم اور نہیں یا محمد بن علاء روی سے ہوا ہے اصل حدیث لفظ
”بکت“ کے بغیر ہے جس کو امام بخاری (صحیح ۱۹/ ۱۹۱ طبع المنیر) نے
روایت کیا ہے۔

(۲) مطابق اولیٰ انس ۵/ ۵۶۱ طبع المکتبہ اسلامی۔

(۳) سورہ یوسف ۱۶۔

(۱) القرطبی ۱۳۵۹۔

کے ساتھ عقد صحیح یا صحیح کے قائم مقام عقد ناسد میں جماع نہ کیا گیا ہو، اور نہ بایا ہے: یہ دو عورت ہے جس کا پردہ بکارت زائل ہی نہ ہو (۱)۔

بکارتہ

معلقۃ الفاظ:

الف- عذرة:

۲- عذرة لغت میں مقام مخصوص پر ہونے والی کھال کو کہتے ہیں (۲)، اسی سے "عذرة" ہے یعنی دو عورت جس کی بکارت کسی طرح زائل ہوئی ہو (۳)۔

پس "عذرة" لغت اور عرف میں "بکر" کے مرادف ہے، بسا اوقات متبادان دونوں میں فرق کرتے ہیں، چنانچہ عذراء ایسی خاتون کو کہتے ہیں جس کی بکارت سرے سے زائل ہی نہ ہوئی ہو، راہ کہتے ہیں: اگر عرف میں دونوں کو یہ سمجھا جاتا ہو تو اعتبار کیا جائے گا (۴)۔

ب- ثیبہ:

۳- ثیبہ: بلی کے، ریو، خواہ حرم طریقہ پر ہو، بکارت زائل ہوئے نام ہے۔

ثیبہ: لغت میں بکری کا ہے، یہ دو خاتون ہے جس نے ثادی لی "رثیبہ ہوئی ہو" رشوم سے راہی تعلق کے بعد کسی بھی وجہ سے اس سے علاحدہ ہوئی ہو، اصمعی سے منقول ہے کہ انہوں نے بعد مرد ہو یا عورت "ثیبہ ہے۔

ثیبہ اصطلاح میں دو عورت ہے جس کی بکارت بلی کی وجہ سے

تعریف:

۱- ہکارتہ (ب پر زہر کے ساتھ) لغت میں وہ کھال ہے جو عورت کی شرمگاہ پر ہوتی ہے (۱)۔

بکر: وہ عورت جس کی بکارت زائل نہ کی گئی ہو، اور مرد کو "ہکر" اس وقت کہا جاتا ہے جب اس نے (شرعی طور پر) کسی عورت سے مباشرت نہ کی ہو، اسی مفہوم میں حدیث ہے: "البکر بالبکر جلد مائة و مئیس سنة" (۲) (کنو اور الا کا کنواری لڑکی کے ساتھ ناجائز جنسی تعلق قائم کرے تو اس کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی شہرہ دہری ہے)۔

بکر اصطلاح میں حنفیہ کے نزدیک ایسی عورت کا نام ہے جس سے نکاح یا بغیر نکاح کے جماع نہ کیا گیا ہو، پس جس کی بکارت بغیر جماع کے کوڑے یا مسلسل حیض یا زخم ہو جانے یا دیر تک بلا ثادی کے رو جانے کی وجہ سے زائل ہو گئی ہو بایں طور کہ اپنے گھر والوں میں بلوغ کے بعد طویل مدت تک بیٹھی رہی ہو، یہاں تک کہ کنواریوں کے شمار سے نکل گئی ہو، تو ایسی عورت حقیقتاً "رعمما بکر" (بارد) ہے (۳)۔

ملاحظہ سے اس کی تعریف یہی ہے کہ بکر وہ عورت ہے جس

(۱) مصباح التمری لسان العرب، مادة "بکر"۔

(۲) حدیث: "البکر بالبکر"۔ کی روایت مسلم (۳۱۶) طبع النسخی نے

عبودہ بن حاتم سے کی ہے

۳ رد المحتار علی در المنہج ۳/۳۰۳ و ادبیاء الفرائض العربیہ

(۱) حنفیہ الدسوقی علی اشرح الکبیر ۲/۲۸۱ طبع عیسیٰ الخلیلی مصر۔

(۲) لسان العرب، مادة "عذرة"۔

(۳) رد المحتار علی الدر المنہج ۲/۳۰۲ حنفیہ الدسوقی علی اشرح الکبیر ۲/۲۸۱۔

(۴) نہایۃ النکاح ۲/۲۳۳ طبع المکتبۃ الاسلامیہ، الدسوقی ۲/۲۸۱۔

بکارت ۴-۵

خود حرام طریقہ پر ہونا اہل ہوئی ہو^(۱)۔

شیبہ اور بکر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

ختم ف کے وقت بکارت کا ثبوت:

۴- جمہور فقہاء نے بکارت اور حیو بت کے سلسلہ میں عورتوں کی شہادت کو قبول کیا ہے۔ اس کی تعداد کے سلسلہ میں فقہاء میں اختلاف ہے۔

حنبیہ و حنابلہ کے ہر ایک ایک فقہ عورت کی شہادت سے بکارت ثابت ہو جائے گی، وہ عورتوں میں زیادہ احتیاط اور زیادہ اطمینان ہے۔ حنابلہ میں سے ابو الخطاب نے اس مسئلہ میں مرد کی شہادت کو بھی درست قرار دیا ہے۔

مالکیہ کا مذہب جیسا کہ فیصلہ "مرد و عورتوں میں شہادت کی پے پی پے کہ وہ عورتوں کی شہادت سے بکارت ثابت ہوگی۔

میں ہوتی ہے وہ بکارت میں لگتا ہے کہ اگر مرد ۱۰ عورتوں کو یا ایک عورت کو لائے جو اس کے حق میں ۱۰۰ کی تصدیق کے معاملہ میں کوئی یقین قبول کی جائے گی۔

شافعیہ سے بہ: ۱۰۰ مرد یا ایک مرد ۱۰ عورتوں یا چار عورتوں کی شہادت سے بکارت ثابت ہوگی^(۲)۔

ثبوت بکارت میں عورت کی شہادت قبول کرنے کی علت یہ ہے کہ خاتون کا وہ مقام شرم گاہ ہے جسے مرد صرف ضرورت کے وقت دیکھ سکتے ہیں، امام مالک نے زہری سے نقل کیا ہے کہ "سنت ربی ہے

(۱) لسان العرب، المصباح المہیر، مادہ "شیبہ"، کتاب النکاح ۲/۵۶۷ طبع ریاض۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۵۹۶/۳، ۳۷۱/۸۹۳ طبع در احیاء التراث العربیہ جامعہ المدینۃ علی المشرع الکبیر ۲/۵۸۵، ۵۸۸/۳، شرح المہاج ۳۵۳/۵ طبع للخطیب المشرقی ۲/۶۹۲، کتاب النکاح ۵/۱۳ طبع المباحث، بیروت ۱۵۵۸، ۱۵۷۱۔

کہ عورتوں کی شہادت ان امور میں درست قرار دی جاتی ہے جن سے صرف عورتیں واقف ہوتی ہیں، جیسے عورتوں کی ولادت و رال کے حیو بت^(۱)، اور اس پر بکارت اور حیو بت کو قیاس کیا گیا ہے۔ ان طرح بکارت یحیٰ سے بھی ثابت ہوتی ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

عقد نکاح میں بکارت کا اثر:

کنواری عورت کی اجازت کس طرح ہوگی:

۵- فقہاء کا اتفاق ہے کہ نکاح کی اجازت طلح کے وقت کنواری ہونے کی خاصو شی اس کی جانب سے اجازت ہے، اس لئے کہ حدیث میں ہے: "البکر تستأذن فی نفسها واذبها صماتھا"^(۲) (کنواری سے اس کی ذات کے بارے میں اجازت لی جائے گی، اور اس کی نموشی اس کی طرف سے اجازت ہے)۔

نیز حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "الائمه ائحق بنفسها من ولہا، و البکر تستأذن فی نفسها، واذبها صماتھا"^(۳) (شوہر دیدہ عورت اپنے نفس کے بارے میں اپنے مہی سے ریا و حق دار ہے، کنواری سے اجازت لی جائے گی، اس کی نموشی اس کی اجازت ہے)۔

خاموشی کی مانند بغیر اختیار کے کسی بھی ہے، اس سے کہ یہ کسی بمقابلہ خاموشی رضامندی ن، صبح دلیل ہے، اسی طرح قسم

(۱) زہری کے مژکون ابی شہر نے اپنے "معنف" میں روایت کیا ہے جیسا کہ نصب الرایۃ (۸۰۳/۸ طبع مجلس اعلیٰ) میں ہے اور مدار فی نے اپنے "معنف" (۲۲۲/۸ طبع مجلس اعلیٰ) میں سے تصیلا و صحت کیا ہے۔

(۲) حدیث ۳۱۱۰ "البکر تستأذن" کی روایت مسلم (۱۰۳/۵ طبع مجلس) سے حضرت ابن عباسؓ سے کی ہے۔

(۳) حدیث ۳۱۱۱ "الائمه ائحق بنفسها من ولہا" کی روایت مسلم (۱۰۳/۵ طبع مجلس) سے حضرت ابن عباسؓ سے کی ہے۔

بکارتہ ۶-۷

ہمسکرتہ ۱۰ بخیر ۱۰ کے روئے اس لئے کہ روئے بھی ضمناً رضامندی کی دلیل ہے۔

اس مسئلہ میں وہ روئے نہ ہونے کے اندر قرائن احوال کے اعتبار پر ہے، اگر قرائن متعارض ہوں یا واضح نہ ہوں، احتیاط یہ ہے کہ گئی (۱)۔

کنواری بالغہ خاتون سے اجازت و مشورہ لینا جمہور کے نزدیک مستحب ہے، اس لئے کہ اس کے ولی کو اس کے نکاح میں اس پر اجازت کا حق حاصل ہے، حنفیہ کے نزدیک اجازت لیمانست ہے، اس لئے کہ اس کے ولی کو حق جبر حاصل نہیں ہے (۲)۔ اس کی تفصیل اصطلاح "نکاح" میں دیکھی جائے۔

۶- مالکیہ نے ذکر کیا ہے کہ چند قسم کی کنواری عورتوں کی خاموشی پر کتنا نہیں کیا جائے گا بلکہ نکاح کی اجازت ظلی کے وقت ان کے لئے ہوں کہ اجازت، یعنی ضروری ہے، یہ مندرجہ ذیل میں:

الف۔ ایسی کنواری لڑکی جس کو بعد بلوغت اس کے باپ یا باپ کے بھی سے رشید پدر نہ ہو، اس لئے کہ ایسی خاتون پہ اس کے والد کو جبر حاصل نہیں ہے، چونکہ اس کے والد نے اس کے ساتھ حسن تصرف کا معاملہ رکھا ہے، مذہب میں معروف قول یہی ہے۔

ب۔ ایسی مجبورہ کنواری عورت جس کو اس کے والد نے نکاح کرے سے روک دیا ہو، ورنہ روکنے کا مقصد خاتون کا ممانعت نہیں ہو بلکہ اس کو نقصان پہنچا ہو، یہ عورت اپنا معاملہ حاکم کے سامنے لے جائے اور

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۲ ص ۵۸، حاشیہ الدرر المنثور ج ۲ ص ۲۲۳، ۲۲۴ طبع دار الفکر، تہذیبی علی شرح المصابیح ج ۲ ص ۲۲۳ طبع عیسیٰ الحلوی، مصر، انجلی ص ۳۳۳، ۳۳۴ طبع المریض۔

(۲) حاشیہ الدرر المنثور ج ۲ ص ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲

حنیفہ کا مذہب ہے کہ ایک خاتون کے ولی کو حق اجبار حاصل نہیں ہے، وہ خود اپنا نکاح رخصتی ہے، اگر وہ غیر کفو میں یا مرد مشکل سے کم میں اپنا نکاح کرتی ہے تو اس کے ولی کو فتح نکاح کے مطالبہ کا حق اس کے حامد ہونے سے پہلے پہلے حاصل ہے^(۱)۔

امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اگر "عاتکہ" ماخذاً از شاری ہوتا اس کا نکاح ولی کے بغیر منعقد نہیں ہوگا، امام محمد سے مروی ہے کہ موقوف رہے گا، تفصیل اصطلاح "نکاح" میں دیکھی جائے۔

بکارت کے باوجود اجبار کب ختم ہوگا؟

۸- الف۔ مالک کی رائے ہے کہ والد ایسی باکرہ پر اجازت نہیں کرے گا جس کو اس نے رشیدہ بنایا ہو، اگر وہ بالغ ہوئی ہو، مگر اس سے لڑکی سے کہا ہوا میں نے تم کو رشیدہ قرار دیا یا میں تمہارا ماتحت چھوڑ دیا یا میں نے تم سے پابندی اٹھالی یا اسی جیسے الفاظ بحورت کا رشیدہ ہونا اس کے والد کے تکرار سے ثابت ہوگا یا اگر وہ انکار کرے تو بینہ سے ثابت ہوگا۔ اگر جب اس پر اجازت نہیں ہوگا۔ اس کی بکارت پر رباں سے اظہار ضروری ہوگا، یہی مذہب میں معروف ہے۔

اس عبد پر کہتے ہیں: والد کو اس پر جبر کا حق حاصل ہے۔

ب۔ باکرہ محرمہ کا باپ اگر اس سے اپنی پسند کے شخص سے نکاح کرنے سے روک دے اور وہ اپنا معاملہ تقاضا میں لے جائے اور اس کی پسند کے شخص کا اس کا کفو ہونا ثابت ہو جائے تو حاکم باپ کو حکم دے گا کہ اس کی شادی کرے، اگر باپ پھر بھی گریہ کرے تو اس کا حق جبر ختم ہو جائے گا اور حاکم خود اس کی شادی کر دے گا، اس صورت میں عورت کے لئے شادی اور مہر پر رباں سے اظہار

رد المحتار ۲/۲۹۶، ۲۹۸، طبع دار احیاء التراث العربیہ، فتح القدیر والفتاویٰ ۶۳، ۵۷۔

رخصا مندی ضروری ہوگا^(۱)۔

ثانیہ۔ اور حاتلہ کا مسلک اس مسئلہ میں سوائے بعض تفصیلات کے زیادہ مختلف نہیں ہے۔ جیسے ولی ماضل (شادی سے روکنے والا) کا بار بار ثانی سے گریہ کرنا^(۲)۔

ث۔ حنفیہ صغیرہ و بزرگ پر اگر مدیثہ بکار ہو تو اس کا ولی اسے شادی کرنے پر مجبور کرے گا، مالکیہ کے معتقد قول کے مطابق قاضی سے مشورہ کرنا ضروری ہوگا^(۳)۔

حنفیہ کے نزدیک اس صورت حال کو کوئی خصوصیت حاصل نہیں، اس لئے کہ مطلق صغیرہ خواہ وہ کنواری ہو یا شوہر و بیوہ، اس پر اس کے ولی کو حق اجبار حاصل ہے، پھر جب وہ بالغ ہوگی اور ولی مجبر باپ یا

۱۰۰ کے حامد کوئی، عمر ہو تو اس عورت کو نیا رہوٹ حاصل ہوگا۔ حاتلہ کا مذہب ایک روایت کے مطابق یہ ہے کہ ولی محرم صرف باپ ہے، صغیرہ کی شادی اس کے مددگار نہیں کرے گا خواہ وہ ۱۰۰ ہو۔ مذہب حاتلہ کی عمری روایت مذہب حنفی کی مانند ہے۔

ثانیہ کے نزدیک باکرہ کی شادی میں ولایت بہر صرف باپ اور ۱۰۰ کو حاصل ہے، اگر ۱۰۰ یا کو نہیں، حنفیہ باکرہ پر ولایت بہر صرف ۱۰۰ کو حاصل ہے۔

شوہر کی جانب سے زواج کی بکارت کی شرط:

۹- حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک خاتون سے اس شرط پر ثانی لی ہو کہ وہ باکرہ ہے، پھر خول کے بعد، صبح ہو کہ وہ نہاری

(۱) حنفیہ الدرر ۲/۲۳۱، شرح مرقاۃ ۲/۸۷۔

(۲) منہاج الطالبین و جامعہ اقلیوی ۲/۲۲۵، کتاب النکاح ۵/۲۳، ۵۵، ۵۲، طبع المصاحف۔

(۳) شرح الدرر مع جامعہ الدرر ۲/۲۲۳، حاشیہ ابن ماجہ ۲/۲۹۶، یعنی ۲/۲۹۶، ۲۳۳، طبع سیاحی۔

نہیں ہے تو اس شخص پر پورا مہر لازم ہوگا، اس لئے کہ مہر استمتاع و لطف ندوڑی کی وجہ سے واجب ہوتا ہے، بکارت کی وجہ سے نہیں، اور اس کے معادہ کو نیکی پر محمول کیا جائے گا، مہر سمجھا جائے گا کہ اس کی بکارت کو نہ وغیرہ کی وجہ سے رائل ہوئی ہوگی۔

گر اس نے مہر مثل سے زائد رقم پر اس سے شادی اس شرط پر کی ہو کہ وہ نہ رکی ہے، مہر وہ غیر کنواری نکلتی ہے تو مہر مثل سے زائد رقم و جب نہیں ہوگی اس لئے کہ زیادتی اپنی پسند و رغبت کے بالمقابل اس نے رکھی تھی جو پائی نہیں گئی تو اس کے بالمقابل رقم بھی واجب نہیں ہوگی۔

شرط بکارت کے خلاف پائے جانے کی وجہ سے فسخ نکاح کا حق ثابت نہیں ہوگا (۱)۔

مالکیہ کے نزدیک اگر کسی نے ایک خاتون سے یہ سمجھ کر نکاح کیا ہو کہ وہ نہ رکی ہے، پھر فسخ ہو، کہ وہ شومہ دید ہے، مہر اس عورت کے والد کو اس کا سلم نہ ہو تو اس ہنیا پر شومہ کو نکاح میں نہ ہوتا، والا یہ کہ اس شخص سے یہ بہا ہو کہ میں اس عورت سے اس شرط پر شادی کرتا ہوں کہ وہ عذر ہو (عذر وہ ہے جس کی بکارت سی رائل کرے ۱۰ لے سے رائل نہ ہوئی ہو) پھر وہ شیبہ ظاہر ہوتی ہے تو شومہ کو اس سے زائد رقم کا حق ہوگا، خواہ اس کے ولی کو اس کا سلم ہو یا نہ ہو، اور شومہ بہت سی نکاح کی وجہ سے ہوتی ہو یا بغیر نکاح کے۔

میں گراں سے شرط کافی ہو کہ عورت بائرد ہو، پھر اسے بغیر مہر نکاح کے شیبہ پاتا ہے اور باپ کو اس کا سلم نہیں ہے تو اس صورت میں تردید ہے، ایک قول یہ ہے کہ شومہ کو اختیار حاصل ہوگا، مہر مہر قول یہ ہے کہ اسے اختیار حاصل نہیں ہوگا، یہی قول زیادہ صحیح ہے کہ ایسی عورت پر بکارت کا انعقاد صحیح ہوتا ہے، اور اس لئے بھی کہ بکارت نسبی

کو، نے اچھلنے وغیرہ کی وجہ سے بھی زائل ہو جاتی ہے، اور اگر والد کو معلوم ہو کہ بلا وطنی وہ شیبہ ہوگئی ہے، لیکن اس نے پوشیدہ رکھا تو صحیح قول کے مطابق شومہ کو فسخ و رد کا حق ہوگا، اور اگر وطنی کی وجہ سے بکارت زائل ہوئی ہو تو بدرجہ اولیٰ فسخ ہوگا۔

اگر اس نے بکارت کی شرط کافی پھر پید کر نکاح کی وجہ سے وہ شیبہ ہو چکی ہے تو شومہ کو مطابق فسخ حاصل ہے خواہ والد کو علم ہو یا نہیں ہو (۱)۔

شافعیہ کے نزدیک اگر کسی نے ایک خاتون سے اس کی بکارت کی شرط پر نکاح یا پھر معلوم ہو کہ شرط ہو، جو نہیں ہے تو ظہر قلوب کے مطابق نکاح صحیح ہوگا، اس لئے کہ معقودہ عدیہ (جس پر عقد ہو ہے) متعین ہے، اس کی ایک شرط صفت کے نہ ہونے سے وہ بدل نہیں آیا ہے، شافعیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ یہ نکاح باطل ہوگا، اس لئے کہ نکاح کی بنیاد تعین اور مشاہدہ نہیں بلکہ اسما و اور صفات پر ہوتی ہے، لہذا نکاح میں صفت کا بدل جانا اصل صفت کے بدل جانے کی مانند ہے (۲)۔

حنابلہ سے مروی ہے کہ اگر شادی میں شرط کافی کی عورت باکرہ ہوئی، پھر اسے رانی کی وجہ سے شیبہ پاتا ہے تو شومہ کو فسخ حاصل ہوگا، اور اگر شرط کافی کی عورت باکرہ ہو، مہر میں سے شیبہ پاتا ہے تو شومہ کو اس سے زائد رقم کا حق ہے، امام احمد سے مروی حکام میں، ۱۰ اقوال ہیں:

ایک احتمال یہ ہے کہ شومہ کو اختیار حاصل نہیں ہوگا، اس سے کہ نکاح کو صرف آنحضرت علیہ السلام کی وجہ سے فسخ ہو جاتا ہے، لہذا نکاح کی شرط کی مخالفت کی وجہ سے فسخ نہیں کیا جائے گا۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ شومہ کو مہر حاشیہ حاصل ہوگا، اس سے کہ

(۱) الخرش علی مخرطل ۳۹۳ طبع دار صادر۔

(۲) شرح منہاج الطالبین ۲۶۵ طبع عیسیٰ الخلی مصر۔

اس نے ایک پسندیدہ و ہف کی شرط لگائی، لیکن عورت اس شرط کے خلاف نکلے (۱)۔

حکمی بکارت، نیز جبر و عورت کی اجازت کی معرفت میں اس کا اثر:

۱۰۔ جس خاتون کی بکارت بغیر ہٹی کے مثلاً، چھلنے کی وجہ سے یا انگلی ڈالنے سے یا حیض کی حدت سے یا اس جتنی دوسری چیز سے زائل ہو جائے تو وہ حقیقتاً برحماً و کرد ہے، اس مذکورہ امور کی وجہ سے زائل بکارت کا اثر جبر، اجازت طلق اور معازت کی معرفت پر نہیں ہوگا، اس سے کہ اس عورت سے محل بکارت میں ہٹی کا تجربہ کسی مرد سے نہیں یا ہے، ورنہ اس سے بھی کہ اس صورت میں زائل ہوئے، یہی بھی صرف وہ پر و یعنی کمال ہے جو مقام بکارت پر ہوتی ہے، یہ ضعیفہ باللیہ و درنا بلہ کے نزدیک ہے، ثانویہ کے نزدیک بھی اس قول یہی ہے، ثانویہ کا دوسرا قول، ورنہ ہاں یوسف و امام محمد کا قول یہ ہے کہ ایسی عورت ثیبہ کے حکم میں ہے، یعنی اس کی خاموشی پر اکتفا نہیں یا جائے گا، یہ نکتہ عذرۃ (پردہ بکارت) زائل ہوگئی ہے، اس لئے وہ حقیقتاً ثیبہ ہے۔

ضعیفہ سے کہا: جس عورت کی بکارت رما کی وجہ سے رائل ہوئی ہو۔ اگر یہ درپردہ ہو ہو۔ ورنہ رما کی وجہ سے اس پر حد جاری نہ ہوتی ہو۔ تو وہ حماً و کرد ہے (۲)۔

تفصیل اصطلاح "بکارت" میں ہے۔

(۱) ابنی لابن قدسہ ۵۲۶/۵۵۱ طبع المیاضہ کشف القناع ۵/۴۹، ۴۹، ۵۰ طبع المیاضہ۔

(۲) حاشیہ المدسوق علی المشرح الکبیر ۲/۲۲۳، ابنی لابن قدسہ ۵/۴۹، ۵۰ کشف القناع ۵/۴۹ طبع المیاضہ شرح منہاج الطالبین ۳/۲۲۳، حاشیہ ابن ماجہ ۲/۳۰۲، فتح القدیر ۳/۶۹، تجمین الفقہاء مع حاشیہ الاتفاقی ۳/۲۰۔

بغیر جماع کے بالقصد پردہ بکارت زائل کرنا اور اس کا اثر:

۱۱۔ ضعیفہ، درنا بلہ و درنا غیہ اپنے صحیح قول میں اس بات پر متفق ہیں کہ اگر شوہر اپنی زوجہ کا پردہ بکارت بغیر جماع کے انگلی وغیرہ سے بالقصد زائل کرے تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے ضعیفہ کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ اس ازالہ میں ایک آگاہ اور دوسرے کے درمیان فرق نہیں ہے، ماب دنیات میں بچوں کے احکام میں وارو ہے کہ شوہر اگر عورت کا پردہ بکارت انگلی سے زائل کر دے تو وہ ضامن نہیں ہوگا، اس کو نہ دی جائے گی، اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ عمل صرف مکروہ قرار پائے (۱)۔

درنا بلہ نے کہا: اس نے یہی چیز تلف کی جس کے اتمام کا مستند کی وجہ سے مستحق تھا تو کسی دوسری چیز کی وجہ سے اس کا تاوان نہیں ہے (۲)۔

جہاں تک ثانویہ کا تعلق ہے تو وہ کہتے ہیں: ازالہ شوہر کا اشتقاق ہے۔

ثانویہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ اگرچہ عضو تاسل کے بجائے دوسرے عضو سے زائل کرے تو تاوان دے گا (۳)۔

مالکیہ نے کہا: اگر شوہر نے اپنی بیوی کی بکارت پٹی انگلی سے قصد زائل کر دی تو اس پر تاوان (حکومت بدل) واجب ہوگا جس کی تعمین کا نسخہ کرے گا، اور انگلی سے بکارت زائل کرنا حرام ہے، ایسے عمل پر شوہر کی تاوان واجب نہ جائے گی (۴)۔

اس کی تفصیل اصطلاح "بکارت" اور "دیت" میں ملے گی۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ۲/۳۳۱۔

(۲) کشف القناع ۵/۱۳۔

(۳) شرح المنہاج ۳/۱۳۲-۱۳۳۔

(۴) حاشیہ المدسوق ۳/۲۷۷-۲۷۸ طبع، رائف المشرع المصنوع علی حاشیہ ابن ماجہ ۳/۳۹۳۔

کی جس کے اف کا موقعہ کی وجہ سے مستحق تھا تو دوسری چیز کی وجہ سے اس کا تاوان نہیں، گا۔^(۱)

جماع کے بغیر نگلی سے بطارت دور کر دینے کی صورت میں
مہر کی مقدار:

۱۲۔ حنفی رائے ہے کہ اگر شوہر نے اپنی زوجہ کی بکارت بغیر
 جہت کے زائل کر دی پھر وہ حقی تعلق کے بغیر طلاق دے دی تو
 عورت کا پورا مہر شوہر پر واجب ہوگا اگرچہ متعین ہو اور نہ کیا گیا
 ہو، اگرچہ مہر اوکڑیا گیا ہو تو بقیہ واجب ہوگا۔ اس لئے کہ انکی بنیاد
 سے بکارت کا رائل کرنا صرف خلوت میں ہی ہوتا ہے^(۱)۔

وہ لکھتے ہیں: ”رُشوم نے مذکورہ عمل یا تو اس پر اپنی انگلی سے رال کرنے والی ہمارے کانوں میں، رساتھ میں آجامہ واجب ہوگا“ (۴)۔

شافیہ اور حنا بلہ نے کہا: ایسی خاتون کے لئے اس کے نصف مہر کا فیصلہ کیا جائے گا، اس لئے کہ قرآن کریم میں ہے: "وَابْنَ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَصَفِّ مَا لَكُمْ عَنْهُنَّ" (۳) (اور اگر تم نے انہیں طلاق دے دی ہے قبل اس کے کہ انہیں ہاتھ لگایا ہو، لیکن ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے ہو، تو جتنا مہر تم نے مقرر کیا ہے اس کا آدھا واجب ہے)، اس آیت میں "مس" سے مراد جماع ہے، اور صرف استحنا اور بغیر آلہ کے ازالہ بکارت سے مہر کا وجوب نہیں ہوتا ہے، پس اگر طلاق دے دی تو نصف مہر واجب ہوگا، بکارت کا ۱/۲ اس میں۔

حنا بد سے اُتت سے تدلال کے ما" دیہ طلت بھی بتانی ہے کہ
اس خاتون کو جہت و خلوت سے قبل طلاق کی مئی ہے، لہذا
صرف متعین کا نصف ہی ملے گا۔" اس لئے کہ اس بے دوٹی ملک

() حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۲۰، ۲۲۱۔

(۳) حاشیہ، المرقی ۲/۲۷۷-۲۷۸ طبع در اہل

— ۳۳۲ — / ۵۰۰۰۰۰۰۰ (۳)

(١) نهاية الحجاج مع حاشية ابقصاء نور الله ص ٥٣٥ شاف القناع

15/5

بلاغ

خیا حاصل نہیں ہوگا (۱)۔

تفصیل اصطلاح "نکاح"، "صدق"، "شرط" میں دیکھی جائے۔

مہر کی رقم واپس لے گا۔

گر نکاح کی وجہ سے شہہ ہوئی ہے تو لٹا دی جائے لیٰ خود اوپ کو علم نہ ہو (۲)۔

تفصیل اصطلاح "نکاح"، "صدق" اور "عیب" میں دیکھی جائے۔

بلاغ

دیکھئے "تہلیغ"۔

ثانفیعہ نے کہا: اپنی بکارت کے دعویٰ میں بغیر یمن عورت کی تصدیق کی جائے گی کسی طرح بیہمت کے دعویٰ میں بھی۔ والا یہ کہ وہ مقدمہ نکاح کے بعد دعویٰ کرے کہ وہ نکاح سے قبل شہہ تھی تو یہی صورت میں اس سے لازماً قسم لی جائے گی خطیب شریفی کہتے ہیں: اس صورت میں ولی سے قسم لے کر تصدیق کی جائے گی تاکہ مقدمہ بطلان لازم نہ آئے، اور عورت سے زوال بکارت کا سبب نہیں پوچھا جائے گا۔

گروہی سے مقدمہ سے پہلے اس کے باکرہ ہونے کا بیہوش کر دیا تاکہ اس پر حق دہرا حاصل ہو تو یہ بیہوش کر دیا جائے گا، اور اگر عورت سے تو مقدمہ کے بعد بیہوش کر دیا کہ مقدمہ سے قبل اس کی بکارت زائل ہوئی تھی تو مقدمہ بطل نہیں ہوگا (۳)۔

دناہد نے کہا: جس سے کسی عورت سے اس شرط نامی کی ہو کہ وہ کنہہ ری ہے اور دخول کے بعد دعویٰ کرے کہ اس نے اس کو شہہ پایا اور وہ انکار کرے تو اس کی بھی کے بعد عدم بکارت کے سلسلہ میں اس کا قول قبول نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ یہاں بیہوشی میں سے ہے جو محمی رزقی میں ابہد محض شوہر کے دعویٰ پر اس کا قول قبول نہیں کیا جائے گا۔

گروہی عامل خاتون کو بھی دے کہ وہ عورت دخول سے پہلے شہہ تھی تو اس کا قول قبول کیا جائے گا، اور شوہر کو خیار حاصل ہوگا، ورنہ



(۱) حاشیہ درموسل علیٰ مشرح الکبیر ۴/۲۸۳، ۲۸۶ طبع دار الفکر۔

(۲) حاشیہ القیمو علیٰ منہاج النکاح ۳/۲۳۳ طبع مکتبۃ المدینہ مصر۔

(۳) مطالب ولی امی ۵/۱۳۱ طبع المکتبۃ المدینہ دمشق۔

بعض متنباء کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا^(۱)، اس میں اختلاف اور تفصیل ہے جو اصطلاح ”صوم“ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ب- تذکرہ ذبح سے متعلق احکام:

۳- خنیفہ، ثانیہ اور ثالثہ متعلق میں کب تک کے دوران مذبح کی تیاری متعینہ رکوں کے ساتھ بلعوم کا کانا بھی ضروری ہے یہ رگیں ہیں؛ حلقوم یعنی سانس کی مانی، وہیں یعنی راس کی اونٹوں یا بک کی رگیں جن کے درمیان حلقوم اور مری ہوتے ہیں، وہیں سے ہی جسم کی نثر رگیں نکلتی ہیں، اور وہ دونوں دماغ سے ملتی ہیں، ان کے ساتھ مری (بلعوم) کا کانا بھی ضروری ہے۔

جہاں تک مالکیہ کا تعلق ہے تو انہوں نے بلعوم کا نئے کی شرائط میں لکھا ہے، بلکہ انہوں نے پورے حلقوم اور پورے وہیں کے کانٹے کی شرائط لکائی ہے^(۲)۔

ذبح میں کس قدر کانا کافی ہو سکتا ہے، اس مسئلہ میں اختلاف ہے جس کا امامی، حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی میں ہے:

حنفی کا مذہب ہے کہ اگر ذابح نے تمام رگیں مکمل کاٹ دیں تو کانا حائل رہے گا، اس لئے کہ ذبح پالیا گیا، یہی حکم اس صورت میں ہے جب کوئی ہی تین رگیں کاٹ دی جائیں، امام ابو یوسف کہتے ہیں؛ حلقوم اور مری کو اور وہیں میں سے ایک رگ کا کانا ضروری ہے، امام محمد کہتے ہیں؛ رگ کا کانا ضروری ہے۔ کئے کا اعتبار ہوگا، قدری نے

(۱) الاختیار شرح الفقار، ۱/۳۱، ۳۳ طبع دار المعرفہ، بیروت، شرح الکبیر، جامعہ اسلامیہ، ۵۲۳، ۵۲۴، المہذب، ۱/۸۹، ۹۰، نیل المصاب بشرح دیکل الطائف، ۱/۹۹، ۱۰۰ طبع مکتبہ اسلامیہ۔

(۲) رد المحتار علی الدر المختار، ۵/۱۸۶، ۱۸۷، اختصار شرح الفقار، ۳/۱۳۲، ۱۳۳ طبع مکتبہ المصطفیٰ، بیروت، المہذب، ۱/۵۹، ۶۰، نیل المصاب بشرح دیکل الطائف، ۱/۹۹، ۱۰۰، المشرع الکبیر، ۲/۹۹، ۱۰۰، رد المحتار علی الدر المختار، ۳/۱۳۲، ۱۳۳ طبع مکتبہ اسلامیہ، نیل المصاب بشرح دیکل الطائف، ۲/۵۹، ۶۰ طبع مکتبہ اسلامیہ۔

بلعوم

تعریف:

۱- بلعوم لغت اور اصطلاح میں کھانے اور پینے کی مانی اور حلق میں نکلنے کے مقام کو کہتے ہیں^(۱)۔

بلعوم سے متعلق احکام:

بلعوم۔ اس اعتبار سے وہ منہ کے آخری حصہ (یعنی بلی) اور معدہ کے درمیان کھانے پینے کی مانی کا نام ہے۔ اس سے کچھ احکام متعلق ہیں، کچھ احکام روزہ ٹوٹنے سے متعلق ہیں، کچھ احکام کا تعلق ذبح اور اس میں قطع بلعوم سے ہے، اور کچھ احکام کا تعلق بلعوم پر جنایت و زبردستی اور اس پر وہیت سے ہے۔

نہ۔ روزہ و ریس کو توڑنے سے متعلق احکام:

۲- عقبہ کا اتفاق ہے کہ روزہ کے ۱۰۰ دن بلعوم (حلق) کے اندر جو بھی کھانا پانی یا دوا داخل ہو وہ روزہ کو توڑ دیتی ہے، اس کی تفصیلات اصطلاح ”صوم“ میں دیکھی جائیں۔

گرتی کرنے کی کوشش کرے اور قی بلعوم سے آگے بڑھ جائے تو

(۱) المصباح للمبیر، بحار الصحاح، لسان العرب، العرب فی ترتیب العرب، المشرع الکبیر، ۲/۹۹، المصباح، ۲/۵۹، رد المحتار علی الدر المختار، ۵/۱۸۶، ۱۸۷، رد المحتار علی الدر المختار، ۳/۱۳۲، ۱۳۳ طبع مکتبہ اسلامیہ، نیل المصاب بشرح دیکل الطائف، ۲/۵۹، ۶۰ طبع مکتبہ اسلامیہ۔

ج- جنائیت سے متعلق احکام:

۴- قتل کا افاق ہے کہ سر اور چوکے کے حصوں میں ہونے والے زخموں کی دو قسمیں ہیں: جانہ اور غیر جانہ۔

ثانیہ اور متابله نے فرمایا: جانہ وہ زخم ہے جو ہیٹ یا پشت یا سر یا سینہ کے پری حصہ یا حلق یا مثانہ کے اندر روئی حصہ تک پہنچ جائے۔ حسیہ نے کہا: اگر گردن کے ایسے مقام تک زخم پہنچ جائے کہ اس مقام تک پانی کا قطرہ پہنچنے سے روڑہ ٹوٹ جاتا ہو تو یہ جانہ ہے۔ اس لئے کہ روڑہ اسی وقت ٹوٹ جاتا ہے جب جوف تک پہنچ جائے۔

جانہ زخم میں میت کا تہائی حصہ واجب ہوتا ہے۔ اگر وہ بالکل آر پار ہو جائے تو جانہ کے حکم میں ہے (۱)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فی الجائفة ثلث المیتة“ (۲) (جانہ میں میت کا تہائی حصہ ہے) اور حضرت ابو بکرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے بالکل آر پار ہو جانے والے جانہ میں میت کا فیصد (۳) اس نے جانہ آر پار ہو جائے تو جانہ ہو جاتے ہیں، یہ حسیہ، ثانیہ اور متابله کے نزدیک ہے۔

مالیہ کہتے ہیں: جانہ ہیٹ اور پشت کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے اور اس میں خمسہ میت کا تہائی واجب ہے، اگر وہ آر پار ہو جائے تو وہ

امام محمد کا قول امام ابو یوسف کے ساتھ نقل کیا ہے، رثی نے امام ابو حنیفہ کے قول: ”ان رکوں کا اشکت جائے تو حال ہوگا“ کو امام محمد کے قول کے مفہوم پر محمول کیا ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ بھی تین رکوں کا کٹ جانا کافی ہوگا۔

ثانیہ کے نزدیک مطلق مری، جین کا کانا، شب ہے، اس لئے کہ اس میں روح جلد نکل جاتی ہے اور فیجہ کے لئے آرام دہ ہے، اگر حقوق مری کے کانٹے پر کتسا کرے تو بھی کافی ہے۔ اس لئے کہ حقوق سانس کی مالی ہے اور مری کھانے کی مالی ہے۔ اور ان دونوں کے کٹ جانے کے بعد روح باقی نہیں رہتی (۱)۔

مالکیہ نے مکمل حقوق، اور یہ وہ مالی ہے جس سے سانس گذرتی ہے، اور مکمل جین کانٹے کی شرط کافی ہے، مری کٹنے کی شرط انہوں نے میں کافی ہے (۲)۔

متابله نے حقوق اور مری کٹنے کی شرط کافی ہے اور میں دونوں میں سے بعض حصہ کا کٹ جانا کافی قرار دیا ہے۔ دونوں کو بالکل جدا کر دینے کی شرط نہیں رکھی ہے، اس لئے کہ ایسی صورت میں محل ذبح میں سے حصہ کا کٹنا پابجائے جس کے ساتھ رمد کی باقی نہیں رہتی۔ متابله جین کانٹے کی شرط کافی ہے، دن تیسرے ایک قول یہ ذکر کیا ہے کہ چار رکوں میں سے تین کا کانا کافی ہے، اور کہا: یہ رائے زیادہ قوی ہے، ان سے دریافت کیا گیا کہ جو شخص حقوق اور جین کو کائے میں رن کی بھری ہوئی بدی کے پے سے اس کا یا حکم ہے؟ کہا: اس میں اختلاف ہے، صحیح قول یہ ہے کہ ایسا جانور حال ہے (۳) تفصیل کے لئے اصطلاح ”تذکیہ“ دیکھی جائے۔

(۱) الاختیار شرح الخوارزمی ۲۲۵ طبع دار المعرفۃ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۲۹۶، مکتبۃ فتح القدیر ۸۱۳، المہذب فی فقہ الامام ابو حنیفہ ۲۰۰-۲۰۱، مدار السبیل فی شرح الدبیل ۲۵۲-۲۵۳ طبع مکتب الاسلامی، نیل المصاب بشرح دبیل، طبع ۱۳۵۴ طبع القادریہ۔

(۲) حاشیہ علی الوجاہۃ قلت۔ گوینہ بلشیر (۹/۲۱۰-۲۱۱) طبع کردار الدار الشریعہ (میں نے مرسل روایت کیا ہے اس کے دیگر طرق ہیں جن سے یقین ہو جاتی ہے) (صوبہ المدینہ للریالی ۲۵۴ طبع مجلس اعلیٰ)۔

(۳) حضرت ابو بکر کے ارکوعہ لرواق ۷۱ پے مصنف (۹/۲۶۹) طبع مجلس اعلیٰ (میں روایت کیا ہے)۔

(۱) الاختیار شرح الخوارزمی ۳۳۳، المہذب ۲۵۹۔
(۲) شرح الکبیر ۹۹۲۔
(۳) مدار السبیل فی شرح الدبیل ۲۲۲-۲۲۳، مکتبہ اسلامی، نیل المصاب بشرح دبیل، طبع ۱۵۹۲ طبع القادریہ۔

جائزہ ہوں گے^(۱)۔

تفصیل کے لئے اصطلاح ”جنایات“ اور ”ویات“ دیکھیں جائے۔

بلوغ

بلغم

تعریف:

۱- بلوغ لغت میں بچپن کو کہتے ہیں کہ جاتا ہے: ”بلغ الشيء يسع بلوغاً وبلاغاً“ دیکھیں یا۔

دیکھئے ”تخمة“۔

”بلغ الصبی“ کا مطلب ہے کہ بچہ بلوغ ہو گیا اور حرام شرت کی پابندی کا وقت پایا، اسی طرح ہے: ”بلغت الفتاة“ بڑکی بلوغ ہوئی^(۱)۔

اصطلاح میں انسان کے بچپن کی حد ختم ہوجانا کہ وہ شرعی احکام کا تکلف قرار پائے، بلوغ ہے، یا بچہ کے مدد کی قوت کا پیدا ہوجانا جس سے وہ بچپن کی حالت سے نکل کر، مہری حالت میں پہنچ جائے^(۲)۔

مختلقة النماط:

الف- کبیر:

۲- کبیر اور صغیر دونوں نسبتی النماط ہیں، ایک مہری مہری کی بہت کبھی کبھی مہری ہوتی ہے اور کسی اور کی بہت مہری مہری ہوتی ہے، یہیں مقیم، کبیر مہری کو دو معنوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

۱- انسان اور عمر کے مرحلہ سے گذر کر ضعف و پیری کے مقام

(۱) لسان العرب لکھنؤ، المصباح لکھنؤ: ”بلغ“، رد المحتار علی الدر المنثور، ۱۵/۲۷۵۔

(۲) شرح المرقاۃ فی ۱۵/۲۹۰، المشرح لکھنؤ علی اقرب المسالك، ۱۳۳۳ھ طبع

دار المطابع مصر۔

المشرح الکبیر ۱۴/۲۷۰-۲۷۱، شرح المرقاۃ فی علی مختصر فلیل ۱۸/۳۳-۳۵۔

بلوغ ۳-۶

تک پہنچ جائے۔

شارٹ نے ان دونوں میں فرق کیا ہے، ”رکبا“ کا لفظ اچھے خواب کے لئے استعمال کیا ہے، اور ”علم“ کا لفظ اس کے برعکس کے لئے مخصوص کیا ہے۔

دوم: بچپن کی حد سے نکل کر جو اپنی کے مرحلہ میں داخل ہوا مراد لیا جائے، تو یہ اصطلاحی بلوغ کے مفہوم میں ہوگا۔

پھر احتلام اور علم کا استعمال اس سے خاص معنی میں کیا گیا، یعنی خود بیدار شخص کا یہ یکتا کہ وہ جمائ کر رہا ہے خود اس کے ساتھ نزال ہو یا نہ ہو۔

ب- وراک:

۳- وراک لغت میں لفظ ”ادرک“ کا مصدر ہے، ”ادرک الصبی والفتاة“ اس وقت کہتے ہیں جب لڑکا اور لڑکی مانع ہو جائیں، لغت میں وراک مطلق بول ”عل مانا“ لیتے ہیں، کہا جاتا ہے: ”مشیت حتی ادرکتہ“ (میں چلا یہاں تک کہ اس سے جا ملا)، اس لفظ سے حیوان اور پہلوں میں بلوغ بھی مراد لیا جاتا ہے، جیسا کہ یہ لفظ روایت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: ”ادرکتہ ببصری“ میں نے اسے دیکھ لیا۔

پھر اس لفظ کا استعمال بلوغ کے معنی میں کیا گیا ہے۔ اس طرح علم، احتلام اور بلوغ اس معنی میں مترادف الفاظ قرار پاتے ہیں۔

فقہاء نے لفظ وراک کا استعمال بلوغت کو پہنچنے کے معنی میں یا ہے، اس طرح یہ لفظ اس اطلاق کی رو سے ”بلوغ“ کے مساوی ہو جاتا ہے۔

۵- مہمت قریب المہمات ہونے کو کہتے ہیں، ”راہق العدم والفتاة“ کا مطلب ہوا ”لڑکی“ لڑکا بلوغ کے قریب پہنچ گئے لیکن ابھی بالغ نہیں ہوئے۔

بعض فقہاء لفظ وراک مطلق بول کر چنگی کا وقت آنا مراد لیتے ہیں (۲)۔

اس لفظ کا اصطلاحی معنی بھی وہی ہے جو لغوی معنی ہے۔

اس طرح مہمت اور بلوغ، متنہ، الفاظ قرار پائے (۱)۔

ج- کھنڈ:

۶- أشد لغت میں تجربہ و علم کے مقام تک انسان کے لئے پہنچنے کو کہتے ہیں، ”أشد“ ایسا مرحلہ ہے جو بچپن کی حد تک ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے، یعنی انسان کامرواں کے مقام تک پہنچنے سے لے کر چالیس سال کی عمر تک، کبھی لفظ ”أشد“ کا اطلاق اوراک اور بلوغ پر ہوتا ہے، اور کہا گیا ہے کہ بلوغ کے ساتھ رشد و چنگی محسوس کی جائے تو

ج- صمم، احتلام:

۴- احتلام لفظ ”احتلم“ کا مصدر ہے، علم اسم مصدر ہے، لغت میں خود بیدار شخص کے خواب کو کہتے ہیں خود خواب اچھا ہو یا برا، ابلتہ

(۱) القاموس المحیط، المصباح المیر، المعربات للبحر جانی ص ۷۷، الاشارة لفظ لسان النجیم ص ۳۳۔

(۲) لسان العرب المحیط، المصباح المیر، طہذ المطب، المعربات للبحر جانی الکتاب فی لسان العرب فی ترتیب العرب، العلم بالمعرب ص ۳۹ طبع تونس، حقیقۃ القلم فی ص ۳۳ طبع تونس۔

(۱) لسان العرب المحیط، المصباح المیر، المعربات للبحر جانی، ص ۵۵، حقیقۃ القلم، حقیقۃ القلم ص ۳۳۔

بلوغ ۷-۱۱

احکام:

۹- احکام مرد یا عورت سے نیدیا۔ یہ رکی میں شروع منی کے نکال کے وقت میں منی نکلنے کو کہتے ہیں^(۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”وَبَدَا بَلِغَ الْاَطْفَالِ مِنْكُمْ الْحَلَمَ فَلْيَسْنَدُوا“^(۲) (اور جب تم میں سے بچے کے بڑے بلوغ کو پہنچ جائیں تو نہیں بھی جارت سنا چاہئے)، اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”حد من کل حاله دینار“^(۳) (ہر بالغ سے ایک دینار لو)۔

انبات:

۱۰- انبات: زیر ناف بال خبیہ ہونے کو کہتے ہیں، جس کے رالہ کے لئے جوہر نے وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے، کمزور و میں جو بچوں کو نکل آتے ہیں وہ ”انبات“ میں ہیں، بعض مالکیہ اور حنابلہ کے کلام میں ہم پاتے ہیں کہ انبات جب دو اوغیر مصنوعی وسائل کا استعمال کر کے نکالا جائے تو اس سے بلوغ ثابت نہیں ہوگا، وہ کہتے ہیں: اس لئے کہ کبھی وہ وغیرہ کے ذریعہ انبات میں عجلت کی جاتی ہے تاکہ بالغوں کے حقوق اور ولایت حاصل کی جائے^(۴)۔

انبات کو بلوغ کی علامت قرار دینے میں فقہاء کے تین مختلف اہل ہیں:

۱۱- اہل: انبات بلوغ کی علامت مطلقاً نہیں ہے، نہ اللہ کے حق میں اور نہ بندوں کے حق میں، یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے اور امام مالک کی

سے ”رشد“ کہیں گے۔ پس لفظ ”رشد“ بعض اصطلاحات میں بلوغ کے مساوی ہے^(۱)۔

و- رشد:

۷- رشد لغت میں ”ضال“ کا عکس ہے، رشد، رشد، رشاد، ”ضال“ کی ضد میں، یعنی صحیح و چارہ پائیا، رشاد، رشاد، رشادیت پانا۔

رشد فقہ کی اصطلاح میں اکثر علماء کے نزدیک صرف مال میں صریح کو کہتے ہیں، ان میں امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد ہیں۔ حضرت حسن، امام شافعی اور ابن المظاہر کہتے ہیں: ین اور مال میں صریح کو کہتے ہیں^(۲)۔

تفصیل اصطلاح ”رشد“: ولایت علی المال، میں دیکھی جائے۔ رشد کے لئے متعین عمر نہیں ہے، کبھی بلوغ سے پہلے بھی رشد آجاتا ہے، مگر یہ ثاباً اور ہے جس پر حکم نہیں ہے، کبھی بلوغ کے ساتھ یا اس کے بعد ہوتا ہے، فقہاء کے استعمال میں رشد بالغ ہوتا ہے، میں ہر بالغ رشد میں ہوتا۔

مرد، عورت، اور مختل میں بلوغ کی فطری علامتیں:

۸- بلوغ کی چند ظاہری فطری علامتیں ہیں، کچھ علامات ذمہ اور عورت کے درمیان مشترک ہیں، کچھ علامات صرف ہی ایک کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں، ذیل میں مشترک علامات سرلی جاتی ہیں:

(۱) لسان العرب الخیر، العرب فی ترتیب العرب الکلیات لابی البقاء تحفہ المردود باحکام المردود ص ۲۳۵ طبع طبع فی تعمیر القری فی ۱۶/۱۹ طبع در لکب العرب

(۲) لسان العرب، العرب فی ترتیب العرب العربہ لمصباح الخیر، الکلیات لابی البقاء۔ رشد، البی وشرح الخیر ص ۱۵۳ ۱۶۵ ۱۷۱ نہایہ لکب ص ۲۶۳ ۲۶۴ شرح سنہاج طائین مع حواشی ص ۲۵۳ ۲۵۴

(۱) شرح سنہاج طائین ص ۱۱۲ ۱۱۳

(۲) سورہ نور ص ۵۹

(۳) حدیث صحیحہ ص ۱۱۳ طبع الخیر (۱۱/۱۳ طبع الخیر) اور حاکم

(۴) ۳۹۸/۱ طبع دیرۃ المعارف احسانہ نے کی ہے حاکم نے اس کی تصحیح کی

بجہ ذہبی نے اس سے اتفاق کیا ہے

(۲) لکب علی الخیر ص ۳۸ ۳۹ کتاب القناع ص ۵۳ ۵۴

میرے بال نکل آئے ہیں، چنانچہ لوگوں نے میرے زیر ناف کو کھولا، تو
 ، لکھا کہ بال نہیں نکلے ہیں تو مجھے قیدیوں میں شامل کر دیا۔
 حنا تک آتا رہا چاہے کاشحک ہے، تو ایک بڑی ہے کہ حضرت عمرؓ
 نے اپنے عامل کو لکھا کہ ”مصرف ایسے لوگوں کو قتل یا جائے (ن) کے
 (زیر ناف) پر استر سے چل چکے ہوں، اور تیرے صرف بال لوگوں
 سے یا جائے (ن) پر استر سے چل چکے ہوں“ نیز ایک انبیری بڑے
 نے اپنے اشعار میں ایک خاتون کی تھیب سزا دی تو اس بڑے کو
 حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا، وہاں دیکھ گیا کہ اس کے زیر ناف بال
 نہیں نکلے ہیں، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”اگر بال نکل آئے ہوتے
 تو میں تم پر لازماً حد جاری کرتا“ (۲)۔

۱۳- تیسرا قول: احادیث بعض صورتوں میں بلوغ کی علامت ہے اور
 بعض صورتوں میں نہیں، یہ ثانیہ، بعض مالکیہ کا قول ہے۔
 چنانچہ ثانیہ کی رائے ہے کہ انبات کالتر کی اولاد، جس کا
 مسلمان ہونا معلوم نہ ہو ان کے بلوغ کا حکم لگانے کا متقاضی ہے،
 مسلمان مرد عورت کے لئے کہیں، نہت ثانیہ کے رد ایک عمریہ
 ارسل کے درمیان بلوغ کی علامت ہے، خود حنفی ہونگے ہیں، ثانیہ
 کہتے ہیں: اسی لئے اگر احکام نہ ہو اور عادل اشخاص کو ایسی دیں کہ
 اس کی عمر چند روزہ سال سے کم ہے تو محض انبات کی وجہ سے اس کے
 بلوغ کا حکم نہیں، یا جائے گا۔

ثانیہ ثانیہ نے مسلم، ”غیر مسلم کے درمیان فرق اس سے یہ
 ہے کہ مسلم کے والدین اور اس کے مسلمان رشتہ داروں کے درمیان

ایک روایت ہے جیسا کہ المردونہ کے ”باب القذف“ میں ہے، ایسا
 ہی قول اس القاسم کا ”باب القذف“ میں ہے، سو قی کہتے
 ہیں: وراہ کا ظاہر یہ ہے کہ اللہ کے حق ”راہیوں کے حق میں فرق
 نہیں“۔

۱۲- دوم: بات مطلقاً ہونے کی علامت ہے، یہ مالکیہ اور حنابلہ کا
 مسلک ہے، ورمام ابو یوسف کی ایک روایت ہے جسے ابن عابدین
 اور صاحب جوم نے نقل کیا ہے، بین ابن عمر نے نقل کیا ہے کہ
 امام مالک اس شخص پر حد قائم نہیں کرتے جس کا بلوغ انبات کے
 علاوہ کے ذریعہ ثابت نہ ہوا ہو، اس لئے کہ بلوغ میں شبہ اقامت حد
 سے مانع ہے۔

اس قول کے اختیار کرنے والوں نے ایک حدیث نبوی اور چند
 ”فارسی“ سے استدلال کیا ہے، حدیث یہ ہے کہ نبی ﷺ نے
 حضرت سعد بن معاذ کو اپنی قریش کے حق میں حکم فیصلہ بتلایا تو
 انہوں نے ان کے جنگجوؤں کو قتل ”راہ“ کے بچوں کو رفا کر کے کا
 فیصلہ دیا، حکم دیا کہ ان کے زیر ناف کو کھول کر دیکھا جائے، جس کے
 بال نکل گئے ہوں وہ جنگجوؤں میں داخل ہے اور جس کے بال نہیں
 نکلے وہ بچوں میں داخل ہیں، یہ فیصلہ نبی ﷺ کو پہنچا تو آپ ﷺ
 نے فرمایا: ”لقد حکمت فیہم بحکم اللہ من فوق سبعۃ
 ارقعہ“ (۳) (یقیناً تم نے ان کے سلسلہ میں سات آمان کے ”پہ
 سے نازل اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ دیا ہے)۔

اس واقعہ کے سلسلہ میں عطیہ بن مسیب قرظی کہتے ہیں: قریش کے
 دن میں ان کے ساتھ تھا، انہوں نے حکم دیا کہ مجھے دیکھا جائے کہ یا

(۱) شرح الکبیر وحامیہ ردی ۳۳۳-۳۴۳

(۲) حدیث ”لقد حکمت فیہم“ کو امام شافعی نے مختصر اصول فقہ میں
 ردی ۸۷ (مکتب اسلامی) میں روایت کیا ہے اس کی اصل بخاری (الفتح
 ۳۱۱ طبع انتہی) اور مسلم (۳۸۹ طبع انجلی) میں ہے۔

(۱) عید قرظی کے قول: ”حکمت معہم یوم قریظہ“ کو ابو داؤد (۳۵۶ طبع
 عزت عید دھاس) اور ترمذی (۱۳۵۴ طبع انجلی) نے روایت کیا ہے
 ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔
 (۲) دونوں روایتیں کو صاحب انجلی (۵۰۹۳ طبع ۱۳۷۸) نے ذکر کیا ہے
 دیکھئے شرح الکبیر وادنی ۳۳۳، فتح الباری ۵/۲۷۷-۲۷۸

ثانیہ نے اس کے حکم کو اس کے خزانے تک محدود رکھا ہے، و
قریضہ کاغز تھے (تو یہ حکم کاغز ہی کے سے رکھا)۔ ابن رشد وغیرہ مالکیہ
نے اس حکم کو اس موقع سے عام رکھا ہے یعنی احکام ظاہرہ کے مدار
ایک نوٹ کا قیاس کرتے ہوئے اسے عام کیا ہے (۱)۔

عورت کی مخصوص علامات بلوغ:

۱۵- عورت کے لئے دو علامات مزید اور اس سے مخصوص ہیں: ایک
حیض کہ وہ عورت کے بلوغ کی علامت ہے، حدیث نبوی ہے: "لا
يقبل الله صلاة حائض الا بحضار" (۲) (اللہ تعالیٰ کسی حیض والی
(باقی) ناکوں کی نماز میں قبول نہ فرماتا)۔ (۱) (پہلے) کے ساتھ)۔

مالکیہ نے حیض کا علامت ہونا اس صورت کے ساتھ مخصوص کیا
ہے کہ حیض کے لانے میں کوئی ذریعہ اختیار نہ کیا یا ہو، ورنہ (شر
حیض کی سبب سے لے آیا گیا ہو) تو علامت نہیں ہوگا۔

عورت کے بلوغ کی دوسری علامت حمل ہے، اس لئے کہ اللہ
تعالیٰ نے طریقہ یہ جاری فرمایا ہے کہ بچہ کی تخلیق مرد کے منی اور عورت
کے مادہ مسیہ سے ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "الْفَرْطُ الْإِنْسَانُ
مِنْ حَلْقٍ، حَلْقٍ مِنْ مَاءٍ دَافِي يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّبِّ
وَالنُّوَابِ" (۳) (سو انسان کو، جنم پاتا ہے کہ دو ک چیز سے پیدا کیا
گیا ہے، دو ایک پھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پشت و پیلوں
کے درمیان سے نکلتا ہے)، اس کے ساتھ علامت میں سے کوئی

واقفیت حاصل نہ آسکتی ہے، اور اس لئے بھی کہ مسمیہ انبات کے
معاہدہ میں مقیم ہے، چونکہ وہ سات باتوں کے درمیان قبل از وقت
انبات اس مقصد سے رہتا ہے کہ اس کی وابت پر سے پابندی بہت
جائے و ولایت حاصل ہو جائے، نہ خلاف کاغز کے کہ وہ ایسی غلط
نہیں رہتا ہے (۱)۔

۱۴- بعض مالکیہ کی رائے ہے کہ انبات کو بطور علامت قبول کرنے کا
و اور اس سے پہلے ہے جب تک مامعہ گئے ہیں۔ چنانچہ ابن رشد
کہتے ہیں: "وادی" وادی کے درمیان کے وادیہ فذف قطع و قتل
میں انبات علامت ہے۔

لیکن جو امور انسان اور اللہ کے درمیان ہیں تو ان امور میں
انبات علامت نہیں ہے، اس میں فقہاء مالکیہ کے درمیان اختلاف
نہیں ہے۔

بعض مالکیہ نے ہی قول پر اس مسئلہ کی بنیاد رکھی ہے کہ جس کے
موئے زیر ناف نکل گئے ہیں لیکن اس کو احتلام نہیں ہوا ہے، انبات
کے ترک اور محرمات کے ارتکاب کی وجہ سے اس شخص پر ناکہ نہیں
ہے، ورنہ باطن میں اس پر حقیق و آزادی لازم آتی ہے، ورنہ حد لازم
آتی ہے، خواہ حاکم نے وہ چیز اس پر لازم نہ کی ہو، اس لئے کہ اس
شخص کے موئے زیر ناف دیکھے جائیں گے، اور جیسا ظاہر ہو اس کے
مطابق فیصلہ کیا جائے گا (۲)۔

۱۶- سنن زین کی دلیل ہی حدیث ہے جوئی قریضہ سے متعلق ہے
کرہی ہوئی ہے۔

(۱) اکلہ ۸۹۱، اہلی ۵۰۹/۲۔

(۲) حدیث لا یقبل اللہ صلاۃ حائض الا بحضار۔۔۔ کی روایت
ابوداؤد (۲۲۱) طبع عزت عبود (عاص) و در حاکم (۲۵۱) طبع دار
طعارف (احسان) کے کی ہے حاکم نے اسے صحیح بتایا ہے بورہاں کے اس
کی موافقت کی ہے۔

(۳) سورہ طہ ۵۵۔

(۱) نہایت اکتاج ۳۲۷/۳ شرح المنہج و حاشیہ لکھنؤ ۳۳۸/۳۳۹ صاحب
بہم نے ورنہ طہاری میں ابن حجر نے مامعہ فی کا قول کاغز کے سلسلہ میں
حوصل کیا ہے وہ ہم نے ذکر کیا اور مسلمان کے سلسلہ میں ان کے قول میں
تفاوت بتایا ہے لیکن یہ اختلاف کتب مامعہ میں نہیں ملتا۔

(۲) المدنی علی الشرح لکھنؤ ۲۹۳۔

بلوغ ۱۶-۱۸

آئے۔ یا ان دونوں شرم گاہوں سے منی خارج ہو تو سے بالغ قرار دیا جائے گا۔ لیکن اگر صرف منی سے منی خارج ہو یا صرف فرج سے حیض آئے تو بلوغ کا حکم میں ٹکایا جائے گا (۱)۔

۱۸- کتابہ میں سے ابن قدامہ نے اس قول پر کہ دونوں علامتوں میں سے جو پہلے ظاہر ہو جائے اس پر کفایت کیا جائے گا، استدلال اس بات سے کیا ہے کہ عورت سے مرد کی منی نکالنا محال ہے اور مرد سے حیض آنا محال ہے۔ لہذا ان دونوں میں سے کسی ایک علامت کا ظاہر ہونا اس بات کی دلیل ہوگی کہ محض مرد ہے یا عورت، اور جب اس کا مرد یا عورت ہوا متعین ہو گیا تو لازم ہوا کہ وہ علامت بلوغ کی دلیل قرار پائے، جیسے کہ اس علامت کے ظہور سے قبل جنس کی تعیین ہو جائے (تو جنس کے مطابق علامت بلوغ کی دلیل ہوتی ہے)، اور اس لئے بھی کہ وہ منی سے نکلنے والی منی ہے، یا فرج سے نکلنے والا حیض ہے۔ لہذا وہ بلوغ کی نشانی ہے جیسے کہ مرد سے نکلنے والی منی اور عورت سے نکلنے والا حیض بلوغ کی نشانی ہوتا ہے، ابن قدامہ کہتے ہیں: اور اس لئے بھی کہ جب قدامہ نے دونوں شرم گاہوں سے ایک ساتھ دونوں چیزیں (منی اور حیض) کا نکالنا بلوغ کی دلیل تسلیم کیا تو ان دونوں میں سے کسی ایک کا نکالنا بدرجہ اولیٰ بلوغ کی دلیل ہوگا، اس لئے کہ دونوں کا ایک ساتھ نکالنا ان دونوں میں تعارض و تضاد علامت کا متقاضی ہے، یہ نہ کہ صحیح حیض و مرد کی منی کا (یک ساتھ نکلنے کا) تصور نہیں کیا جاسکتا، تو لازم ہوگا کہ منی و حیض سے ایک غیر محال سے نکلنے والا منشاء قرار پایا جائے، اور ان دونوں میں سے کوئی ایک وہ منی ہے بہ نسبت کوئی ترجیح میں رکھتا تو یہ دونوں کی دلالت بطل ہو جائے گی، جیسے وہ بیحد جب متعارض ہو جائے تو دونوں کی دلالت ساتھ ہو جاتی ہے، لیکن اگر کسی ایک سے نکالنا بغیر کسی معارض کے پایا

(۱) نہایۃ المساجد ۳۳۹

علامت پائی جائے تو سابقہ طریقہ پر بلوغ کا حکم ٹکایا جائے گا، اگر ایسی کوئی علامت نہ پائی جائے تو عمر سے بلوغ ثابت ہوگا، اس تفصیل کے مطابق جو متفقہ بحث کے مقامات پر مذکور ہے۔

۱۶- مالکیہ نے مرد و عورت کے لئے علامات بلوغ میں وہی مذکورہ علامتوں کے علاوہ غسل کا ہر وہ رہنما ماک کے سرے کا چوڑا پن اور زکاموٹا پن بھی شمار کیا ہے۔

ثامعہ نے مرد کے سے سابقہ علامات کے علاوہ مونچھ کے مونچھوں کے زکاموٹا پن اور حلق کے کنارے کا ابھار وغیرہ بھی شمار کیا۔ اور عورت میں پستان کا ابھار بھی شمار کیا ہے (۱)۔

منث کی فطری علامات بلوغ:

۱- منث اگر غیر مشکل ہو (جس کا مرد یا عورت کی جانب غلبہ واضح ہو) اور اسے نہ کریا منث میں شامل کیا جائے یا ہو تو اس کی علامات بلوغ اسی جنس کے اعتبار سے ہوگی جس میں وہ شامل کیا گیا ہے۔

بہل منث مشکل ہو (یعنی مرد یا عورت کی جانب اس کے اعصاب کا غلبہ واضح نہ) تو اس کے لئے فطری علامات بلوغ وہی ہوں گی جو مرد یا عورتوں کی علامات بلوغ میں، لہذا انزال و انبات وغیرہ مشتبہ علامات یا مخصوص علامات کی بنیاد پر اس کے بلوغ کا حکم ٹکایا جائے گا، اسی تفصیل کے مطابق جو پیچھے گزر چکی ہے، یہ مالکیہ اور حنابلہ کا قول ہے، اور یہی بعض شافعیہ کا قول ہے۔

دوسرے قول جو شافعیہ کے نزدیک معتقد بھی ہے یہ ہے کہ دونوں شرم گاہوں میں علامت کا وجود ضروری ہے، لہذا اگر منث کے عضو تاسل (منی) سے منی کا اثر ہو اور اس کی شرم گاہ (فرج) سے حیض

(۱) ابن ماجہ ۵/۵۷، حامیۃ المرسول ۳۳۳، شرح المنیر علی اقرب المساجد ۳۳۳، شرح المساجد مع حاشیہ ۳۳۶، نہایۃ المساجد ۳۳۸، اسی و شرح المنیر ۳۳۳، ۵۱۲، ۵۱۳۔

جائے تو ضروری ہوگا کہ اس کا حکم ثابت ہو۔ اس کی علامت کے ثبوت میں فیہ و پر فیصد کیا جائے (۱)۔

۱۹- رہے حنفیہ تو جہاں تک ہم دیکھ سکتے ہیں اس کے مطابق اس مسئلہ پر اس کی سرایت مشکوٰۃ میں نہیں ملی، لیکن علامہ ابیہ معلوم ہوتا ہے کہ حنفیہ کا قول مالکیہ و حنبلیہ کے مطابق ہے، شرع اشباہ میں اب حکام اٹھنی کے تحت جو مذکور ہے اس کے ظاہر سے یہی واضح ہوتا ہے اس میں ہے کہ: اگر مائٹ بالغ ہو جائے مثلاً عمر کے ذریعہ بلوغ کو پہنچ جائے لیکن مرد و عورتوں کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو اس کی نمار بخیر وہ پہلے کے نہیں ہوں گی، اس لئے کہ از اور عورت کا سر بھی ستر میں شامل ہے (۲)۔

عمر کے ذریعہ بلوغ:

۲۰- شارع نے بلوغ کو ہتدائے کمال عقل کی علامت مانتا ہے، اس لئے کہ "غاکمال عقل سے واقفیت دشوار ہے تو بلوغ کو اس کے قائم مقام قرار دیا گیا۔"

عمر کے ذریعہ بلوغ تب ہوتا ہے جس سے قبل بلوغ کی کوئی علامت نہ پائی جائے، بلوغ کی عمر میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

شافعیہ، حنبلیہ اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسف و امام محمد کی رائے ہے (۳) کہ لڑکا اور لڑکی کے لئے عمر کے ذریعہ بلوغ کا معیار پندرہ قمری سال کا مکمل ہو جانا ہے، جیسا کہ شافعیہ نے صراحت کی ہے کہ یہ معیار تحدیدی ہے، حضرت ابن عمرؓ کی اس حدیث کی وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں: حد کے دن مجھے بنا علیؓ کے سامنے پیش پایا، یا میری عمر اس وقت

پندرہ برس تھی تو آپ علیؓ نے مجھے اجازت نہیں دی، مجھے بالغ نہیں سمجھا، پھر غزوہ خندق کے موقع پر مجھے آپ علیؓ کے سامنے پیش کیا، اس وقت میری عمر پندرہ برس تھی تو آپ علیہ السلام نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اور مجھے بالغ قرار دیا (۱)۔

امام شافعی کہتے ہیں: ابیہ سریم علیؓ نے مترجمی ہکو، اس مرد یا جن کی عمر پندرہ برس تھیں، انہیں آپ علیؓ نے بالغ تصور نہیں فرمایا، پھر یہی صحابہ جب پندرہ برس کے ہو گئے تو آپ علیؓ نے انہیں مزید میں شرکت کی اجازت دے دی، ان صحابہ میں حضرت زید بن ثابت، حضرت رافع بن خدیج اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم شامل ہیں (۲)۔

مالکیہ کی رائے ہے کہ بلوغ اٹھارہ سال پورا ہونے پر ہوگا، ایک قول کے مطابق اٹھارہ برس میں داخل ہو جانے پر ہوگا، صاحب نے مذہب میں پانچ قول نقل کئے ہیں، چنانچہ ایک روایت میں ہے اٹھارہ برس، اور کہا گیا ہے ستر برس، رسالہ کے بعض شارحین نے اضافہ کیا ہے: سولہ اور اسی برس، اور ابن وہب سے پندرہ برس مروی ہے (۳) حضرت ابن عمرؓ کی سابق حدیث کی وجہ سے۔

(۱) حضرت ابن عمرؓ کی خبر: "عوضت علیہ النبی" کی روایت بخاری (المعجم ۶/۲۷۱ طبع استغیہ) نے کیا ہے، غزوہ احد شوال ۳ھ میں پیش آیا، اور غزوہ خندق عادی ۵ھ میں ہوا، حضرت ابن عمرؓ کے قول "میری عمر پندرہ برس تھی" کی تخریج یہی تھی ہے کہ میں اس عمر میں داخل ہو گیا تھا، اور ان ہی کے قول "میری عمر پندرہ برس تھی" کی تخریج یہی تھی ہے کہ میں سے پندرہ برس مکمل کر گئے تھے، دیکھئے سئل الملام ۳۸/۳ طبع الاستقامہ ۱۳۵۷ھ۔

(۲) مفتی الکتاب ۱۶/۲، شرح المسماح مع حاشیہ اقتضیٰ فی ۲۹۹/۲-۳۰۰/۲، انہیہ الکتاب ۱۶/۳۔

(۳) حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۳۳/۳، اہل المذاہب ۳/۵، مواہب الجلیل ۵/۹۵۔

(۱) مفتی ۱۱/۳، شرح المستفی ۲۹۰/۲۔

(۲) شرح لاشاہ و افکار ۵۰۲، طبع البند۔

(۳) حاشیہ بر نووی ص ۲۳۹، مفتی و الشرح الکبیر ۵۱۳، ۵۱۴، رد المحتار علی الدر المنثور ۵/۹۷، ۱۱۳۔

بلوغ ۲۱-۲۲

لڑکی کے لئے بلوغ کی "دینی عمر حنفیہ" شافعیہ کے ظہر قوں اور اسی طرح حنابلہ کے نزدیک (۱) نو قمری سال ہے، اس لئے کہ یہ سب سے کم و عمر ہے جس میں لڑکی کو حیض آتا ہے، اور اس لئے کہ حدیث نبوی ہے: "اذا بلغت العجوبة تسع سنين فهي امرأة" (۲) (جب لڑکی نو سال کی ہو جائے تو وہ پوری عورت ہے)، مگر "یہ ہے کہ یہی لڑکی کا حکم عورت کا ہے شافعیہ کی دوسری روایت میں نویں سال کا نصف ہے، اور ایک قول ہے کہ نویں سال میں داخل ہو جاتا ہے، اور اس لئے کہ یہ سب سے کم و عمر ہے جس میں لڑکی کو حیض آتا ہے (۳)۔
حنث کے لئے بلوغ کی "دینی عمر پورے نو قمری سال میں، اور ایک قول ہے کہ نویں سال کا نصف ہے، اور ایک قول نویں سال میں داخل ہو جانے کا ہے (۴)۔

بلوغ کا ثبوت:

بلوغ دین، دین طریقوں سے ثابت ہوتا ہے:

پر باطنیہ: اقرار:

۲۲- چاروں مذاہب کے متفق ہیں کہ صغیر اگر مرہق ہو اور عموماً پوشیدہ رہنے والی عورتوں جیسے نزال، اختتام و حیض میں سے کسی کی بنیاد پر بلوغ کا قیاس کرے تو اس کا قیاس درست ہوگا، اور اس کے حق میں اور اس کے خلاف بالغوں کے احکام جاری ہوں گے،

(۱) رد المحتار ۵/۹۷، شرح منہاج الطالبین مع حاشیہ الشیخ ابی ۹۹/۱، کشف القناع ۵۳/۲

(۲) حدیث "اذا بلغت العجوبة تسع سنين فهي امرأة"۔ "کونانی" نے اپنی سنن (۲۲۰/۱) طبع دومرة الطارف اخصیہ میں منہاج حضرت عائشہ کی جانب اس قول کی نسبت کے بغیر نقل کیا ہے۔

(۳) شرح منہاج الطالبین ۹۹/۱، الاشارة الى المصنف في مرض ۴۳۳۔

(۴) اخصی لابن قدامر ۱۵۶/۷، کشف القناع ۵۳/۱، ۵۳/۲

عام ابو حنیفہ کی رائے ہے کہ لڑکے کے لئے عمر کے درمیان بلوغ اٹھارہ برس ہونے پر ہے اور لڑکی کے لئے سترہ برس ہونے پر، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "وَلَا تَقْرُبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالْيُسْرِ هِيَ الْخُسْنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ" (۱) (اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ، اس طریق پر کہ جو مستحسن ہو یہاں تک کہ وہ اپنی پختگی کو پہنچ جائے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "أشد" اشد و برس کی عمر ہے یہ اس لفظ کے سلسلہ میں کئی فی مختلف عمر میں سب سے کم ہے، لہذا اس سے ہی احتیاطاً لے لیا گیا، یہ تو بچہ کی اشد (عمر بوخت) ہے، بچی جلد ہی بالغ ہوتی ہے، لہذا اس کے لئے ایک سال کم کر دیا گیا (۲)۔

بلوغ کی دینی عمر جس سے قبل دعوائے بلوغ درست نہیں:

۲۱- لڑکے کے لئے بلوغ کی دینی عمر مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک پورے نو قمری سال مکمل کر لینا ہے، شافعیہ کے ایک مہر قول کے مطابق نویں سال کا نصف گذر جانا ہے، اس سے نویں سال کے "شرح المہذب" میں ذکر کیا ہے (۳)۔

شافعیہ کے نزدیک بلوغ کی دینی عمر بارہ سال ہے (۴)، حنابلہ کے نزدیک ہر سال ہے، اور مالکی کا یہ قیاس، وقت قبول یا جانے کا ذکر کا اختتام کے درمیان بالغ ہو چکا ہے جب اس کی عمر میں سال ہو جائے (۵)۔

(۱) سورۃ المائدہ ۳۳

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۵/۳۲، الاشارة الى المصنف في مرض ۹۹/۱، البحر الرائق شرح كنز الدقائق ۹۶۔

(۳) حاشیہ الرسول علی شرح الکبیر ۳۳۳، شرح منہاج الطالبین ۱۰۰/۳، ہدایۃ المحتاج ۱/۳۵۶، الاشارة الى المصنف في مرض ۴۳۳۔

(۴) رد المحتار علی الدر المختار ۵/۹۷۔

(۵) کشف القناع ۵۳/۱

مافیہ نے بعض صورتوں کا استثناء یہ ہے جن میں حیثاً نصف لایا جائے گا، اس لئے کہ وہ حقوق میں دوسروں کے ہمت مل ہے جیسے کہ وصال غنیمت میں جنگجو کا حصہ طلب کرے (کہ اس کا یہ مطالبہ دوسروں کے حق پر اثر انداز ہوگا)۔

دوسرا طریقہ ذرا بات:

۲۳- چاروں مسالک کے فقہاء نے قرا بلوغ کی صحت کے لئے شرط لگائی ہے کہ وہ مشوک حاست میں نہ ہو یہ امام شافعی کے الفاظ میں: اس کا قرا قبول کیا جائے گا جب وہ بالغ کے مشابہ ہو، اگر وہ مشابہ نہ ہو تو قبول نہیں کیا جائے گا، خواہ اس کا باپ اس کی تصدیق کرے، اور حنفیہ نے اس مضموم کو پورا "یا ہے" خاتم حال اس کی تکدیب نہ کرتا ہو، بلکہ ایسی حالت میں ہو کہ اس جیسے شخص کو حلال ہو سکتا ہو، مراد یہ ہے کہ قرا کے وقت اس کی جسمانی حالت بالغوں کی طرح ہو، اور اس کی پہچان پر شک نہ ہوتا ہو۔

مالکیہ کے حادوثہ ماہد اس نے اس کے قرا قبول کرنے کا مطلق ذکر کیا ہے، لیکن مالکیہ نے اس میں تفصیل کی ہے، چنانچہ کہا ہے: اگر اس پر شک ہو تو جنابت اور طلاق سے متعلق امور میں اس کی تصدیق کی جائے گی، جس شبہ کی وجہ سے حد جاری نہیں کی جائے گی، اصل بچپن کی حالت کا تسلسل (اصحاب) مانتے ہوئے اس پر طلاق، نفع میں ہونے، لیکن مالی امور میں اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی، لہذا اگر اس نے "بیت سنائی کر" یعنی قرا کر لیا اس حال میں کہ وہ بالغ ہے، پھر اس کے باپ نے کہا کہ وہ بالغ نہیں ہے تو اس پر ضمان نہیں ہوگا^(۱)۔

بعض مالکیہ نے بلوغ کے سلسلہ میں دوسرے قرا قبول اس صورت

مالکیہ نے کہا: اس کا قول بلوغ کے سلسلہ میں قبول کیا جائے گا خواہ بوجہ ہو یا شاک، اور خواہ وہ واجب ہو یا مطلوب، حاسب ہونے کی مثال یہ ہے کہ وہ بلوغ کا دعویٰ اس نے کرے تاکہ اسے مل قیمت میں حصہ ملے یہ وہ لوگوں کی مامت کرے یا نماز جمعہ میں ضامری تعدا اس سے پوری ہو، ورمطوب ہونے کی مثال یہ ہے کہ اس نے جنابت کی ہو، ورمبلغ نہ ہونے کا دعویٰ کرے تاکہ اپنی ذات سے حد یا تناس کو یہ وصیت و مانت ضائع کر دینے پر تامل اس کو دے کرے، اور ایت ہی اس نے طلاق دی ہو اور بوقت طلاق عدم بلوغ کا دعویٰ کرے تاکہ اس پر طلاق لازم نہ ہو۔

قرا بلوغ کا قول اس شرط کے ساتھ ہی قبول کیا جائے گا کہ وہ بلوغ کی ادنیٰ عمر سے گزر چکا ہو، بلکہ اس سے قبل اس کے بلوغ کا بیہ بھی قیاس نہیں کیا جائے گا چنانچہ حنفیہ کے نزدیک بارہویں پورے ہونے سے قبل بچے کا قرا قبول نہیں کیا جائے گا، اور حنابلہ کے نزدیک اس پر اس پورے ہونے سے پہلے اس کا قرا قبول نہیں کیا جائے گا، اور حنفیہ مابعدہ ہوں کے نزدیک بچے کی قرا نوہیں پورے ہونے سے پہلے قبول نہیں کیا جائے گا، بلوغ کا قرا سننے ہوئے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایسا معنی ہے جس کی اطلاع خواہ اس شخص کے درمیان ہی حاصل ہو سکتی ہے اور اس کی اطلاع کے حصول کا تکلف کرنا شدید تنگی کا باعث ہے۔

اور اس پر بینہ کا بھی تکلف نہیں کیا جائے گا۔

مقدمہ میں جمہور کے نزدیک اسے حلف بھی نہیں لایا جائے گا، کیونکہ اگر ادنیٰ الواقعہ بالغ نہ ہو تو اس کی یحیٰ کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی، اس سے کصغیر کی یحیٰ کا اعتبار شمار ہی نہیں ہے، اور اگر وہ بالغ ہو تو اس کی یحیٰ تحصیل حاصل ہے (ایسی ہی کو حاصل کرنا ہے جو پہلے سے حاصل ہے)۔

(۱) ابن ماجہ ص ۵۷۷، المعجم ۱۵۱، المدخل علی شرح الکبیر ص ۴۹۳، شرح مع الجلیل ص ۱۶۸، نہایۃ الحاج ۵۶۶-۵۶۷، کشاف القناع ص ۵۶۶

بلوغ ۲۴

میں قبول کرنے کا دوازیہ ہے جب وہ دونوں انبات (موئے زیر ناف) کے ذریعہ بلوغ کا دعویٰ کریں، انبات اور اس کے علاوہ دیگر مذکورہ ظہری علامات کے درمیان فرق یہ ہے کہ انبات کی واقعیت حاصل کرنا آسان ہے، اور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ بقیہ کے لڑکوں میں سے جن کے بلوغ کا شک ہو ان کے موئے زیر ناف کھول کر دیکھے جائیں، لیکن شرم گاہ کھولنا چونکہ اصلاً حرام ہے، اس لئے فقہاء نے کہا کہ انبات و عدم انبات کے سلسلہ میں مشکوک شخص کا قول قبول کیا جائے گا، لیکن ابن العربی نے اس سے اختلاف کیا ہے اور کہا ہے: اس کے انبات کو دیکھا جانا چاہئے، البتہ براہ راست نہیں بلکہ تیندکی مد سے دیکھا جائے، مالکیہ میں سے ابن ہنطال نے ان کی تردید کی ہے، اور کہا ہے کہ اسے نہ تو براہ راست دیکھا جائے گا اور نہ تیندکی مد سے، اور اگر وہ انبات کے ذریعہ بلوغ کا دعویٰ کرے تو اس کی بات قبول کی جائے گی۔

فقہاء کے نزدیک حکام شرعیہ کے تروہم کے لئے بلوغ شرط ہے:

۲۴- فقہاء کی رائے ہے کہ شارع نے واجبات اور محرمات کے احکام اور احکام کے آثار مرتب ہونے کوئی انجملہ بلوغ کی شرط سے مستکیا ہے، اور انہوں نے اس پر استدلال یہ دلائل سے کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ" (۱) اور جب تم میں سے لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں تو انہیں بھی اجازت لینا چاہئے جیسا کہ ان کے اگلے لوگ اجازت لے چکے ہیں) اس آیت

(۱) سورہ نور ۵۹۔

میں بلوغ کی وجہ سے اجازت طلب کرنے کو، جب تر رد کیا گیا۔

ب- ارشاد باری ہے: "وَابْتَغُوا الْيُنَاثَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ اسْتَمْتَحْتُم مِّنْهُم رَّشْدًا فَاذْهَبُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ" (۲) (اور قیاموں کی جانچ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ عمر نکاح کو پہنچ جائیں تو اگر تم ان میں ہوشیاری دیکھ لو تو ان کے حوالہ اس کا مال کر دو)، اس آیت میں بھی نکاح کی عمر تک پہنچ جانے کو قیام سے مالی ولایت ختم ہو جانے کا جب تر ادرا یا بشارت طیبہ اور شد (عقل و رشید والا) ہو۔

ج- نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو یس بھیجتے ہوئے فرمایا: "عَلَيْكَ مِنْ كُلِّ حَالَةٍ دَهْرًا فَوَعْدُ لَهٗ مَعَافِرَتَا" (۳) (ہر بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری (یعنی کپڑا) لو)، اس میں بھی اتمام کو۔ یہاں سے بتایا گیا۔

د- ایک دلیل واقعہ بطریقہ ہے کہ جن قیدیوں کے بلوغ میں شبہ ہو ان کے بارے میں دیکھا گیا کہ اگر ان کے موئے زیر ناف نکل آئے تو انہیں قتل یا یا، اگر زیر ناف نہیں نکلے تو قتل نہیں کیا گیا، اس واقعہ میں بھی انبات کو قیدی کے قتل کے جواز کی علامت بتایا گیا۔

و- نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخَمَارٍ" (۴) (اللہ تعالیٰ کسی حیض نے نے وہی عورت کی نماز بغیر پانی کے قبول نہیں کرتا)، اس میں حیض کو عورت کی نماز کے فاسد ہونے کا سبب بتایا گیا اگر وہ بغیر پانی نماز پڑھتی ہے۔

و- حدیث ہے کہ "عَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ" (۵) (جمعہ کے دن کا غسل ہر احتلام والے پر واجب ہے)،

(۱) سورہ نساء ۶۱۔

(۲) حدیث مسند احمد من کل حالہ... کی تخریج (نمبر ۱۹) میں گذر چکی ہے۔

(۳) حدیث مسند احمد لا یقبل اللہ... کی تخریج (نمبر ۱۵) میں گذر چکی ہے۔

(۴) حدیث مسند احمد یوم الجمعة... کی روایت بخاری (صحیح ۵۷۷۷ طبع

الترغیب) اور مسلم (۵۸۱/۲ طبع المجلد) نے کی ہے۔

عام بخاری سے اس حدیث کا عموم قائم کیا ہے: ”بچوں کے بلوغ اور ان کی کوئی قلوب“، جس حجر کہتے ہیں: مقصود عموم یعنی بچوں کی کوئی اہلیہ حتام پر قیاس سے مستفاد ہوتی ہے اس اہلیت سے کہ وجوب حتام سے متعلق ہوتا ہے (۱)۔

ز۔ حدیث ہے: ”رفع القلم عن ثلاثة: عن الصغير حتى يكبر“ (۲) (تین اشخاص سے قلم اٹھایا گیا ہے، بچہ سے یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جائے)، اس حدیث میں بچپن کی حد سے نکل جانے کو سناہ کرنے پر سناہ ملے جانے کا سبب بتایا گیا۔

مذہبات ہونے کے سلسلہ میں وہ یہ امر ان جیسے لاطل سے ثابت ہوتا ہے کہ شارح نے عموماً پابندی احکام اور لزوم احکام کو بلوغ کی شرط سے ثابت کیا ہے، پس جو بلوغ کی علامتوں میں سے کسی مایست کی وجہ سے بالغ قرار پائے وہ مکمل مرد یا مکمل عورت ہے، اور اگر عاقل ہے تو دیگر مردوں اور عورتوں کی طرح مکلف، پابند احکام ہے، اس پر وہ سارے احکام لازم ہوں گے جو ان لوگوں پر ہوتے ہیں، اور اسے وہ حق ملے گا جو دوسروں کو ملتا ہے، بغض فقہاء نے اس پر اہتمام عمل کیا ہے، چنانچہ ابن المنذر نے کہلۃ فقہاء کا اہتمام ہے کہ فرائض اور احکام حتام والے عاقل پر جب ہوں گے (۳)، ابن حجر کہتے ہیں: علماء کا اجماع ہے کہ مردوں اور عورتوں پر احکام کی وجہ سے عبادات، حدود اور سارے احکام لازم ہوں گے (۴)۔

(۱) فتح ۲۷۱/۵ طبع المکتبہ۔

(۲) حدیث: ”رفع القلم عن...“ کی روایت ابو ذر (۳/۵۵۸ طبع عزت عبید دہاس) اور حاکم (۵۹۲/۲ طبع دمرۃ المعارف اعمانیہ) نے کی ہے حاکم کی روایت میں ”الصبي حتى يكبر“ کے الفاظ ہیں حاکم نے اس کو صحیح بتایا ہے اور بھی نے ان کی موافقت کی ہے۔

(۳) کشف القناع ۳۳۳/۳

(۴) فتح ۲۷۱/۵

جن احکام کے لئے بلوغ شرط ہے:

الف۔ جن کے وجوب کے لئے بلوغ شرط ہے:

۲۵۔ فرائض و عبادات کی جائزہ دہی و حرمت کے ترک کے احکام کے لئے بلوغ شرط ہے، مبالغہ پر یہ واجب نہیں ہیں، اس لئے کہ نبی ﷺ کا قول ہے: ”رفع القلم عن ثلاثة: عن الصغير حتى يكبر...“ جیسے نماز (۱)، روزہ (۲) اور حج کے احکام (۳)، البتہ زکاة میں اختلاف ہے۔

لیکن اس کے باوجود بچہ کے ولی کو چاہئے کہ اسے عبادت سے بچائے اور نماز وغیرہ کا حکم دے تاکہ وہ اس کا عادی ہو جائے، اس نے کہ نبی ﷺ کا قول ہے: ”امروا أبناءکم بالصلاة لسبع، واصبروہم علیہا لعشر، وفرقوا بينهم فی المضامع“ (۴) (اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم دو، اس برس کی عمر میں نماز کے لئے انہیں مارو، اور ان کے سونے کے بستر علاحدہ کر دو)۔

اس کے باوجود اگر بچہ عبادت ادا کرے یا مستحبات انجام دے تو وہ اس کی جانب سے تسبیح ہوں گے اور اسے ان پر اجر ملے گا، اور قصاص اور

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۲۳۳-۲۳۵، بدائع ۱/۱۸۹، حامیہ الدسوقی علی شرح الکبیر ۱/۲۰۰، نہایہ المحتاج مع حاشیہ ۲/۳۷۳-۳۷۴، شرح منہاج الطالبین ۱/۱۲۰-۱۲۱، کشف القناع ۱/۱۵۔

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۲۳۵، بدائع المنافع ۲/۸۷۲، حامیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۱/۵۰۹، شرح الررکانی ۲/۲۰۸، نہایہ المحتاج ۳/۱۸۰، شرح منہاج الطالبین ۲/۳۳، کشف القناع ۲/۳۰۸۔

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۱۳۱، بدائع المنافع ۲/۱۲۰، ۱۶۰، مع تجلیں ۱/۳۳۶، حامیہ الدسوقی ۲/۵، نہایہ المحتاج ۳/۲۳۳، ۲۳۵، شرح منہاج الطالبین ۲/۸۵، کشف القناع ۲/۵۵۳، ۵۵۴۔

(۴) حدیث: ”امروا أبناءکم بالصلاة لسبع...“ کی روایت ابو ذر (۳/۳۳۳ طبع عزت عبید دہاس) نے کی ہے اور ذوی نے یہاں ضعیفین (۱/۷۰، ۷۱) میں اس حدیث کو حسن بتایا ہے۔

کہ تیمم باحتیجہ رہتا ہے رفع پاؤں کی نہیں رہتا۔

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ تیمم پاؤں کی کو اس وقت تک کے رفع رویتا ہے جب پاؤں مل جائے اور اس کے استعمال کی قدرت ہو اس کا قصاص یہ ہے کہ پچھنے اور تیمم یا پھر رفع ہو تو اس پر تیمم عاود نہیں ہے^(۱)۔

دوم۔ نماز کے باب میں:

۲۹۔ بڑا بڑا ٹوٹا ہوا نماز ولاجماع واجب ہے جس نماز کے وقت میں وہ باطل ہوے ہوں اور اس نماز کو وہ نہیں کر چکے ہوں حتیٰ کہ مالکہ جتنوں نے کہا ہے کہ نماز کو اس کے وقت ضروری یعنی عصر کی نماز اس کے بالکل آخری حصہ تک مؤخر کرنا حرام ہے اور اسی طرح صبح کی نماز بھی بالکل آخری وقت تک مؤخر کرنا حرام ہے، انہوں نے بھی یہ کہا ہے کہ اگر وقت ضروری میں باطل ہوتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ نماز دکرے، اور اس کے لئے پینا خیر حرام نہیں ہوگی^(۲)۔

۳۰۔ اگر اس نے وقت کی نماز پڑھ لی، پھر اس نماز کا وقت نکلنے سے پہلے باطل ہو تو اس نماز کا عاودہ لازم ہوگا، اس لئے کہ بلوغ سے پہلے جو نماز اس نے پڑھی ہے وہ اس کے حق میں نفل ہے، کیونکہ وہ نماز اس پر واجب نہیں ہوئی تھی، لہذا پہلی نماز واجب کی طرف سے کافی نہیں ہوگی، یہ واجب، مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک ہے، مالکیہ نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ اگر ظہر کی نماز پڑھی پھر جمعہ کی نماز سے پہلے باطل ہو گیا تو اس پر لوگوں کے ساتھ جمعہ کی نماز واجب ہوگی۔

اسی طرح اگر جمعہ کی نماز پڑھ لی، پھر باطل ہو اور دوسرا جمعہ اسے

ملا تو ان لوگوں کے ساتھ عاودہ جمعہ پڑھنا اس پر واجب ہے، اور اگر جمعہ فوت ہو جائے تو ظہر کی نماز میں اسے گناہ ہے کہ اس کا پہلا نفل خود وہ جمعہ کی نماز ہو، نفل باطل ہو، جمعہ ہو، تو فرض کی طرف سے کافی نہیں ہوگا^(۱)۔

ثانیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر نماز پڑھ لی اور وقت کے بعد باطل ہو تو اس پر عاود نہیں ہے، وہ کہتے ہیں: اس سے کہ اس نے وقت کی عاودہ کی، انرا یہ ہے اور اگر وہ درمیان نماز باطل ہو تو جو نماز وہ پڑھا رہا ہے اسے پورا کرنا لازم ہوگا، اس کا عاودہ جب نہیں ہوگا مگر عاودہ سنا تجب ہے^(۲)۔

۳۱۔ جس نماز کے وقت میں وہ باطل ہوا ہے وہ نماز اس پر واجب ہوگی جیسا کہ مذکور ہوا، اسی کے ساتھ اس پر یہ بھی واجب ہوگا کہ متصل پہلے کی نماز بھی پڑھے جو وہ نماز کے ساتھ جمع کی جاتی ہے، مثلاً اگر غروب شمس سے قبل باطل ہو تو ظہر، عصر، دنوں پڑھے، اور فجر سے پہلے باطل ہو تو مغرب، عشاء، دنوں پڑھے، بنی قریظہ کہتے ہیں: یہ قول عبدالرحمن بن عوف، بن عباس، طاہس، مجاہد، بخاری، زہری اور ربیعہ کا ہے، یہی امام مالک، امام شافعی، لیث، یحییٰ، ابو ثور اور عامر بن نعیم کا ہے، ابویہ امام مالک نے کہا: پہلی نماز اس وقت واجب ہوگی جب اتنا وقت مل جائے جس میں پانچ رکعت پڑھی جاسکتی ہوں، یعنی پہلی نماز مکمل اور دوسری نماز سے کم ایک رکعت کا وقت مل جائے، حنابلہ کے نزدیک اگر عقیقہ تحریر کے بعد وقت مل جائے تو بھی دنوں نمازیں واجب ہوں، ثانیہ کے نزدیک ایک رکعت کا وقت پالیسے پر واجب ہوگی۔

اس قول کی دلیل یہ ہے کہ مذکور حالات میں دوسری نماز کا وقت ہی

(۱) ابن عابدین ۱/۶، رد المحتار ۱۲۰، طبع محمد معینی، جامعہ الدین ۱/۵۵۵،
مجموع ۲/۵۵۳، کشف القناع ۲/۲۶۶، المجموع للحوی ۲/۲۲۱، طبع
المعتمد ۲/۳۹۷۔
۲۔ ۱۶۶ الاکلیل ۲/۳۳۳۔

(۱) شرح فتح القدیر ۲/۳۳۲، جوہر الاکلیل ۱/۹۶، کشف القناع ۱/۲۲۶۔
(۲) المجموع ۳/۱۲۔

پہلی نماز کا بھی وقت ہوتا ہے، یعنی سفر وغیرہ میں ظہر کو عصر تک اور مغرب کو عشاء تک موثر رہنا ممکن ہوتا ہے، تو اس اعتبار سے عصر کا وقت ہی ظہر کا بھی وقت ہے، اور اسی طرح مغرب اور عشاء کا معاملہ ہے۔ تو دوسری نماز کا وقت پانے سے دیا اس نے پہلی نماز کا بھی وقت پایا۔ اس مسئلہ میں حنفیہ، شافعی، و حسن بصری نے اختلاف کیا ہے، چنانچہ ان حضرات کی رائے ہے کہ وہ صرف وہی نماز پڑھے گا جس کے وقت میں بولخ ہوا ہے (۱)۔

سوم - روزہ:

۳۲- اگر بچہ نے رمضان میں رات سے روزہ رکھا پھر ان میں وہ بولخ ہو گیا جب کہ وہ روزہ سے ہے تو اس پر اس روزہ کی تکمیل بد ختلاف واجب ہے، اس لئے کہ جیسا کہ رٹی ثانی نے کہا: "مران بہت وہ اہل وجوب میں سے ہو گیا تو یہ ایسا ہی ہوا جیسے کوئی بالغ شخص نفل روزہ شروع کرے پھر اس کو تکمیل کرنے کی نذر مان لے (تو اس پر اسی روزہ کی تکمیل واجب ہوتی ہے)۔"

اگر اس نے اسی حال میں روزہ رکھا تو اس پر قضا نہیں ہے، بلکہ حنا بلہ کے نزدیک ایک قول کے مطابق اس پر قضا واجب ہوگی۔

اگر بچہ نے رات سے روزہ نہیں رکھا پھر دن میں بولخ ہو یا تو اس مسئلہ میں دو جگہوں پر فقہاء کا اختلاف ہے، "ن" کے بقیہ حصہ میں لکھنے پینے سے گریز کرنا اور اس دن کے روزہ کی تسامح۔

۳۳- مساک (بقیہ حصہ ۱ میں نہ لکھا گیا) کے مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف درج ذیل ہے:

حنبلیہ و حنا بلہ کا مذہب اور یہی ثانی کا ایک قول ہے کہ "ن" کے بقیہ حصہ میں اس پر مساک واجب ہے، اس لئے کہ اگرچہ وہ روزہ رکھا

وقت نہیں پایا لیکن اس کا وقت اس نے پایا ہے۔

ان حضرات نے فرضیت رمضان کے "ریو منسوخ" کے جانے سے پہلے فرض عاشوراء کے سلسلہ میں، روحدیث سے استدلال کیا ہے، جس میں نبی ﷺ نے فرمایا: "من کماں صمکم أصبح معطراً فلیمسک بقیة یومہ، ومن کماں أصبح صائماً فلیتم صومہ" (۱) (تم میں سے جس نے بغیر روزہ کے صبح کی ہو وہ بقیہ ان مساک کرے اور جو روزہ سے ہو وہ پورا روزہ کرے)۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ حکم (امر) وجوب کا متنازعہ ہوتا ہے، اور یہ مہینہ کی خدمت و احترام کے لئے ہے۔

ثانیہ کا مذہب جو اس کے نزدیک صحیح ہے یہ ہے کہ اس حال میں مساک مستحب ہے، واجب نہیں ہے، صرف وقت کی حرمت کی وجہ سے اسوں نے مستحب قرار دیا ہے، مساک اس حال میں واجب نہیں ہوتا ہے، اس لئے کہ عذر یعنی بچپن کی وجہ سے وہ بے روزہ تھا، تو یہ اس مسافر کے مشابہ ہوا جو سفر سے واپس آجائے اور اس مریض کے مشابہ ہوا جو ثلثاً بپ ہو جائے۔

مالکیہ کا مذہب ہے کہ اس وقت مساک نہ واجب ہے نہ مستحب، جیسے کہ صاحب عذر کے لئے اگر عذر کی وجہ سے انھیں رہا ہو تو "مساک" واجب ہوتا ہے اور نہ مستحب (۲)۔

۳۴- رورہ کی قضا کے مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف درج ذیل ہے:

ثانیہ کا مذہب ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ قضا واجب ہے، حنا بلہ نے تفصیل کی ہے کہ جس نے بے روزہ صبح کی پھر دن میں بولخ ہو تو اس پر قضا واجب ہے، اس لئے کہ اس نے وقت وجوب کا ایک

(۱) حرمۃ مہم کماں أصبح صمکم۔۔۔ کی روایت بخاری (صحیح ۴۰۰ طبع انتقادی) اور مسلم (۲/۹۸ طبع اعلیٰ) نے کی ہے۔

(۲) شرح فتح القدیر لابن ابراہیم ۲/۴۸۲، جوہر الاکلیل ۱/۶۱، الدسوقی ۱/۵۱۳، نہایۃ المحتاج ۳/۱۸۳، الفی ۳/۵۴، کتاب القضا ۲/۴۰۹۔

بلوغ ۳۵

نصاب کا مالک ہو، بین غیر حنفیہ کے نزدیک بلوغ سے قبل شروع ہونے والا سال ہی بلوغ کے بعد ورازا رہے گا۔

غیر حنفیہ کے نزدیک بچہ اگر رشد کے ساتھ بلوغ ہو ہے تو اس پر یہ بھی لازم ہوگا کہ جب سے اس کی طبیعت میں ماں کی جگہ ہے اس کا ولی اس کی طرف سے زکوٰۃ نہ کا تا رہا ہو تو گزرے ہوئے تمام سالوں کی بھی زکوٰۃ اُترے (۱)۔

لیکن اگر لڑکا اس حال میں بلوغ ہو کہ دوسریہ ہے اور اس کے نتیجے میں اس پر حرم پابندی برقرار ہے تو حنفیہ کے نزدیک نیت شرط ہونے کی وجہ سے وہ خود سے زکوٰۃ اُترے گا، اس کی جانب سے ولی انجام نہیں دے گا، فقہاء حنفیہ کہتے ہیں: "الایہ قاضی صرف بقدر زکوٰۃ ماں اس کے پر اُترے گا تاکہ وہ سے اُترے، بین ساتھ میں ایک امین بھی جیسے گا تاکہ وہ زکوٰۃ کی رقم غیر مصرف میں نہ صرفی اُترے، سہیہ پر واجب شکات بیسے اس کے رہے، رہا کا نقد اس کے برعکس ہے، ان شکات کی "انگلی کے لئے پانچ نیت شرط میں ہے، اس سے اس کا ولی اس کی "انگلی اُترے گا (۲)۔

جہاں تک ثانویہ قائلین ہیں، تو رہی نے کہا ہے: سہیہ بذات خود رقاۃ "انہیں اُترے گا، بین اُترے گا اس کو جارت دے دے، مستحق رقاۃ خمس کی تعیین کر دے تو اس کے سے "رکنا صحیح ہوگا، جیسے کہ انجی کے لئے، دست ہے کہ سہیہ کو "انگلی کا مکمل بنائے، "اس کی جانب سے رقاۃ کی "انگلی ملی یا اس کے نامب کی موجود میں ہوئی چاہے، اس لئے کہ اگر سہیہ تھا ہوگا تو خمس ہے ماں ضابطہ کر دے یا اس کی "انگلی کا جھوٹا عرونی کرے، رہی نے اس مسئلہ پر مشکوٰۃ میں کی کہ ملی آیا رقاۃ "اُترے گا یا اس کے رشد تک موخر کرے گا (۳)۔

تہذیب و اس کی نجوم ہی یک مکمل رورہ کے بغیر مانمن ہے، بین جس نے رست سے رورہ رکھا اور صبح روزہ کی حالت میں رہا پھر بلوغ ہو، تو اس پر قضا نہیں ہے، حنا بلہ میں سے ابو الخطاب کو اس سے اختلاف ہے۔

حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ نے اپنے صحیح قول میں کہا ہے کہ ایسے شخص پر قضا واجب نہیں ہے اس لئے کہ وہ پورا وقت نہیں پا تا، ان حضرات نے رورہ و رنار میں فرق کیا، چونکہ اس کے، ایک نماز کے وقت میں بلوغ ہونے پر وہ رورہ جب ہو جاتی ہے، اس لئے کہ نماز میں وجوب کا سبب اس کی "انگلی سے متصل ہلتا تا ہے لہذا اس کے حق میں اہیت پائی گئی، بین رورہ میں وجوب کا سبب ملتا ہے، اس میں اہیت نہیں پائی گئی ہے، یہ مسئلہ حنفیہ نے بتائی ہے۔

معنی میں ہے کہ امام اوزائی کی رائے یہ ہے کہ لڑکا اگر ماہ رمضان کے دوران بلوغ ہو جائے تو بلوغ کے قبل رمضان کے گزرے ہوئے دنوں کی قضا کرنی ہوگی اگر ان دنوں میں روزہ نہ رکھا ہو، یہ رائے عام اہل علم کی رائے کے خلاف ہے (۱)۔

چہا رم - زکوٰۃ:

۳۵ - بلوغ پر وجوب زکوٰۃ کے مسئلہ میں فقہاء میں اختلاف ہے، صہور فقہاء کے نزدیک اس پر رقاۃ واجب ہے، اس لئے کہ وجوب زکوٰۃ کا تعلق مال سے ہے۔

حنفیہ کے نزدیک بلوغ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اس لئے کہ رقاۃ یک عبادت ہے جو مکلف شخص پر لازم آتی ہے "بچہ مکلف قووں میں شامل نہیں ہے، پس جب بچہ بلوغ ہو جائے تو حنفیہ کے نزدیک اس کی زکوٰۃ کا سال اس کے بلوغ کے وقت سے شروع ہوگا اگر وہ

(۱) ابن ماجہ ص ۳۴، مسنی ۲/۶۲۲، رقاۃ کی ۴۔

(۲) ابن ماجہ ص ۵/۹۳، فتح القدیر و المختار ۸/۱۹۸۔

(۳) نہایۃ المحتاج ص ۳۶۱۔

بلوغ ۳۶-۳۷

مالکیہ و حنابلہ نے جہاں تک دم ان کا حکام، نیچے سے ہیں اس مسئلہ پر گفتگو نہیں کرتے۔

پنجم- حج:

۳۶- اگر صغیر حج کرے پھر بالغ ہو تو اس پر دم واجب ہوگا۔ جو اس کے حق میں حج لازم ہوگا۔ رطلوث سے پہلے یا یا حج اس کے لئے ہائی نہیں ہوگا اس پر ترمذی و ابن المنذر نے اجماع نقل کیا ہے۔ اس سے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "اسی اوید لی اجد فی صدور المؤمنین عہذا، ایما مملوک حج بہ اہلہ فمات قبل لی یعنی فقد قصی حجہ، و لی عقی قبل لی بموت لہی حج، و ایما غلام حج بہ اہلہ قبل ان یدوکہ فقد قصی حجہ، و لی یبلغ للہی حج" (۱) (میں چاہتا ہوں کہ مومنین کے سینوں میں عہد کی تجدید کروں، جس غلام کو اس کے گھر والوں نے حج کر دیا اور وہ زندہ رہا تو اس سے پہلے مر گیا تو اس نے اپنا حج ادا کر لیا، اور اگر مرے سے پہلے مر گیا تو وہ حج کرے، اور جس بچہ کو اس کے گھر والوں سے ہوٹ سے پہلے حج کر دیا اس نے اپنا حج پورا کر لیا۔ اور اگر بالغ ہو جائے تو چاہے کہ حج کر لے، اور اس لئے بھی کہ حج بدنی عبادت ہے جسے اس سے جو ب کے وقت سے پہلے انجام یا تو وقت پر جو ب سے وہ حج بالغ نہیں ہوگا، رٹی کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ حج پوری رمد کی کا عمل ہے جو کر نہیں ہے، تو حالت کمال میں اس کی ادائیگی معتبر ہوگی (۲)۔

(۱) حدیث: "ایما مملوک... کو امام شافعی (درائع لہی ار ۲۹۰ طبع دار الانوار) اور امام حواوی (۲۵۷/۳ طبع مطبعہ الانوار لکھنؤ) نے ابن عباس پر مرفوعاً نقل کیا ہے۔ ابن حجر نے فتح الباری (۷۰۳ طبع استغبر) میں سے حج بتایا ہے۔

(۲) مسمی ۳۲۸، نہایۃ الحاج ۳۳۳، شرح التہذیب ۲/۲۲۲

۳۷- اگر مرابط لڑکا (یا مرہقہ لڑکی) اس حال میں بالغ ہو کہ وہ میقات کے اندر احرام کی حالت میں ہے، تو اگر اس کا بلوغ اس وقت ہو جب وہ میدہ عرفہ میں مقیم ہے یا قوف عرفہ سے قبل بالغ ہو، یا قوف عرفہ کے بعد بالغ ہو، بین السویں کی عید کی فجر سے پہلے لوٹ کر عرفات میں قوف کر لیا، اور تا سب حج مکمل کے تو اس کا فرض حج واجب ہوگا۔

امام شافعی اور امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ اس کا فرض حج واجب ہو جائے گا۔ اس پر دم واجب نہیں ہوگا، ورنہ اس حج کے سے احرام کی تجدید کرے گا، اس لئے کہ حضرت بن عباس سے مروی ہے، کہتے ہیں: "اگر امام قوف عرفات میں تیرا ہو تو اس کا وہ حج کافی ہوگا، لیکن اگر جمع یعنی عرفہ میں آؤ، تو حج فرض کی طرف سے یہ حج کافی نہیں ہوگا"۔ اور اس مسئلہ پر قیاس یہ کیا ہے کہ تمام کے مدد و ہر اکوئی آؤ، بالغ شخص عرفات میں احرام باندھے اور حج کے مناسبت پورے کر لے تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا، تو اسی طرح جو لڑکا عرفہ میں بالغ ہو اس کا فرض حج ادا ہو جانا چاہیے۔

حنفی کا مسلک یہ ہے کہ اگر بلوغ کے بعد قوف عرفہ سے قبل احرام کی تجدید کر لے تو حج فرض ادا ہو جائے گا، اور اگر احرام کی تجدید نہ کرے تو فرض حج واجب نہیں ہوگا، اس لئے کہ اس کا احرام نفل منعقد ہو ہے تو یہ احرام فرض میں نہیں بدلے گا۔ فقہاء حنفیہ کہتے ہیں: احرام اگرچہ حج کے لئے شرط ہے لیکن دو رکن کے مشابہ ہے، اس سے دم نے عبادت میں احتیاط کے بطور احرام کو شرط نہیں کیا۔

امام شافعی سے ایک روایت ہے، جیسا کہ مختصر مزی میں ہے کہ اس صورت میں اس پر دم واجب ہوگا، یعنی اس سے دم واجب ہوگا کہ وہ بغیر احرام میقات سے گزرنے والے ہی طرح ہے۔

امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ اس سے حج فرض دینی نہیں ہوگا، وہ

بلوغ ۳۸-۳۹

ہوئی۔ اس لئے کہ اس کی بنیاد میں ضعف ہے لہذا قاضی و جواب
ریوں پر موقوف رہے گا۔

امام ابو یوسف کہتے ہیں: "انوں کو خیار حاصل نہیں ہوگا، جیسے
باپ یا "ا" کے لئے ہوئے نکاح میں اختیار نہیں ہوتا ہے۔ کتہہ ری
لڑکی کو خیار حاصل ہو اور عقد نکاح کا اسے علم ہو تو شخص خاموشی سے
خیار ملتے ہو جائے گا۔" ریلوٹ بلوغ کا حکم کے "مجلس تک خیار باقی
نہیں رہے گا۔ یعنی اگر وہ بالغ ہوئی اس حال میں کہ وہ نکاح سے
متنع ہے۔ یا بلوغ کے بعد نکاح کا علم ہوتا ہے تو بلوغ یا علم ہونے
کے وقت فوری فسخ کرنا ضروری ہے، رتھوڑی اور بھی خاموش رہی تو
خیار باطل ہو جائے گا، خواہ وہ مجلس (بلوغ یا علم) تہلیل نہ ہوئی ہو،
اسی طرح مجلس بلوغ یا مجلس علم نکاح کے "مجلس بھی اختیار باقی نہیں
رہے گا، اگر لڑکی کو مسئلہ یہ معلوم ہو کہ سے خیار بلوغ حاصل ہے یا یہ
نہ معلوم ہو کہ یہ خیار آخر مجلس تک باقی نہیں رہے گا، اور خیار سے
لازمی کا دعویٰ نہ نہیں ہوگا، اس لئے کہ دارالاسلام میں جہل و لامی کا
مذہب اختیار نہیں ہے، یہ اسے امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف کی ہے۔

امام محمد کہتے ہیں کہ لڑکی کا خیار اس وقت تک باقی رہے گا جب تک وہ
جان نہ لے لے کہ اسے خیار حاصل ہے، بالغ ہونے کے "رٹھہڑی - خواہ
شب پہلے سے ہو یا دوبارہ رو رہی ہو، رشہ نے اس سے زوال کی تحقیق
کام لیا ہو، پھر وہ بالغ ہوئی - ان دونوں کا خیار خاموشی سے باطل نہیں
ہوگا جب تک کہ صریح رضامندی یا دلالت رضامندی جیسے بوسہ، بیاہ،
چھو، بھر ادا کرنا نہ پائے جائیں، یہ خیار مجلس سے اٹھ جانے سے بھی
باطل نہیں ہوگا، اس لئے کہ اس کے خیار کے استعمال کی مدت پوری عمر
ہے، لہذا جب تک رضامندی نہ پائی جائے خیار باقی رہے گا (۱)۔

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ۴/۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱ طبع دار احیاء
الترت العربی بیروت، جامع الفصولین، ۴۹۲، ص ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳

نصر صغیرہ کی شادی تافضی کے کو میں نہی اور اس کا باپ یا ۱۰۰ فاسق ہو تو امام ابو حنیفہ کی ظہر روایت میں اسے خیار حاصل ہوگا، اور یہی امام محمد کا قول ہے (۱)۔

۴۰- مالکیہ کے نزدیک نصر صغیرہ کے ولی نے خود و باپ ہو یا کوئی اور، اس کا عقد یہی شرط پر رے جو عقد میں لگائی گئی ہوں اور وہ شرط ایسی ہوں کہ مکلف کی جانب سے واقع ہونے پر لازم ہوتی ہوں، مثلاً لڑکی کے لئے یہ شرط لگائی گئی کہ اگر لڑکے کے لئے اس لڑکی کے رہتے ہوئے دوسری شادی کی تو اس لڑکی کو یا اس دوسری بیوی کو طلاق ہوگی، یہ صغیرہ نے اپنا عقد نکاح خود سے شرائط پر کر لیا اور اس کے ولی نے ان شرائط کی اجازت دے دی پھر وہ بالغ ہوا اور بلوغ کے بعد ان شرائط کو پسند کرتا ہے، اور حال یہ ہو کہ اس نے بیوی سے دخول نہ کیا ہو، نہ بلوغ سے پہلے نہ نہ بلوغ کے بعد، شرائط کو جانتے ہوئے، توضیح کو اختیار ہوگا کہ یہ عقد نکاح کو وقتی رخصت یا بدی کرے یا شرائط کی پابندی نہ کرے اور ایک طلاق دے کر نکاح فتح کر دے، اور اس کی نوبت اس وقت آئے گی جب شرائط ختم کرنے پر عورت راضی نہ ہو، اس مسئلہ میں صغیرہ کا حکم وہی ہے جو صغیرہ کا ہے، تفصیل کتب فقہ کے باب الولایۃ میں دیکھی جائے (۲)۔

اگر صغیرہ نے ولی کی اجازت کے بغیر اپنا عقد نکاح کر لیا تو اس کے ولی کو اختیار ہوگا کہ ایک طلاق سے اس کا عقد فتح کرے، اس لئے کہ یہ نکاح صحیح ہے، صرف اتنی سی بات ہے کہ نکاح لازم نہیں ہے، مالکیہ میں سے ابن الموار نے کہا ہے کہ اگر ولی نے بچہ کا عقد نکاح رد نہیں کیا جب کہ فتح نکاح ہی مفاد و مصلحت کا تقاضا تھا، یہاں تک کہ لڑکا نہ ہو گیا، ورنہ ولی کی ولایت سے نکل گیا تو نکاح جائز ہو گیا، اب جو لڑکے

کو غور کا اختیار حاصل ہونا چاہئے کہ نکاح کو باقی رکھے یا رد کر دے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بلوغ کے بعد لڑکے کو اختیار کا حق ملے (۱)۔
تفصیل باب "الولایۃ" میں دیکھی جائے۔

۴۱- شافعیہ اپنے ایک قول میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ اگر صغیرہ کی شادی اس کے باپ نے کسی عیب والی عورت سے کیا ہو تو نکاح صحیح ہوگا اور بالغ ہونے پر اس کو خیار حاصل ہوگا، لیکن مذہب شافعیہ یہ ہے کہ نکاح صحیح نہیں ہوگا، اس لئے کہ یہ نکاح پسند و خوش حالی کے خلاف ہے (۲)۔

اگر صغیرہ کی شادی اس کے باپ نے غیر کفو میں کر دی تو صحیح قوں کے مطابق یہ نکاح اس صورت میں درست ہے، اس لئے کہ مرد کو اپنے غیر کفو کو فراش بنانے میں کوئی عار نہیں ہوتا، البتہ اسے خیار حاصل ہوگا، ایک قول یہ ہے کہ عقد صحیح نہیں ہوگا، اس لئے کہ ولایت مصلحت سے وابستہ ہے، اور غیر کفو میں شادی کا مصلحت کے خلاف ہے (۳)۔

اگر باپ یا ۱۰۰ نے صغیرہ کی شادی غیر کفو میں کر دی تو بالغ ہونے پر صغیرہ کو خیار حاصل ہوگا، اس لئے کہ یہ شادی خلاف ظہر قوں کی رو سے صحیح واقع ہوئی ہے، اور عدم کفو کے نقص کی وجہ سے خیار ثابت ہوگا۔

ظہر قول کے مطابق یہ شادی باطل ہے (۴)۔

۴۲- حنابلہ کے نزدیک باپ کے علاوہ کسی اور کو صغیرہ کی شادی کرنے کا جواز نہیں ہے، پس اگر باپ نے صغیرہ کی شادی کی تو اس صورت میں صغیرہ کو خیار حاصل نہیں ہوگا، لیکن باپ کے علاوہ کسی اور

(۱) مہدۃ المدسوق علی الشرح الکبیر ۲۳۱/۲۔

(۲) نہایۃ النکاح ۲۵۵/۲ طبع المکتبۃ الاسلامیہ المیرٹھ۔

(۳) نہایۃ النکاح ۲۵۶/۲۔

(۴) نہایۃ النکاح ۲۳۹/۲۔

(۱) جامع الفقہ میں ۲۹۷ طبع مولیٰ المطبعۃ الاسلامیہ۔

(۲) المدسوق علی الشرح الکبیر ۲۳۱/۲-۲۳۲، الشرح علی مختصر ظہر ۱۹۹/۳۔

نہتم۔ بلوغ کی وجہ سے ولایت ملی نفس کا ختم:

۴۳۔ حنفیہ کے نزدیک آزاد عورت پر ولایت نکاح کے تحقق سے ولایت ملی انس مکلف ہونے (یعنی بلوغ و عقل) سے ختم ہو جاتی ہے، لہذا مکلف آزاد عورت کا نکاح ولی کی رضا مندی کے بغیر درست ہے، اور اس پر طلاق و وراثت وغیرہ احکام مرتب ہوں گے۔

ننداری لڑکی کی پرورش اس کے بالغ ہونے پر ختم ہو جائے گی جس طرح عیس، وغیرہ سے عورتیں بالغ ہوتی ہیں، اگر وہ لڑکی نو عمر ہو تو باپ اسے اپنے ساتھ رکھے گا خود اس پر نسب کا مدیشہ نہ ہو، والد مہر نہ ہو تو بیٹی اور چچا بھی رکھ سکتے ہیں بشرطیکہ والدین کی جانب سے لڑکی پر مدیشہ نہ ہو، ورنہ قاضی کی قاطعی غتام عورت کو متعین کر کے یہ لڑکی اس کے پیہ و کر دیگا، اور عورت پر باپ کی ولایت اس وقت ختم ہوگی جب وہ اچھی عمر والی ہوگئی ہو اور اس کی رائے میں عقل آگئی ہو، تو پھر وہ جہاں چاہے رہ سکتی ہے جب کہ اس پر مدیشہ نہ ہو، اور اگر وہ لڑکی شیبہ ہو تو والد اپنے ساتھ نہیں رکھے گا والا یہ کہ اسے اپنے کس پر طمینن نہ ہو تو باپ اور اس کے ساتھ رہیں گے، ان دونوں کے علاوہ ہرے لوگ ہیں جیسا کہ ابتدا میں ہے۔

لڑکے پر باپ کی ولایت اس وقت ختم ہوں جب وہ بالغ و عاقل اور صاحب رائے ہو جائے، والا یہ کہ اس کے کس پر طمینن نہ ہو، ورنہ فساد ولا ہو اور اس پر مدیشہ ہو تو والد کو اسے اپنے ساتھ رکھنے کی ولایت حاصل ہوگی تاکہ فتنہ اور عار کو دور کر سکے اور اس سے کوئی ایسا عمل سرزد ہو تو اس کی تادیب کر سکے، کنواری، شیبہ اور لڑکے کے حق میں داد کے لئے بھی ایسے احکام ہیں جو باپ کے لئے اوپر مذکور ہوئے^(۱)۔

مالکیہ کے نزدیک صغیر کے حق میں ولایت ملی انس اس کے

نے اس کی شادی یا تو نکاح باطل ہوگا، ورنہ ایک روایت میں ہے کہ باپ کے علاوہ کسی ورثہ رانی شادی بھی درست ہے، اور بالغ ہونے پر صغیر کو اختیار حاصل ہوگا جیسا کہ امام ابوحنیفہ کا مسلک ہے، اور بایا ہے کہ نو برس کی عمر ہونے پر اختیار حاصل ہوگا اس سے پہلے اگر طلاق دے دی تو طلاق واقع ہو جائے گی، اور اس کا اختیار باطل ہوگا، اسی طرح اگر نو سال پورے ہونے پر اس کے شوہر نے بھی لی اور اس نے اختیار استعمال نہیں کیا تو اختیار باطل ہو جائے گا^(۲)۔

صغیر کے ولی کو یہ حق نہیں ہے کہ اس کی شادی کسی معیوب خاتون سے کرے جس کے عیب کی وجہ سے نکاح رد کر دیا جاتا ہے، اسی طرح صغیرہ کے ولی کو بھی ایسے معیوب مرد سے اس کی شادی کرے کا اختیار نہیں ہے جس عیب کی وجہ سے نکاح فسخ کر یا جاتا ہے، اس لئے کہ ولی کی ذمہ داری ہے کہ ان دونوں کے مفاد و رہائی کے مطابق کام کرے، اور ایسے نکاح میں ان دونوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے، پس اگر غیر مکلف بڑے یا بڑی کے ولی کا قاطعی عیب ہو، تو ہمیں سے شادی عیب کو جانتے و جانتے کر دی تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا، اس لئے کہ ولی نے ان دونوں کے لئے ایسا مقدر کیا ہے جو جائز نہیں ہے، اور اگر ولی کو علم نہ ہو کہ شوہر معیوب ہے تو مقدر صحیح ہو جائے گا، عین عیب کا علم ہونے پر مقدر کو فسخ کرنا، جب ہوگا، میں ”منتہی“ میں اس کے برعکس تحریر ہے جس سے ہم ہوتا ہے کہ فسخ مباح ہوگا، مبالغہ میں سے پیش نے کہا کہ نکاح فسخ نہیں کیا جائے گا، اور ان دونوں کے اختیار کے لئے بلوغ کا اثر کیا جائے گا^(۳)۔

تفصیلات باب النکاح اور ولایت میں دیکھی جائیں۔

(۱) شرح منہجی الامارات ۱۸۵۴ طبع مکتبہ دارالمطرب مطالب ولی انس فی شرح غایۃ المستغنی ۱۳۹۵ھ

(۲) ایسی ۸۹۶ھ ۵۳۶ھ مطالب ولی انس فی شرح غایۃ المستغنی ۱۵۳ھ

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ج ۱ ص ۳۱۲، ۳۱۳۔

ہشتم۔ ولایت علی المال:

۴۴۔ ولایت علی المال صغیر کے عقل کے ساتھ بالغ ہونے سے ختم ہو جاتی ہے۔ ثلوث و اولاد کا ہونا لڑکی، اور اس پر سے پابندی اٹھ جاتی ہے، لیکن اس کے لئے بافاق فقہ و شرط ہے کہ وہ رشید ہو، اس نے کہ فقہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَابْتَغُوا الْيُسَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ، فَإِنْ أَتَيْتُمْ فَسَهُمْ رَشِدًا فَلَادُوا لَهُمْ أَمْوَالَهُمْ" (۱) (اور قیاموں کی جانچ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ عمر نکاح کو پہنچ جائیں تو اگر تم اس میں ہوشیاری رکھو تو اس کے حوالہ سے مال برآں)۔

اس مسئلہ میں اختلاف و تکمیل ہے جس کے لئے ابواب حجر کی جانب رجوع یا جائے (۲)۔



اٹھ کی بلوغ سے ختم ہو جائے گی، یعنی وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائے گا۔ جب چاہے وہ جائز ہے، لیکن اگر اس کی خوبصورتی وغیرہ کی وجہ سے اس پر فساد کا مدیشہ ہو یا اس کے دوست اور پیارے لڑکے ہوں اور اس سے اس کو فاسد خلاق و عادت پرانی ہو تو وہ والد کے ساتھ ہی رہے گا جب تک کہ اس کے خلاق جیسے نہ ہو جائیں، اور اگر لڑکا بلوغ کے وقت پختہ عقل ہو تو جب چاہے جائز ہے۔ چونکہ اس کی ولایت کی نسبت سے پابندی ختم ہو چکی ہے، اور اگر بالغ ہو جائے تو وہ باریا مجنون ہو تو مشہور قول کے مطابق اس سے ماں کی پرورش ساتھ ہو جائے گی۔

جب تک لڑکی کا تعلق ہے تو ماں کا حق حضانت اور ولایت علی شخص اس وقت تک وقتی رہے گی جب تک اس کی ثانی نہ ہو جائے (۱) کہ شافعیہ کے نزدیک صغیر کو لڑکا ہو یا لڑکی محض بالغ ہونے سے اس پر ولایت ختم ہو جائے گی (۲)۔

مناجہ کے بعد ایک حضانت صرف بچہ یا معتود بہ ثابت ہوتی ہے۔ عائشہ بالغ پر حضانت نہیں ہے، اگر وہ مرد ہے تو والدین سے ملحقہ و تنہا رہ سکتا ہے، اور اگر عورت ہے تو دو تنہا نہیں رہ سکتی ہے، اس کا باپ اسے اکیسے رہنے سے روک سکتا ہے، اس لئے کہ اسے اطمینان نہیں ہے کہ لڑکی کے پاس ایسے لوگ آئیں جو اسے بگاڑیں اور لڑکی اور اس کے خاندان کو عار لگ جائے، اور اگر اس کا باپ نہ ہو تو اس کے ولی اور خاندان والوں کو حق ہے کہ اس کو تنہا رہنے سے روک دیں (۳)۔

(۱) سورۃ نساء ۶۱۔

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۵/۹۵، ۹۵، بحر الرائق شرح کنز الدقائق ۸/۱۹۰-۱۹۱، جامع الدرر الدوق علی المشرع، المکیر ۳۹۱، شرح الررکانی ۵/۴۹۳، ۴۹۴، الخرش ۵/۴۹۳، ۴۹۴، نہایت المحتاج ۳۵۳-۳۵۴، ۳۵۵-۳۵۶، ۳۵۷-۳۵۸، شرح منہاج الطالبین ۳۲۹-۳۳۰، ۳۳۱-۳۳۲، ۳۳۳-۳۳۴، ابن قدامین شرح المکیر ۳/۵۱۲، ۵۱۶-۵۱۷، تکریر القرضی ۵/۳۲، ۳۳، کتاب النکاح ۳/۱۱۵-۱۱۷۔

(۱) حلیۃ الدسوقی علی المشرع، المکیر ۳۹۲-۳۹۳، الخرش ۳۲۰-۳۲۱، ۳۲۲-۳۲۳، ۳۲۴-۳۲۵، ۳۲۶-۳۲۷، ۳۲۸-۳۲۹، ۳۳۰-۳۳۱، ۳۳۲-۳۳۳، ۳۳۴-۳۳۵، ۳۳۶-۳۳۷، ۳۳۸-۳۳۹، ۳۴۰-۳۴۱، ۳۴۲-۳۴۳، ۳۴۴-۳۴۵، ۳۴۶-۳۴۷، ۳۴۸-۳۴۹، ۳۵۰-۳۵۱، ۳۵۲-۳۵۳، ۳۵۴-۳۵۵، ۳۵۶-۳۵۷، ۳۵۸-۳۵۹، ۳۶۰-۳۶۱، ۳۶۲-۳۶۳، ۳۶۴-۳۶۵، ۳۶۶-۳۶۷، ۳۶۸-۳۶۹، ۳۷۰-۳۷۱، ۳۷۲-۳۷۳، ۳۷۴-۳۷۵، ۳۷۶-۳۷۷، ۳۷۸-۳۷۹، ۳۸۰-۳۸۱، ۳۸۲-۳۸۳، ۳۸۴-۳۸۵، ۳۸۶-۳۸۷، ۳۸۸-۳۸۹، ۳۹۰-۳۹۱، ۳۹۲-۳۹۳، ۳۹۴-۳۹۵، ۳۹۶-۳۹۷، ۳۹۸-۳۹۹، ۴۰۰-۴۰۱، ۴۰۲-۴۰۳، ۴۰۴-۴۰۵، ۴۰۶-۴۰۷، ۴۰۸-۴۰۹، ۴۱۰-۴۱۱، ۴۱۲-۴۱۳، ۴۱۴-۴۱۵، ۴۱۶-۴۱۷، ۴۱۸-۴۱۹، ۴۲۰-۴۲۱، ۴۲۲-۴۲۳، ۴۲۴-۴۲۵، ۴۲۶-۴۲۷، ۴۲۸-۴۲۹، ۴۳۰-۴۳۱، ۴۳۲-۴۳۳، ۴۳۴-۴۳۵، ۴۳۶-۴۳۷، ۴۳۸-۴۳۹، ۴۴۰-۴۴۱، ۴۴۲-۴۴۳، ۴۴۴-۴۴۵، ۴۴۶-۴۴۷، ۴۴۸-۴۴۹، ۴۵۰-۴۵۱، ۴۵۲-۴۵۳، ۴۵۴-۴۵۵، ۴۵۶-۴۵۷، ۴۵۸-۴۵۹، ۴۶۰-۴۶۱، ۴۶۲-۴۶۳، ۴۶۴-۴۶۵، ۴۶۶-۴۶۷، ۴۶۸-۴۶۹، ۴۷۰-۴۷۱، ۴۷۲-۴۷۳، ۴۷۴-۴۷۵، ۴۷۶-۴۷۷، ۴۷۸-۴۷۹، ۴۸۰-۴۸۱، ۴۸۲-۴۸۳، ۴۸۴-۴۸۵، ۴۸۶-۴۸۷، ۴۸۸-۴۸۹، ۴۹۰-۴۹۱، ۴۹۲-۴۹۳، ۴۹۴-۴۹۵، ۴۹۶-۴۹۷، ۴۹۸-۴۹۹، ۵۰۰-۵۰۱، ۵۰۲-۵۰۳، ۵۰۴-۵۰۵، ۵۰۶-۵۰۷، ۵۰۸-۵۰۹، ۵۱۰-۵۱۱، ۵۱۲-۵۱۳، ۵۱۴-۵۱۵، ۵۱۶-۵۱۷، ۵۱۸-۵۱۹، ۵۲۰-۵۲۱، ۵۲۲-۵۲۳، ۵۲۴-۵۲۵، ۵۲۶-۵۲۷، ۵۲۸-۵۲۹، ۵۳۰-۵۳۱، ۵۳۲-۵۳۳، ۵۳۴-۵۳۵، ۵۳۶-۵۳۷، ۵۳۸-۵۳۹، ۵۴۰-۵۴۱، ۵۴۲-۵۴۳، ۵۴۴-۵۴۵، ۵۴۶-۵۴۷، ۵۴۸-۵۴۹، ۵۵۰-۵۵۱، ۵۵۲-۵۵۳، ۵۵۴-۵۵۵، ۵۵۶-۵۵۷، ۵۵۸-۵۵۹، ۵۶۰-۵۶۱، ۵۶۲-۵۶۳، ۵۶۴-۵۶۵، ۵۶۶-۵۶۷، ۵۶۸-۵۶۹، ۵۷۰-۵۷۱، ۵۷۲-۵۷۳، ۵۷۴-۵۷۵، ۵۷۶-۵۷۷، ۵۷۸-۵۷۹، ۵۸۰-۵۸۱، ۵۸۲-۵۸۳، ۵۸۴-۵۸۵، ۵۸۶-۵۸۷، ۵۸۸-۵۸۹، ۵۹۰-۵۹۱، ۵۹۲-۵۹۳، ۵۹۴-۵۹۵، ۵۹۶-۵۹۷، ۵۹۸-۵۹۹، ۶۰۰-۶۰۱، ۶۰۲-۶۰۳، ۶۰۴-۶۰۵، ۶۰۶-۶۰۷، ۶۰۸-۶۰۹، ۶۱۰-۶۱۱، ۶۱۲-۶۱۳، ۶۱۴-۶۱۵، ۶۱۶-۶۱۷، ۶۱۸-۶۱۹، ۶۲۰-۶۲۱، ۶۲۲-۶۲۳، ۶۲۴-۶۲۵، ۶۲۶-۶۲۷، ۶۲۸-۶۲۹، ۶۳۰-۶۳۱، ۶۳۲-۶۳۳، ۶۳۴-۶۳۵، ۶۳۶-۶۳۷، ۶۳۸-۶۳۹، ۶۴۰-۶۴۱، ۶۴۲-۶۴۳، ۶۴۴-۶۴۵، ۶۴۶-۶۴۷، ۶۴۸-۶۴۹، ۶۵۰-۶۵۱، ۶۵۲-۶۵۳، ۶۵۴-۶۵۵، ۶۵۶-۶۵۷، ۶۵۸-۶۵۹، ۶۶۰-۶۶۱، ۶۶۲-۶۶۳، ۶۶۴-۶۶۵، ۶۶۶-۶۶۷، ۶۶۸-۶۶۹، ۶۷۰-۶۷۱، ۶۷۲-۶۷۳، ۶۷۴-۶۷۵، ۶۷۶-۶۷۷، ۶۷۸-۶۷۹، ۶۸۰-۶۸۱، ۶۸۲-۶۸۳، ۶۸۴-۶۸۵، ۶۸۶-۶۸۷، ۶۸۸-۶۸۹، ۶۹۰-۶۹۱، ۶۹۲-۶۹۳، ۶۹۴-۶۹۵، ۶۹۶-۶۹۷، ۶۹۸-۶۹۹، ۷۰۰-۷۰۱، ۷۰۲-۷۰۳، ۷۰۴-۷۰۵، ۷۰۶-۷۰۷، ۷۰۸-۷۰۹، ۷۱۰-۷۱۱، ۷۱۲-۷۱۳، ۷۱۴-۷۱۵، ۷۱۶-۷۱۷، ۷۱۸-۷۱۹، ۷۲۰-۷۲۱، ۷۲۲-۷۲۳، ۷۲۴-۷۲۵، ۷۲۶-۷۲۷، ۷۲۸-۷۲۹، ۷۳۰-۷۳۱، ۷۳۲-۷۳۳، ۷۳۴-۷۳۵، ۷۳۶-۷۳۷، ۷۳۸-۷۳۹، ۷۴۰-۷۴۱، ۷۴۲-۷۴۳، ۷۴۴-۷۴۵، ۷۴۶-۷۴۷، ۷۴۸-۷۴۹، ۷۵۰-۷۵۱، ۷۵۲-۷۵۳، ۷۵۴-۷۵۵، ۷۵۶-۷۵۷، ۷۵۸-۷۵۹، ۷۶۰-۷۶۱، ۷۶۲-۷۶۳، ۷۶۴-۷۶۵، ۷۶۶-۷۶۷، ۷۶۸-۷۶۹، ۷۷۰-۷۷۱، ۷۷۲-۷۷۳، ۷۷۴-۷۷۵، ۷۷۶-۷۷۷، ۷۷۸-۷۷۹، ۷۸۰-۷۸۱، ۷۸۲-۷۸۳، ۷۸۴-۷۸۵، ۷۸۶-۷۸۷، ۷۸۸-۷۸۹، ۷۹۰-۷۹۱، ۷۹۲-۷۹۳، ۷۹۴-۷۹۵، ۷۹۶-۷۹۷، ۷۹۸-۷۹۹، ۸۰۰-۸۰۱، ۸۰۲-۸۰۳، ۸۰۴-۸۰۵، ۸۰۶-۸۰۷، ۸۰۸-۸۰۹، ۸۱۰-۸۱۱، ۸۱۲-۸۱۳، ۸۱۴-۸۱۵، ۸۱۶-۸۱۷، ۸۱۸-۸۱۹، ۸۲۰-۸۲۱، ۸۲۲-۸۲۳، ۸۲۴-۸۲۵، ۸۲۶-۸۲۷، ۸۲۸-۸۲۹، ۸۳۰-۸۳۱، ۸۳۲-۸۳۳، ۸۳۴-۸۳۵، ۸۳۶-۸۳۷، ۸۳۸-۸۳۹، ۸۴۰-۸۴۱، ۸۴۲-۸۴۳، ۸۴۴-۸۴۵، ۸۴۶-۸۴۷، ۸۴۸-۸۴۹، ۸۵۰-۸۵۱، ۸۵۲-۸۵۳، ۸۵۴-۸۵۵، ۸۵۶-۸۵۷، ۸۵۸-۸۵۹، ۸۶۰-۸۶۱، ۸۶۲-۸۶۳، ۸۶۴-۸۶۵، ۸۶۶-۸۶۷، ۸۶۸-۸۶۹، ۸۷۰-۸۷۱، ۸۷۲-۸۷۳، ۸۷۴-۸۷۵، ۸۷۶-۸۷۷، ۸۷۸-۸۷۹، ۸۸۰-۸۸۱، ۸۸۲-۸۸۳، ۸۸۴-۸۸۵، ۸۸۶-۸۸۷، ۸۸۸-۸۸۹، ۸۹۰-۸۹۱، ۸۹۲-۸۹۳، ۸۹۴-۸۹۵، ۸۹۶-۸۹۷، ۸۹۸-۸۹۹، ۹۰۰-۹۰۱، ۹۰۲-۹۰۳، ۹۰۴-۹۰۵، ۹۰۶-۹۰۷، ۹۰۸-۹۰۹، ۹۱۰-۹۱۱، ۹۱۲-۹۱۳، ۹۱۴-۹۱۵، ۹۱۶-۹۱۷، ۹۱۸-۹۱۹، ۹۲۰-۹۲۱، ۹۲۲-۹۲۳، ۹۲۴-۹۲۵، ۹۲۶-۹۲۷، ۹۲۸-۹۲۹، ۹۳۰-۹۳۱، ۹۳۲-۹۳۳، ۹۳۴-۹۳۵، ۹۳۶-۹۳۷، ۹۳۸-۹۳۹، ۹۴۰-۹۴۱، ۹۴۲-۹۴۳، ۹۴۴-۹۴۵، ۹۴۶-۹۴۷، ۹۴۸-۹۴۹، ۹۵۰-۹۵۱، ۹۵۲-۹۵۳، ۹۵۴-۹۵۵، ۹۵۶-۹۵۷، ۹۵۸-۹۵۹، ۹۶۰-۹۶۱، ۹۶۲-۹۶۳، ۹۶۴-۹۶۵، ۹۶۶-۹۶۷، ۹۶۸-۹۶۹، ۹۷۰-۹۷۱، ۹۷۲-۹۷۳، ۹۷۴-۹۷۵، ۹۷۶-۹۷۷، ۹۷۸-۹۷۹، ۹۸۰-۹۸۱، ۹۸۲-۹۸۳، ۹۸۴-۹۸۵، ۹۸۶-۹۸۷، ۹۸۸-۹۸۹، ۹۹۰-۹۹۱، ۹۹۲-۹۹۳، ۹۹۴-۹۹۵، ۹۹۶-۹۹۷، ۹۹۸-۹۹۹، ۱۰۰۰-۱۰۰۱، ۱۰۰۲-۱۰۰۳، ۱۰۰۴-۱۰۰۵، ۱۰۰۶-۱۰۰۷، ۱۰۰۸-۱۰۰۹، ۱۰۱۰-۱۰۱۱، ۱۰۱۲-۱۰۱۳، ۱۰۱۴-۱۰۱۵، ۱۰۱۶-۱۰۱۷، ۱۰۱۸-۱۰۱۹، ۱۰۲۰-۱۰۲۱، ۱۰۲۲-۱۰۲۳، ۱۰۲۴-۱۰۲۵، ۱۰۲۶-۱۰۲۷، ۱۰۲۸-۱۰۲۹، ۱۰۳۰-۱۰۳۱، ۱۰۳۲-۱۰۳۳، ۱۰۳۴-۱۰۳۵، ۱۰۳۶-۱۰۳۷، ۱۰۳۸-۱۰۳۹، ۱۰۴۰-۱۰۴۱، ۱۰۴۲-۱۰۴۳، ۱۰۴۴-۱۰۴۵، ۱۰۴۶-۱۰۴۷، ۱۰۴۸-۱۰۴۹، ۱۰۵۰-۱۰۵۱، ۱۰۵۲-۱۰۵۳، ۱۰۵۴-۱۰۵۵، ۱۰۵۶-۱۰۵۷، ۱۰۵۸-۱۰۵۹، ۱۰۶۰-۱۰۶۱، ۱۰۶۲-۱۰۶۳، ۱۰۶۴-۱۰۶۵، ۱۰۶۶-۱۰۶۷، ۱۰۶۸-۱۰۶۹، ۱۰۷۰-۱۰۷۱، ۱۰۷۲-۱۰۷۳، ۱۰۷۴-۱۰۷۵، ۱۰۷۶-۱۰۷۷، ۱۰۷۸-۱۰۷۹، ۱۰۸۰-۱۰۸۱، ۱۰۸۲-۱۰۸۳، ۱۰۸۴-۱۰۸۵، ۱۰۸۶-۱۰۸۷، ۱۰۸۸-۱۰۸۹، ۱۰۹۰-۱۰۹۱، ۱۰۹۲-۱۰۹۳، ۱۰۹۴-۱۰۹۵، ۱۰۹۶-۱۰۹۷، ۱۰۹۸-۱۰۹۹، ۱۱۰۰-۱۱۰۱، ۱۱۰۲-۱۱۰۳، ۱۱۰۴-۱۱۰۵، ۱۱۰۶-۱۱۰۷، ۱۱۰۸-۱۱۰۹، ۱۱۱۰-۱۱۱۱، ۱۱۱۲-۱۱۱۳، ۱۱۱۴-۱۱۱۵، ۱۱۱۶-۱۱۱۷، ۱۱۱۸-۱۱۱۹، ۱۱۲۰-۱۱۲۱، ۱۱۲۲-۱۱۲۳، ۱۱۲۴-۱۱۲۵، ۱۱۲۶-۱۱۲۷، ۱۱۲۸-۱۱۲۹، ۱۱۳۰-۱۱۳۱، ۱۱۳۲-۱۱۳۳، ۱۱۳۴-۱۱۳۵، ۱۱۳۶-۱۱۳۷، ۱۱۳۸-۱۱۳۹، ۱۱۴۰-۱۱۴۱، ۱۱۴۲-۱۱۴۳، ۱۱۴۴-۱۱۴۵، ۱۱۴۶-۱۱۴۷، ۱۱۴۸-۱۱۴۹، ۱۱۵۰-۱۱۵۱، ۱۱۵۲-۱۱۵۳، ۱۱۵۴-۱۱۵۵، ۱۱۵۶-۱۱۵۷، ۱۱۵۸-۱۱۵۹، ۱۱۶۰-۱۱۶۱، ۱۱۶۲-۱۱۶۳، ۱۱۶۴-۱۱۶۵، ۱۱۶۶-۱۱۶۷، ۱۱۶۸-۱۱۶۹، ۱۱۷۰-۱۱۷۱، ۱۱۷۲-۱۱۷۳، ۱۱۷۴-۱۱۷۵، ۱۱۷۶-۱۱۷۷، ۱۱۷۸-۱۱۷۹، ۱۱۸۰-۱۱۸۱، ۱۱۸۲-۱۱۸۳، ۱۱۸۴-۱۱۸۵، ۱۱۸۶-۱۱۸۷، ۱۱۸۸-۱۱۸۹، ۱۱۹۰-۱۱۹۱، ۱۱۹۲-۱۱۹۳، ۱۱۹۴-۱۱۹۵، ۱۱۹۶-۱۱۹۷، ۱۱۹۸-۱۱۹۹، ۱۲۰۰-۱۲۰۱، ۱۲۰۲-۱۲۰۳، ۱۲۰۴-۱۲۰۵، ۱۲۰۶-۱۲۰۷، ۱۲۰۸-۱۲۰۹، ۱۲۱۰-۱۲۱۱، ۱۲۱۲-۱۲۱۳، ۱۲۱۴-۱۲۱۵، ۱۲۱۶-۱۲۱۷، ۱۲۱۸-۱۲۱۹، ۱۲۲۰-۱۲۲۱، ۱۲۲۲-۱۲۲۳، ۱۲۲۴-۱۲۲۵، ۱۲۲۶-۱۲۲۷، ۱۲۲۸-۱۲۲۹، ۱۲۳۰-۱۲۳۱، ۱۲۳۲-۱۲۳۳، ۱۲۳۴-۱۲۳۵، ۱۲۳۶-۱۲۳۷، ۱۲۳۸-۱۲۳۹، ۱۲۴۰-۱۲۴۱، ۱۲۴۲-۱۲۴۳، ۱۲۴۴-۱۲۴۵، ۱۲۴۶-۱۲۴۷، ۱۲۴۸-۱۲۴۹، ۱۲۵۰-۱۲۵۱، ۱۲۵۲-۱۲۵۳، ۱۲۵۴-۱۲۵۵، ۱۲۵۶-۱۲۵۷، ۱۲۵۸-۱۲۵۹، ۱۲۶۰-۱۲۶۱، ۱۲۶۲-۱۲۶۳، ۱۲۶۴-۱۲۶۵، ۱۲۶۶-۱۲۶۷، ۱۲۶۸-۱۲۶۹، ۱۲۷۰-۱۲۷۱، ۱۲۷۲-۱۲۷۳، ۱۲۷۴-۱۲۷۵، ۱۲۷۶-۱۲۷۷، ۱۲۷۸-۱۲۷۹، ۱۲۸۰-۱۲۸۱، ۱۲۸۲-۱۲۸۳، ۱۲۸۴-۱۲۸۵، ۱۲۸۶-۱۲۸۷، ۱۲۸۸-۱۲۸۹، ۱۲۹۰-۱۲۹۱، ۱۲۹۲-۱۲۹۳، ۱۲۹۴-۱۲۹۵، ۱۲۹۶-۱۲۹۷، ۱۲۹۸-۱۲۹۹، ۱۳۰۰-۱۳۰۱، ۱۳۰۲-۱۳۰۳، ۱۳۰۴-۱۳۰۵، ۱۳۰۶-۱۳۰۷، ۱۳۰۸-۱۳۰۹، ۱۳۱۰-۱۳۱۱، ۱۳۱۲-۱۳۱۳، ۱۳۱۴-۱۳۱۵، ۱۳۱۶-۱۳۱۷، ۱۳۱۸-۱۳۱۹، ۱۳۲۰-۱۳۲۱، ۱۳۲۲-۱۳۲۳، ۱۳۲۴-۱۳۲۵، ۱۳۲۶-۱۳۲۷، ۱۳۲۸-۱۳۲۹، ۱۳۳۰-۱۳۳۱، ۱۳۳۲-۱۳۳۳، ۱۳۳۴-۱۳۳۵، ۱۳۳۶-۱۳۳۷، ۱۳۳۸-۱۳۳۹، ۱۳۴۰-۱۳۴۱، ۱۳۴۲-۱۳۴۳، ۱۳۴۴-۱۳۴۵، ۱۳۴۶-۱۳۴۷، ۱۳۴۸-۱۳۴۹، ۱۳۵۰-۱۳۵۱، ۱۳۵۲-۱۳۵۳، ۱۳۵۴-۱۳۵۵، ۱۳۵۶-۱۳۵۷، ۱۳۵۸-۱۳۵۹، ۱۳۶۰-۱۳۶۱، ۱۳۶۲-۱۳۶۳، ۱۳۶۴-۱۳۶۵، ۱۳۶۶-۱۳۶۷، ۱۳۶۸-۱۳۶۹، ۱۳۷۰-۱۳۷۱، ۱۳۷۲-۱۳۷۳، ۱۳۷۴-۱۳۷۵، ۱۳۷۶-۱۳۷۷، ۱۳۷۸-۱۳۷۹، ۱۳۸۰-۱۳۸۱، ۱۳۸۲-۱۳۸۳، ۱۳۸۴-۱۳۸۵، ۱۳۸۶-۱۳۸۷، ۱۳۸۸-۱۳۸۹، ۱۳۹۰-۱۳۹۱، ۱۳۹۲-۱۳۹۳، ۱۳۹۴-۱۳۹۵، ۱۳۹۶-۱۳۹۷، ۱۳۹۸-۱۳۹۹، ۱۴۰۰-۱۴۰۱، ۱۴۰۲-۱۴۰۳، ۱۴۰۴-۱۴۰۵، ۱۴۰۶-۱۴۰۷، ۱۴۰۸-۱۴۰۹، ۱۴۱۰-۱۴۱۱، ۱۴۱۲-۱۴۱۳، ۱۴۱۴-۱۴۱۵، ۱۴۱۶-۱۴۱۷، ۱۴۱۸-۱۴۱۹، ۱۴۲۰-۱۴۲۱، ۱۴۲۲-۱۴۲۳، ۱۴۲۴-۱۴۲۵، ۱۴۲۶-۱۴۲۷، ۱۴۲۸-۱۴۲۹، ۱۴۳۰-۱۴۳۱، ۱۴۳۲-۱۴۳۳، ۱۴۳۴-۱۴۳۵، ۱۴۳۶-۱۴۳۷، ۱۴۳۸-۱۴۳۹، ۱۴۴۰-۱۴۴۱، ۱۴۴۲-۱۴۴۳، ۱۴۴۴-۱۴۴۵، ۱۴۴۶-۱۴۴۷، ۱۴۴۸-۱۴۴۹، ۱۴۵۰-۱۴۵۱، ۱۴۵۲-۱۴۵۳، ۱۴۵۴-۱۴۵۵، ۱۴۵۶-۱۴۵۷، ۱۴۵۸-۱۴۵۹، ۱۴۶۰-۱۴۶۱، ۱۴۶۲-۱۴۶۳، ۱۴۶۴-۱۴۶۵، ۱۴۶۶-۱۴۶۷، ۱۴۶۸-۱۴۶۹، ۱۴۷۰-۱۴۷۱، ۱۴۷۲-۱۴۷۳، ۱۴۷۴-۱۴۷۵، ۱۴۷۶-۱۴۷۷، ۱۴۷۸-۱۴۷۹، ۱۴۸۰-۱۴۸۱، ۱۴۸۲-۱۴۸۳، ۱۴۸۴-۱۴۸۵، ۱۴۸۶-۱۴۸۷، ۱۴۸۸-۱۴۸۹، ۱۴۹۰-۱۴۹۱، ۱۴۹۲-۱۴۹۳، ۱۴۹۴-۱۴۹۵، ۱۴۹۶-۱۴۹۷، ۱۴۹۸-۱۴۹۹، ۱۵۰۰-۱۵۰۱، ۱۵۰۲-۱۵۰۳، ۱۵۰۴-۱۵۰۵، ۱۵۰۶-۱۵۰۷، ۱۵۰۸-۱۵۰۹، ۱۵۱۰-۱۵۱۱، ۱۵۱۲-۱۵۱۳، ۱۵۱۴-۱۵۱۵، ۱۵۱۶-۱۵۱۷، ۱۵۱۸-۱۵۱۹، ۱۵۲۰-۱۵۲۱، ۱۵۲۲-۱۵۲۳، ۱۵۲۴-۱۵۲۵، ۱۵۲۶-۱۵۲۷، ۱۵۲۸-۱۵۲۹، ۱۵۳۰-۱۵۳۱، ۱۵۳۲-۱۵۳۳، ۱۵۳۴-۱۵۳۵، ۱۵۳۶-۱۵۳۷، ۱۵۳۸-۱۵۳۹، ۱۵۴۰-۱۵۴۱، ۱۵۴۲-۱۵۴۳، ۱۵۴۴-۱۵۴۵، ۱۵۴۶-۱۵۴۷، ۱۵۴۸-۱۵۴۹، ۱۵۵۰-۱۵۵۱، ۱۵۵۲-۱۵۵۳، ۱۵۵۴-۱۵۵۵، ۱۵۵۶-۱۵۵۷، ۱۵۵۸-۱۵۵۹، ۱۵۶۰-۱۵۶۱، ۱۵۶۲-۱۵۶۳، ۱۵۶۴-۱۵۶۵، ۱۵۶۶-۱۵۶۷، ۱۵۶۸-۱۵۶۹، ۱۵۷۰-۱۵۷۱، ۱۵۷۲-۱۵۷۳، ۱۵۷۴-۱۵۷۵، ۱۵۷۶-۱۵۷۷، ۱۵۷۸-۱۵۷۹، ۱۵۸۰-۱۵۸۱، ۱۵۸۲-۱۵۸۳، ۱۵۸۴-۱۵۸۵، ۱۵۸۶-۱۵۸۷، ۱۵۸۸-۱۵۸۹، ۱۵۹۰-۱۵۹۱، ۱۵۹۲-۱۵۹۳، ۱۵۹۴-۱۵۹۵، ۱۵۹۶-۱۵۹۷، ۱۵۹۸-۱۵۹۹، ۱۶۰۰-۱۶۰۱، ۱۶۰۲-۱۶۰۳، ۱۶۰۴-۱۶۰۵، ۱۶۰۶-۱۶۰۷، ۱۶۰۸-۱۶۰۹، ۱۶۱۰-۱۶۱۱، ۱۶۱۲

بجول کر سام پیچہ آیا تو دو پٹی نماز پر بناء (نی نماز کو مکمل) کرے گا اور تجدد ہو کرے گا۔

اگر نمازی کو نماز میں تلپیر پھوٹ جانے میں خوب کچڑ پیدا ہو جائے تو نہ گئے ہو اپنی نماز کی بناء کرے گا (یعنی نماز پوری کرے گا)۔

اگر سوناہن نے اذان کے دوران عمدہ یا سہواً بات کر لی تو بناء کرے گا اور بار بار نہیں دہرائے گا۔

اگر خطبہ جمعہ کے دوران مسجد سے لوگ نکل جائیں پھر طویل فاصل سے پہلے لوٹ آئیں تو امام اسی خطبہ کو جاری رکھے گا جو اس کی موجودگی میں دے رہا تھا، پھر سے شروع نہیں کرے گا۔

اسی طرح لفظ بناء کا استعمال فقہی تقادد و پرتغریع یعنی اس پر مسئلہ کی تخریج کے لئے بھی ہوتا ہے۔

متعلقہ الفاظ:

الف- ترمیم:

۱- ترمیم عمارت کی اصلاح کو کہتے ہیں^(۱)۔

ب- عمارۃ:

۲- عمارۃ موغنی ہے جس سے جگہ کو بتایا جائے، اس لفظ کا اطلاق گھر کی تعمیر پر بھی ہوتا ہے، عمارۃ کی ضد خراب یعنی میران ہے، خراب اس جگہ کے لئے بولتے ہیں جو تباہ رہنے کے بعد دیرینہ مٹائی ہو جائے^(۲)۔

ج- اصل:

۳- ”اصل“ لغت میں کسی چیز کے نچلے حصہ کو کہتے ہیں۔

(۱) اساس بناء، مادة ”بنی“۔

(۲) الصحاح، المصباح، تہذیب اللغۃ، مادة ”خریب“۔

بناء

تعریف:

۱- ”بناء“ لغت میں ایک شئی کو دوسری شئی پر اس طرح رکھنے کو کہتے ہیں جس سے اس کو پائیدار بنا دیا جائے^(۱)۔

اس کا اطلاق گھر وغیرہ کے بناء پر ہوتا ہے، اس کی ضد دم (ٹرنا) اور غرض (توزنا) ہے۔

لفظ ”بناء“ کا اطلاق بیوی کے ساتھ ازواجی حلق پر بھی ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: ”بسی علی اللہ“، ”بسی بئللہ“ (اپنی زوجہ سے جرات یا)، ان دونوں میں پہلا حملہ ریا و فسح ہے اور اس سے عقد نکاح کے بعد جماع مراد ہوتا ہے، اس کی اصل یہ ہے کہ مرد جب بناوی کرتا ہے تو بطن کے لئے یا خیمہ بناتا ہے اور اسے تمام ضروریات سے سروسامان دیتا ہے^(۲)۔

فقہاء اس لفظ کا استعمال گھر وغیرہ کے لئے کرتے ہیں، نیز عبادت میں ایسا خلل آجائے جس سے اس کی تجدید ضروری نہ ہو تو پہلی نیت سے ہی اس عبادت کو مکمل کر لینے کے لئے بھی فقہاء اس لفظ کا استعمال کرتے ہیں۔

اس کی مثال مندرجہ ذیل ہے:

مستبوق (جس کی رکعت چھوٹی ہوئی ہے) نے امام کے ساتھ

(۱) الکلیات، ماده ۱۷۱۔

(۲) اساس بناء، مادة ”بنی“۔

کی تعمیر واجب ہوتی ہے، جیسے مجبور شخص کے سے گھر کی تعمیر، اگر اس میں واضح طور سے اس کا ایسا مضاف ہو کہ وہ حد میں حاصل نہ ہو سکتا ہو۔

کبھی مکان بنانا حرام ہوگا جیسے مشہد کی مسافت، ولی جگہوں مثلاً عام راستہ پر مکان بنایا جائے یا سولہ بک کے سے بنایا جائے یا نقصان پہنچانے کی نیت سے مشہد پر وہی کی ہو بند کرنے کے سے بنایا جائے۔

کبھی کتبہ ہوتا ہے، جیسے مساجد، مدرس، پتھر، ورم، پتھر کے لئے تعمیر جس میں مسلمانوں کا عمومی فائدہ ہو اور کسی واجب و ممانعت کی تکمیل اس پر منحصر نہ ہو، ورنہ تو اس کی تعمیر واجب ہوگی، اس لئے کہ کسی واجب کی تکمیل جس چیز پر منحصر ہو وہ چیز بھی واجب ہو جاتی ہے۔

۱۔ کبھی مکان کی تعمیر ضرور ہوتی ہے، جیسے بحیرہ ورت، انجی، عمارتیں بنی جائیں (۱)۔

مکان کی تعمیر کا لیمہ:

۷۔ یہ کتبہ ہے، جس طرح سی خوشی کے حصول یا پریشانی کے ازالہ پر یہ سے جاتے ہیں، "مکان کی تعمیر کے لیمہ کو" لیمہ" کہتے ہیں، "اس کی تعمیر کے لیمہ کی طرح تاکید میں ہے (۲)۔

بعض ثانویہ نے اس لیمہ کے وجوب کا یک قول کر لیا ہے، اس لئے کہ امام شافعی نے مختلف اقسام کے لیمہ کے بعد کہا، انجی میں سے لیمہ ہے "اس میں اس کے ترک کی جازت نہیں دیتا۔

اصطلاح میں "صل" وہ ہے جس پر دوسری چیز کی بنیاد رکھی جائے، اس کے با متعلق لفظ "نزل" ہے، نیز اس لفظ کا استعمال "رجح"، "بکمل"، "تعدد" جو چیز یا ت کو جمع کر لے اور اس پر جس سے کوئی چیز منقرض ہو جیسے باپ جس سے اس کی "لا، منقرض ہوتی ہے، اس سب معافی کے لئے ہوتا ہے (۱)۔

۵۔ عقار:

۵۔ عقار (غیر منقولہ جامد اور زمین) منقولہ کے برعکس ہوتا ہے۔ یہ وہ ٹھوس ملکیت ہے جو زمین میں پائیدار ہوتی ہے (۲)۔

جماد حکم:

۱۔ بناء (بمعنی مکان بنانا)

۶۔ بناء و تعمیر اصلاً مباح ہے، خواہ وہ سات گز سے زائد ہو، جہاں تک حدیث میں وارد ممانعت کا تعلق ہے: "إذا أراد الله بعبده شراً أحضر له اللين والطين، حتى يبنى" (۳) (جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کا بُرا چاہتا ہے تو اس کے لئے اعلیٰ اور نیک کو چھوڑ دیتا ہے، بنا دیتا ہے تاکہ وہ تعمیر کرے) تو علامہ منامی نے وضاحت کی ہے کہ اس ممانعت کا تعلق اس صورت سے ہے جب تقاضا کے لئے بنایا جائے، یا ضرورت سے زائد بنایا جائے (۴)۔ مکان پر بھی بقیہ پانچوں احکام مرتب ہوتے ہیں، چنانچہ کبھی مکان

(۱) الکلیت، ۱۱، ص ۱۸۵۔

(۲) الکلیت، ۱۸۵ ص ۱۸۵۔

(۳) حدیث "إذا أراد الله بعبده شراً أحضر له اللين والطين" ... "کو مرانی نے تخریج افہام (۲۳۱ ص ۲۳۱ طبع لکھنؤ) میں ابو ذر کی طرف حضرت عائشہ کی حدیث کے بطور مسند کہا ہے اور اس حدیث کو جدید بنایا ہے۔

(۴) حاشیہ تعمیر کی ۹۵ ص ۹۵ فیض القدر، ۱/ ۲۶۳ طبع انجمن دار "محرر" مکتبہ مدنی حسن کی طرح ہے۔

(۱) روحہ الطالبین، ۳۳۲ ص ۳۳۲ حاشیہ ابن ماجہ، ۵/ ۲۲۱، ص ۱۔

(۲) مواہب الجلیل، ۳ ص ۳، بیاض المسالک، ۲ ص ۱۲۲۔

بعض مالکیہ نے اسے مکروہ بتایا ہے، اور بعض مالکیہ سے مرہی ہے کہ یہ ولیمہ مباح ہے۔
تفصیل اصطلاح ”ولیمہ“ میں دیکھی جائے۔

بناء کے حکام:

نف۔ کیا عمارت منقولہ اشیاء میں ہے؟

۸۔ حنفیہ نے صراحت کی ہے کہ عمارت منقولہ سامانوں میں سے ہے (۱)۔

بقیہ مالک میں عمارت کا شمار غیر منقولہ سامانوں میں ہے (۲)۔
تفصیل کے لئے اصطلاح ”عقار“ دیکھی جائے۔

ب۔ عمارت پر قبضہ:

۹۔ بیع میں عمارت پر قبضہ اس طرح ہوگا کہ ترے ار کے لئے عمارت کو خالی کر دے، ورنہ یہ ار کو اس میں تصرف پر قدرت دے دے، جیسا کہ حنفیہ اور شافعیہ نے صراحت کی ہے، یہ فقہاء فرماتے ہیں: تصرف پر قدرت دینے کی ایک شرط یہ ہے کہ مکان کی کچھ اس کے حوالہ کر دے، بشرطیکہ نعمت کنندہ نے عمارت کو اپنے سامان سے خالی کر دیا ہو، ورنہ کوئی شرط یا کسی رکاوٹ بھی نہ ہو، فقہاء فرماتے ہیں: اس سے کہ عمارت سے قبضہ کو مطلق رکھا، اس سے احکام ثابت کئے، میں قبضہ کی کیفیت یا ثابت نہیں، ”رغبت میں قبضہ کی تعریف متعین نہیں ہے، لہذا عرف کا اعتبار کیا جائے گا،“ عرف میں قبضہ کی وہ شرط ہے جو ہم سے ار کی (۳) تفصیل کے لئے اصطلاح ”قبضہ“ دیکھی جائے۔

بیع فروخت شدہ مکان میں شفعہ:

۱۰۔ اگر زمین کے ساتھ مکان بھی مسافر ہفت یا جاریا ہو تو بیع مکان میں شفعہ جاری ہوگا بین اگر تہا مکان میں فروخت یا جائے تو اس میں شفعہ ثابت نہیں ہوگا، یہی جمہور فقہاء کا مسلک ہے۔

امام مالک اور عطاء کے نزدیک اور یہی امام احمد کی ایک روایت ہے کہ مکان میں بھی شفعہ ثابت ہوگا خواہ اسے تہا فروخت یا جائے (۱)۔ دیکھئے: اصطلاح ”شفعہ“۔

د۔ مباح زمینوں میں تعمیر:

۱۱۔ جمہور فقہاء کی رائے میں مباح زمین پر تعمیر جائز ہے، خود حاکم سے اجازت نہ لی ہو، صرف شمارت کی اجازت کافی ہے، ورنہ اس لئے بھی کہ یہ مباح ہے جس طرح کسری کاٹا اور شکار کرنا مباح ہے، لیکن پھر بعض علماء نے اس کے سے حاکم کی اجازت ضروری قرار دی ہے، اس لئے اختلاف سے بچنے کے سے اجازت لے لینا مستحب ہے (۲)۔ یہ رائے شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ، حنفیہ میں سے امام ابو یوسف و امام محمد کی ہے۔

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں: حاکم کی اجازت کے بغیر تعمیر جائز نہیں ہے (۳)۔ ان کی دلیل حدیث ہے: ”لیس للمعمّر الا ما طاعت به نفس اماره“ (۴) (انسان کو صرف اس چیز کا حق ہے جس پر اس

(۱) روح المعانی ۶/۵۷۵، البحر الرائق ۷/۲۱۶، المغنی لابن قدامہ ۵/۳۱۵، جلد اولہ ۲/۲۲۸-۲۲۹۔

(۲) مغنی المحتاج ۲/۳۶۱، کافی ۱/۳۳۵۔

(۳) فتح القدیر ۳/۳۔

(۴) حدیث ”لیس للمعمّر الا ما طاعت به نفس اماره“ کو طبرانی نے حضرت سہاذ سے روایت کیا ہے جیسا کہ نصب الرایہ (۳/۲۹۰) مجمع کنز الدقائق (۱) میں ہے واپس نے فرمایا: اس میں ضعف ہے۔

(۱) البحر الرائق ۷/۲۱۶، حاشیہ ابن ماجہ ۳/۳۸۔

(۲) مغنی المحتاج ۲/۳۶۱، جلد اولہ ۲/۲۲۸-۲۲۹، حاشیہ المدنی ۳/۷۶۔

(۳) مغنی المحتاج ۲/۳۶۱، حاشیہ ابن ماجہ ۳/۳۳۔

کے حکم کی رضا مندی ہو۔

دیکھئے اصطلاح ”احیاء الموات“۔

۵۔ زمین کو تعمیر کے سے قبضہ میں لینا:

۱۲۔ اگر کسی شخص نے زمین کو تعمیر کے لئے قبضہ کیا اور اس میں اتنی مدت تک تعمیر نہیں کی جس مدت میں تعمیر ممکن ہے اور نہ ہی کسی اور شکل میں اس زمین کو آباد کیا تو اس زمین پر اس کا حق قبضہ ہو جائے گا۔ اس سے کہ قبضہ کرنا تعمیر کا درجہ ہے لہذا قبضہ سے تعمیر ہی قدر بڑھ کر کی جائے گی جس قدر اس کے اسباب متقاضی ہوں، بعض فقہاء کی رائے ہے کہ یہ صورت میں معاد کو قاصی کے پاس لے جایا جائے گا۔ اور طول مدت سے اس کا حق باطل نہیں ہوگا، بعض فقہاء نے یہ مدت تین سال بتائی ہے، اس لئے کہ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے: ”قبضہ کرے و لے کے سے تین سال کے بعد حق نہیں ہے“، ثانیہ لے اس کی صورت کی ہے، نیز مالک میں کچھ اختلاف اور تفصیل ہے^(۱) جس کے لئے اصطلاح ”احیاء الموات“ دیکھی جائے۔

۶۔ غصب کی ہوئی اراضی میں تعمیر:

۱۳۔ اگر کسی نے غصب شدہ زمین پر مکان بنایا اور زمین کے مالک سے مکان توڑے کا مطالبہ کیا تو مکان توڑ دیا جائے گا، اس قدر کہ کہتے ہیں: اس مسئلہ میں ہمارے علم کے مطابق فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، اس سے کہ حدیث نبویؐ ہے: ”لیس لعرق ظالم حق“^(۲) (ظالم شخص کی گالی ہوئی چیز کا کوئی حق نہیں ہے)، اور اس

(۱) فتح القدیر ۵/۸۹، معنی المحتاج ۲/۶۷۷، روح المعانی ۵/۲۸۷۔

(۲) حدیث: ”لیس لعرق ظالم حق“ کی روایت ابو داؤد (۳/۲۵۳) طبع عزت عید (جاس) نے حضرت سعید بن جبیرؓ سے کی ہے ابن حجر نے فتح الباری (۵/۱۹) طبع انتقیر میں اسے قویٰ بتایا ہے۔

لئے بھی کہ اس نے دوسرے کی ملکیت میں اپنی وہ ملکیت شامل کر دی ہے جو اپنی ذات میں دوسرے کی اجازت کے بغیر قابل احترام نہیں ہے۔ اس پر لازم ہوگا کہ اس دوسرے شخص کی ملکیت کو خالی و فارغ کرے، اور اگر زمین کا مالک بغیر عوض مکان بنا چاہے تو اسے یہ حق نہیں ہوگا^(۱)۔

غصب کے یہاں اس صورت میں تفصیل ہے جب درخت یا مکان ایسی شے ہو جس کا مالک اس کے بنایا ہو جس کی وجہ سے بنانے والا معذور قرار پاتا ہو، ایسی صورت میں ایک جائے: اگر زمین کی قیمت مکان کی قیمت سے زیادہ ہو تو غاصب کو مکان توڑنے کا حکم دیا جائے گا، لیکن اگر زمین کی قیمت کم ہو تو توڑنے کا حکم نہیں دیا جائے گا، بلکہ مکان و زمین کے مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا، اگر مکان غصب بنایا گیا ہو تو زمین کے مالک کو اختیار ہوگا کہ یا تو مکان بنانے کا حکم دے یا ایسی عمارت کو اپنی ملکیت میں لے لے جس کے توڑے جانے کا حق ثابت ہو یا ہو^(۲)۔

مدت غصب کے دوران زمین کی منفعت کے ضمانت و اس سلسلہ میں فقہاء کی آراء کے لئے اصطلاح ”غصب“ دیکھی جائے۔

۷۔ کرایہ کی زمین پر تعمیر:

۱۴۔ اگر کرایہ دار نے کرایہ کی زمین پر مکان تعمیر کر یا تو مدت کرایہ داری ختم ہونے پر مکان بنانا اور زمین خالی کر کے مالک کو حوالہ دینا کریدار پر لازم ہوگا، اس لئے کہ مکان کی کوئی آخری ہتھیاریں ہوتی، اور مکان باقی رکھنے میں زمین کے مالک کا نقصان ہے لہذا یہ کہ زمین کا مالک اس بات پر راضی ہو کہ توڑی ہوئی حالت میں مکان کی جو قیمت ہو

(۱) انہی لابن قدامہ ۵/۸۹، معنی المحتاج ۲/۶۷۷۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۵/۳۱۸۔

کر یہ روک کر دے اور مکان اپنی ملکیت میں لے لے تو صاحب مکان کی رضامندی سے وہ رہا نہ رہتا ہے، بشرطیکہ مکان توڑنے سے زمین کو نقصان نہ ہو، اور اگر مکان توڑنے سے زمین کو نقصان ہو تو مالک زمین ٹوٹی ہوئی حالت میں مکان کی جو قیمت ہو، اس کے مکان کا مالک بن جائے گا، اس میں مالک مکان کی رضامندی ضروری نہیں ہوگی۔

حصبہ کے نزدیک مطلق کر یہ داری، اور ایسی برائیداری جس میں توڑنے کی شرط لگا دی گئی ہو، دونوں کے درمیان فرق نہیں ہے^(۱)۔

مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی نے طویل مدت جیسے توڑے سال (نہ حضرات کے مطابق جو اسے درست سمجھتے ہیں) کے لئے زمین کر یہ پرلی تاکہ اس میں تعمیرات کرے اور ایسا کیا، پھر مدت پوری گذر گئی، اور مالک چاہتا ہے کہ کر یہ روک نہ لے، اور اس کی قیمت اس کی منہدم شدہ حالت کی قیمت اسے لے کر دے تو اس کی بات قبول نہیں کی جائے گی، بلکہ اس پر واجب ہوگا کہ اپنی زمین میں تعمیرات کو باقی رہنے دے اور آئندہ کے لئے اجرت مثل وصول کرے، تو یہ برائیداری ہی غنی زمین اس کی ملکیت ہو، کسی مصرف پر وقف ہو^(۲)۔

شافعیہ و حنابلہ کے نزدیک اگر مدت اجارہ ختم ہوئے کے بعد مکان بنائے کی شرط لگائی گئی ہو تو کر یہ اور پر لایم ہوگا کہ شرط پوری کرتے ہوئے مکان بنالے، تو رے سے مکان کو بچنے والے نقصان کا تاوان زمین کے مالک پر نہیں ہوگا، اور نہ ہی زمین کو برآمد اور درست کرنے کی ذمہ داری کر یہ دار پر ہوگی، اس لئے کہ مکان توڑنے پر وہیں راضی ہوئے ہیں، اور اگر معاملہ میں کوئی شرط نہیں لگائی گئی ہو

بلکہ وہیں نے معاملہ کو مطلق رہا ہو تو یہی صورت میں کر یہ روک پنا مکان ٹالنے کا حق ہوگا، یہ تکہ مکان اس کی ملکیت ہے، لہذا وہ اس کو حاصل نہ رہتا ہے، لہذا مکان توڑنے کے بعد زمین کو برآمد کرنے کی ذمہ داری ان پر ہوگی، اس لئے کہ زمین کا نقصان اس نے دھڑے کی ملکیت میں مالک کی اجازت کے بغیر پہنچا ہے، اور اگر کر یہ روک مکان توڑنے سے انکار کرے تو اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا، لایم مالک زمین توڑنے کے نقصان کے تاوان کی ضمانت دیتا ہو تو یہی صورت میں برائیدار کو توڑنے پر مجبور کیا جائے گا۔

جہاں تک مالک کا تعلق ہے تو اسے جس چیز میں کا اختیار ہے، یہ تو برائیدار کو مکان کی قیمت لے کر اسے اور مکان کا مالک ہو جائے، یہ مکان توڑے اور نقصان کے تاوان کا ضامن ہو، یہ مکان باقی رہنے دے اور برائیدار سے اجرت مثل وصول کرے، تفہیم اصطلاح "اجارہ" میں دیکھی جائے^(۱)۔

ح - عاریتہ لی ہوئی زمین میں تعمیر:

۱۵ - اگر کسی نے عاریتہ کوئی زمین مکان بنانے کے لئے تو عاریتہ لی مدت ختم ہونے یا عاریت سے رجوع کرے کے بعد تعمیر کرنے کا اسے حق نہیں ہے، اور ایسا کرنا ہے تو اس کا بنایا ہوا مکان توڑ دیا جائے گا اور اس کا حکم غاصب کا ہوگا، اور اس پر ضروری ہوگا کہ زمین کو برآمد کرے اور زمین کے نقصان کا ضمان لے کر دے، اس لئے کہ یہ عمل عہد ان دیا جاتا ہے^(۲)۔

اگر اس نے عاریت سے رجوع کئے جانے سے قبل تعمیر کی، تو اگر اس پر شرط لگائی گئی ہو کہ رجوع کے وقت بلا معاوضہ مکان توڑ دینا

(۱) فتح القدیر ۲/۵۸، روض الطالب ۲/۲۰، الفی ۵/۹۰۔

(۲) حاشیہ الدرر فی ۳۹۳۔

(۱) شرح روض الطالب ۲/۲۰، الفی ۵/۹۰۔

(۲) روض الطالبین ۵/۳۷، الفی ۵/۳۹۔

عی اہل ہے (۱)۔

ی۔ مساجد کی تعمیر:

۱۔ شہر میں، گاؤں اور محلوں میں حسب ضرورت مساجد کی تعمیر فرض ہے (۲)۔ اور وہ ان بڑے اعمال خیر میں سے ہے جن کی شارع نے فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”فَبِمَا نُنْزِلُ الْإِنسَانَ عَلَىٰ نَفْسِهِ“ (۳)۔ یہ گھر میں ہیں جن موقع و بلد کو فیہا اسمہ (۴)۔ (۵)۔ یہ گھر میں ہیں جن کے لئے اللہ نے اجازت دی ہے کہ نہیں بند یا جائے (بنایا جائے) اور ان میں اس کا نام لیا جائے، ”وَرَجَّحْتُ حَدِيثَ مَنْ هُوَ فِي مَسْجِدٍ ابْتِغَىٰ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ، يَسِي اللَّهُ لَهُ مِنْهُ لِي الْحِجَّةُ“ (۶)۔ (جس نے اللہ کی خوشنودی کے لئے مسجد کی تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی جیسا گھر جنت میں تعمیر کرے گا)، مساجد کی تعمیر میں جو امور ملحوظ رکھے جائیں گے ان کے لئے مسجد کی اصطلاح دیکھی جائے۔

ک۔ نجاست آمیز اینٹ سے تعمیر:

۱۸۔ منافعیہ نے صراحت کی ہے کہ نجاست آمیز مود، شیء، سے گھروں وغیرہ کی تعمیر ضرورت کی وجہ سے جائز ہے جس طرح نجاست کو زمین میں بطور کھاد ڈالنا ضرورت کی وجہ سے جائز ہے، اور وہی کہتے ہیں: ایسی چیز کے فروخت کرنے کی صحت پر عملی اعتبار ہے (۷)۔

(۱) ابن ماجہ ۵/۵، کتاب النکاح ۱۱/۲۔

(۲) کتاب النکاح ۲/۲۳ طبع عالم الکتاب بیروت۔

(۳) سورہ نور ۳۶۔

(۴) حدیث میں بھی اللہ... کی روایت بخاری (۵۳۴ طبع مشکوٰۃ)

اور مسلم (۲۲۸۷ طبع المصنوع) نے بھی ہے۔

(۵) اہلبیہ ۵۵/۲، مشنی ۱۱/۲، تحفہ ۲۵/۲۔

ہوگا تو شرط پر عمل کرتے ہوئے توڑنا ضروری ہوگا۔

گر توڑنے کی شرط نہ لگائی گئی ہو تو مفت نہیں توڑے گا، خواہ عاریت مطلقاً ہو یا کسی وقت تک کے لئے مفید ہو، اس لئے کہ مکان قائل احترام مال ہے، لہذا ۱۱ سے مفت میں توڑا نہیں جائے گا، اس صورت میں عاریت پر دینے والے شخص کو ان تین باتوں میں سے کسی ایک کا اختیار ہوگا جو مطلق اجارہ کے سلسلہ میں مذکور ہوئیں، یہ تفصیل غیر حنفیہ کافی جملہ مسلک ہے (۱)۔

میں نے مطلق عاریت، موقت (ی متعین وقت تک کے لئے) عاریت کے درمیان فرق کیا ہے، اگر عاریت موقت ہو اور مالک وقت سے قبل واپس لے لے تو توڑنے کی وجہ سے مکان کو پہنچنے والے نقصان کا وہ ضامن ہوگا، اس لئے کہ عاریت پر لینے والے کو مالک کی طرف سے دھوکا ہوا ہے، لیکن عاریت مطلق ہو تو اس صورت میں مالک پر کوئی ضمانت نہیں ہوگا، اس لئے کہ عاریت پر لینے والے کو دھوکا ہوا ہے، لہذا یہ نہیں پایا ہے، یہ تکہ اس کے معاملہ کے مطلق ہونے پر متبادرتے ہوئے یہاں کر یا کہ مالک اسے بدل عرصہ تک چھوڑ دے گا (۲)۔

ط۔ موقوفہ راضی میں تعمیر:

۱۶۔ اگر کسی نے کر یہ پر لی ہوئی وقف کی زمین میں متولی وقف کی جائزات کے بغیر تعمیر کر لی تو اس کا مکان توڑا جائے گا اور توڑنے سے زمین کو نقصان نہ پہنچتا ہو، اور وہ زمین کے ان منافع کا ضامن ہوگا جو اس کے ماتحتوں تم ہوئی ہیں، اس مسئلہ میں ایسی صراحت حنفیہ کی ہے، غیر حنفیہ کے نزدیک ہر غصب شدہ زمین کی منفعات میں ضمانت (۱)۔ روضہ الطالب ۲/۳۳۳-۳۳۴، روضۃ الطالبین ۲/۳۳۸-۳۳۹، انہی ۱۳/۵، الدر المنثور ۲/۳۳۹۔

(۲) فتح القدیر ۲/۶۷۷، حاشیہ ابن ماجہ ۲/۵۰۳، ۵۰۵۔

ل-قبروں پر تعمیر:

۱۹- قبر کو چنیدہ کرنا، اور اس پر تعمیر کرنا اس صورت میں مکروہ ہے جب قبر کسی زمین میں ہو جو میت کی ملکیت رہی ہو یا نہی، آما، زمین میں ہو اور اس عمل سے فخر و مباہلات مقصود نہ ہو بین اُردو قبر کی موقوفہ قبرستان میں ہو تو تعمیر کرنا حرام ہوگا، اور تعمیر روئی نئی ہو تو اسے منہدم کر دیا جائے گا، اس لئے کہ اس عمل سے دوسرے لوگوں کو تنگی ہو جائے گی، اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ تعمیر قبل کی قلم میں ہو یا گھر ہو یا مسجد ہو (۱)۔

قبروں پر مسجد تعمیر کرنے کی ممانعت اتنی ہے ایک متعلق طبعی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں فرمایا: "لن یبنا علیہ ایہود و النصارى، اتحدوا، فبورد ایہودہم مساجد" (۲) (اللہ تعالیٰ سے، یہودی، نصاریٰ پر عنت کرے، انہوں نے اپنے مہیا، بنی قبر میں کو مسجد بنالیا، اس کی تعمیل اٹھاؤ) "قبر" میں بھیجا جائے۔

م-مشترکہ مقامات پر تعمیر:

۲۰- یہ مقامات پر مخصوص شخصی قیہ جاری نہیں ہے جن مقامات سے عام لوگوں کے حقوق متعلق ہوں جیسے عام رات، صحرا، میں عید گاہ، حج کے مقامات جیسے میدان عرفات، رمزا، اند، اس لئے کہ اس سے لوگوں کو تنگی ہوگی، اور اس لئے بھی کہ یہ مقامات تمام مسلمانوں کے ہیں، لہذا اسی ایک کا انفرادی حق بنالیا درست نہیں ہوگا (۳)۔

ن-حمام کی تعمیر:

۲۱- حمام احمد کی رائے ہے کہ حمام کی تعمیر مطلقاً مکروہ ہے، اور عورتوں کے لئے حمام بنانا مزید سخت مکروہ ہے، حمام احمد کا قول منقول ہے کہ: جس نے عورتوں کے لئے حمام تعمیر کیا، وہ دل نہیں ہے (۱)، بقیہ عمر کے لئے ایک حمام کی تعمیر جائز ہے (۲)۔

دوم-عبادات میں بناء:

یہاں پر "بناء" سے مراد "عبادت" قطع ہو جانے کے بعد اسے نہیں کرنا ہے۔

۲۲- اگر کسی نے پاکی کی حالت میں نماز کی نیت باندھی، پھر اس نے بالتعمد وضو کر لیا تو باتفاق فقہاء اس کی ماز باطل ہو جائے گی (۳)، لیکن اس کے اردو کے حیرت، بخود وضو ٹوٹ جائے تو اس صورت میں فتاویٰ اختلاف ہے۔

جنبہ کے لئے ایک اس کی ماز باطل نہیں ہوگی، لہذا اوڈ پاک ہو کر اسی ماز پر "بناء" (بچی ہوئی ماز کی تکمیل) کرے گا، یہی عام ثانی کا قول قدیم ہے (۴)۔

مالیہ کے لئے ایک نماز میں بناء صرف وہ شخص کرے گا جس کا وضو نکسیر پونے کی وجہ سے ٹوٹا ہو (۵)۔

ثانیہ کے جدید قول میں نماز باطل ہو جائے گی، بناء نہیں کی جائے گی، یہی حنبلیہ کا مسلک ہے (۶)۔

(۱) کشاف الفتاویٰ، ۱۵۸۔

(۲) جوہر الاکلیل، ۱۹۵/۲، الفتن طابع، ۳۲/۵۔

(۳) روحہ الطالبین، ۲۷۵/۱، البدائع، ۲۲۰/۱، ۲۲۱، ۲۲۳، طبع الدرس، ۲۰۷/۱۔

(۴) البدائع، ۲۲۰/۱، ۲۲۱، ۲۲۳۔

(۵) طبع الدرس، ۲۰۷/۱۔

(۶) روحہ الطالبین، ۲۷۵/۱، کشاف الفتاویٰ، ۲۲۱/۱۔

(۱) مفتی اکبر، ۳۳۱/۱، مجمع المذاہب، ۳۲۷/۱۔

(۲) حدیث: "لن یبنا علیہ ایہود و النصارى" کی روایت بخاری (فتح، ۲۰۰/۳) طبع

مکتبہ (اور مسلم، ۳۷۱/۱) طبع المکتبہ (۱) کے کی ہے۔

(۳) اسی، ۵۷۱/۵، مفتی الحجاز، ۳۶۵/۲، البدائع، ۲۶۵/۱۔

بناء ۲۳-۲۵، بناء بالزوجه، بناء فی العبادات، بنان

تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح ”حدث“ اور ”رعاف“۔ مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، دیکھئے: اصطلاح ”طواف“۔

بناء بالزوجه

دیکھئے ”ذول“۔

بناء فی العبادات

دیکھئے ”استئناف“۔

بنان

دیکھئے ”جمع“۔

نماز میں بھول جانے والے کا اپنے یقین پر بناء کرنا:

۲۳- اگر کوئی شخص نماز میں رعاف یا تعدی یا کسی رکن کی انگلی کے بارے میں بھول جائے تو اصل یہ ہے کہ اس نے وہ عمل نہیں کیا۔ لہذا یقین جتنی کم تعدی پر بناء ریاضہ وری ہوگا^(۱)، دیکھئے اصطلاح ”شک“۔

جموعہ کے خطبہ میں بناء:

۲۴- جموعہ کی نماز پر جسے والے گروہ میں نماز منتشر ہو جائے اور طویل اصل سے قبل واپس آجائے تو خطیب اپنے خطبہ پر بناء کرے گا (یعنی نماز جموعہ کرے گا) لے لے دوبارہ خطبہ دینے کی نہ مرت نہیں ہوگی^(۲)، دیکھئے صراح ”خطبہ“۔

طواف میں بناء:

۲۵- فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر کسی نے طواف شرم یا چار فرض نماز شرم ہوئی تو وہ طواف کو ربک رجاعت کی نماز میں شامل ہو جائے گا، پھر (نماز کے بعد) اپنے طواف پر بناء کرے گا (یعنی آگے طواف جاری رکھے گا)، اس لئے کہ نماز پر حسا ایک شرم عمل ہے، اس سے طواف منقطع نہیں ہوگا جس طرح معمولی عمل سے منقطع نہیں ہوتا ہے^(۳)۔

گروہ نماز میں کے علاوہ ہوتا ہے چھٹے طواف پر بناء کے صحیح ہونے کے

(۱) روضۃ اللہ میں ۱۹۹۵ء، حلیۃ الرسول ۱/۵۷۵، کشاف الفتاویٰ ۱/۳۰۱۔

(۲) روضۃ اللہ میں ۱۸۸، کشاف الفتاویٰ ۲/۳۳۔

(۳) ہمیں ۱۹۹۵ء حلیۃ الطحاوی ۱/۵۸، حلیۃ الرسول ۲/۳۲، کسی الطالب

حرم ہے^(۱)۔

ثانیہ کے نزدیک اپنے نانا کے قطرہ منی سے پیدا ہونے والی لڑکی اس کے لئے حلال ہے، اس لئے کہ قطعہ زنا قابل احترام نہیں ہے۔ لیکن ائمہ اربعہ سے بحث کی خاطر ایسا نکاح مکروہ ہے^(۲)۔
یہی اصطلاح ”نکاح“۔

بنت

تعریف:

۱- بنت اور اہلۃ کے الفاظ ”اہل“ (بیٹا) کی مؤنث ہیں۔ لہذا ”ولدہ“ دونوں (لڑکا لڑکی) کے لئے بولتے ہیں^(۱)۔

جہاں حکم اور بحث کے مقامات:

بنت (بیٹی) سے تعلق نکاح میں نہیں ہے، مگر مندرجہ ذیل ہیں:

سب- نکاح:

۲- بیٹی کا نکاح: بیٹی بیٹی سے نکاح سراسر کے لئے حرم ہے۔ بیٹی سے کیا یہ تقدیر طل ہے^(۲)، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”حُرِّمْتُ عَلَيْكُمْ اَمْهَاتِكُمْ وَاَبْنَاتِكُمْ“^(۳) (تمہارے) پر حرام کی بی بی تمہاری مائیں (تمہاری بی بی)۔ اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے۔

۳- زنا سے پیدا ہونے والی بیٹی بیٹی سے بھی نکاح حرام ہے، اس لئے کہ زنا سے پیدا ہونے والی بیٹی بیٹی سے بھی نکاح حرام ہے، اس لئے کہ وہی (حما) بڑیت کا جب ہے، ”اپنے جڑ“ سے استعناء

(۱) الصحاح، تیسرے، مادہ ”ابن“، اور مادہ ”ولد“، المغرب، مادہ ”ولد“، مختار الصحاح، مادہ ”ابن“۔

(۲) فتح القدیر ۴/۵۵۷، کشاف الصحاح ۴/۴۸، حاشیہ الصحاح ۴/۱۶۷۔

(۳) سورہ نساء ۳۳۔

نکاح میں ولایت:

۴- فتاویٰ کا اتفاق ہے کہ باپ کو بیٹی کی ماویغ بیٹی و ماویغ پگل یا بے قہر بیٹی کا نکاح کرنے کا حق حاصل ہے خواہ بیٹی پر جبر کر کے ہو^(۲)۔

ماویغ ثیبہ بیٹی کے نکاح کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔
تواری ماویغ بیٹی کے نکاح کا جہاں تک تعلق ہے تو حضور کے نزدیک باپ کو اس پر اجازت حاصل ہے، حنفیہ کا اس سے اختلاف ہے۔
ماویغ ثیبہ (شوبہ، دیدہ) بیٹی کا نکاح باپ حیر اجبار کے لئے گاہ۔
تفصیل ”نکاح“، ”ولایت“ میں دیکھی جائے۔

ب- بیٹی کی ولایت:

۵- بیٹی اگر تنہا ہو تو میراث کا نصف حصہ سے ملے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَالَّذِينَ كَانَتْ وَاَحَدٌ مِنْهَا الْيَتَامٰى“^(۳) (اور اگر ایک بیٹی ہو تو اس کے لئے نصف حصہ ہے)، اگر بیویاں دو یا دو سے زائد ہوں تو ان میں، ”تہانی حصہ“ ملے گا، ارشاد ہے: ”فَإِنْ كُنَّ

(۱) اہدایہ مع فتح القدیر ۲/۲۶۵، اربعۃ فی شرح مختصر طیل ۳/۳۰۳، شافعی

الصحاح ۲/۵۲۔

(۲) لکھنؤ شرح الفی ۳/۳۱۱۔

(۳) فتح القدیر ۲/۳۵۷۔

(۴) سورہ نساء ۱۱۔

بنت الابن

تعریف:

۱- "بنت الابن" وہ بیٹی ہے جو بیٹے کے والد سے متوفی سے نسبت رکھتی ہو، خود اس کے باپ کا سلسلہ سب (متوفی سے) کتنا ہی دور ہو پس اس میں بیٹے کی بیٹی (پوتی) اور بیٹے کے بیٹے کی بیٹی (پاپوتی) اور اس سے نیچے کی بھی آجائیں گی (۱)۔

اجمائی حکم اور بحث کے مقامات:

بنت الابن (پوتی) کے لئے فقہ اسلامی میں مخصوص احکام ہیں، جن میں ان میں سے کچھ اہم کا ذکر ہم اجمالاً کرتے ہیں:

نکاح:

۲- اپنی پوتی اور اس سے بیٹے کی پوتیوں سے نکاح کرنا حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ" (۲) بنت سے مراد ہوکت فرع (ولاد) ہے خواہ وہ دور یا قریب ہو، لہذا اس میں بیٹے کی بیٹی اور بیٹی کی بیٹی دونوں شامل ہیں، اور اس لئے بھی کہ اس پر مہتدیں کا جہاد ہے (۳)۔

مساءً فَوْقَ اُنَّيْسٍ فَمِنْ ثَمَرِ مَرْكَۃٍ (۱) (اور انہوں نے زائد عورتیں (بی) ہوں تو ان کے لئے وہ تہانی (حصہ) اس (مال) کا ہے جو مورت چھوڑ گیا ہے)، یہ حکم عام صحابہ کرام کے نزدیک ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ بیٹیوں کا حکم ہی ہے جو ایک بیٹی کا ہے، اگر بیٹی کے ساتھ کوئی بیٹا بھی ہو تو بیٹا کو وہ بیٹیوں کے برابر دے گا، اور بیٹا نہیں عصبہ بناوے گا، ارشاد ہے: "يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيۤ اَوْلَادِكُمْ لِلَّذِيۤ كَرَّمَ مِثْلَ حَظِّ اِلَاٰتِیْنِ" (۲) (اللہ تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارے میں حکم دیتا ہے مرد کا حصہ وہ عورتوں کے حصہ کے برابر ہے)۔
تفصیل اصطلاح "ارث" میں دیکھئے۔

ن- نفقہ:

۶- فقہاء کا اتفاق ہے کہ غیر شادی شدہ غریب بیٹی کا نفقہ اس کے باپ پر واجب ہے اگر وہ مالدار ہو، اگر بیٹی تو ہی مالدار ہو تو اس کے لئے نفقہ حسب میں ہوگا۔
اگر بیٹی مالدار اور غریب ہو تو اس کا نفقہ بھی بعض شرائط کے ساتھ واجب ہوگا (۳)۔
تفصیل کے لئے اصطلاح "نفقہ" دیکھی جائے۔

(۱) سورۃ النساء ۱۱

(۲) سورۃ النساء ۱۱

(۳) فتح القدیر ۳/۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱

بنت، ابن ۳-۴، بنت لبون، بنت مخاض

تفصیل کے لئے اصطلاح ”بکاح“ دیکھی جائے۔

۱۔ صلبی بنیاں ہوں تو عام صحیحہ نرسم کے نزدیک پوتیاں
و ارث نہیں ہوں گی، والا یہ کہ ان پوتیوں کے ساتھ رشتہ میں ان کے
برادر یا ان سے نیچے کوئی نرسم والا نہ ہو تو اس وقت وہ پوتیوں کو عصبہ
بنائے گا، اور عورتوں کے برادر یا ایک مرد کے حساب سے حصہ
ملے گا^(۱)، تفصیل کے لئے اصطلاح ”فرعش“ دیکھی جائے۔

زکاۃ:

۳۔ حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک پوتی کو زکاۃ دینا جائز نہیں ہے، اس
لئے کہ ان کے درمیان ملاک کے منافع ایک دوسرے سے جڑے
ہیں^(۲)، منافعیہ کے نزدیک پوتی کو زکاۃ دینا اس حالت میں جائز نہیں
ہے جب پوتی کا نفقہ واپرہ و سب ہو^(۳)۔
مالکیہ نے پوتی کو زکاۃ دینا جائز قرار دیا ہے اس لئے کہ پوتی کا
نفقہ اس کے واپرہ و سب نہیں ہوتا ہے^(۴)۔

بنت لبون

فرعش:

دیکھئے ”ابن لبون“۔

۴۔ پوتی کے سے میراث میں چند حالات ہیں جو اجماعاً مندرجہ ذیل
ہیں:

الف۔ ایک پوتی کے لئے نصف ہے۔

ب۔ دو یا دو سے زائد پوتیوں کے لئے دو تہائی ہے۔

ج۔ انوں حالتوں کے لئے بیٹہ طہ ہے کہ صلبی بنیاں موجود نہ
ہوں، صلبی بیٹیوں کی عدم موجودگی میں پوتی ان کے قائم مقام
ہوتی ہے۔

د۔ اگر پوتیوں کے ساتھ کوئی ”الازیرہ“ ہو تو مردانہ عصبہ
بنائے گا، اور اس وقت ایک مرد کو عورتوں کے برادر حصہ ملے گا۔
۵۔ ایک صلبی بیٹی کے ساتھ نہیں چھوڑا حصہ ملے گا تا کہ صلبی بیٹی کا
نصف اور پوتی کا سب (چھوڑا حصہ) مل کر نہ شش (دو تہائی)
ہو جائے۔

بنت مخاض

دیکھئے ”ابن مخاض“۔

(۱) الہدیین مع فتح القدیر ۲/۲۱۲-۲۲۲، المنی ۲/۳۷۷۔

(۲) المجموع ۲/۲۲۹، کتل علی الجہاج ۳/۳۳۳۔

(۳) طہودۃ الکری ۱/۳۹۷، ۳۹۸۔

(۴) شرح اسرعیہ ۲/۳۳۳۔

جسم کوئیں کر، پیے والا ہوتا ہے، سے بے ہوش کر دینے والا نہیں ہوتا،
پھر اس پر استدلال کرتے ہوئے بڑی نفیس گفتگو فرمائی ہے جو اس کی
کتاب "الفرق" میں لکھی جاسکتی ہے (۱)۔

بخ

بھنگ استعمال کرنے کا شرعی حکم:

۴- جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ اتنی مقدار میں بھنگ کا استعمال جس
سے نشہ آجائے حرام ہے، اور بغیر عذر اس سے نشہ لینے پر تعزیر کی
جائے گی (۲)، فقہاء کے نزدیک علاج معالجہ میں اس کا استعمال اور کسی
ماکارہ عضو کو کاٹنے کی غرض سے از لہ عقل (بے ہوشی) کے لئے اس کا
استعمال جائز ہے (۳)۔

جنبہ کے زائد ایک غیر علاج میں بھنگ کے استعمال اور اس سے نشہ
آجانے پر ائمہ اربعہ کے حکم میں مختلف آراء ہیں (۴)۔

بھنگ استعمال کرنے کی ہدایت:

۵- جس چیز کا استعمال کما حرام ہے، اور جس کے استعمال کرنے پر
حد ثابت ہوتی ہے اس کی تعریف فقہاء کے زائد ایک یہ ہے: "نشہ پیدا
کرنے والا مشروب"۔ اس تعریف کی بنیاد پر اثبات فقہاء کا مذہب
ہے کہ بھنگ اور اس جیسی دیگر جامہ ثیاء سے نشہ پینے والے پر حد
جاری نہیں کی جائے گی، خود بھنگ استعمال کے وقت سیاں، پکھلا ہو
ہو، یا تو ایسے شخص کو تعزیری ہدایت دی جائے گی (۵)۔

تعریف:

۱- بخ (بھنگ) (ب پر زمر کے ساتھ) لغت اور اصطلاح میں ایک
نشہ آور پودا ہے، یہ حبش کے علاوہ ہوتا ہے اور درود میں آرام پہنچاتا
ہے (۱)۔

متعلقہ الفاظ:

نف- الفون:

۲- ششاش سے کشید کردہ نرم مادہ ہے، یہ تین قسم کے ہیں آمروہ، کا
مجموع ہے جن میں ایک مورفین ہے (۲)۔

ب- حبشہ:

۳- حبشہ عرب ہمدی کا ایک قسم کا پتہ ہے، اُس میں سے ایک
درم کے قدر استعمال کیا جائے تو بہت زیادہ نشہ پیدا کرتا ہے (۳)،
یہ بہت اہل تیمیہ، اہل بخری، اہل عابدین کے تانی ہے، سین
قرنی سے نشہ لائے والا اور بے حس کرے والا کے درمیان فرق بیان
کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حبشہ

(۱) القاموس المحیط، ابن ماجہ بن ۵/۲۹۳ طبع بلاق۔

(۲) اصطلاح فی لغۃ وعلوم۔

(۳) ابن ماجہ بن ۵/۲۹۵ طبع بلاق، مفتی لکھنؤ ۲/۱۸۷، مجموع فتاویٰ

نور سیر ۳۳/۲۱۳۔

(۱) الفرق البغدادی ۱/۲۱۸، ۲۱۷ فرق ۲۰۳۔

(۲) الخرشنی ۱/۸۳، مفتی لکھنؤ ۲/۱۸۷، نحو لکھنؤ ۶۹۔

(۳) الخرشنی ۱/۸۳، جامع المالکین ۳/۱۵۶، ابن ماجہ بن ۵/۲۹۳ طبع بلاق،

مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۳/۲۱۳۔

(۴) ابن ماجہ بن ۵/۲۹۵، مختصر الفتاویٰ لکھنؤ ۳/۳۹۹، فتح القدیر ۳۰/۳۰

۳۳/۱۸۳، ۱۶۰۔

(۵) الخرشنی ۱/۸۳، مفتی لکھنؤ ۲/۱۸۷، نحو لکھنؤ ۶۹، ۱۶۹۔

پنج ۶-۷، بندق، بنوۃ، بہتان، بہیمۃ، بول

بھنگ کی طہارت کا حکم:

۶- فقہاء کا اتفاق ہے کہ بھنگ پاک ہے، اس لئے کہ متہاء کے
بروہیک نشہ و رشی کے نجس ہونے کے لئے شرط ہے کہ وہ سیال
ہو^(۱)۔

بہتان

بحث کے مقامات:

دیکھئے "فقہاء"۔

۷- فقہاء اس کا "ر" کو ب ل ثر سے "نجاسات" اور "خلاق" میں
کرتے ہیں۔

بہیمۃ

بندق

دیکھئے "دیوان"۔

دیکھئے "صید"۔

بول

بنوۃ

دیکھئے "تشاء الحاج"۔

دیکھئے "بن"۔

(۱) محمد الحجاج ۱۸۹۹، مفتی الحجاج ۱۸۷۷، الخرش ۱۸۷۳، اسی الطالب ۱۸۹۹،
حاشیہ جامعۃ الشیخ ۱۸۹۹۔

بیات

دیکھئے "بیوتہ"

بیان

تعریف:

۱۔ بیات: لغت میں اظہار اور توضیح کو کہتے ہیں، اور پوشیدہ و مبہم کی مناسبت کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "عَلَّمَ الْبَيَانَ" (۱) اس کو کوپائی سکھلائی (یعنی ایسا کلام سکھایا جس سے وہ اپنے مافی الضمیر اور اپنی بیانیہ صورتوں کو بیان کرتا ہے، اس صنف بیات کے ذریعہ انسان کو تمام حیوانات پر امتیاز حاصل ہے (۲)۔

اہل اصل اور علماء نے "بیان" کی جو تعریف کی ہے وہ اس لغوی معہم سے جدا حد میں ہے (۳)۔

چنانچہ اصولیوں کے رہبر، ایک بیان کی تعریف ہے: کسی ایسے شری حکم کی مراد کو بتانے والا کہ وہ حکم بذات خود مراد کو نہ بتاتا ہو، کبھی اس لفظ کو منطق بول رہہ لول (وہ معہم جس کی مناسبت کی جا رہی ہے) مراد یا جاتا ہے، اور کبھی اس لفظ کا اطلاق مناسبت کرنے والے کے عمل پر بھی یا جاتا ہے، اس میں معانی میں اس لفظ کے استعمال کی وجہ سے اس کی تفسیر میں اختلاف کا اتفاق ہو ہے، چنانچہ مختلف مسامک آراء نقل کرنے کے بعد عبدہری کہتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ "بیان" ان



(۱) سورہ الرحمن ۸۵

(۲) المعردات للراغب ۶۹، المصباح للمبر، ترتیب القاسم المجد، المعربہ کشف الاسرار عن اصول المعربہ ۱۴۳ طبع دار کتاب العربی، ادبہ دہلوی ۱۶۷-۱۶۸ طبع اعلیٰ۔

(۳) اعریضات للجر جانی۔

مور کے مجموعہ کا نام ہے (۱)۔

اصولیین کے نزدیک بیان سے متعلق احکام:

۴- قول اور فعل کے ذریعہ بیان:

فقہاء اور اکثر متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فعل سے بھی بیان اسی طرح حاصل ہوتا ہے جس طرح قول سے حاصل ہوتا ہے۔

فعل سے بیان حاصل ہو جانے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ میں دو اس رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھائی، اور اس طرح نبی ﷺ کے لئے نماز کے اوقات کی وضاحت ہوئی۔ عمل سے کی (۱)، اور جب رسول اللہ ﷺ سے نماز کے اوقات دریافت کئے گئے تو آپ ﷺ نے پوچھنے والے سے فرمایا: ”صل معنا“ (۲) (ہمارے ساتھ نماز پڑھو)، اور جب آپ ﷺ نے فرمایا: ”صلوا کما راہتمونی اہل“ (۳) (نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو)، پھر آپ ﷺ نے دو دن دو مختلف اوقات میں نماز پڑھی اور اس طرح عمل سے اوقات نماز کی وضاحت فرمائی، حج میں آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ”خلوا عی ماسککم“ (۴) (محو سے مناسک حج حاصل کرو)، اور اس لئے بھی کہ بیان اطہار ”قامام“ ہے، تو یہ ظہار سے اوقات قول کے بجائے فعل و عمل سے زیادہ واضح ہوتا ہے، اس سے کہ

(۱) حدیث ”امامت جبریل“ کو ترمذی نے حضرت ابن عباس سے مصلح نقل کیا ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے (سنن ترمذی ۱/۲۸۰، ۲۸۱ طبع انگلی بصرہ ۱۳۲۱ھ)۔

(۲) حدیث ”صل معنا“ کی روایت مسلم (۲/۲۲۸ طبع بصرہ) نے مصلح کی ہے۔

(۳) حدیث ”صلوا کما راہتمونی“ کی روایت بخاری (متفق ۲۸۰ طبع انتقید) نے کی ہے۔

(۴) حدیث ”خلوا عی“ کی روایت مسلم (۴/۳۳۳ طبع بصرہ) اور احمد (۳/۳۱۸ طبع میرٹھ) نے کی ہے الفاظ امام احمد کے ہیں۔

متحدہ غلط:

غ- تفسیر:

۲- تفسیر لغت میں شفع و شفا کو کہتے ہیں شرف میں تفسیر کا مطلب ہے شہادت کے معنی، اس کے شان نزول قہر و قہر، اور اس کے رد کے سبب کی وضاحت ایسے اسلوب میں کرنا جس سے اس کا معنی واضح ہو جائے۔

یہ اپنے عموم کے ساتھ تفسیر سے مختلف ہے، اس لئے کہ بیان کبھی بولنے والے کی دلائل حال جیسے خاموشی سے بھی ہوتا ہے، جب کہ تفسیر ہمیشہ سے غلط سے ہی ہوگی جو معنی پر واضح دلائل کرتے ہوں (۲)۔

ب- تاویل:

۳- تاویل کا مطلب لفظ کو اس کے معنی ظاہر سے کسی اور سے ایسے معنی کی طرف پھیرنا ہے جس کا احتمال ہو بشرطیکہ دو احتمال قرآن اور حدیث کے مطابق ہو (نیکمے: تاویل)، تاویل اور بیان کے درمیان فرق یہ ہے کہ تاویل ایسے کلام میں ہوتی ہے جس سے اول جملہ میں معنی مراد سمجھ میں نہیں آتا، اور بیان ایسے کلام میں ہوتا ہے جس سے اس کا معنی مراد اس کے بعض حصہ کی نسبت سے ایک نوع کے خفا کے ساتھ سمجھ میں آتا ہے (۳)، لہذا بیان تاویل سے زیادہ عام ہے۔

(۱) ارشاد راجو ص ۶۸۔

(۲) دستور العلماء ۱/۲۵۹، ۲۵۹، ۲۳۰ تاریخ کردہ مؤسسہ لاطینی مطبوعات۔

(۳) دستور العلماء ۱/۲۵۹، تخریجات للبحر ج ۱، باب ”البيان“۔

بیان تقریر:

۶- بیان تقریر: حقیقت ہے جو مجاز کا احتمال رکھتی ہو وہ عام جو
 خاص کا احتمال رکھتا ہو، اگر اس کے ساتھ کوئی عمل کر اس احتمال کو
 قائم کرے وہ بیان تقریر ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "لَسَجَدَ
 الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ" (۱) (پناچی سارے کے سارے
 فرشتوں نے سجدہ کیا)، اس آیت میں جمع کا صیغہ تمام ملائکہ کو عام
 ہے۔ اس میں یہ احتمال ہے کہ بعض ملائکہ مراد ہوں لیکن "كُلُّهُمْ
 أَجْمَعُونَ" کے الفاظ نے اس احتمال خاص کو قائم کر دیا، یہ بیان
 تقریر ہے (۲)۔

بیان تفسیر:

۷- بیان تفسیر: ایسی چیز کا بیان ہے جس میں خدا ہو جیسے شہد ک در
 مجلس غیہ، مثلاً اللہ تعالیٰ کا رضاء ہے: "الْقِيَمُ الصَّالِحَةُ وَاتَّقُوا
 الزَّكَاةَ" (۳) (اور مارتا کام کرو۔۔۔ زکوٰۃ دیا کرو)، یہ آیت مجمل ہے،
 اس لئے کہ اس کے ظاہر کی حکم پر عمل ناممکن ہے، اس پر عمل کرنے کے
 لئے م " سے حقیقت بیان سے ہوئی، پھر اس آیت کا بیان حدیث
 میں ملتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے چنے توں "عمل سے نماز کی
 وضاحت کی اور رزاق کی وضاحت کے لئے فرمایا: "هَاتُوا رُبْعَ
 الْعُسُودِ" (۴) (چالیسواں حصہ) (۵) (توپید بیان تفسیر ہو (۵)۔

حدیث ہے: "أَمْرُ أَصْحَابِهِ بِالْحَلْقِ عَامُ الْحَدِيثِ، فَلَمَّا
 يَفْعَلُوا ثُمَّ لَمَّا رَأَوْهُ حَلَقَ بِنَفْسِهِ حَلَقُوا فِي الْحَالِ" (۱)
 (نبی ﷺ نے حدیث کے سہل اپنے اصحاب کو طلق (مرندہ دانی)
 کا حکم دیا تو کسی نے نہیں کیا پھر سب صحابہ نے دیکھا کہ آپ ﷺ
 نے خود حلق فرمایا ہے تو انہوں نے بھی فوراً حلق کر لیا)، اس واقعہ سے
 معلوم ہو کہ خبر مراد فعل سے بھی ان طرح حاصل ہوتا ہے جس طرح
 قول سے حاصل ہوتا ہے۔

کرمی، ابو اسحاق مروزی، بعض متکلمین کہتے ہیں بیان صرف
 قول سے ہوتا ہے، ان حضرات کے نزدیک اصول یہ ہے کہ مجلس کا
 بیان متصل ہی ہوگا، اور فعل قول سے متصل نہیں ہوتا ہے (۲)۔
 تفصیل کے لئے اصولی ضمیمہ دیکھئے۔

بیان کے انواع

۵- ہر وہی کہتے ہیں: بیان کی چند قسمیں ہیں: بیان تقریر، بیان تفسیر،
 بیان تفسیر، بیان تبدیلی، بیان ضرورت، یہ پانچ اقسام ہیں (۳)۔
 یہ اقسام مناسب ہے کہ بیان کی منافات تقریر، تفسیر، تبدیلی کی
 طرف جنس کی منافات چنے نوع کی طرف کی قبیل سے ہے جیسے علم
 طب، یعنی یہاں جو تقریر ہے، اسی طرح مجرمیں، مرضہ مرتبی
 جاسب بیان کی منافات ہی کی اپنے سب کی جاسب منافات کی قبیل
 سے ہے۔

(۱) سورہ ہجرات ۳۰۔

(۲) کشف الاستر ۳/۱۰۵، ۱۰۷، اصول السنن ۲/۲۸۔

(۳) سورہ نور ۵۶۔

(۴) حدیث: "هَاتُوا رُبْعَ الْعُسُودِ" کی روایت ابو داؤد (۳/۲۲۸) طبع عزت علیہ
 دعاس (۵) حضرت علی سے کی ہے بخاری نے اس کو صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ
 ابن حجر کی تصریح (۳/۲۲۸) طبع شریک الحدیث معین ۱ میں ہے۔

(۵) کشف الاستر ۳/۱۰۷، اصول السنن ۲/۲۸۔

(۱) حدیث: "أَمْرُ نَبِيِّ ﷺ" کی روایت بخاری (صحیح ۲/۲۳۲) طبع
 المنقہ (۱) نے کی ہے۔

(۲) اصول السنن ۳/۷۷، ارشاد مولیٰ ص ۷۳۔

(۳) اصول السنن ۳/۱۰۵۔

بیان تفسیر:

۸- بیان تفسیر و دیال ہے جس میں موجب کلام کی تبدیلی ہو، اس کی دو قسمیں ہیں:

اول: تحقیق بشرطہ: جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فَإِنْ أَرَادْتُمْ لَكُمْ فَتَوَهَّنْ أَعْزُورُهُنَّ" (۱) (پھر وہ اگر تمہارے لئے دودھ پلانے میں تو تم نہیں اس کی اجرت دے، وہ) اس آیت سے واضح ہو رہا ہے کہ مرضعہ (دودھ پلانے والی عورت) سے اجرت کا معاملہ کرنے کے بعد اس کی اجرت کی ہوائیگی اس وقت تک واجب نہیں ہوگی جب تک کہ دودھ پلانہ پالیا جائے، وجوب اجرت کا آغاز دودھ پلانے کے وقت سے ہوگا، تو یہ بیان اس حکم کی تبدیلی ہے جس کی رو سے نفس عقیدہ و رمضانیہ سے ہی بدل و اجرت واجب ہو جاتی ہے (۲)۔

دوم: استثناء اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فَلَبِثَ لِيَهُنَّ أَلْفَ مَسْنَةِ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا" (۳) (تو وہ ان کے درمیان پچاس سال کم ایک ہزار برس رہے)، "الف" (ہزار) ایک مقررہ تعداد کو بتاتا ہے، جو تعداد اس سے کم ہو وہ یقیناً "الف" کے علاوہ کچھ اور ہوگا، لہذا اگر استثناء نہ ہوتا تو ہمیں یہی علم ہوتا کہ وہ ایک ہزار برس رہے، لیکن استثناء کے ذریعہ ہمیں معلوم ہو گیا کہ وہ ان میں نو سو پچاس برس رہے، اس طرح یہ استثناء اس مفہوم میں تبدیلی کر دیتا ہے جو لفظ "الف" (ہزار) سے واضح ہو رہا تھا (۴)۔

بیان تبدیلی:

۹- بیان تبدیلی کلام ہے، یعنی کسی حکم شرعی کو جحد کی نئی دلیل شرعی

سے حکم شرعی بنا (۱)، فتح شارع کے حق میں محض بیان ہے اس بات کا کہ پہلا حکم ختم ہو گیا ہے، اس میں منسوخی کا مفہوم نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ کو تو یہ معلوم تھا کہ فلاں وقت میں وہ حکم دوسرے حکم سے ختم ہو جائے گا، لہذا اللہ تعالیٰ کی نسبت سے وہ مانع محض بیان ہے، منسوخ کرنے والا نہیں (۲)۔

اصولیں کے ایک رائج یہ ہے کہ یہ امر غرضی میں شائبہ ہے، جو ثابت بھی ہوتا ہے، نہیں بھی، بعض اصولیں نے فرمایا: شائبہ نہیں ہے، رسالت یہ بھی کہا: کسی غرضی میں شائبہ ہوا ہی نہیں ہے (۳)۔ تفصیلات اصطلاح "شائبہ" اور اصولی ضمیمہ میں دیکھی جائیں۔

بیان ضرورت:

۱۰- بیان ضرورت ایسا بیان ہے جو بغیر لفظ کے ضرورتاً حاصل ہوتا ہے، اس کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ بیان جو منطوق کے حکم (الفاظ میں بیان کئے گئے حکم) میں ہوتا ہے، جیسے مذکور حکم کسی خاموش حکم پر دلالت کرے، اس کی مثال میں فقہاء نے قرآن کریم کی یہ آیت پیش کی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرَثَهُ أَبَوَاهُ فَلْيُمْلَأْهُ الثَّنَاءُ" (۴) (ورگر مورث کے کوئی املا دینے والا اور اس کے والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کا ایک تہائی ہے)، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتدے کلام میں میراث کی اضافت ماں اور باپ دونوں کی جانب فرمائی، پھر ماں کے حصہ کا بیان کیا، تو یہ اس بات کا بیان ہو کہ اقیہ حصہ باپ کا ہے، یہ باپ کے حصہ کی صراحت کے ترک کا بیان نہیں ہے بلکہ

(۱) تحریکات اللہ جانی۔

(۲) کشف الاستر ۳/۱۵۷۔

(۳) اصول السنن ۲/۵۳۔

(۴) سورہ نساء ۱۱۔

(۱) سورہ طلاق ۶۔

(۲) اصول السنن ۳/۳۵۳۔

(۳) سورہ نکتہ ۱۳۔

(۴) اصول السنن ۳/۳۵۳۔

بیان ۱۱

بتدائے کلام میں باپ کی وراثت کے ذریعہ سے باپ کا حصہ منصوص (الف ظ میں مذکور) کی مانند ہو گیا (۱)۔

دوسری قسم: ایسا سکوت جو منقطع کی ولایت حال سے بیان ہوتا ہو، جیسے صاحب ثریا کسی واقعہ کو دیکھ کر خاموش رہیں، اسے بدلنے کا حکم نہ دینا تو یہ باعتبار حال اس کے حق ہونے کا بیان ہوگا، مثال کے طور پر ہی علیہ السلام نے لوگوں کو مختلف قسم کے معاملات اور شرعی فرائض کرتے دیکھا ہیں۔ پر تیسرے نہیں فرمائی انہیں وہ عمل کرتے رہنے دیا تو یہ اس وقت کی دلیل ہوتی کہ وہ سارے معاملات شریعت میں مباح ہیں کیونکہ ہی علیہ السلام کے لئے جاری نہیں ہے کہ لوگوں کو کسی غلط و ممنوع عمل پر دقتی رہے، یہ (۲)۔

تیسری قسم: وہ مکاتبت جیسے ہونے ختم کرنے کی ضرورت کی وجہ سے بیان دیا گیا ہے، جیسے باپ اپنے باپ کو تیرہ فراموش کرتے دیکھتا ہے میں منع میں کرتا ہے تو اس کی حاجتی بیٹے کے لئے تجارت کی جائز ہوگی تاکہ معاملہ کے دوسرے فریق کو جھوٹ سے محفوظ رکھا جاسکے، اس سے کہ بھوک سے نہیں بھوکا ہوگا، نقصان نہ رہے، دفع کرے کا حکم ہے، یہ بات مضیغ ہے کہی ہے، امام ثانی نے فرمایا: خاموشی جائز تصور نہیں کی جائے گی، اس لئے کہ باپ کے منع نہ کرے میں ہی احتمالات ہیں، کبھی خاموشی بیٹے کے تصرف پر رضامندی کی وجہ سے ہوتی ہے، کبھی سخت غصہ کی وجہ سے ہوتی ہے یا لاپرواہی کی وجہ سے ہوتی ہے، ہر قائل قتال ہر جہت میں سنا (۳)۔

چوتھی قسم: ایسا سکوت جسے ضرورت کلام کی وجہ سے بیان قرار دیا گیا ہو، جیسے کوئی شخص کہنے لڑے گا مجھ پر ایک سو اور ایک درہم ہے، یا

ایک سو اور ایک دینار ہے، تو اس میں عطف کو پہلے لفظ (یعنی "ایک سو") کے لئے یاں بنایا گیا اور اس سے بھی معطوف کی جنس سے قرینہ دیا گیا (یعنی "ایک سو" کے لفظ کی وضاحت حرف عطف "و" کے بعد دالے لفظ "ایک درہم" سے کرتے ہوئے "ایک سو" کو جنس درہم سے تسلیم کیا گیا، اور ایک سو درہم اور ایک درہم یہ ایک سو دینار اور ایک دینار کا قرینہ بنا گیا) یہ دالے خفیہ کی ہے۔

امام ثانی کہتے ہیں: ایسی صورت میں قرینہ کرنے والے پر صرف معطوف (حرف عطف کے بعد کا لفظ یعنی ایک درہم یہ ایک دینار) لازم ہوگا، اور "ایک سو" کی جنس کی وضاحت میں قرینہ کرنے والے کا قول معتبر ہوگا، اس لئے کہ وہ لفظ مبہم ہے تو اسی شخص سے اس کا بیان طلب کیا جائے گا اور عطف بیان کے لئے لائق نہیں ہوتا، اس لئے کہ عطف کو بیان کے لئے نہیں بنایا گیا ہے (۱)۔

ضرورت کے وقت سے بیان کی تاخیر:

۱۔ دو لفظ جس میں بیان کی ضرورت ہو جیسے محل بورعام، مجوز اور مشقہ کے فعل متعلق، اگر اس کا بیان مؤخر ہو جائے تو اس کی ہمسوئیں ہیں:

۱۱۔ پہلی صورت: ضرورت کے وقت سے مؤخر ہو جائے، یہ وہ وقت ہے کہ اگر اس وقت بیان نہ ہو تو تکلف کے سے حکم کے مقصد کی معرفت ممکن نہ ہو، یہ صورت فوری اجابات میں ہوتی ہے، تو ایسی تاخیر جائز نہیں ہے، اس لئے کہ کسی بھی کو جانے بغیر انجام دینا ان تمام لوگوں کے نزدیک ممتنع ہے جو تکلیف مالا یطاق (وسعت سے بالا کام) کی ممانعت کے قائل ہیں، لیکن ذہن مہم نے وسعت سے بالاتر کام کا تکلف بتانے کو درست قرار دیا ہے، وہ مذکورہ صورت کے

(۱) کشف الاسترار ۳/۵۳، حوالہ سرخسی ۵۰/۲۔

(۲) کشف الاسترار ۱/۱۳۸، حوالہ سرخسی ۵۰/۲۔

(۳) کشف الاسترار ۳/۵۱، حوالہ سرخسی ۵۱/۲۔

(۱) کشف الاسترار ۳/۵۲، حوالہ سرخسی ۵۲/۲۔

» بیان تک دونوں بیویوں کے نفقہ لازم ہونے کے مسئلہ میں،
بیان کے الفاظ »رہو الحال من سے یہ ثابت ہوتا ہے جیسے مٹی
اور اس کے باقی، اس معاملہ میں نفقہ کے رد کی تفصیلات میں جو
اصطلاح »طلاق« میں دیکھی جا میں۔

غلام کی ہم آزادی کا بیان:

۱۵- اگر کوئی شخص اپنے غلاموں سے کہے تم میں سے ایک آزاد
ہے، یا تم میں سے ایک کو میں نے آزاد کیا، اور کسی ایک متعین غلام کی
نیت کرنا ہے تو واجب ہے کہ اس کی وضاحت کرے، اور اگر اس
غلاموں میں سے کوئی حاکم کے سامنے معاملہ پیش کرے تو حاکم آزاد کو
وضاحت پر مجبور کرے گا، اور وہ ضرور غلاموں میں سے ایک غلام کی
آزادی کی وضاحت کرے تو ہر غلام کو حق ہوگا کہ آزاد سے حلف
اٹھوائے کہ اس نے اس دوسرے غلام کی آزادی کا ارادہ نہیں کیا تھا،
اور اگر آزاد کا یوں کہنے میں اس کا ارادہ کیا تھا بلکہ اس کا ارادہ کیا تھا،
تو اس کے اقرار پر اس کی گرفت کرتے ہوئے دونوں آزاد
ہو جائیں گے (۱) تفصیل کے لئے دیکھئے اصطلاح »حق«۔

سے نکول کر یہ مقرر ہو جائے گا، »رہتی سے طلق یا جائے گا (۱)۔
اگر اس سے کسی مجہول شئی کا ترادیا اور سب کی وصاست کرے مٹی
دیکھا جائے گا، اگر سب ایسا ہو کہ جماعت اس کے لئے مضرت ہو جیسے
نصب و ریت، مثلاً اس نے کمرہ میں نے فلاں کامل غصب کیا یا
میرے پاس مدد کی مانت ہے تو اس کا ترادیا صحیح ہوگا، اور اسے
نصب شدہ سہ ماہ پر مجہول مانت کے بیان اور اسے دونوں کی تعیین پر
مجبور کیا جائے گا مین تر سب ایسا ہو جس کے لئے جماعت مضرت ہو
جیسے بیج و بارہ تو ترادیا صحیح نہیں ہوگا، اور اسے بیج ہونی یا کرایہ پر لی
ہونی مٹی کے یہاں پر مجبور نہیں کیا جائے گا (۲)۔

مہم طلاق میں بیان:

۱۴- اگر شوہر نے اپنی بیویوں سے کہا: تم دونوں میں سے ایک
کو طلاق ہے، ورنہ میں سے ایک متعین بیوی کا ارادہ یا تو اس پر
طلاق پر جائے گی، »شوہر پر بیان لازم ہوگا اور اس کی تصدیق کی
جائے گی، اس لئے کہ شوہر اس پر طلاق واقع کرنے کا مالک ہے تو اس
کا بیان بھی درست ہوگا، اور جو کچھ اس کے دل میں ہے اس سے
»گائی خود اسی کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے تو اس بابت اس کا قول قبول
کیا جائے گا، اور اس کے بیان کے وقت تک دونوں بیویاں اس سے
علاحدہ رہیں گی، کیونکہ حرام اور مباح بیوی متعین نہیں ہے۔

اگر شوہر پر فوراً یہ لازم ہوگا، اگر وہ دائیہ کرے تو گناہ ہوگا، اور اگر
بیان سے کرے تو قید کیا جائے گا اور تعزیری لی جائے گی (۳)۔

(۱) فتح القدیر ۳۸۵/۱-۳۸۶ طبع الامیر بیروتی شرح الہدایہ ۵۳۹/۷۔
۵۳۰، المصنف ۵/۳۵۱، الفی لابن قدامہ ۵/۷۸، طبع المریضہ الامیر
۴۷۷/۳۳ طبع المجلد، جوہر الاکلیل ۲/۱۳۷، الموابہ الاکلیل ۲۳۱/۵۔

(۲) الفتن ۵/۳۷۷، رد المحتار ۸۲/۳۔

(۳) نہایت المحتاج ۱/۳۳۴، شرح المجلد علی المحتاج ۳/۳۳۴-۳۳۵، وصحہ

= الفہم ۸۸/۱۰۳، الموطا للشمس ۱۲۲/۶-۱۲۳، الاشباہ والنظائر لابن قیم
رحمہ ۱۶۹، طبع المصنف المصنف، اختیار ۳/۵۳۵، ابن ماجہ ۳/۲۲، ۲۳،
فتح القدیر ۳۸۵/۱ طبع الامیر بیروتی ۱۲۶/۳، الفی لابن قدامہ
۲۵۱/۷۔

(۱) کسی الطالب ۳/۵۳۳-۵۳۴، الفتاویٰ الہدیہ ۲/۷۷-۷۸، الفتاویٰ
النجفیہ ۱/۵۳۴، الاشباہ والنظائر لابن قیم رحمہ ۱۶۹، یعنی
لابن قدامہ ۵/۳۳۴ طبع المریضہ۔

ہوتا ہے جیسے مکان کا ایک کمرہ^(۱)۔

گھر خواہی سے بنا ہوا اینٹ اور گار اور پتھر سے یا کڑی سے بنایا یا وہل سے یا پوشتین یا بال سے یا کھال سے بنایا ہو، اور مختلف نوٹ کے ٹیموں سے بنے گھر، گھوٹ کے سے "بیت" کا لفظ بولا جاتا ہے^(۲)۔

اس کا اصطلاحی معنی لغوی معنی سے الگ نہیں ہے۔

بیت

تعریف:

۱- لغت میں "بیت" کا ایک معنی گھر ہے، گھر وہ ہے جس کی دیوار اور چھت ہو، خواہ اس میں کوئی رہے، لہذا یہ اس لفظ کا مطابق غایت کے گھر پر بھی ہوتا ہے، "بیت" کی جمع "بیات" اور "بیوت" آتی ہے۔

"بیت" کا حقیقی محل پر بھی ہوتا ہے اسی معنی میں حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: "بشروا حلیۃ بیت فی صحۃ من قصب"^(۱) (حضرت صبیحہ کو بہت میں موتی کے ایک محل کی خوش خبری، ہے، جیسے انسان العرب میں ہے، یعنی انہیں ایک جوب، موتی سے ہے گھر کی خوش خبری، جیسے)۔

لفظ "بیت" مسجد کے لئے بھی بولتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فی بیوت ادن اللہ ان ترفع"^(۲) ((و))، یہ گھر اس میں ہیں جن کے لئے اللہ نے اجازت دی ہے کہ انہیں بلند کیا جائے)۔

زجاج نے کہا: اس سے مراد مساجد ہیں^(۳)۔

"بیت" کبھی مستقل ہوتا ہے، "کبھی کسی مستقل مسکن کا ایک حصہ۔

(۱) حدیث: "بشروا حلیۃ بیت" کی روایت بخاری (صحیح ۶۱۵) طبع (مکتبہ) اور مسلم (۸۸۳) طبع (مکتبہ) نے کی ہے الفاظ بخاری کے ہیں۔

(۲) سورہ نور ۳۶۔

(۳) لسان العرب، المصباح الممیر، العرب فی ترتیب العربیہ الکلیات لابن ابقاء ۱/ ۳۳۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵

میں طہ حدود طہ حدود عرف رہا ہے^(۱)۔

گھر کی چھت پر رات گزارنا:

۴- سنت نبوی میں یہ گھر کی چھت پر رات گزارنے کی وعید آئی ہے جس کی ویورنہ ہو جوڑنے سے روک ہے۔

چنانچہ حضرت علی بن شیبہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من ہات علی ظہر بیت لیس لہ حجاج فعد ہوت منہ اللعنة"^(۲) (جس کسی نے ایسے گھر کے "پر رات گزاری جس میں رکاوٹ نہ ہو تو اس سے دھتقم ہو گیا)، ایک روایت میں "حجاب" کا لفظ ہے "وہ ایک دھت کی روایت میں "تجاز" کا لفظ ہے، یعنی پردہ کی ویور جو سوئے والے کوڑے سے رہتی ہے، "وہ حدیث کے لفظ "ہوت منہ اللعنة" کا مطلب ہے کہ اس نے اپنی جان کے تحت کوڑا مل کر یا "وہ اس راہیوں شخص کی طرح ہو گیا جس کا کوئی دھت میں ہے، یعنی اس کی موت کی ویور سے ہی پرکھو "وہب میں ہوگا، کیونکہ جو شخص اس طرح سوئے کا دھت من بے دھت میں "روٹ جتا ہو کر جاے، "وہ مر کر توں راہیاں کر لے، پھر یہ کہ جو شخص اس طرح مرے گا، دھت کی تیاری کے بغیر مر جائے گا"^(۳)۔

بیت سے متعلق احکام:

نہ-نت:

۵- جمہور فقہاء کے روایک اپنی طبیعت والے متعین اور حد بندی شدہ

(۱) المغرب فی ترتیب العرب، الموطا ۸/۳۳۸، ۱۶۸۔

(۲) حدیث: "من ہات علی ظہر بیت لیس لہ حجاج فعد ہوت منہ اللعنة" کی روایت ابو داؤد (۲۹۵/۵) طبع عزت عید (۱۳/۳) اور احمد (۹۹۳/۷) طبع المکتب الاسلامی کے ہے یہ حدیث صحیح مرویہ (۹۹۸/۸) طبع مکتبۃ القدی میں بھی مذکور ہے شی نے کہا اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

(۳) فیض القدیر ۱/۱۱۵۔

گھر کفر وخت نما جاز ہے^(۱)، "وہ زمین کی فر وختگی میں گھر ضمد داخل ہوتا ہے، امام مالک نے کہا: گھر کی فر وختگی میں "وہ زمین بھی شامل ہوگی جس پر گھر بنا ہے، "وہ فر وخت زمین کی فر وختگی میں "وہ رت بھی شامل ہوگی، "وہ عمارت کے معاملہ میں زمین کی شمولیت "وہ زمین کے معاملہ میں اس زمین پر "وہ عمارت وغیرہ کی شمولیت "خود یہ معاملہ فر وخت فر وخت کی شکل میں ہو یا کسی "وہ شکل میں "اس وقت ہوگی جب کہ اس کے برعکس کی شرط نہ لگائی گئی ہو اور نہ اس کا عرف ہو، ورنہ شرط یہ عرف کے مطابق عمل ہوگا۔

چنانچہ اگر بائع نے زمین سے عمارت کی علاحدگی کی شرط لگا دی، ویور دیا ہو کہ بیع وغیرہ میں عمارت کو زمین سے علاحدہ سمجھا جاتا ہو تو ایسی صورت میں عمارت کے معاملہ میں زمین داخل نہیں ہوگی۔

اسی طرح اگر بائع عمارت سے زمین کی علاحدگی کی شرط لگا دی ویور ایسا عرف جاری ہو تو زمین کا معاملہ کرنے میں عمارت اس میں داخل نہیں ہوگی^(۲)۔

تفصیل کے لئے اصطلاح "بیع" دیکھی جائے۔

ب-خیار رد بیت:

۶- گھر کی خریداری میں خریدار کو خیار رد بیت اس وقت حاصل ہوگا جب اس نے گھر کا معاہدہ نہیں کیا ہو اور گھر کی رد بیت حاصل نہیں ہوئی ہو، اس لئے کہ گھر من اشیاء میں سے ہے "ن کی تعین نہ کی ہے، یہ رائے صحیح ہے "وہ ثانیہ "تا جلد کا یک توں ہے"^(۳)، یہ فقہاء کہتے

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ۳/۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸،

فی کل شریکۃ لم تقسم، وبعۃ، أو حائظ (۱) (نبی ﷺ) نے ہر اس شریکت میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا جس کی تقسیم نہ ہوئی ہو، وہ زمین ہو یا باغ (۲)، اور اس میں عمارت بھی داخل ہوگی، یہ جمہور فقہاء کا مسلک ہے (۳)۔

خفیہ کے لئے ایک شریک اور پڑوسی کو مملوک زمین کے ضمن میں شفعہ حاصل ہوگا، اور یہ اس وقت ہوگا جب شفعہ کی شرطیں پوری جائیں (۴) تفصیل اصطلاح ”شفعہ“ میں ہے۔

د- اجارہ:

۸- گھر کے کرایہ کے معاملہ کا مقصود چونکہ گھر کی منفعت کو ایک متعین مدت کے لئے فروخت کر دینا ہے، تو منفعت کے اندر بھی وہ شرط ہوگی جو عقد بیع کے اندر بیع کے لئے شرط ہے، اور وہ یہ ہے کہ اس منفعت سے انتفاع میں کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو، مثلاً یہ کہ وہ حرام ہو جیسے شراب، آلات ہوا و تر و کثرت۔

جس جمہور فقہاء کے نزدیک ما بazar مقصد کے سے گھر کو کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے، مثلاً کرایہ پر لینے والے اس کو شراب نوشی یا جو کھینے کی جگہ بنانا چاہتا ہو یا اس کو کلیسا یا مندر وغیرہ بنانا چاہتا ہو، اور کسی صورت میں نہتہ بھرا حرام ہوگا جس طرح نہتہ دینا بھی حرام ہوگا، اس لئے کہ اس میں معصیت پر کماست ہے (۵)۔

(۱) حدیث: ”مما زادہ ﷺ فی کل“ کی روایت مسلم (۳/۲۴۹) طبع عیسیٰ المابلی النجفی نے کیا ہے۔

(۲) جامعہ الرسوقی ۳/۲۷۳ اور اس کے بعد کے صفحات، مفتی الکناج ۲۹۱، ۲۹۷، ۳۰۸، ۳۱۳، ۳۱۸، ۳۲۰، انجلی لاسن قدس سرہ ۸۰/۵، ۸۵، نیل واطار شرح مفتی واخبارہ ۸۰/۵، ۸۵۔

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ۵/۳۸، ۳۹۔

(۴) روحہ الماکین ۵/۱۹۳، اشرح البخیر ۴/۱۰، کشاف القناع ۳/۵۵۹، الاخیار ۶۰/۲، حاشیہ ابن ماجہ ۵/۲۵۱۔

ہیں: غائب کی بیعت درست ہے، اور یہ ایسی بیعت ہے جس کو معاملہ کے فریقین یا اس میں سے ایک نے نہیں دیکھا ہو، اور شریک کو دیکھتے وقت خیار حاصل ہوگا، اور گھر کی رہیت میں حیثیت، پوراہوں، طح، حرام اور حلال دیکھنا معتبر ہوگا۔

شافعیہ کا نظریہ قول و ردنا بلکہ راجح قول یہ ہے کہ اگر کسی مسان نے کسی چیز شریک سے اس نے نہیں دیکھا، اور نہ اس کا وصف اس سے بتایا گیا تو یہ عقد درست نہیں ہے (۱) تفصیل کے لئے ”بیع“ اور ”خیار رہیت“ کی اصطلاحات دیکھئے۔

ج- شفعہ:

۷- سزا و سختی کی جانے والی زمین کے تابع ہو کر فروخت شدہ گھر میں اس شریک کو حق شفعہ ہوگا جس نے اپنا حصہ علاحدہ نہیں کیا ہو، پڑوسی کو شفعہ حاصل نہیں ہوگا، کیونکہ حضرت جابرؓ کی حدیث ہے فرماتے ہیں: ”قصی النبی ﷺ بالشفعة فی کل ما لم یقسم، فإذا وقعت الحدود وصرفت الطرق فلا شفعة“ (۲) (نبی کریم ﷺ) نے ہر اس چیز میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا جس کی تقسیم نہ ہوئی ہو، اگر حد بندی کر دی جائے اور راستہ علاحدہ ہو جائے تو شفعہ نہیں ہے، زمین سے علاحدہ عمارت میں شفعہ نہیں ہے، اس لئے کہ شفعہ کی شرط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ فروخت کی جائے، بل ٹھیک زمین ہو، اس لئے کہ زمین عین وانگی طور پر باقی رہتی ہے، اور اس کا نہ رجحی، نہ ٹھیک رہتا ہے، عمارت زمین کے ضمن میں لی جاتی ہے، اس لئے کہ حضرت جابرؓ کی حدیث ہے: ”قصی رسول اللہ ﷺ بالشفعة“

(۱) مفتی الکناج ۸۸، کشاف القناع ۳/۱۶۵، انجلی لاسن قدس سرہ ۵۸۰/۳۔

(۲) حدیث: ”قصی نبی ﷺ“ کی روایت بخاری (بیع ۲۳۶) طبع مترجم (۱) نے کی ہے۔

گھر کی چیزوں میں پڑوسی کے حق کی رسایت:

۹- حدیث شریف میں پڑوسی کے حق کی بڑی تاکید آتی ہے، اس کے حق کی رعایت اور حفاظت کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "مارال جبریل یوصی بالجار حتی ظنت انه سید لہ" (۱) (مجھے حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ پڑوسی کو وارث بنادیا جائے گا)۔

اور ارشاد ہے: "واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن قبل من یا رسول اللہ؟ قال: اللہ لا یؤمن جاراہ بواقفہ" (۲) (خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتا، خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتا، خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہو سکتا، کون یا رسول اللہ؟ فرمایا: جس کے شر سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں)۔

اسی لئے جائز نہیں ہے کہ گھر کا مالک گھر میں کوئی ایسا قدم اٹھائے جس سے اس کے پڑوسی کو نقص ہو، جیسے پڑوسی کی دیوار کے پہلو میں بیت لٹا، کے سے زحمت دے، یا ملاں پہ تمام بنائے یا در بنائے یا لوماری کی کان دی اس جیسا کوئی ایسا پیشہ شروع کرے جس سے گھر کے پڑوسی کو اذیت ہو۔

یسے مور جو، دنوں گھر میں کے رہیں انجام دے جائیں، جیسے دنوں کے رہیں تیار دی و در قائم نہ، تو اس کی دو حالتیں ہیں: یا تو وہ پڑوسی کی ملک میں مخصوص ہو، اور دوسرے کے لئے صرف پر وہ بن جائے، تو ایسی حالت میں دوسرے کو اس دیوار میں ضرور رساں تصرف کا حق مطلقاً نہیں ہوگا، چنانچہ دوسرے کے لئے

(۱) حدیث: الامار جبریل۔ "کی روایت بخاری (صحیح ۲۳۱/۱۰ طبع المنقہ) اور مسلم (۲۰۲۵/۴ طبع منی المابلی النکلی) نے کی ہے۔
(۲) حدیث: "واللہ لا یؤمن۔" کی روایت بخاری (صحیح ۲۲۳/۱۰ طبع المنقہ) کے ہے۔

حرام ہوگا کہ اس پر نگریاں رکھے یا اس پر ہل بنائے یا مخراب بنائے یا ایسے تصرفات کرے جو پڑوسی کو نقص پہنچیں، اس کی مضبوطی کو متاثر کریں، اس مسئلہ میں اہل علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے (۱)، اس لئے کہ فقہی کا مدد بالکل عام ہے کہ "لا ضرر ولا ضرار" (نہ دتداء نقصان پہنچتا ہے، ورنہ بدلہ میں نقصان پہنچتا ہے)۔ اور اس لئے کہ نبی ﷺ کا قول عام ہے: "لا یحل مال امرئی مسلم الا بطیب نفس" (۲) (کسی مسلمان کا مال اس کی خوش حالی کے بغیر حلال نہیں ہے)۔

اگر تصرف ایسا ہو جو پڑوسی کو نقصان پہنچائے ورنہ غمزہ کرے تو جائز ہے، بلکہ مالک کے لئے تحب بہتر ہے کہ پڑوسی کو دیوار کے استعمال اور اس میں تصرف کی اجازت دے، اس لئے کہ اس میں پڑوسی کو آرام اور فائدہ پہنچتا ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح "ارتفاق" اور "جوار"۔

گھروں میں داخل ہونا:

۱۰- فقہاء کا اتفاق ہے کہ دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر حرام فرمایا ہے کہ دوسرے کے گھروں میں باہر سے جھانکیں، یا ان میں ان کے مالک کی اجازت کے بغیر داخل ہوں، تاکہ کوئی شخص کسی کی پوشیدہ چیز نہ دیکھے، یہ حرمت ایک حد تک ہے اور وہ حد اجازت طلبی ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے گھروں کو لوگوں کی رہائش کے لئے خاص فرمایا ہے، اور

(۱) المغنی ۳/۶۵ روح المعانی ۲/۱۱۱۔

(۲) حدیث: "لا یحل مال۔" کی روایت احمد (۲/۵ طبع المکتب الاسلامی) ورنیکی (۱۰۰/۱ طبع دہلہ عرف) کے ہے۔ عیسیٰ نے اس کو دافطی کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند جدید ہے (دیکھئے نصب الرایۃ ۱/۶۹ طبع دہلہ اسون)۔

گھروں کے اندر جھانکنا بھی حرام ہے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "لو أن امرؤاً اطلع عليك بغير إذن، فحدفته بحصاة لفساد عيه لم يكر عليك جناح" (۱) (اگر کوئی شخص تمہارے گھر میں بغیر اجازت جھانکے اور تم اسے ننگری سے مار کر اس کی سنگھ پھوڑو تو تم پر کوئی باز پرس نہیں ہے)۔

گھر میں داخل ہونے کی باحت:

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ایسے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونا مباح قرار دیا ہے جس میں کوئی عورت نہ ہو، ارشاد ہے: "ليس عليكم جناح أن تدخلوا بيوتا غير مسكونة فيها متاع لكم والله يغفم ما قبلون وما تكفونون" (۲) (تم پر کوئی گناہ اس میں نہیں ہے کہ تم ان مکانات میں داخل ہو جاؤ جن میں کوئی عورت نہ ہو) اور ان میں تمہارا کچھ سامان ہو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو، یہ نیک تجارت طلب کرنے کی سنت یہ بھی کہ خرمات پر نظر پڑ جائے گا اور بیشرقاء تو جب یہ ملت نہیں رہی تو حکم بھی نہیں رہا (۳)۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: "مسند ان"۔

عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے گھر میں کسی کو گھسنے کی اجازت دے جب تک شوہر سے اجازت نہ لے لے، یہاں سے ظن

(۱) حدیث ۳۳۰۰ "لو أن امرؤاً" کی روایت بخاری (طبع ۳۳۳ طبع انتقیر) اور مسلم (۱۶۹۹ طبع عیسیٰ الماری) نے کی ہے، لفظ بخاری کے ہیں۔

(۲) سورہ نور ۲۹۔

(۳) آیت میں وارد لفظ متاع سے مراد تمام قسم کا اشاع ہے اس لئے کہ داخل ہونے والا اپنے کسی اشاع کے لئے داخل ہوگا، بہت غیر مسکونہ سے مراد اظہر کے لئے مدارس، محلے، دکان، اشاع خانہ وغیرہ جگہ ہے جہاں اس سے میل مٹھہ کے لئے جایا جاتا ہے (تفسیر اقرطبی ۲/۳۳۰)۔

لوگوں کو گھروں سے لطف و نرم حاصل کرنے کا انفرادی طور پر مالک بنایا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا، وَاسْأَلُوا عَلَى أَهْلِهَا، ذَنُوبَكُمْ حَتَّى تَسْأَلُوا عَنْكُمْ مَدَّكُمْ" (۱) (اے ایمان والو تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل مت ہو جب تک کہ اجازت حاصل نہ کرو اور ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو تمہارے حق میں یہی بہتر ہے تاکہ تم خیال رکھو)۔

فقہاء نے جنگ کی حالت کو اس حکم سے مستثنیٰ رکھا ہے، لہذا ایسے گھر میں داخل ہونا جائز ہے جہاں سے دشمن سامنے ہو جانا ہو، مجاہدین یہ گھر میں داخل ہو سکتے ہیں تاکہ وہ دشمن سے مقابلہ کریں (۲)۔ یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب ظلم یا ظن غائب ہو کہ اس گھر میں نہ ہو، پھر موجود ہے چنانچہ امام یا اس کے نائب کے لئے جائز ہے کہ اس کے گھر پر چھاپہ ماریں، حضرت عمرؓ نے ایک عورت کے گھر پر چھاپہ مارا اور اس کو درد سے مارا یہاں تک کہ اس کا دہیہ نہ رہا، حضرت عمرؓ سے اس سلسلہ میں پوچھا گیا تو کہا کہ یہی عورت کے لئے حرمت نہیں ہے، یعنی اس لئے کہ وہ حرام کام میں مشغول ہے (۳)۔ اور وہاں یوں سے حکم میں ہوئی، حضرت عمرؓ نے گھر کی حرمتوں کو توڑنے پر تعزیری سزا جاری فرمائی، یہ واقعہ ایسے شخص کے ساتھ ہو جو رت کی تاریکی کے بعد ۱۰۰۰ کے گھر میں کپڑے میں لپیٹا پاپا گیا تو حضرت عمرؓ نے سوکڑے مارے (۴)۔

جس طرح بغیر اجازت گھر میں داخل ہونا حرام ہے اسی طرح

(۱) سورہ نور ۲۹، تفسیر اقرطبی ۲/۲۱۳۔۲۱۴۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۱۲/۵، اسئل المذاکر ۳/۵۳۔۵۵ طبع عیسیٰ بحقی مصر۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ۳/۱۸۰۔۱۸۱۔

(۴) مصنف عبد الرزاق ۲/۲۰۱۔

مطالب ہو کہ جائزہ و رت کی وجہ سے شوہر اس بات سے راضی ہوگا^(۱)، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "لا یحل للمراہ ان تصوم وروجھا شاهد إلا یدہ، ولا تلدن فی بیتہ إلا یدہ"^(۲) (کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ روزہ رکھے اور اس کا شوہر موجود ہو جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لے، اور نہ شوہر کی جارت کے بغیر اس کے گھر میں ہی کوآنے کی اجازت دے)۔

پنے گھر میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے کی دعا:

۱۲- رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے آداب میں سے گھر میں داخل ہوتے وقت اور گھر سے نکلنے وقت دعا کرنا ہے۔

چنانچہ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے گھر سے باہر نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: "باسم اللہ ونوکلک علی اللہ اللہم انی اعوذ بک ان أصل، أو أنصل أو أدل أو أدل أو أنظلم أو أنظلم أو أجھل أو یجھل علی" (۳) (شروع اللہ کے نام سے، میں سے اللہ پر بھروسہ کیا، اے اللہ میں آپ کی پادشاهت میں ہوں اس سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں، یا پھسل جاؤں یا پھسل دیا جاؤں، یا ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا جہالت کا کام کروں یا میرے ساتھ جہالت مانا، فی کا معاملہ کیا جائے)۔

گھر میں داخل ہونے کی دعا حضرت ابو مالک اشعرؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل

ہو تو یہ دعا پڑھے: "اللہم انی أسألك خیر المولج وخیر المخرج باسم اللہ ولجاء، وباسم اللہ خوجاء، وعسی اللہ ربنا توکلنا"^(۱) (اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں بہتر داخل ہونا اور بہتر نکلنا، اللہ کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اللہ کے نام سے ہم نکلے، اور اپنے رب اللہ پر ہم نے بھروسہ کیا) پھر پ گھر والوں کو سلام کرے۔

گھر میں مرد اور عورت کی فرض نماز:

۱۳- فقہاء کا اتفاق ہے کہ گھر میں مرد اور عورت کے سے فرض نماز کی ادائیگی درست ہے، اور حنبلیہ کا مذہب یہ ہے کہ مرد و عورت نماز تہہ گھر میں پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی، لیکن وہ گنہ گار ہوگا، اس نے کہ حنبلیہ کے نزدیک جماعت کی نماز مرد و عورت رکتوں کے لئے لوگوں پر واجب ہے۔

شافعیہ کی رائے ہے کہ جماعت فرض کنایہ ہے، مالکیہ و حنبلیہ کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے، لیکن فقہائے مذہب کا اتفاق ہے کہ جماعت نماز کی صحت کے لئے شرط نہیں ہے، صرف حنبلیہ میں سے ان میں قائل اس سے مستثنیٰ ہے۔

فقہاء کا اتفاق ہے کہ مسجد میں جماعت سے باہر گھر میں تہہ نماز سے افضل ہے، اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صلاۃ الجماعة افضل من صلاۃ أحدکم وحده بخمیس وعشرین درجۃ"^(۲) (جماعت کی نماز

(۱) حدیث: "مدا ولج"۔ کی روایت ابو داؤد (۳۲۸/۵ طبع حیدرآباد) نے کی ہے اس کی سند میں شرح ابن عیاضی و درویشی حدیث ابو مالک کے درمیان اختلاف ہے ابو داؤد حدیث ضعیف ہے دیکھئے تہذیب العیال (۳۲۹/۳۲۸/۳ طبع دارصادر)۔

(۲) حدیث: "صلاۃ الجماعة" کی روایت بخاری (۱/۳۱۲ طبع مستقر) اور مسلم (۳۲۹/۱ طبع مجلس) نے کی ہے الفاظ مسلم کے ہیں۔

(۱) مطالب اوئی امی ۲۵۸/۵، شرح فتح القدیر ۳۰۷/۳۔
(۲) حدیث: "لا یحل للمراہ"۔ کی روایت بخاری (۱/۳۱۲ طبع مستقر) کے ہے۔
(۳) حدیث: "کان ادا عرج"۔ کی روایت ابو داؤد (۳۲۹/۵ طبع عزت حیدرآباد) اور ترمذی (۳۹۰/۵ طبع مصطفیٰ لیبائی) نے کی ہے ورنہ مذکورہ کہا ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تہ نماز سے پچیس گنا افضل ہے) اور ایک روایت ہے: ”سبع وعشرین درجہ“ (ستائیس درجہ افضل ہے)۔

عورتوں کے حق میں گھر ہی میں نماز افضل ہے، اس لئے کہ حضرت ام سلمہ کی مرفوع حدیث ہے: ”خیر مساجد النساء گھر بیوتھیں“^(۱) (عورتوں کی سب سے بہتر مسجد ان کے گھروں کا اندرون ہے) اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صلاة المرأة في بيتها افضل من صلاتها في حجرة بيتها وصلاتها في مسجد غيرها“^(۲) (گھر میں عورت کی نماز گھر میں نماز سے افضل ہے، اور گوشہ میں نماز گھر میں نماز سے افضل ہے)۔ اور حضرت ام حمید ساعدیہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں ”پ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قد علمت وصلاتك في بيتك خير لك من صلاتك في حجرة بيتك وصلاة في حجرة بيتك خير لك من صلاتك في دارك، وصلاتك في دارك خير لك من صلاتك في مسجد قومك وصلاتك في مسجد قومك خير لك من صلاتك في جماعة“^(۳) (مجھے معلوم

ہے کہ خوابگاہ میں تمہاری نماز گھر میں نماز سے بہتر ہے، اور گھر میں تمہاری نماز مکان میں تمہاری نماز سے بہتر ہے، اور مکان میں تمہاری نماز اپنی قوم کی مسجد میں تمہاری نماز سے بہتر ہے، اور اپنی قوم کی مسجد میں تمہاری نماز جامع مسجد میں تمہاری نماز سے بہتر ہے)۔

نام نہادی کہتے ہیں: شہر کے لئے منتخب ہے کہ پٹی بڑی کو مسجد کی جماعت میں شرکت کی اجازت ہے اس سے کہ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لا تسمعوا اماء اللہ مساجد اللہ، ولكن ليحرجن وهن ثملات“^(۴) (اللہ کی بندہ یوں کو اللہ کے گھروں سے مت روکو، لیکن وہ اس طرح ہوں نہیں کہ وہ خوشبو ترک کئے ہوئی ہوں)، اور حضرت ابن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے: ”إذا استأذنکم نساؤکم بالبعيل إلى المسجد فاذنوا لهن“^(۵) (جب تم سے تمہاری عورتیں رات میں مسجد جانے کی اجازت چاہیں تو انہیں اجازت دے دو)۔

یعنی اگر عورت کے گھر سے باہر نکلنے اور جماعت میں شامل ہونے سے قند پیدا ہوتا ہو تو مسجد کی جماعت میں شامل ہونا عورت کے لئے حرام ہوگا، اور شوہر کو اس سے روکنے کا اختیار ہوگا اور اس پر اسے گناہ نہیں ہوگا، حدیث میں وارد عورت کو روکنے کی ممانعت کو خبیثہ تزبیہ پر محمول یا آیا ہے، اس لئے کہ گھر میں رہنے کا عورت پر شہر کا حق واجب ہے تو اس واجب کو وہ فضیلت کے لئے ترک نہیں کرے گی^(۶)۔

(۱) حدیث حضرت ام سلمہؓ: ”خیر مساجد النساء“۔ کی روایت احمد (۲۹۷/۱) طبع لیبیہ) نے کی ہے موطا نے فیض میں وہی سے نقل کیا ہے نہیں نے فرمایا کہ اس کی سند کو ٹھیک ہے (فیض القدیر ۳/۲۹۷ طبع مکتبۃ الجارید)۔
(۲) حدیث ”صلاة المرأة في بيتها“۔ کی روایت ابو داؤد (۳۸۳/۱) طبع سعید دہاس نے کی ہے نووی نے المجموع میں کہا ابو داؤد نے مسلم کی شرط پر صحیح سند سے اس کو روایت کیا ہے (۱۹۸/۳ طبع دارالاحیاء التراث العربیہ)۔
(۳) حدیث ”ام حمید“۔ کی روایت احمد (۳۷۱/۱) طبع لیبیہ) نے کی ہے اور ابن حجر نے اس کو حسن بتایا ہے جیسا کہ ثل لاوطار (۳/۱۶۱) طبع دارالکتب العلمیہ ہے۔
(۴) حدیث ”لا تسمعوا اماء اللہ“ کی روایت ابو داؤد (۳۹۷/۱) طبع عیسیٰ الحللی نے کی ہے اور نووی نے المجموع (۱۹۹/۳) طبع دارالاحیاء التراث العربیہ میں کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔
(۵) حدیث ”إذا استأذنکم نساؤکم بالبعيل إلى المسجد فاذنوا لهن“ کی روایت بخاری (۱/۲۷۷) طبع ۳۳ طبع انتقید) اور مسلم (۳۲۷/۱) طبع عیسیٰ الحللی نے کی ہے۔
(۶) روضة الطالبین ۱/۳۳۱، شرح المفیر ۱/۲۳۴، وقایہ ۱/۵۵، شرف الفقہ ۱/۵۵۵، المجموع ۳/۱۸۹۔

(۱) حدیث ”لا تسمعوا اماء اللہ“ کی روایت ابو داؤد (۳۹۷/۱) طبع عیسیٰ الحللی نے کی ہے اور نووی نے المجموع (۱۹۹/۳) طبع دارالاحیاء التراث العربیہ میں کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔
(۲) حدیث ”إذا استأذنکم نساؤکم بالبعيل إلى المسجد فاذنوا لهن“ کی روایت بخاری (۱/۲۷۷) طبع ۳۳ طبع انتقید) اور مسلم (۳۲۷/۱) طبع عیسیٰ الحللی نے کی ہے۔
(۳) روضة الطالبین ۱/۳۳۱، شرح المفیر ۱/۲۳۴، وقایہ ۱/۵۵، شرف الفقہ ۱/۵۵۵، المجموع ۳/۱۸۹۔

گھر میں نفل نماز:

۱۴- گھر میں نفل نمازیں پڑھنا مسنون ہے (۱)۔

حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”صلوا ایہا الناس فی بیوتکم، فإن أفضل صلاة الموء فی بیتہ إلا المكتوبة“ (۲) (لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو، انسان کی سب سے افضل نماز اس کے گھر کے اندر کی ہے، سوائے فرض نمازوں کے)۔

گھر میں نفل نماز کی افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ گھر کی نماز اخلاص سے زیادہ قریب اور ریا دکھاوے سے دور ہوتی ہے، اس لئے کہ اس میں عمل صالح کو پوشیدہ رکھا جاتا ہے جو عمل صالح کا اعلان کرنے سے افضل ہے۔

گھر میں نوافل ادا کرنے کی ایک طبع ارشاد نبوی ﷺ میں اس طرح آئی ہے: ”اجعلوا فی بیوتکم من صلاتکم، ولا تتخللوا قیوراً“ (۳) (اپنی کچھ نمازیں اپنے گھروں میں پڑھو اور آئیں قبرستان نہ بنادو) تو جس گھر میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا اور جس میں نماز نہیں پڑھی جاتی وہ گھر دیران قبر کی طرح ہے، اس لئے یہ نیت کی بات ہے کہ انسان اپنی نماز کا ایک حصہ اپنے گھر میں ادا کرے تاکہ گھر کو اللہ کے ذکر اور تقرب سے آباد رکھے، یہ مفہوم حضرت جابرؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”إذا قضی أحدکم الصلاة فی مسجده، فلیجعل لیثہ نصیباً من

(۱) المجموع ۴/۳۷۳۔

(۲) حدیث: ”صلوا ایہا الناس۔“ کی روایت بخاری (المصحح ۲/۲۱۳ طبع مترجم) نے کی ہے دیکھئے: المنی لابن قدامہ ۳/۱۴۔

(۳) حدیث: ”اجعلوا فی بیوتکم۔“ کی روایت بخاری (المصحح ۲/۱۲۳ طبع مترجم) اور مسلم (۱/۵۳۸ طبع عیسیٰ الماری الحلی) کے کی ہے۔

صلاۃ، فإن الله جاعل فی بیتہ من صلاتہ خیراً“ (۴) (جب تم میں سے کوئی شخص اپنی مسجد میں نماز پوری کر لے تو اپنی نماز کا ایک حصہ اپنے گھر کے لئے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں خیر فرمائے گا)۔

گھر میں اعتکاف:

۱۵- فقہاء کا اتفاق ہے کہ مرد کے لئے اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا جائز نہیں ہے، یعنی گھر کی وہ جگہ جو نماز کے لئے تیار و عدا حدہ کرنا ہی ہو۔

مالک، شافعیہ اور حنابلہ کی رائے ہے کہ عورت کے لئے بھی اسی طرح اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف جائز نہیں ہے، ان حضرات کا استدلال حضرت ابن عباسؓ کی حدیث سے ہے: ”سئل عن امرأة جعلت علیہا - نئی بذرت - فی تعتكف فی مسجد بیتہا، فقال: بدعة، وأنقص الأعمال إلى الله البدع، فلا اعتکاف إلا فی مسجد تقام فیہ الصلاة“ (ان سے یک یک خاتون کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کی نہ رہائی تھی تو آپؓ نے فرمایا: یہ بدعت ہے، اور اللہ کو سب سے ریا دہا پسند یہ عمل بدعات ہیں، لہذا اعتکاف صرف اسی مسجد میں ہونا جس میں مارتقام کی جاتی ہے)، اور اس لئے بھی کہ گھر کی مسجد حقیقتاً رحماً مسجد نہیں ہے۔

اور اگر ایسا جائز ہوتا تو امہات المؤمنین سے یوں جواز کے سے ایک بار ہی یہی ایسا یا ہوتا۔

حنفی کے نزدیک عورت کے لئے اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف

(۱) حدیث: ”إذا قضی“ کی روایت مسلم (۱/۵۳۸ طبع عیسیٰ الحلی) نے کی ہے۔

بیت ۱۶، البیت الحرام ۱

کرنا جائز ہے، اس سے عورت کے حق میں اعتکاف کی جگہ بھی ہے جہاں اس کی نماز افضل ہے جیسا کہ مرد کے حق میں یہ بات ہے۔ اور عورت کی افضل نماز اس کے گھر کی مسجد میں ہے، لہذا اعتکاف کی جگہ بھی اس کے گھر کی مسجد ہوتی، جیسا کہ فقہاء حنفیہ نے یہ بھی کہا کہ عورت کے لئے گھر میں اعتکاف کی جگہ سے باہر گھر میں ہی نکلتا جا رہا نہیں ہے، جیسا کہ حسن کی روایت میں ہے (۱)۔

البیت الحرام

تعریف:

۱- "البیت الحرام" کا اطلاق کعبہ پر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو "البیت الحرام" کہا ہے، ارشاد ہے: **حَاجِلَ اللّٰہِ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتِ الْحَرَامِ لِمَا فَاٰیَہَا لِلنَّاسِ** (۱) (اللہ نے کعبہ کے مقدس گھر کو انسانوں کے باقی رہنے کا اہم مقام دیا ہے)۔

کعبہ کو اس کی عظمت و شرف کے اظہار کے لئے "بیت اللہ" بھی کہا جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَطَهِّرَ الْبَیْتِ لِلطَّائِفِیْنَ وَالْقَائِمِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُودِ** (۲) (میرے گھر کو پاک رکھنا طواف کرنے والوں اور قیام، رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے)۔

اطلاق مسجد حرام، حرم مکہ اور اس کے ردیف کے نام مقامات تک پہنچتا ہے جن کے مقامات معروف ہیں (۳)۔

گھر میں رہنے کی قسم کا حکم:

۱۶- اگر کسی نے قسم کھائی کہ گھر میں نہیں رہے گا، اور اس کی کوئی نیت نہیں ہے، پھر وہ بالوں کے گھر، یا کیمپ یا خیمہ میں رہتا ہے تو اگر قسم کھانے والا شخص شہر میں رہتا ہے تو وہ حائث نہیں ہوگا، اور اگر قسم کھانے والا بیہات و گاہ کار رہتا ہے تو حائث ہو جائے گا، اس سے کہ بیت (گھر) اس جگہ قائم ہے جہاں رات نہ اڑی جاتی ہے، ورنہ یمن قسم کھائے، لے شمس کے عرفی مقصد سے "بیت ہوتی ہے، اور بیہات کے رہنے والے ہال کے بنے گھر میں رہتے ہیں، تو اگر قسم کھائے، لے شمس دیہاتی ہو تو حائث ہو جائے گا، نہ خلاف اس کے کہ قسم کھائے، لے شمس شہری ہو (کہ وہ حائث نہیں ہوگا) (۴)۔



(۱) سورۃ مائدہ ۹۷۔

(۲) سورۃ حج ۲۶۔

(۳) اقرطبی ۸/۱۰۴، تفسیر آیت: **لَمَّا فَاٰیَہَا لِلنَّاسِ**، لیسٹریٹوری لکچر "سورۃ توبہ ۲۸، دستور العلماء ۲۲/۳۰۶-۳۱، (علامہ الساجد للروایتی رحمہ ۵۹۵۸، تفسیر اقرطبی ۲/۲۷۰، اس کے بعد ۷ صفحات، تفسیر آیت: **مَنْ اَوَّلَ تَبَّتْ وَضِعَتْ**، (سورۃ آل عمران ۱۸، الاحکام السلطانیہ لاہور دی ۱۵۷، ۱۵۸)۔

(۴) فتح القدیر ۳/۳۰۹، شرح ابن عثیم ۲۵/۱، المجموع ۸/۸۰، کشاف القناع ۳/۵۲۔

(۵) ۱۴۰۰ھ میں ۱۷/۸ رد یکھئے "مسائل"۔

اہمیت الحرم ۲، بیت الخلاء، بیت الزوجیہ ۱-۲

جہاں حکم:

۲- اہمیت الحرم زمین میں اللہ کی عبادت کے لئے بنائی جانے والی پہلی مسجد ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ" (سب سے پہلا مکان جو لوگوں کے لئے وضع کیا گیا وہ وہ ہے جو مکہ میں ہے) (سب کے لئے ہدایت والا اور سارے جہان کے لئے رہنما ہے)۔

حضرت ابو ذرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زمین پر بنائی جانے والی پہلی مسجد کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "مسجد حرام" (۱)۔

کعبہ اور مسجد حرام کے حرام کے لئے دیکھئے: اصطلاح "کعبہ" اور "مسجد حرام"۔

بیت الزوجیہ

تعریف:

۱- "بیت" لغت میں گھر کو کہتے ہیں، "بیت الزوجیہ" آدمی کا گھر (۱)۔

"بیت الزوجیہ" ایسا متعین انفرادی مقام ہے جو بیوی کے لئے مخصوص ہو، جس میں شوہر کے باشعور افراد خانہ میں سے کوئی دوسرا شخص نہ رہتا ہو، گھر کا اپنا مخصوص دروازہ ہو، اور دیگر گھریلو سہولیات ہوں خواہ بیت کے اندر ہوں یا دار کے اندر، اور ان میں کسی دوسرے فرد کی شرکت بیوی کی رضا مندی کے بغیر نہ ہو (۲)، یہ شرط ان غریب لوگوں میں نہیں ہے جو بعض گھریلو سہولیات میں شریک ہوتے ہیں (۳)۔

بیت الخلاء

بیوی کی رہائش میں ملحوظ امور:

۲- تنہائی مفتی پر رے (۴)، تنہائی پر رے (۵)، یہ بھی شامل ہے کہ

دیکھئے "فتاویٰ ابن جبر"۔

(۱) لسان العرب، المصباح المہیر، المغرب، ۵: ۵۰۰، بیت۔

(۲) بیت الزوجیہ، بعض قوانین میں اس کے لئے "بیت الطاہر" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۶۶۳-۶۶۳ طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت، المیزان علی قرب المساک ۲/۵۳۳-۵۳۳، ۵۰۰، ۵۳۳۔

(۴) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۶۶۳، ۶۶۳ طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت، فتح القدیر ۲/۱۹۳، ۲۰۰ طبع دار احیاء التراث العربی۔

(۵) انہی وابن قدیر ۵/۵۶۹ طبع مکتبۃ المصاحف، کتب انتشار ۲/۶۰۰ طبع مکتبۃ المصاحف، مطالب علی انہی ۵/۶۱۶۔

(۱) سورہ آل عمران ۹۶۔

(۲) حدیث حضرت ابو ذرؓ مساکت رسول اللہ ﷺ کی روایت بخاری

صحیح ابن ماجہ ۳/۴۰۰ طبع المکتبۃ اور مسلم (۲/۴۰۰ طبع المکتبۃ) نے کی ہے۔

بیت الزہدیت ۳

عموماً عورت کی حالت کے نمایاں ہوں گے کہ وہ سماں زندگی ہے
نہ ہونے کا ہوا کمرہ ہوا کچھ اور (۱)۔

خبر کی خام روایت یہ ہے کہ صرف شوم کی حیثیت کا اعتبار یہ
جائے گا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ”اَسْكُنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ
سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ“ (۲) (ان (مطلعات) کو اپنی حیثیت کے
موافق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو)، اس آیت میں خطاب
شوموں سے ہے، حیثیت میں سے علماء کی بڑی تعداد اس کی قائل ہے،
اور امام محمد نے اس کی سرایت کی ہے (۳)۔

ثانیہ کا تیسرا قول بھی یہی ہے کہ بیوی کا گھر شوم کی مالی
حالت، نقلی اور متوسلہ حالت کے اعتبار سے ہوگا جس طرح فقہ میں
ہوتا ہے (۴)۔

بیوی کے گھر کے لئے شرائط:

۳- فقہاء کی رائے ہے کہ (۵) بیوی کے گھر میں مندرجہ ذیل امور کی
رعایت کی جائے گی:

(۱) شرح منہاج الطالبین و جامعہ فقہیہ بیوی ۳/ ۲۳ طبع مکتبہ المصنف، بیروت
الکتاب ۱۸۶۷ء طبع المکتب الاسلامی، لبنان۔

(۲) سورہ طلاق۔

(۳) ابن ماجہ ۲/ ۶۶۲-۶۶۳، فتح القدیر ۳/ ۲۳۷، ۲۰۷۔

(۴) الجہد ۲/ ۱۳۳ دار المعرفہ۔

(۵) رد المحتار علی الدر المختار ۲/ ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷

بیت الزہدیت ۳

لے۔ شوہر کے بے شعور بچے کے علاوہ شوہر کے دوسرے افراد خاندان سے خالی ہو، اس لئے کہ بیوی کو اپنے مخصوص گھر میں دوسرے کی شرکت سے ضرر پہنچے گا نیز سے اپنے سامانوں کے تین اطمینان نہیں ہوگا، ورنہ وہ اس شرکت اس کے لئے اپنے شوہر کے ساتھ رہنے پہنے میں رہا ہوتا ہے۔ "بیت الزہدیت" (بیوی کے خصوصی گھر) کے تعلق سے اس رائے پر فقہاء کا اتفاق ہے۔

لیکن وہ مکان جس میں بیوی کا مخصوص گھر بھی واقع ہے، اس مکان میں شوہر کے اقارب و شوہر کی دوسری بیویاں رہتی ہوں اور یہ بیوی ان کے ساتھ رہنے پر راضی نہ ہو تو فقہائے حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر مکان کے اندر بیوی کا ایسا علاحدہ گھر ہو جس کو بند کرنے کا ارادہ ہو اور اس گھر کے ساتھ دیگر سہولیات فراہم ہوں تو ایسا گھر بیوی کے لئے کافی ہوگا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایسی صورت میں مکان کے بقیہ حصہ میں شوہر کے اقارب کے رہنے پر بیوی کو اعتراض کا حق نہیں ہوگا، بشرطیکہ ان میں سے کوئی فرد بیوی کو اپنے اندر نہ چھوڑتا ہو، مثلاً، حنفیہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں شوہر اپنی دوسری بیوی کو بھی اس مکان میں رکھ سکتا ہے بشرطیکہ سہولیات (یعنی جن میں استیخانہ غسل خانہ وغیرہ) مشترک نہ ہوں، کیونکہ یہ سہولیات ہی بتکرار کا سبب بنتی ہیں (۱)۔

عائقی مسک بھی فی جہد یہی ہے (۲)۔

بعض حنفیہ کا ایک قول جسے ابن عابدین نے پسند کیا ہے، یہ ہے کہ بابت "ارکم رتبہ بیوی کے درمیان فرق کیا جائے گا، یعنی حیثیت اور مالدار بیوی کو تو پورا مکان علاحدہ دینا ہوگا، لیکن متوسط حیثیت کی بیوی کے لئے مکان کا ایک گھر کافی ہوگا (۳)۔

مالکیہ نے اس کی تفصیل کر کی ہے، وہ اسی جیسی ہے، جیسا کہ مناسب اشرح المکیر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سرراست کی ہے، وہ کہتے ہیں: بیوی کو حق ہے کہ شوہر کے اقارب مثلاً شوہر کے والدین کے ساتھ ایک مکان میں رہنے سے انکار کر دے، اس لئے کہ ایک ساتھ رہنے میں شوہر کے اقارب بیوی کی حالت سے آگاہ ہوں گے جس سے بیوی کو ضرر ہوگا، لیکن کم رتبہ بیوی ان کے ساتھ رہنے سے انکار کرنے کا حق نہیں رکھتی ہے، اسی طرح اگر ذی حیثیت بیوی پر شوہر کے گھر والوں نے اپنے ساتھ رہنے کی شرط لگا رکھی ہو تو اسے بھی انکار کا حق نہیں ہوگا، لیکن یہ اس صورت میں ہے جب ان اقارب کی نظر بیوی کی پوشیدہ چیزیں (مثلاً خیمہ وغیرہ) پر پڑیں پڑتی ہو، مالکیہ نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ شوہر اس کے ساتھ دوسری بیوی سے پتی چھوٹی اولاد کو رکھ سکتا ہے، اس صورت میں کہ بیوی کو بوقت دخول اس بچہ کا علم ہو، یا اس بچہ کی پرورش کرنے والا اس کے باپ کے علاوہ کوئی نہ ہو تو وہ بیوی کو بوقت دخول بچہ کا علم نہ ہو (۴)۔

مثالہ کہتے ہیں: اگر شوہر نے اپنی دوسری بیوی کو ایک مکان میں بسمہ لایا، ایک کو علاحدہ گھر میں، تو یہ درست ہے بشرطیکہ ان میں سے ایک کا گھر اس جیسی عورتوں کی رفاہ کے مثل ہو، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اس جیسی عورت کی رفاہ کے سے پورا مستحق مکان ہوتا ہو تو شوہر نہ پورا مکان، بلکہ آرام ہوگا (۵)۔

شوہر یا بیوی کا خاں خاں خود دو خاں بیوی کی جانب سے ہو یا شوہر کی جانب سے، مکان میں رہتا ہے، اس سے کہ اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے، اور خاں ایسا ہی فرما سکتا ہے جس کے سے بیوی کو دلچسپ جائز ہے جیسے کہ آراء عورت (۶)۔

(۱) اشرح المکیر صلی اللہ علیہ وسلم ۵۱۲، ۵۱۳۔

(۲) انہی ۲۶۷-۲۷۷، کتاب النکاح ۱۹۷۔

(۳) حاشیہ ابن عابدین ۲/ ۶۵۳-۶۵۵، شرح فتح القدر ۱۹۹، ۲۰۱، حاشیہ

(۴) رد المحتار ۲/ ۶۶۳۔

(۵) نہایت الح ۲۵۸، ۲۵۹۔

(۶) رد المحتار ۲/ ۶۶۳۔

مخصوص گھر میں رکھے (۱)۔

بیوی کے لئے اپنے مخصوص گھر سے نکلنے کی اجازت؟
اصل یہ ہے کہ بیوی کا شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے مخصوص گھر
سے باہر نکلنے کا حق نہیں ہے، لیکن مخصوص حالات اس حکم سے مستثنیٰ
ہیں۔ اس حالات کے سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، ایسی ہم حالتیں
مندرجہ ذیل ہیں:

الف- اپنے گھر والوں سے ملاقات:

۵- حنفیہ کے نزدیک رائج یہ ہے کہ عورت اپنے مخصوص گھر سے
اپنے ہفتہ اپنے والدین سے ملاقات کے لئے اور ہر سال اپنے محرم رشتہ
والوں سے ملاقات کے لئے نکل سکتی ہے خواہ اس کا شوہر اجازت نہ
دے (۲)۔

نیز بیوی اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی عیادت اور
جنازہ میں شرکت کے لئے نکل سکتی ہے (۳)۔

امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ بیوی اپنے والدین سے ملاقات
کے لئے ہر ہفتہ اپنے گھر سے اس صورت میں نکل سکتی ہے جب
والدین اس سے ملاقات کی قدرت نہ رکھتے ہوں، ورنہ مرد والدین
ملاقات کر سکتے ہوں تو بیوی میں نکلے گی (۴)۔

مالکیہ نے جائز قرار دیا ہے کہ عورت اپنے والدین سے ملاقات
کے لئے اپنے گھر سے نکل سکتی ہے، اور ہفتہ میں یک بار والدین سے

ب- بیوی کا گھر اس کی سوکن کی رہائش سے خالی ہو، اس لئے کہ
دونوں کے درمیان غیرت ہوتی ہے، اور سمارنے سے دونوں میں
خلاف و جنگ پیدا ہوگا، لہذا یہ کہ وہ دونوں ایک ساتھ رہنے پر راضی
ہو جائیں، اس لئے کہ حق انہی دونوں کا ہے (وہ اس پر راضی ہو سکتی
ہیں)، البتہ اس رضامندی کے بعد پھر رجوع (یعنی ماحدہ رہائش
کے مطالبہ) کا انہیں حق ہوگا۔

ج- بیوی کا گھر اچھے دیک پرہیزیوں کے درمیان ہو، ایسے
پرہیز جن کی شہادت قبول کی جاتی ہے تاکہ بیوی کو اپنی جان اور مال
کا اطمینان حاصل ہو، اس کا مطلب یہ ہوا کہ بغیر پرہیزیوں کے گھر
شرعی رہائش نہیں ہے اگر اسے اپنی جان اور مال کا اطمینان نہیں۔

د- بیوی کے گھر میں وہ تمام چیزیں ہوں جو ان جیسی عورتوں کی
زندگی کے لئے عموماً ضروری ہوتی ہیں، جیسا کہ گذرا اور گھر کی تمام
ضروری سہولیات ہوں۔

بیوی کے گھر میں شیر خوار بچہ کی رہائش:

۴- فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر عورت پر اپنے بچہ کو دودھ پلانا متعین
ہو جائے، یا اس نے شادی سے قبل دودھ پلانے کے لئے خود کو اس سے
پرہیز ہو پھر شادی کی ہو تو شوہر کو حق نہیں ہے کہ ۱۰۰۰ پلائے کے حاملہ
کو فسخ کر دے، اسی طرح اگر شوہر ۱۰۰۰ بیوی کو ۱۰۰۰ پلائے کی
اجازت دے رکھی ہو تو بھی معاملہ فسخ کرانے کا حق نہیں ہے، ان
دونوں صورتوں میں بیوی کا حق ہے کہ اپنے ساتھ شیر خوار بچہ کو اپنے

(۱) ابن ماجہ ۱۲/۲، جامع الترمذی ۱۳/۱۳، سنن ابی داؤد ۵/۲۷۳،
کشاف القناع ۵/۱۹۱۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۲/۳۵۹۔

(۳) البحر الرائق ۳/۲۱۲-۲۱۳ طبع دار المعرفہ۔

(۴) حاشیہ ابن ماجہ ۲/۶۷۳۔

= الدرر السنی علی الشرح الکبیر ۲/۵۱۰-۵۱۳، شرح الترمذی ۳/۲۷۳-۲۷۴،
الترغی ۳/۱۸۶-۱۸۷، نہایۃ الحاج ۷/۱۸۶، شرح منہاج الطالبین
۳/۷۲-۷۳، لمعۃ ۳/۱۶۳، کشاف القناع ۵/۱۹۱-۱۹۲، ۶۱۳،
مطالعہ اور منی ۵/۱۳۰، المنی و منی ۵/۵۶۹-۵۷۰۔

بیت الزواریہ ۶

شہد ہو، ان طرح اس کی عیادت اور ان کے جنازہ میں شرکت کر سکتی ہے شوہر شوہر ہو، نہ ہو، اور اس نے اپنے جانے سے پہلے نہ جازت دی ہو اور نہ منع کیا ہو، اور اگر اس نے جانے سے قبل منع کر دیا ہو تو عورت کے لئے نکاح جاز نہیں ہے، اور باہر نکلنے سے مراد سفر کے علاوہ نکلتا ہے، اور مرد ہم بولی سے مراد شوہر سے عدم موجودگی ہے۔^(۱)

حنبلہ نے اجازت دی ہے کہ بیوی اپنے شوہر کی اجازت سے اپنے والدین سے ملاقات کے لئے جاسکتی ہے، شوہر کی اجازت کے بغیر جانے کا حق نہیں ہے، اس لئے کہ شوہر کا حق واجب ہے جسے کسی غیر واجب امر کی وجہ سے ترک کرنا جاز نہیں ہوگا، خواہ ملاقات کا جو بھی جب ہو، اور شوہر کی اجازت کے بغیر صرف ضرورتاً نکل سکتی ہے، اور شوہر کو حق نہیں ہے کہ بیوی کو اپنے والدین سے ملاقات کرنے سے منع کرے، بلکہ یہ کہ اس کو ان حوال سے اس بات کا اندازہ ہو کہ بیوی سے والدین کے ملاقات کرنے سے ضرر حاصل ہوگا، تو ایسی صورت میں شوہر کو حق ہوگا کہ دفع ضرر کے لئے والدین کو بیوی سے ملاقات کرنے سے منع کرے۔^(۲)

ب- عورت کا سفر کرنا اور رہائشی گھر سے باہر رات گزارنا:
۶- حنفیہ، مالکیہ اور حنبلہ کے نزدیک عورت فرض حج کی ادائیگی کے لئے اپنے رہائشی گھر سے باہر نکل سکتی ہے، اور شوہر کو حق نہیں ہوگا کہ اسے رک دے، اس لئے کہ حج اصل شرع کی رو سے فرض ہے، اور

ملاقاتیں اجازت دی جانے کی شرط ہیں، ان کی دلت پر اطمینان ہو تو وہ وہاں ہوں اور اس کی حالت کو ممانعت پر ہی محمول کیا جائے گا یعنی اس پر اطمینان ہی کیا جائے گا جب تک کہ اس کے خلاف ظاہر نہ ہو جائے، اور اگر شوہر نے قسم کھائی کہ بیوی اپنے والدین سے ملاقات نہیں کرے گی تو شوہر کو اپنی قسم میں حانث بنایا جائے گا، بایں شوہر کا تاحی بیوی کو ملاقات کے لئے نکلنے کا حکم دے گا، اور جب وہ عملاً نکلے گی تو شوہر حانث ہو جائے گا، یہ اس صورت میں ہے جب اس کے والدین ان شہر میں رہتے ہوں، اگر وہ دور رہتے ہوں تو بیوی کو ملاقات کا حکم نہیں دیا جائے گا، اور بیوی کو والدین سے ملاقات کے لئے جانے کا حق اس صورت میں نہیں ہوگا جب شوہر نے اللہ کی قسم کھائی ہو کہ بیوی نہیں نکلے گی، اور اس جملہ کو مطلق رکھا ہو یعنی مخصوص ملاقات سے ممانعت کے بجائے مطلق نکلنے سے ممانعت کی قسم کھائی ہو، اور یہ اطلاق لفظ میں بھی ہو اور نیت میں بھی، پس شوہر کے خلاف فیصلہ کر کے اس کے نکلنے کا حکم نہیں دیا جائے گا، خواہ وہ اپنے والدین سے ملاقات کی درخواست کرے، اس لئے کہ جس صورت میں اس نے مخصوص ملاقات کی ممانعت کی اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شوہر بیوی کو ضرر پہنچانا چاہتا ہے، لہذا شوہر کو حانث بنایا جائے گا، یہ حد اس کے کہ اگر اس نے قسم میں عہدیت رکھی تو اس سے بیوی کو ضرر پہنچانے کا مقصد خلع نہیں ہوتا ہے، لہذا شوہر کے حد اس کے نکلنے کا فیصلہ کر کے شوہر کو حانث نہیں بنایا جائے گا، اور اگر اس کی دلت کے بارے میں اطمینان نہ ہو تو دوبارہ اس میں نکلنے کی خواہ وہ باہر نکلنے والی ہی کیوں نہ ہو، اسے کسی کا مل، اعتناء، خاتون کے ساتھ نکلے گی، اس لئے کہ نکلنے سے ہونے والا شکار بیوی کی^(۱)

نافعیہ نے اپنے معتد قول میں بیوی کو اجازت دی ہے کہ اپنے گھر والوں سے ملاقات کے لئے خواہ وہ محارم ہوں جاسکتی ہے جہاں

(۱) شرح منہاج الطالبین وحاشیہ عمیرہ ۹/۳۷۲، روح المعانی ۱۰/۱۹۸، ۱۶

(۲) کتاب النکاح ۵/۱۹۸، (اس کتاب میں طاعت کی غفلت سے مہموم الٹ گیا ہے اور والدین کی نیابت سے بیوی کو روکنے کا مہموم آگیا ہے جب کہ صحیح روایات ہے جو ہم نے پروردگار کی ہے جیسا کہ مسلک حنفی کی نگہ تمام کتب مراجع میں ہے، انہی ۱۱ بن قدامہ ۲۰۰ طبع مطبعہ المیوض المدینہ شرح ختمی ۱۱ روایت ۹۹۹، طالب بولی ۱۱ ۲۵۲۵۔

(۲) حاشیہ المدنی علی الشرح الکبیر ۵۱۲/۲ شرح الزکریا ۲۳۸، ۲۳۷۔

بیت انزویہ ۷-۹

صورت میں شوہر کے لئے مستحب ہے کہ بیوی کو جانے کی اجازت دے، تاکہ اس میں صدر جمی ہے اور شرکت سے بیوی کو روکنا قطع جمی ہے۔ نیز شوہر کی عدم اجازت یا وقت اس کی مخالفت پر بیوی کو آمادہ نہ رہتی ہے، بسبب کہ اللہ تعالیٰ نے پیچھے طریقہ سے زندگی گزارنے کا حکم دیا ہے لہذا شوہر کو چاہئے کہ بیوی کو نہ روکے۔^(۱)
مقابلہ نے اس صورتوں کے حکم کی سرحدیں کی ہے۔

۷- ضروریات کی تکمیل کے لئے مکان:

۹- جمہور فقہاء کی رائے میں بیوی کے لئے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے رہائشی گھر سے نکلا اس صورت میں جائز ہے جب بیوی کو کوئی اچانک ضرورت پیش آجائے اور قابل اعتماد شوہر یا بیوی کا کوئی محرم اس کو پورا نہ کرے۔

اسی طرح اپنی بعض لازمی ضروریات پوری کرنے کے لئے بھی نکل سکتی ہے جیسے مکان کے کسی حصہ سے یا مکان کے باہر سے پانی لانا، اسی طرح کھانا لانا وغیرہ ایسی ضروریات جن سے انسان بے نیاز نہیں ہوتا، اور شوہر اس ضرورت کی تکمیل نہ کرے، اسی طرح شوہر نے بیوی کو بڑی طرح مارا ہو، یا اسے قاضی کے پاس جا کر پناہ طلب کرنے کی ضرورت ہو تو بھی نکل سکتی ہے^(۲)۔

خفیہ نے صراحت کی ہے کہ اگر عورت کا گھر غصب کردہ ہو تو وہ اس گھر سے نکل سکتی ہے، اس لئے کہ مقصود گھر میں رہائش حرام ہے،

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۲/۳۵۹، ۶۶۳، احوال الدہلوی ج ۲/۳۸۶، ۳۸۷، تنبیہ المحتاج بشرح المنہاج ج ۲/۳۰۸، ۳۰۹، کتاب النکاح ج ۲/۵۷۵، مطالب اوّل ج ۱/۲۷۱، ۲۷۲، اسی لابن قدامہ ج ۲/۲۰۷۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ج ۲/۳۵۹، ۶۶۳، البحر الرائق ج ۲/۲۶۳، ۲۶۴، طبع دار المعرفۃ حاشیہ الدہلوی علی المشرع الکبیر ج ۲/۵۱۱، احوال الدہلوی ج ۲/۳۰۹، ۳۱۰، طبع دار المعرفۃ نہایت المحتاج ج ۲/۱۹۶، روحہ طائیں للہ وی ۹، ۶۱، کتاب النکاح ج ۲/۵۷۵، مطالب اوّل ج ۱/۲۷۱، ۲۷۲۔

اگر عورت نے شوہر کی اجازت سے نکلی حج کا احرام باندھ یا شوہر کو احرام نغمہ کرنے کا حق نہیں ہے، اس لئے کہ نکلی حج شریعتاً نہ ہے کے بعد پورا کرنا، جب ہوتا ہے^(۱)۔

شافعیہ کے نزدیک عورت شوہر کی اجازت سے حج کے لئے نکل سکتی ہے، اس لئے کہ عورت صرف شوہر کی اجازت سے ہی فرض یاصل حج کے لئے جاسکتی ہے^(۲)۔

ج- عتکاف:

۷- فقہاء کی رائے ہے کہ عورت مطلقاً مسجد میں اعتکاف کے لئے اپنے شوہر کی اجازت سے اپنے رہائشی گھر سے نکل سکتی ہے اور عتکاف کی مدت تک مسجد میں ٹھہر سکتی ہے^(۳)۔

د- محرم کی دیکھ رکھ:

۸- حناہ کے علاوہ جمہور فقہاء کا مذہب ہے کہ عورت اپنے محرم اقارب جیسے والدین، مہربوں کی دیکھ رکھ کے لئے اپنے رہائشی گھر سے نکل سکتی ہے، مثلاً، مریض کی تیمار داری، رعایات کے لئے نکل سکتی ہے، بشرطیکہ ان کی دیکھ رکھ کرے، ملا کوئی نہ ہو، انہیں اس عورت کی ضرورت ہو، عورت اس کی ضرورت کے قدرین کی دیکھ رکھ کرے، اسی طرح اگر عورت کے اقارب میں سے کسی کا احتمال ہو جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کے لئے وہ نکلے گی، اور اس

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۲/۳۶۱، ۶۶۳، شرح فتح القدیر ج ۲/۳۳۲، ۳۳۳ حاشیہ الدہلوی علی المشرع الکبیر ج ۲/۵۱۷، کتاب النکاح ج ۲/۳۸۵، اسی لابن قدامہ ج ۲/۵۳۱، کتاب النکاح ج ۲/۵۱۹۔

(۲) نہایت المحتاج ج ۲/۲۳۳، روحہ طائیں للہ وی ۹/۶۱۱ (۳) رد المحتار علی الدر المختار ج ۲/۴۹۲، شرح فتح القدیر ج ۲/۳۰۹، الدہلوی ج ۲/۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۵، نہایت المحتاج ج ۲/۴۱۸، روحہ طائیں للہ وی ۹/۶۱۱، کتاب النکاح ج ۲/۳۸۵، اسی لابن قدامہ ج ۲/۵۳۱، کتاب النکاح ج ۲/۵۱۹۔

بیت الزوہدیہ ۱۰

سکتی ہے جب گھریا اس کا کچھ حصہ انہدام کے قریب ہو اور اس کا اشارہ قرینہ پایا جا رہا ہو نیز شوہر کی اجازت سے وہ کسی علمی مجلس میں شرکت کے لئے جاسکتی ہے، شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں جاسکتی ہے۔

رباٹھی گھر میں رہائش سے بیوی کے نکاح کے اثرات:

۱۰۔ فتاویٰ کی رائے ہے کہ عورت اگر رہائشی گھر میں رہائش سے ملکہ نکاح کرے، خود گھر سے باہر نکلنے کے بعد وہاں رہائش سے نکاح ہوا بتدائی ہی اس گھر میں جانے سے نکاح کرے۔ جب کہ اس نے اپنا مقبل موصول کر لیا ہو، شوہر نے وہاں رہائش کا مطالبہ کیا ہو تو عورت کو عقد اور رہائش کا حق اس وقت تک نہیں ملے گا جب تک کہ وہ وہاں رہائش نہ لے لے، اس لئے عورت نے نکاح کر کے شوہر کا حق جس وقت برپا کرے کہ وہ سے عقد واجب ہوتا ہے، ابھد اسکی عورت ماہر مان قرار پائے گی (۱)۔



اور حرام سے زبرد جب ہے، اور اس صورت میں اس کا عقد ساقط نہیں ہوگا، یہی حکم اس صورت میں ہے جب عورت اپنے گھر میں جانے سے انکار کر دے (۱)۔

ثانفیع (۲) اور حنابلہ (۳) نے صراحت کی ہے کہ عورت اپنے رہائشی گھر سے باہر کام کرنے کے لئے نکل سکتی ہے اگر شوہر نے اس کی اجازت دی ہو، اس لئے کہ یہ حق خود ان دونوں کا ہے، اور ان دونوں سے نہیں نکل رہا ہے، عورت نے عقد نکاح سے قبل اپنے کو دودھ پلانے کے سے مدت پر دیا ہو پھر اس نے ثانی کی بیوی سے دودھ پلانے کے لئے وہ باہر نکل سکتی ہے، اس لئے کہ یہ عقد اجارہ صحیح ہے، اور شوہر اس اجارہ کو فسخ کرنے یا عورت کو رضاعت سے روکنے کا حق نہیں رکھتا جب تک کہ اجارہ کی مدت ختم نہ ہو جائے، اس لئے کہ عقد چارہ کے منافع کی ملکیت عورت نے شوہر سے نکاح سے قبل حاصل کی ہے اور ساتھ ہی شوہر کو اس کا علم تھا۔

ثانفیع نے صراحت کی ہے کہ عورت اپنے رہائشی گھر سے نکل سکتی ہے اگر سے کسی فاسق بیچور سے پنی جاں یا مل کا نام پیش ہو یا ماریت پر گھروینے والا شخص عورت کو گھر سے نکال دے، اسی طرح ثانفیع نے صراحت کی ہے کہ عورت شوہر کی مطلقاً اجازت سے کسی خرم کے ساتھ باہر اور سفر پر نکل سکتی ہے (۴)۔

حنفیع (۵) اور ثانفیع (۶) نے صراحت کی ہے کہ عورت اپنے رہائشی گھر سے شوہر کی اجازت کے بغیر بھی اس صورت میں نکل

(۱) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۶۳۶-۶۳۷، بحر الرائق ۳/۹۵۳، شرح فتح القدیر ۳/۹۶۱۔
 (۲) فتح المحتاج شرح المسماح ۸/۳۳۱۔
 (۳) کشاف الفتاویٰ ۵/۹۶۵، مطالب ولی المسئ ۵/۲۷۲، ۲۷۳۔
 (۴) مہیۃ المحتاج ۷/۹۶۱۔
 (۵) بحر الرائق شرح کفر بدقائق ۳/۳۱۲-۳۱۳۔
 (۶) نہیۃ المحتاج ۷/۹۶۱۔

بیت المال ۱-۲

ملک میں قبضہ و ثابت ہو، لیکن اس کا مالک متعین نہ ہو بلکہ وہ تمام لوگوں کا مال ہو، قاضی ماوردی اور قاضی ابو یعلیٰ کہتے ہیں: یہ ہر وہ مال ہے جس کے مستحق مسلمان ہوں، لیکن مسلمانوں میں سے کوئی اس کا مالک متعین نہ ہو، ایسا مال بیت المال کے حقوق میں سے ہے۔^(۱) پھر کہتے ہیں: اور بیت المال کسی جگہ کا نہیں بلکہ اس شعبہ کا نام ہے۔^(۲)

بیت المال

تعریف:

۱- بیت المال لغت میں یہی جگہ ہے جو مال کی حفاظت کے لئے بنائی گئی ہو خواہ وہ جگہ خاص ہو یا عام۔

جہاں تک اصطلاح کا تعلق ہے تو ”بیت مال“ مسکین اور ”بیت مال اللہ“ کے اطلاق ابتدائے اسلام میں ایسے مقام یا مکان کے لئے مستعمل ہوتے تھے جن میں اسلامی حکومت کے ”قانون عمومی“ ہونے والے مسائل غلام وغیرہ ان کے مصارف میں شریعت کے تحت حفاظت کے لئے رکھے جاتے تھے، پھر اس مفہوم کو بتائے کے لئے صرف ”بیت المال“ کا لفظ بولا جانے لگا، اور ”مطلق“ ”بیت المال“ ہونے سے یہی مفہوم مراد ہونے لگا۔^(۱)

بعد کے اسلامی ادوار میں اس لفظ ”بیت المال“ کا مفہوم مزید وسیع ہوا اور اس جہت و شعبہ کے لئے استعمال ہونے لگا جو مسلمانوں کے عمومی مال جیسے نقد و سامان اور اسلامی اراضی وغیرہ کا مالک ہوتا ہے۔

یہاں پر عمومی مال سے مراد ہر وہ مال ہے جس پر مسلمانوں کے

(۱) کتاب الخراج ص ۱۲۲ پر قاضی ابو یوسف کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دور میں اراضی امیر بہ بیت المال کے اموال میں شمار نہیں ہوتی تھیں، لیکن ابن ماجہ بن ویرمہ بن حنفیہ کے کلام میں صراحت ہے کہ یہ اراضی بیت المال کے اموال میں ہیں دیکھئے اصطلاح ”ارض خود“ اور اصطلاح ”ارضاد“۔

خلیفہ وغیرہ کے مخصوص اموال کے خزانے ”بیت مال الخلفہ“ (مخصوص بیت المال) کہلاتے ہیں۔

۲- ”یونان بیت المال“ اور ”بیت المال“ میں فرق ملحوظ رکھنا چاہئے۔ ”یونان بیت المال“ وہ ادارہ ہے جہاں آمد و رفتی و عمومی اموال کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے، یہ ماوردی اور ابو یعلیٰ کے نزدیک خدمت کا ایک یون (محکمہ) ہے، اس باتوں حضرت امیر کے عہد میں چار یون ہوتے تھے، ایک قوت کا، یون، دوسرا مال کا، یون، تیسرا آوریوں کا، یون، اور چوتھا بیت المال کا، یون^(۲)، یون کو بیت المال کے اموال میں تصرف کا اختیار نہیں ہوتا، اس کا کام صرف ریکارڈ رکھنے تک محدود رہتا ہے۔

یون دراصل خزانہ یا خزانہ کو کہتے ہیں، ابتدائے اسلام میں ایسے خزانہ کو کہتے تھے جس میں بیت المال سے خلیفہ پانے والوں کے کام و رزق

(۱) الاحکام اسلامیہ ص ۱۵۱ پطری ص ۲۳۵ انیس ۳۵۷، الاحکام اسلامیہ لقاضی ابی الحسن ماوردی ص ۲۱۳ طبع لکھنؤ، اس میں یہ ملاحظہ ہے کہ بیت المال کی اعتباری شخصیت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ اس کے نمائندوں کے توسط سے طبی شخص کا معاملہ کیا جائے گا، اس کا اپنا مالی ذمہ ہوگا جس کی مدد سے اس کے حق میں اور اس کے ویر حقوق ثابت ہوں گے، اس کی جانب سے اور اس کے خلاف دعویٰ دائر کیا جائے گا، اس کا نمائندہ پہلے امام المسلمین ہوتا تھا یا دوسرا شخص جس کے ذمہ وہ کیا گیا ہو، اور اب اس کا نمائندہ ویر مالیات یا متعلقہ وزراء ہوتا ہے۔

(۲) ماوردی ص ۲۰۳، ابو یعلیٰ ص ۲۲۲۔

بیت المال ۳

پرنکس یا جانا ہوتا، یوان میں ان کے ساتھ عقد مصاحبت و رال سے لے جانے والے پرنکس کی مقدار کا ذکر (۱)۔

اسلام میں بیت المال کا آغاز:

۳۔ بعض مراجع سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عمر بن خطابؓ نے بیت المال قائم کیا، ابن اثیر نے اس کا ذکر یہ ہے (۲)، لیکن بیشتر مراجع میں مذکور ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے مسلمانوں کے لئے بیت المال قائم کیا تھا۔

چنانچہ ابن عبد البر کی ”الاستیعاب“ اور ابن جریر کی ”تہذیب التہذیب“ میں معتبیب بن ابی قحطہ کی سوانح میں مذکور ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے انیس بیت المال کا ذمہ دار بنایا تھا (۳)، بلکہ ابن اثیر نے ایک دوسرے مقام پر ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو بکر کا ایک بیت المال خ کے مقام پر (مدینہ کے منہ فات میں) تھا، اور آپؓ میں سکنت رکھتے تھے، یہاں تک کہ جب وہ مدینہ منتقل ہو گئے تو ان سے کہا گیا کہ یہاں اس کی نگرانی کے سے کسی کو مامور نہ کر دیا جائے، آپؓ نے کہا: میں، چنانچہ آپؓ کے موالی مسلمانوں پر شرف کرتے تھے، تاہم ان میں کچھ بھی باقی نہیں بچتا، جب آپؓ مدینہ منتقل ہو گئے تو بیت مال اپنے گھر میں بنایا، جب حضرت ابو بکر کا انتقال ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے ماتہ و رس کو جمع کیا اور بیت المال کو خلائو اس میں یک دینار کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا جو تھیلے سے گر گیا تھا تو سبھوں نے حضرت ابو بکرؓ کے لئے

ہوتے تھے (پھر اس کے مفہوم میں توثیق پیدا ہوا جیسا کہ مذکور ہوا)۔

قاتب و یون کے فرض میں سے یہ ہے کہ بیت المال کے قوانین کی حفاظت کا لائن پرنکس کے مطابق کرے، نہ تو زائد ہو نہ رعایا پر ظلم ہو ورنہ کم ہو کہ بیت المال کا حق متاثر ہو (۴)۔

بیت المال سے متعلق امور میں قاتب و یوان کی ذمہ داری ہے کہ بیت المال کے قوانین و اس کے ٹیکسوں کی حفاظت کرے، قاضی ماہر کی و قاضی ابو یعلیٰ نے قاتب کی ذمہ داریوں میں چھ کام بتائے ہیں جو مختصر و رفتہ ذیل میں:

الف۔ کام کی سی قیمتیں کہ دوسرے سے متاثر ہو جائے، اور کام کے گوشوں کی تفصیل جن کے حکام مختلف ہوتے ہیں۔

ب۔ ملک کی حالت کا ذکر، آیا وہ طاقت کے ذریعہ فتح ہوا ہے یا صلح کے ذریعہ، اور ملک کی زمین کے مشری یا خراجی ہونے کی بابت تحقیقی طور پر کیا حکام طے پا رہے ہیں۔

ج۔ ملک کے شرف کے حکام کا ذکر، اور ملک کی ارضیاتی بابت طے شدہ امور، یہاں شرف مقدسہ ہے یا شرف طہیہ (زمین پر متعین و رسم کی شکل میں وظیفہ)۔

د۔ برعلاقہ کے بل و مرقدہ یہ میں ان پر جو کچھ متقرر کیا گیا اس کی تفصیل ذکر کرے۔

ه۔ اگر ملک میں معدنی وسائل ہیں تو معدنی اجناس اور حصص فی نقد کا ذکر، تاکہ اس سے نکلنے والے وسائل پر لی جائے وہی مقدار معلوم ہو۔

و۔ اگر ملک کی مرحدہ راجہ ب سے ملتا ہو اور ان کے ساتھ یونی مصاحبت کی رو سے دارالاسلام میں ان کے موالی کے داخل ہونے

(۱) لٹریچر دی ریس ۲۰۷، ج ۱، ص ۲۲۸۔

(۲) الکامل لابن اثیر ۲/۲۹۰ دارالحدیث المشرقیہ مقدمہ ابن خلدون: ۱۰۱

دیون الاعمال والجنایات ص ۲۲۲ طبع القاہہ۔

(۳) الاستیعاب بمائش ۵۵۳ ص ۲۵۵ طبع المکتبۃ النجاشیہ ۱۲۵۸ھ۔

(۴) حاشیہ التبعیہ علی شرح لکھنؤی سہ ۱۹۰ طبع مکتبۃ النجاشی۔

(۵) مہینہ ص ۳۳۔

بیت المال ۳-۵

رحمت کی دعا کی (۱)۔

کہتے ہیں: حضرت ابو بکرؓ نے حکم دیا تھا کہ ان کے نقد کے لئے بیت المال سے جو کچھ لیا گیا ہے ان کی وفات کے بعد وہ سب واپس رو دیا جائے (۲)۔

امام ابو یوسفؒ کی ”کتاب الخراج“ میں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے اہل حیرہ کے ساتھ اپنے معاہدہ نامہ میں لکھا: میں نے ان کے لئے طے کیا کہ ہر شخص جو کام کرنے کے قائل نہیں ہو جائے یا وہ کسی مسیبت کا شکار ہو جائے یا جو پستے تو مالہ رتھ سب قتیہ ہو جائے اور اس کے اہل نہ سب اس پر صدقہ کرنے لگیں، میں نے ان کا ہر یہ خوف کیا اور ان کی نیز ان کے اہل و عیال کی کفالت بیت المال سے کی جائے کی جب تک وہ درالاسلام اور دارالہجرۃ میں مقیم ہیں۔ اور میں نے ان پر شرط لگائی کہ ان چیزوں پر ان سے صلح ہوئی ہے وہ وصول کی جائیں یہاں تک کہ وہ سے بیت المال میں جمع کرادیں (۳)۔

۴۔ جس تک وہ زبوی کا تعلق ہے تو کتب سنت وغیرہ کے جن مراجع تک ہماری رسائی ہوگی ان میں مہذبوت میں اس فقہ ”بیت المال“ کے نام کا استعمال نہیں ملتا لیکن متعدد احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بیت المال کے کچھ کام اس وقت موجود تھے، اس سے کہ لی جس غنایم، صدقات کے وصول، موقوفہ کے لئے اہل مسلمان وغیرہ عمومی اموال، سناہدہ بھیجے جاتے، اور صرف خراج کے بہت تک محفوظ رکھے جاتے تھے (۴)۔

(۱) الکامل ۲/۲۹۰۔

(۲) الکامل ۲/۲۹۱۔

(۳) کتاب الخراج ص ۳۲-۳۵ طبع المکتبۃ ۱۳۸۲ھ۔

(۴) مسند احمد ۱/۵۹۹، الخراج لابن یوسف ص ۶۱، الترتیب الاداریہ

۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲۔

حضرت عمرؓ کے دور کے بعد سے تمام سہمی ۱۰۰ میں بیت المال کا عمل جاری رہا، یہاں تک کہ سب موجودہ جدید نظام کیا تو موجودہ دور میں بعض اسلامی ممالک میں بیت المال کا کام صرف کشیدہ اور لاوارث اموال کی حفاظت تک محدود رہ گیا اور بیت المال کے دورے کام وزارت مایات اور وزارت خزانہ انجام دینے لگے۔

بیت المال کے اموال میں تصرف کا اختیار:

۵۔ بیت المال میں تصرف کا اختیار صرف خلیفہ یا اس کے نائب کو ہے (۱)، اس لئے کہ امام ان امور میں مسلمانوں کا نائب ہے جن میں کوئی متعین شخص صاحب تصرف نہیں ہوتا، بیت المال کے حقوق میں تصرف کرنے والا ہر شخص امام کے اختیار سے اپنا اختیار حاصل کرتا ہے، ضروری ہے جیسا کہ رواج بھی ہے کہ خلیفہ کسی مانت در اور قدرت رکھنے والے شخص کو بیت المال کا ذمہ دار متعین کرے، خلیفہ کی نیابت میں بیت المال میں تصرف کرنے والا شخص ”صاحب بیت المال“ کہلاتا ہے، اور وہ خلیفہ کی جانب سے مفوضہ اختیار کے مطابق تصرف کرتا ہے۔

بیت المال کے اموال میں خلیفہ کو تصرف کے اختیار حاصل ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی و خواہش سے تصرف کرے گا جس طرح اپنے ذاتی مال میں تصرف کرتا ہے، اگر وہ ایسا کرتا ہے تو کہا جائے گا کہ بیت المال میں فساد آگیا ہے یا اس کا نظام درست نہیں رہا، اور ایسی صورت حال کے لئے مخصوص احکام ہیں جن کی تفصیل آ رہی ہے، ان اموال میں خلیفہ کا تصرف اس طرح ہوگا جس طرح خلیفہ کے مال میں ملی یتیم تصرف کرتا ہے، جیسا کہ حضرت عمرؓ نے خطاب کیا: اس مال میں میری حیثیت یتیم کے ملی ہے، اگر مجھے ضرورت میں رہی تو

(۱) جوہر الکلیل ۱/۲۶۰۔

بیت المال ۶

الف۔ زکاۃ اور اس کی ادا کی جیسے امام مہموں کرے گا خود مہوال
ظاہر کی زکاۃ ہو یا مہول باطلہ جیسے چھپنے والے یا نور پیدار نقد
اور سامان تجارت، مسلم تاجروں کے ہر شے جب وہ عاشر کے پاس سے پٹی
تجارت کا سامان لے کر گزریں۔

ب۔ منقولہ غنائم کا خمس، اور غنیمت اراضی و جانوروں کے حظ و سهم
مال ہے جو قال کے ذریعہ کفار سے حاصل ہو، چنانچہ اس غنیمت کا خمس
(پانچواں حصہ) بیت المال میں داخل کیا جائے گا تاکہ اس کے
مصارف میں خرچ کیا جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا
عَسَمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَأَنَّ السَّبِيلِ“ (۱) (اور جانے رہو
کہ جو کچھ تمہیں حاصل ہو سواں کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کے لئے
اور (رسول کے) قرابت داروں کے لئے یتیموں کے لئے اور
مسکینوں کے لئے اور مسافروں کے لئے ہے)۔

ج۔ زمین کے معادن سے نکلنے والے سونا، چاندی، ولولہ وغیرہ کا
خمس (۲) اور بٹایا ہے کہ سمندر سے نکالے گئے موتی، غیر وغیرہ میں
بھی اس کے مثل لازم ہوگا (۳)۔

د۔ رکار (۴) کا خمس، رکار وہ مال ہے جسے کسی انسان نے
زمین میں کھنڈیا ہو، یہاں اس سے مراد اہل جاہلیت اور کفار کے وہ
خزانے ہیں جو کسی مسلمان کو ملیں، تو اس کا خمس بیت المال کو دیا جائے گا
اور خمس کے بعد بقیہ مال پانے والے شخص کا ہوگا۔

ه۔ ٹی: یہ ہے وہ منقولہ مال ہے جو بغیر قتل، بغیر گھوڑوں
ہواریوں سے حملہ کے کفار سے حاصل ہو (۵)۔

نہیں لوں گا، ورنہ رست ہوئی تو معرفت کے مطابق کھاؤں گا اور
جب خوش حالی ہو تو وہ روہوں گا (۶) اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مال
میں وہ پٹی صوبہ کے مطابق ایسا تصرف کرے گا جو مسلمانوں کے
لئے بہتر و اس کے زیادہ منافع میں ہو، محض خواہش مرضی اور خود مرضی
سے تصرف نہیں کرے گا (۷)۔

قاضی ابویعلیٰ نے وضاحت کی ہے کہ امت کے امور میں امام کی
وہ ذمہ داریاں ہیں، ان میں لٹی اور صدقات کی حسب شرع وصولی،
وظائف و بیت المال سے دیگر اشراجات کی تعمیر و مرافقہ بلکل سے
پتہ ہوئے، اور تقدیم و تاخیر کے بغیر ان کی اپنے وقت پر
ادائیگی (۸)۔ اور امام کو یہ حق ہے کہ بیت المال سے ایسے لوگوں کو
نعمت دے جن سے مسلمانوں کو کھانا نامہ دیو اور دشمن کے خلاف
قوت حاصل ہو، و اس جیسے دیگر امور جن میں ممانعت ہو۔

ابتداءً اسلامی حکومت میں طریقہ یہ تھا کہ کسی شہر یا صوبہ کا عامل
(گورنر) امام کی جانب سے مقرر ہو کر بیت المال کے لئے وصولی اور
خرق میں امام کا نائب ہوتا تھا، اور اس کے لئے ضابطہ دیا جاتا تھا کہ
معتبر شرعی طریقہ پر تصرف کرے، یہ اختیار قاضیوں کو حاصل نہیں
تھا (۹)۔ اور بعض شہروں میں صاحب بیت المال شہر کے گورنر کے
بجائے برہنہ دست خفیہ کے ماتحت ہوتا تھا۔

بیت مال کے ذرائع آمدنی:

۶۔ بیت المال کے ذرائع آمدنی مندرجہ ذیل اصناف میں، ان میں
سے ہر ایک پر قبضہ کی نوعیت علاحدہ ہے جس کی تفصیل آ رہی ہے:

(۱) الخراج لابن یوسف ص ۱۷ طبع انتقادیہ

(۲) الخراج لابن یوسف ص ۶۰

(۳) الاحکام السلطانیہ لابن یوسف ص ۱۲۰

(۴) الاحکام السلطانیہ لابن یوسف ص ۵۲

(۱) سورۃ انفال ص ۳۱

(۲) ابن ماجہ ص ۳۳

(۳) الخراج لابن یوسف ص ۱۰۰، مسند ص ۲۷

(۴) الاحکام السلطانیہ لابن یوسف ص ۲۳۵، ابن ماجہ ص ۳۳۸، ح ۲۸ لائیں

بيت المال ۶

ان کی پیشکشیں

(۱) وہ راضی و جامد "مہینوں مسلمانوں کے خوف سے غلہ چھوڑ کر بھاگے"۔ یہ راضی و جامد "واقف ہوں فی جس طرح قال کے ذریعہ غنیمت میں حاصل راضی و واقف ہوتے ہیں، اور ان کے منافع ہر سال تقسیم کئے جائیں گے، شافعیہ نے اس کی صراحت کی ہے (۱)۔ اس مسئلہ میں اختلاف بھی ہے (دیکھئے جلد ۱)۔

(۲) وہ منقولہ اشیاء جو وہ چھوڑ کر چلے جائیں، ان اشیاء کو فوری تقسیم کر دیا جائے گا، ہفت فیس لیا جائے گا (۲)۔

(۳) کفار سے حاصل کیا گیا ثمن یا ایسی اراضی کی اہمیت نہیں ہے کہ مالک مسلمان ہو۔ ہر زمینیں کریمہ یہی مسلمان یا دہی کو دیا گیا ہو یا کسی اراضی کی اہمیت نہیں ہے کہ مالک اہل ذمہ کے قبضہ میں برقرار رکھا گیا ہو خواہ صلحاً برقرار رکھا گیا ہو یا یہ برحالت ان پر قبضہ کرنے کے بعد نہیں مالکان اہل ذمہ کو دے دیا یا ہو کہ وہ نہیں شریعت ادا کر سگے۔

(۴) جرینہ جزیہ وہ مال ہے جو مسلمانوں کے ملک میں رہائش کی وجہ سے کفار پر لازم ہوتا ہے۔ بائع اور قنڈرت رکھنے والے مرد پر ایک متعین مقدار مال بطور جزیہ واجب ہوتا ہے، یا پھر شہر پر لازم کیا جاتا ہے کہ ایک متعین مقدار ادا کی جائے، اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اسے جس پر جزیہ کی نیکی واجب نہیں ہے تو اس کی حیثیت جزیہ کی نہیں بلکہ مدد کی ہوگی۔ (۳)۔

(۵) اہل ذمہ کے مشرک: یہ وہ ٹیکس ہے جو اہل ذمہ سے ان کے
یہ سوال پر پیا جاتا ہے، جن کو تجارت کے لئے دوسرا شہر لاتے

$$= \frac{1}{2} \times 100 = 50\%$$

() تصدیق و علی شریح المصباح ۱۹۱۔

۳، تصدیق و اعتراف علی شریح انجمن ج ۳/۱۸۸-

۳۳ بعضی ۱۲۷۵-۵۰

تین یا چھ مہینے کے بعد دارالحرب سے دارالاسلام آتے ہیں، یہ دارالاسلام میں ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرتے ہیں، ہاں اہل قسۃ سے یہ یکس سال میں ایک مرتبہ یا جائے گا جب تک کہ وہ دارالاسلام سے نکل کر پھر وہاں لوٹ کر دارالاسلام نہ آئیں۔

ان طرحیہ مشران حربی تاجروں سے بھی لیا جائے گا جو مال لے کر سامان تجارت ہمارے ملک میں لائیں۔^(۱)

(۶) سوال جو حنیٰ صلیح کی رو سے مسلمانوں کو ادا کریں۔

(۷) مرتہ کا مال اُتر و قتل نہ دیا جائے یا مرجاے، ورنہ یتیم کا مال اُتر و قتل نہ دیا جائے یا مرجاے، ال و ثبوت کا مال وراثت میں نہیں تقسیم ہوگا بلکہ وہی ہوگا، خفیہ کے نزدیک مرتہ کے مال کے مسئلہ میں تفصیل ہے (۲)۔

(۸) ذمی کا مال اگر مر جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو، تو وہی طرح ذمی کا مال اس کے وارث کو دینے کے بعد جو بیچ جائے وہ بھی لی ہے (۳)۔

(۹) قتال کے ذریعہ غنیمت میں حاصل اراضی، یہ زراعتی اراضی ہیں، جن حضرات کی رائے کے مطابق جو ان کو مستحقین غنیمت میں تقسیم کئے جانے کے قابل نہیں ہیں (۳)۔

۰۔ بیت المال کی اراضی اور اس کی لٹاک کی پیداوار اور تجارت
و معاملہ کے منافع۔

رہے، تحائف اور مصالیا جو جہاں یا میزمنہ عام کی خاطر بیت

(۱) المدون حاشیہ من علیہ لکھتا ہے ۳۹/۴ اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۲) الدہ القادریہ حاشیہ ص ۲۰۰ شرح المہاج ص ۸۸، جوہر لائفل
۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲

(۳) شرح تصحیح ۱۳۶-۱۴۸، ۱۵۸، ۱۷۹، ۲۰۹، ۲۱۹، ۲۲۸، ۲۳۸، ۲۴۹

(۳) جوہر الکلیل ۱/۲۶۰، حاشیہ: الدرر المنثور علی المشرح الکبیر ۱۲/۱۹۰، نور مکی: اصطلاح "أرض حرم"۔

بیت المال ۶

لمال کو پیش کئے جائیں^(۱)۔

چوروں وغیرہ کے پاس سے ٹکس اور اس کا دغیرہ کوئی نہ ہو، یہ سے
اموال کو بیت المال میں داخل کر دیا جائے گا^(۱)۔

ک۔ ایسے مسلمان کا ترک جو مر جائے اور اس کا کوئی ورثہ نہ
ہو، یا اس کا وارث تو ہو مگر وہ پورے مال کا ورثہ نہ بنتا ہو (ب
اہل علم کے ہر ایک جو "را" کے قائل نہیں ہیں) اسی طرح وہ مقتول
جس کا وارث نہ ہو، اس کی بیت بیت المال میں داخل کی جائے گی،
اور اسے ثنی کے مصارف میں شریعہ یا جائے گا۔

اس نوٹ میں بیت المال کا حق شامیہ اور مالکیہ کے ایک طور
میراث ہے، یعنی بیت المال عصبہ بنتا ہے، حنفیہ اور حنبلیہ کہتے ہیں کہ
ایسے مال کو بیت المال میں طوراً داخل یا جائے گا بطور میراث
نہیں^(۲) (یعنی وارث)۔

ل۔ مال میں در صد اربعہ مال، زکوٰۃ دیا ہے، لے لے اس کے مال
کا ایک حصہ بطور مال یا جانا حدیث میں منقول ہے، سحاق بن ربیع
اور ابو بکر عبد اللہ بن ابی کے قائل ہیں، یہ منقول ہے کہ ایک شخص لٹکایا ہو
پھل یا دھڑپا یا اس سے اس کی قیمت کا، یا نانہان یا یا، یہ رائے
مالکہ، اسحاق بن راہویہ کی ہے^(۳)، ظاہر بات ہے کہ اس نوع کے
مال میں جب مال کے جائیں گے تو ان میں مصالح عامہ پر شریعہ
نیا جائے گا، اس طرح یہ مال بیت المال کا حق قرار پائے گا۔

منقول ہے کہ حضرت عمرؓ نے بعض گورنروں کے کچھ مالوں پر دیکھ کر
ضبطہ کر لئے تھے کہ ان کی گورنری کے جب ان کے یہاں خوشحالی آگئی
تھی، اس طرح کے مال بھی بیت المال میں داخل کئے جائیں گے۔

ح۔ وہ دہریہ جو یہ قاصیوں کو پیش کئے گئے ہوں جنہیں منصب
تقاضا کرتے سے پیشہ مدینہ پیشہ کے جاتے ہوں، یا اس منصب سے
پیشہ پیشہ تو کئے جاتے ہوں مگر مدینہ پیشہ کرنے والے کا کوئی مقدمہ
اس قاضی کے پاس رہے، صحت ہو، اسے مدایا کر دیا، یا پنے والے کو
واپس نہیں کئے گئے تو بیت المال میں واپس کئے جائیں گے^(۴)، اس
سے کہ نبی کریم ﷺ نے، من المظاہرہ کو دیا یا مدینہ واپس لے
لیا^(۵)۔

سی طرح وہ دہریہ جو اہل حرب کی جانب سے امام کو پیش کئے
جائیں، یا وہ دہریہ جو حکومت کے مال، گورنروں کو پیش کئے جائیں،
یہ حکم اس صورت میں ہے جب اس نے بھی یہ دینے والے کو اپنے
خاص مال سے نہ دیا ہو^(۶)۔

ط۔ وہ ٹیکس جو رعایا پر ان کے مفاہ کی خاطر فرض کئے گئے ہوں
نور و دوجہ کے سے ہوں یا کسی اور مقصد کے لئے، لیکن ایسا ٹیکس
لوگوں پر ہی وقت لگایا جائے گا جب بیت المال سے مدونہ مدت
پوری نہ ہوتی ہو، اور وہ کام ضروری ہو، ورنہ بصورت دیگر یہ آمدنی
غیر شرعی ہوگی^(۷)۔

ی۔ لا وارث مال، یہ مال ہے جس کا مالک معلوم نہ ہو جیسے
گھر کے پرانے سامان، امانت، رہن، ایسی قسم میں وہ مال بھی ہیں جو

(۱) انہی ۸/۵۰۷۔

(۲) روح المعانی، صفحہ ۳۳۸، شرح المساجد و صغیر القلیلی ۳۳۸، سما فی
۸/۵۰۷۔

(۳) حدیث "ان سبی احد من الناس" کی روایت بخاری (فتح
۲۴۰/۵ طبع المکتبہ) اور مسلم (۳۳۳/۵ طبع المکتبہ) کے ہے۔

(۴) الدر المنثور ۳/۲۸۰، الاطاب والہراق ۳/۳۵۸، دیکھئے فتاویٰ ابن
ابن ۳/۳۵۸، مکتبہ المدینہ ۳/۳۵۸۔

(۵) ابن ماجہ ۱/۵۷۳، الاحکام السلطانیہ لابی بکر ۲/۳۰۔

(۱) روح المعانی ۵/۲۷۹، متن غلیل و ۶/۲۷۹، الاطاب ۳/۵۹۰، ابن ماجہ
۲/۲۸۲۔

(۲) ابن ماجہ ۵/۲۸۸، فتح القدیر ۵/۲۷۷، شرح المساجد ۳/۳۶۷، ۱۳۷۷،
انہی ۵/۲۸۲، الاحکام السلطانیہ لابی بکر ۲/۳۰، مکتبہ المدینہ ۳/۳۵۸۔

(۳) انہی ۲/۵۷۳، ۵/۲۷۹، ۵/۲۷۹، ۵/۲۷۹۔

بیت المال ۷-۹

ارضی کے عشر، عاشر کے پاس سے گذرنے والے مسم ناجدوں سے وصول یا یا عشر، اموال بائدہ کی زکاۃ اگر عام نے اسے وصول کیا ہو۔ اس کے مصارف ہو آٹھ مصارف میں جن کی صراحت قرآن کریم نے فرمائی ہے۔ اس مسئلہ میں اختلاف و تنصیص ہے جس کے لئے اصطلاح زکاۃ لکھی جائے۔

ماوردی نے اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف نقل کیا ہے کہ اس مال کی مابت میں نوٹ کا اختیار حاصل ہوگا چنانچہ انہوں نے نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کی رائے میں یہ مال بیت المال کا حق نہیں، یعنی بیت المال کے ایسے مالک ہیں جن میں امام کو اپنے اختیار و بصواب سے تصرف کا اختیار حاصل ہے جس طرح کسی کے مال میں سے اختیار تصرف حاصل ہے، اس لئے امام اس مال کو مال کی طرح مصالح عام میں صرف کر سکتا ہے، اور عام شافعی کی رائے یہ نقل کی ہے کہ بیت المال میں زکاۃ کا مال مستحقین زکاۃ کے سے حفظ محفوظ رکھا جاتا ہے، جب مستحقین آجائیں گے تو انہیں زکاۃ کا مال دینا ضروری ہے، اگر مستحقین نہیں آجائیں تو اموال زکاۃ کو بیت المال میں محفوظ رکھا جائے گا، نہ بابت قدیم کی رہ سے محفوظ رکھنا واجب ہے، جب کہ جدید قول کے مطابق جائز ہے، انہوں مذہبوں میں فرق اس سے ہے کہ زکاۃ امام کو یا غرض ہے یا جائز، اس میں ان کی دو رائے ہیں۔

ابو یعلیٰ حنبلی نے نقل کیا ہے کہ اس مسئلہ میں امام احمد کا قول امام شافعی کے قول کی مانند ہے، انہوں نے اموال ظاہرہ کی زکاۃ میں یک رائے قول امام ابوحنیفہ کی مانند کر لیا ہے^(۱)۔

دوسرا شعبہ: خمس کا شعبہ:

۹- خمس سے مراد مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) الاحکام السلطانیہ للماوردی ص ۲۱۳ طبع ۱۳۲۷ھ الاحکام السلطانیہ
اولیٰ مئی ص ۲۳، ۲۴۔

بیت المال کے شعبے اور ہر شعبہ کے مصارف:

۷- بیت المال میں آنے والے اموال کے مصارف مشوع ہیں، اس میں سے بیش از حد اہناف ایسے ہیں کہ ان کو دوسری قسم کے مصارف میں خرچ نہیں کیا جاسکتا، اس لئے ضرورت ہوتی کہ بیت المال کے اموال کو اس کے مصارف کے لحاظ سے مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تاکہ اس مصارف میں خرچ کی ہوت ہو امام ابو یوسف نے صراحت کی ہے کہ بیت المال میں خرچ کے اموال زکاۃ سے علاحدہ رکھے جائیں گے، چنانچہ وہ کہتے ہیں: صدقہ (زکاۃ) اور عشر کے اموال کو خرچ کے مال میں نہیں مایا جائے گا، اس لئے کہ بیت تمام مسلمانوں کے لئے لپی ہے اور زکاۃ صرف ان لوگوں کا حق ہے جن کی تعیین اللہ نے قرآن کریم میں فرمادی ہے^(۱)۔

حنفی نے صراحت کی ہے کہ امام کی ذمہ داری ہے کہ بیت المال کی مدد کو چارہ دوں میں تقسیم کرے، دوسرے مالک کے قتلہ بھی فی الجملہ تقسیم اموال کے خلاف نہیں ہیں، حنفی نے کہا ہے کہ امام بیت المال کے چارہ دوں میں سے کسی ایک مد سے قرض لے کر، اگر وہوں کے مصارف پر خرچ کر سکتا ہے، میں جس مد سے قرض یا لیا ہے، اسے واپس کرنا ضروری ہے بشرطیکہ جس مد سے قرض لے کر دوسرے مد میں خرچ کیا گیا ہے قرض ۱۰ پنے ۱۰ لے گا مال اس دوسرے مد میں خرچ کرنا جائز نہ ہو^(۲)۔

۸- چاروں مد (شعبے) مل ہیں:

پہلا شعبہ: زکاۃ کا شعبہ:

۸- اس مد کے حقوق ہیں: چھ لے والے جانوروں کی زکاۃ، شری

(۱) بحر ج ص ۸۰۔

(۲) الدر المنثور و حاشیہ ابن ماجہ ص ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴۔

بیت المال ۱۰-۱۱

لے: منقولہ اموال غنیمت کا جس، ایک قول یہ ہے کہ غنیمت میں
لےنے والی جائیدادوں کا بھی جس مراد ہے۔

ب۔ پائے جانے والے خزانہ جاہلیت کا جس، اور ایک قول میں
سے رفاۃ کہا گیا ہے۔

ج۔ اموال کی کا جس، یہ امام شافعی کا ایک قول اور امام احمد کی
ایک روایت ہے، امام احمد کی روایت روایت اور مسلک حنفیہ و مالکیہ
یہ ہے کہ لی میں سے جس نہیں نکالا جائے گا۔

ا۔ ا۔ کے مصرف میں پانچ حصے ہوں گے اللہ اور اس کے رسول
کا حصہ قرابت و رواد کا حصہ، قیاموں کا حصہ، مساکین کا حصہ،
بن سبیل (مسافر) کا حصہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا: "وَأَعْلِمُوا
أَنَّمَا عُشَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي
الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَهِيَ السَّبِيلُ" (۱) اور جائے
رہو کہ جو کچھ تمہیں حاصل ہو سو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول
کے لئے اور (رسول کے) قرابت و رواد کے لئے قیاموں کے لئے
اور مسکینوں کے لئے اور مسافروں کے لئے ہے، یہ حصہ نبی کریم
ﷺ کی حیات میں لیتے تھے، آپ ﷺ کے بعد یہ حصہ امام کی
رئے کے مطابق مسدود کے مصالح میں خرچ کیا جائے گا، چنانچہ
اس حصہ کو "مردہ دکر ہوئے" لے لی کے مد میں متعلق کر دیا جائے گا،
بقیہ چاروں حصے ان کے مستحقین کے لئے بیت المال میں محفوظ رکھے
جائیں گے تاکہ ان پر خرچ ہو جائیں، ان حصوں کو امام مصالح عامہ
میں خرچ نہیں کرتا ہے (۲)۔

تیسرے شعبہ: راث موال کا شعبہ:

۱۰۔ یہ وہ قتل (کری پڑی چیز) وغیرہ دلاوارث موال ہیں جن کے

(۱) سورۃ انفار ۱۳۱۔

(۲) ابن ماجہ ۵۷۲، ابی داؤد ۴۰۶۱، الاحکام السلطانیہ لابی یحییٰ رحمہ اللہ، ۱۲۱،

۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵،

بیت المال ۱۲-۱۳

و۔ اس زمیں کا خرچ جو مسلمانوں کو خیمت میں ملی ہو، خود اس سے وقف شمار کیا جائے یا نہیں وقف۔

ج۔ سب خزانوں کا شمس جن کے مالک کا علم نہ ہو یا جن پر طویل زمانہ گزر گیا ہو۔

و۔ زمین سے نکلنے والے معدنی مسائل یا پٹرول، گیس، اور ایک قول یہ ہے کہ اس نوع سے وصول کی جانے والی شئی زکوٰۃ ہوئی، اس کی مقدار چالیسواں حصہ ہے، اور اسے زکوٰۃ کے مصارف میں صرف کیا جائے گا۔

ز۔ لا وارث مرنے والے مسلمان کا مال اور اس کی ویت۔
ح۔ رعایا پر رکائے گئے ٹیکس جو کسی متعین مقصد کے لئے نہیں کائے گئے ہوں۔

ط۔ تافیسوں، گورنروں اور امام کو پیش کئے گئے ہدایا۔
ی۔ غیر حنفی کی رائے کے مطابق سابقہ کے اموال (لا وارث اموال کا مد)۔

مال فی کے مصارف:

۱۲۔ اس کے اموال کا مصرف مسلمانوں کے عمومی مصالح میں، یہ اموال امام کے قبضہ میں رہیں گے، اور وہ اپنی صواب، یہ اجتہاد کے مطابق اس میں سے عمومی مصالح میں خرچ کرے گا۔

فقہاء جب علی الاطلاق دیتے ہیں کہ ملاں فقہ بیت المال سے دیا جائے گا، تو فقہاء کی مراد یہی چوتھا ہوتی ہے، اس لئے کہ صرف یہی عمومی مصالح کے لئے مخصوص ہے، برخلاف دوسرے مصارف کے، کہ ان میں خرچ کے مصارف متعین ہیں، ان کے علاوہ مصارف میں انہیں خرچ نہیں کیا جائے گا، ذیل میں بعض وہ مصالح ذکر کئے جاتے ہیں جن میں اس کے اموال صرف کئے

جائیں گے جیسا کہ فقہاء کے کلام میں مذکور ہوا ہے، اس میں تمام مصالح کا احاطہ واسطہ نہیں کیا گیا ہے، اس لئے کہ مصالح کی جماعت لا تعدلو ہیں، جو ہر زمانہ میں، ہر شہر، ملک میں بدلتی بھی رہتی ہیں۔

۱۳۔ چند اہم مصالح جن میں اس کے اموال خرچ کئے جائیں گے مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ عطیہ، یہ بیت المال میں ایک حصہ ہے جو ہر مسند کو دیا جائے گا خواہ وہ فوجی خدمت کے قائل ہو یا نہ ہو، یہ نایابہ کا ایک قوت ہے جسے صاحب معنی نے پیش کیا ہے، یہی شافعیہ کا ایک قوت ہے جو ان کے نزدیک خلاف اظہر ہے، امام احمد نے فرمایا کہ فی میں ہر فقیہ مسلمان کا حق ہے۔

اس قول کی ایک دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "مَّا أَكْفَأَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلَهُ وَالرَّسُولُ" (۱) (جو کچھ اللہ اپنے رسول کو (دوسری) بستیوں والوں سے بطور فیس دلو، وہ اللہ ہی کا حق ہے اور رسول کا)، پھر فرمایا: "لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أَحْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا، وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْقَادِرُونَ" (۲) (ان حاجت مند مہاجرین کا (یہ خاص طور پر) حق ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے جدا کر دئے گئے ہیں، اللہ کے فضل اور رضامندی کے طلبکار ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ ذائق ہیں)، پھر فرمایا: "وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يَحْتَوُونَ مِنْ هَٰذَا حَقٌّ لِّهِمْ" (۳) (اور (ان کا بھی حق ہے) جو درالامام و ریاء میں ان کے

(۱) سورہ ہشر ۷۱

(۲) سورہ ہشر ۷۲

(۳) سورہ ہشر ۷۳

بیت المال ۳۳

قبل سے تر اور پکڑے ہوئے ہیں محبت کرتے ہیں اس سے جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے) پھر فرمایا: ”وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ“ (۱) (اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو ان کے بعد آئے) بیت میں تمام مسلمانوں کو شامل کیا گیا ہے، اس لئے حضرت عمرؓ نے سورہ حشر کی ساریت کو پڑھنے کے بعد کہا: یہ یعنی حشر کی ساریت نے تمام مسلمانوں کا احاطہ کر لیا ہے۔ اور اگر میں زہد و ریا تو ”سہیمیر“ سے ایک چھوٹا سا گھر میں سے اپنا حصہ لے گا۔ جس کے لئے، سے پسینہ نہیں بہا پڑا (محنت نہیں کرتی پڑی)۔

حنابلہ کا دوسرا قول جو شافعیہ کا اظہار قول بھی ہے، یہ ہے کہ لئی کے مستحقین سرحدوں پر سورجہ بند مجاہدین، مسمیٰ افواج اور ان کے مصالح پورے کرنے والے افراد ہیں، یہ ان مصالح کے علاوہ ہیں جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

عربی و غیرہ جو راجدہ میں جہاد کے لئے تہذیب کو تیار نہیں رکھتے وہ اس میں کوئی حق نہیں ہے جب تک کہ وہ عملاً جہاد میں شریک نہ ہوں۔ اس قول کی دلیل صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت بریدہ کی حدیث ہے کہ ”ان النبی ﷺ کان اذا امر امیراً علی جمیع لومریة اوصاه فی حاجته بتقوی اللہ...“ (نبی کریم ﷺ جب کسی لشکر پر سربراہ کا امیر کسی کو مقرر فرماتے تو اسے اپنی ذات کے بارے میں اللہ سے ڈرنے کی وصیت فرماتے...)، اس حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ”ثم ادعهم الی الاسلام، فان احابوک فاقبل منهم وکف عنهم، ثم ادعهم الی التحول من دارهم الی دار المهاجرین، وانخبرهم انهم ان فعلوا ذلک فلیهم ما یتماحرون، وعلیهم ما علی المهاجرین، فان ابوا ان یتحولوا منها، فانخبرهم انهم یكونون کاعرب

(سورہ حشر: ۱۰)

المسلمین۔ یجری علیہم حکم اللہ الہی یجری علی المؤمنین، ولا یكون لهم فی الغیمة والقیء شیء، ولا ان یحاهدوا مع المسلمین“ (۲) (پھر نہیں سام کی دعوت دو، اگر وہ قبول کر لیں تو تم اس سے قبول کر لو، ورنہ نہیں چھوڑ دو، پھر نہیں پے ملک سے مہاجرین کے ملک میں منتقل ہونے کی دعوت دو، ورنہ نہیں بتاؤ کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو نہیں وہ سارے حقوق میں گے جو مہاجرین کے حقوق ہیں اور ان پر وہ دوسرا رتبہ ہوگی جو مہاجرین پر ہیں، اگر وہ منتقل ہونے سے انکار کریں تو نہیں بتاؤ کہ تب وہ مسلمان اور ان کی مانند ہوں گے، س پر اللہ کے وہ احکام جاری ہوں گے جو مہاجرین پر جاری ہوتے ہیں، ورنہ نہیں غنیمت اور لئی میں کوئی حصہ نہیں ہوگا، والا یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد کریں)۔

”کہا گیا ہے کہ شافعیہ کے نزدیک لئی کا پورا مال ان تمام لوگوں کے مابین تقسیم کرنا ضروری ہے جن کے وظائف اس سال بیت المال میں مقرر ہیں اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا جائے گا، اور نہ ہی مصالح کے لئے کچھ خرچہ اہم کیا جائے گا سوائے خمس الخمس (یعنی اللہ اور اس کے رسول کا حصہ) کے، لیکن شافعیہ کے یہ ایک تحقیق یہ ہے کہ بیت المال میں جن کے وظائف مقرر ہیں ان کی ضرورت کے بقدر دیا جائے گا، اور چاہے مال میں مصالح میں اضافہ ہو جائے گا (۳)۔

ب۔ اسلحہ، جنگی ساز، سامان، حفاظتی شیا، جہاد، مسلمانوں کے دشمن سے وفات کے اثرات۔

ج۔ ان مامورین کی تنخواہیں جن کی ضرورت مسلمانوں کو اپنے عمومی معاملات میں ہوتی ہے، جیسے قضا، محکمات، حدود و مانند

(۱) حدیث بریۃ ”کان اذا امر امیراً“ کی روایت مسلم (۳/۵۷۷) صحیح البخاری (۵/۱۸۹) نے کی ہے۔

(۲) شرح المہاجر ص ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶

بیت المال ۳۳

نہ جائے تو اسے اس سال کا حصہ دیا جائے گا مگر جو سال کے عشر
میں یا سال مکمل ہونے کے بعد نقد یا سونے تو اس کا خلیفہ اس کے
وارث کو دینا ضروری ہے (۱)۔

۱۔ بے س، لا وارث اور قیدی وغیرہ سے محتاج مسکینوں کی
ضرورت کی تکمیل، جن کے پاس نہ پناہ ہو جس سے اس پر خرچ
کیا جائے، نہ ان کے رشتہ دار ہوں جن پر ان کا نفقہ واجب ہو تو
بیت المال کی جانب سے ان کے نفقہ کی ذمہ داری ہے اور اگر خیرات سے
وہ محتاج کے اخراجات اور میت کی تدفین پوری کی جا میں، اسی طرح
ایسے شخص کی حمایت کی میت بیت المال سے کی جائے گی جس کے
مسلمانوں میں عاقلہ نہ ہوں یا اس کے عاقلہ تو ہوں مگر وہ مکمل یا بعض
اعضائی کے قائل نہ ہوں تو بیت المال فقیرانہ میت اسے گراں گاہی کی
طرف سے عاقلہ کی ذمہ داری پوری نہیں کی جائے گی، بعض ثنائیہ
نے وضاحت کی ہے کہ حمایت کرنے والے کا اثر بیت المال
کے خلاف قبول نہیں کیا جائے گا، جس طرح عاقلہ کے خلاف قبول
نہیں کیا جاتا ہے (۲)۔

۲۔ بیت المال سے اہل ذمہ پر خرچہ ذمی یا غیر ذمی کانفر کا
مسلمانوں کے بیت المال میں حق نہیں ہے، مگر اگر ذمی اپنی کمزوری
کی وجہ سے محتاج ہو گیا ہو تو اسے اس قدر دیا جائے گا جس سے وہ اپنی
بیماری دوائی (۳) نام ہو یوسف کی کتاب الخراج میں ہے کہ
حضرت خالد بن ولید نے اہل حمیر کو معاہدہ نامہ میں لکھ کر دیا تھا کہ جو
بزرگ شخص کام کے قائل نہ رہے، یا وہ کسی آفت کا شکار ہو جائے، یا وہ

کرنے والے لوگ، مفتیان، امیر، مودعین، مدرین اور اس
طرح کے وہ تمام لوگ جو اپنے آپ کو مسلمانوں کے مصالح کے
لئے فارغ کر لیتے ہیں، ان حضرات کی اور ان کے اہل و عیال کی
کفالت بیت المال سے کی جائے گی، اور اس کی مقدار میں زمانہ اور
ملاقا کے فرق سے فرق ہوتا ہے گا اس لئے کہ حالات اور رخ
بدلتے رہتے ہیں (۴)۔

یہ شخص ہیں، زمین کی حفاظت سے اہل بیت نہیں ہوئی، بلکہ یہ اہل بیت
کی طرح ہوئی اس سے نہ صرف وہاں جتنی حاجات پر اہل بیت لگائی
سرے سے جا رہیں ہیں (۵)۔

چھتر، زمین کے لئے مقدار متعین کر دی گئی ہو تو وہ اسی مقدار کا
مستحق ہوگا، ورنہ وہ اپنے جیسے، زمین کے زیادہ کا مستحق ہوگا بشرطیکہ
اس بیت لوگ صرف اہل بیت کے ساتھ کام کرتے ہوں (۶)۔

ان لوگوں کے مرقعات کے مطابق اگر بیت المال میں موجود نہ
ہوں تو یہ وظیفہ بیت المال پر قرض ہوں گے، اور بیت المال کو
مہبت دی جائے گی جس طرح تکلف کی صورت میں قرض میں
مہبت دی جاتی ہے، مگر اسے مصالح کا معاملہ اس سے علاحدہ
ہے وہ مصالح اسی وقت پورے کئے جائیں گے جب ان کی قدرت
ہو، بعد قدرت کی صورت میں وہ دینی نہیں رہیں گے (۷)۔

حنبلہ کے نزدیک رجب یہ ہے کہ اہل و عاقلہ جیسے فاضل، مفتی،
مدرس وغیرہ میں سے کوئی شخص سال ختم ہونے سے پہلے انتقال

(۱) ابن ماجہ ص ۲۸۰-۲۸۱، المعنی ۱/۲۷۶۔

(۲) ابن ماجہ ص ۲۸۲۔

(۳) الصحاح و حاشیہ القسیمی ص ۱۲۸، ۲۵۵، ۲۵۶۔

(۴) الاحکام المستطابہ لابن بطال ص ۱۳۶، شرح الصحاح ص ۲۹۶، ۳۹۷، جوہر
الاکلیل ۲/۲۷۱، الخراج لابن یوسف ص ۱۸۷، روح المعانی للحوذی
۱/۱۱۷، ۱۳۷، ۱۳۸۔

(۱) الدرر المختار ۳/۲۸۲۔

(۲) ابن ماجہ ص ۱۳۵، جوہر الاکلیل ۲/۲۷۱، القسیمی ۲/۲۹۲، ۲۵۳، ۲۵۴۔

۲۹۶، ۲۹۷، ۳۱۱، ۳۱۲، المعنی ۲/۲۷۶، شرح القسیمی ۲/۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴۔

الطالب ص ۲۸۳، ۲۸۴۔

(۳) ابن ماجہ ص ۲۸۲۔

بیت المال ۳۳

۱۔ بیت میں، ان سے ان کے موصوفہ کاموں میں غلطی ہو جانے جس کے نتیجے میں جان، عضو یا مال کا نقصان ہو جائے مثلاً تعزیر میں زیادتی کی وجہ سے مجرم کی موت ہو جانے تو اس کی دیت کا ضامن بیت المال سے لایا جائے گا۔

۲۔ موصوفہ کام امام یا کسی اور سے دہرائی گئی خصوصیت سے متعلق ہو تو ایسی صورت میں ضمان اس کے عاقلہ پر یا اس کے خاص مال میں جیسی صورت ہو، واجب ہوگا، اس لئے کہ ان کی غلطیوں مساوات زیادہ ہوتی ہیں تو اگر وہ خود ان کے عاقلہ اس کا بوجھ اٹھائیں تو یہ ان کے لئے مہلک ثابت ہوگا۔

یہ رے حنفیہ اور مالکیہ کی ہے، یہی حنابلہ کی اصح رائے ہے، اور شافعیہ کا قول یہ ظہر ہے، شافعیہ کا ظہر قول اور حنابلہ کے نزدیک صحیح کے بالمقابل قول یہ ہے کہ ضمان اس کے عاقلہ پر ہوگا، لیکن عہد نقصان لایا یا نہ لایا اتفاق نقصان کرنے والے پر مشروط ہوگا (۳)۔

۳۔ اس حقوق کی دہائی جہیں شرعاً سے اس کے مستحقین کے لئے تسلیم یا ہو، تو حد شرع کی رہ سے ان کی دہائی سی متعین نہیں ہوتی۔

اس کی مثال یہ ہے کہ اگر خوف کے راجح میں یہ مسجد عام میں یا نہی ثابہ اور کسی شخص کا قتل ہو جائے، رفاقل کا پتہ نہ چلے تو ایسے مقتول کی دیت بیت المال پر، جب ہوں، اس سے کہ حضرت علیؑ نے کہا: ”اسلام میں کوئی خون رائگاں میں جائے گا“ (۴)۔

(۱) ابن ماجہ ج ۳ ص ۱۹۰، الحدیث ج ۲ ص ۳۵۵، ۱۹۵۲، الحدیث ج ۲ ص ۳۰۸، یعنی ۳۲۸/۵۱۲/۸۔

(۲) یہ فرقہ لا یطیل فی الاسلام دم حضرت علی بن ابی طالبؑ کا قول ہے صاحب المغنی (۷/۹۱) طبع المیزان نے بغیر کسی کی جانب منسوب کے ذکر کیا ہے اس میں شک ہے کہ مکہ میں ازہام میں ایک شخص کا قتل ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اسلام میں خون نہیں

غنی رہا ہو پھر فقیر ہو جائے، اور اس کے مذہب ۱۰ لے اس پر صدقہ کرنے لگیں تو اس کا جز یہ معاف ہو جائے گا، اور اس کی بیعت اس کے گھر والوں کی کفالت بیت المال سے لی جائے لی سب تک وہ دہرائے اور دہرائے میں مقیم رہے، اسی کے مثل ابو سعید نے ”کتاب الاموال“ میں نقل کیا ہے (۱)۔

۱۔ بیت المال کے لٹی کے لئے کے مصارف میں کافروں کے ہاتھوں میں قید مسلمانوں کی رہائی بھی ہے، امام ابو یوسفؒ نے ”کتاب الخراج“ میں حضرت عمر بن خطابؓ کا قول نقل کیا ہے کہ ہر وہ مسلم قیدی جو کافروں کے ہاتھوں میں قید ہو اس کی رہائی کے لئے بیت المال سے خرچ کیا جائے گا، شافعیہ کا ایک قول یہ ہے کہ اس کی رہائی خود اس کے اپنے مال سے کرنی جائے گی، دیکھئے: ”اسری“۔

اسی کے مشابہ بعض شافعیہ نے کہا ہے کہ اگر غیر مالکول اللہ جانوروں کا مالک جانوروں کو چارہ فراہم نہ کرے، اور اس کے فتر کی وجہ سے اس کو بچہ بھی نہیں لایا جاسکتا ہو تو ان جانوروں پر بیت المال سے مفت خرچ کیا جائے گا، اسی طرح موقوفہ جانور کا چارہ بیت المال سے دیا جائے گا اگر اس جانور کی آمدنی سے اس کا خرچ پورا کرنا ممکن نہ ہو (۲)۔

۲۔ موسم میں ملک کے عمومی مصالح جیسے مساجد، راستے، پل، نہر اور مدرسے وغیرہ کی تعمیر اور نقصانات کی مرمت و اصلاح (۳)۔

۳۔ حکومتی ادارہ کے فرائض کی غلطی سے ہونے والے نقصانات کا صواب:

جیسے سربراہ، قاضی اور اسی طرح وہ تمام فرائض جو عمومی کام انجام

(۱) الخراج ج ۱ ص ۱۳۲، واسطی ص ۵۵۔
(۲) الخراج لابن یوسف ص ۱۹۶، الخراج ص ۸۷ جوہر الاکلیل ص ۲۶۰، ۲۷۰، ۲۷۲، تھیبی ص ۸۶، ۸۷، ۹۳، ۲۱۵، کتاب الخراج ص ۵۵۔
(۳) یعنی ص ۱۲۷، شرح المسماح ص ۹۵۔

بیت المال ۱۴-۱۵

فقراء اور زبیا و ضرورت مند ہوں تو یہی صورت میں امام کچھ مال تو اس شہر والوں پر خرچ کرے گا جہاں سے جمع کیا گیا ہے اور اگر مال ان امر متما جوں پر خرچ کرے گا (۱)۔

مقابلہ کی رائے ہے کہ اگر بیت المال پر حق کتب ہو جائے اور بیت المال کی استطاعت انہوں حق سے کم ہیں اس میں سے ایک حق سے رہ رہتہ انہوں حقوق میں سے یہ حق پر سرف یا جائے گا جس پر اگر اس وقت سرف نہ کیا جائے تو وہ بیت المال پر قرض ہو جائے گا جیسے فوج کے مخالف جنگی سامان اور سلع وغیرہ کی قیمت اس حق پر سرف نہیں یا جائے گا جو سہولت و مصمت کے طور واجب ہوتا ہے پیسہ راستہ وغیرہ (۲)۔

بیت المال میں زائد اموال:

۱۵- بیت المال پر واجب حقوق کی ادائیگی کے بعد بچے ہوئے زائد اموال کے بارے میں علماء کے تین رجحانات ہیں:

اول: شافعیہ کا مسلک ہے کہ زائد اموال کو ان لوگوں پر خرچ تقسیم کر دیا جائے گا جن سے مسلمانوں کو عام فائدہ پہنچتا ہے، زائد اموال کا خیر نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ مسلمانوں کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس وقت مسلمانوں پر وہ لازم ہو جاتی ہے، فقہ شافعی کی ”المسماق“ اور اس کی شرح میں ہے: زائد اموال ان بالغ مردوں پر تقسیم کر دیا جائے گا جن کے مخالف بیت مال میں مقرر ہیں، ان کے علاوہ وہ اس پر یا ان کی اولاد پر نہیں خرچ کیا جائے گا۔

قلیوبی کہتے ہیں: مقصد یہ ہے کہ بیت مال میں کچھ باقی نہ رہے۔

اور نبی کریم ﷺ نے عبد اللہ بن سہل انصاری کی وصیت اور فرمائی جب نہیں خیر میں قتل رویہ کیا و تافل کا پتہ نہیں چلے کا تھا، انصار نے قسمت کا نصف پینے سے انکار کر دیا تھا اور یہودیوں کی قسم کو انہوں نے قبول نہیں کیا تھا تو نبی ﷺ نے اس کی وصیت اپنے پاس سے اور فرمائی اس لئے کہ اس کا خون رائگاں جانا آپ کو پسند نہیں تھا (۱)۔

ی قسم میں لفظ کے اعلان کی نیت ہے قاضی اس سامان کے ملک کی حرمت بیت المال سے اس طور پر: ”اگرے گا کہ وہ نیت صاحب سامان پر قرض ہو (۲)۔“

بیت المال کے اخراجات میں ترجیحات:

۱۴- مالکیہ اور شافعیہ کی رائے ہے کہ آل نبی (سادات) پر سب سے پہلے خرچ کرنا مستحب ہے جن پر صدقہ حرام ہے، اس میں حضرت عمرؓ کی قضا ہے، کہ انہوں نے بیت المال سے آل نبی ﷺ کو سب سے پہلے دیا، پھر اس کے بعد ان مایان شہ کے عیالات پر خرچ کیا جائے گا جن سے مال جمع کیا گیا ہے، جیسے ان کی مساجد کی تعمیر، ان کی سرحدوں کی آباد کاری، ان کے تباہیوں میں کے مخالف، ان کے قرضوں کی ادائیگی، ان کی جنگیات کی وصیت کی ادائیگی، اور ان میں سامان بھر کی ضرورت کے قدر دیا جائے گا۔

جس شہ سے مال جمع کیا گیا ہے، اس کے علاوہ وہ شہ کے رائگاں نہیں ہے، تو حضرت عمرؓ نے بیت المال سے اس کی وصیت اور فرمائی، اس واقعہ کو مدد الزامی نے ”مستط“ (۱۰/۵ طبع مجلس اعلیٰ البند) میں نقل کیا ہے لیکن یہ حضرت علیؓ کا مکتبہ نہیں ہے۔

(۱) حدیث ”مجموع عبد اللہ“ کی روایت بخاری (۲۷۶/۲ طبع المکتبہ) اور مسلم (۱۳۹۳ طبع المکتبہ) نے کی ہے دیکھئے: انہی ۸۸/۸، الحدائق المجمع حاشیہ ۳۰۶/۵ ۲۰/۸ ۱۳۸۰/۲۰

(۱) جوہر المکمل ۱/۲۶۰، اقلیوبی ۳/۹۰، شرح المکبیر و حاشیہ ۲۰/۳۰۰۔
(۲) الاحکام السلطانیہ لابن قلیوبی ۲۳۷۔

بیت المال ۱۶

فوری ۱۱ انگلی سرمای جانے کی، جیسے کہ خوش حال شخص پردی کی فوری ۱۱ انگلی نہ دہری ہوتی ہے اور سرمایہ موجود نہیں ہے تو ۱۱ انگلی کا وجوب تو ہوگا لیکن مہلت دی جائے گی جس طرح تنگ دست پر ۱۱ انگلی میں مہلت دی جاتی ہے۔

۱۱ ہری نوٹ کے مصرف و میں جو بدل کے طور پر نہیں بلکہ مصدقہ اور سہولت کے طور مستحق ہوتے ہیں یہ استحقاق اس وقت ہوگا جب مال موجود ہو، لہذا جب مال موجود ہو تو یہ مصرف وجوب ہوگا اور مال موجود نہ ہو تو بیت المال سے اس مصرف کا وجوب ساقط ہو جائے گا، پھر اگر اس کا نہ رعایا ہو تو وہ مسلمانوں پر فرض کنیز کی قبیل سے ہوگا یہاں تک کہ کوئی شخص اسے انجام دے دے جس سے کفایت ہو جائے، جیسے حمار فرض کفایہ ہے، اور اگر اس کا ضرر عام نہ ہو جیسے قرض میں راستہ شاہ ارگنہ اور یونین لوگوں کو دھرو اور کار راستہ چھ مل جانا ہو یا کوئی کھانا خرچ ہو گئی ہو یا کھانا دہری کھانا ہو، تو جب مال نہ ہونے کی وجہ سے بیت المال سے اس کا وجوب ساقط ہو جائے گا تو تمام لوگوں سے بھی اس کا وجوب ساقط ہو جائے گا، اس سے کہہ رہے ہیں کہ ۱۱۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ کبھی کسی حد ثانی بیت المال میں کسی تنگی کی صورت پیدا ہوتی ہے، یعنی امام کے تحت کسی صوبہ کے بیت المال میں، تو اگر حلیہ نے اس صوبہ پر کسی کو گورنر مقرر کیا ہو اور وہاں کے مال شائع سے فوج کے وظائف پورے نہ ہو سکیں تو گورنر خیفہ سے درخواست کرے گا کہ وہ بیت المال سے ۱۱ جات مکمل کرائے نہیں اور صدقات کے اموال سے اس کے حلقہ میں ان کے مصرف پورے نہ ہو میں تو ایسی صورت میں ان کی تکمیل کے لئے خیفہ سے

دہم: خیفہ کا مسلک ہے کہ زائد اموال کو بیت المال میں آئندہ مسلمانوں کو پیش آنے والے کسی حادثہ کے لئے محفوظ رکھا جائے گا۔ سوم: امام کی صواب وید پر ہوگا، ثانیہ میں سے قلیہ بی نے کہا: محققین نے کہا ہے کہ امام کو اختیار ہوگا کہ زائد اموال محفوظ رکھے، ”جوہر الاظہار“ کے مصنف نے ”ائمہ“ سے نقل کیا ہے کہ لٹی میں مسلمان فقراء سے نماز یہاں جائے گا پھر جو کچھ باقی بچے اسے لوگوں میں بٹا دے اور تقسیم کر دیا جائے گا والا یہ کہ امام اسے مسلمانوں کی ”نہ پیش“ کے لئے ضروریات کے لئے محفوظ رکھنا چاہئے (۱)۔

بیت المال سے حقوق کی دہنگی نہ ہو سکے:

۱۶۔ ہری اور ابو یعلیٰ۔ اس صورت حال کی مناسبت کی ہے جس میں بیت المال سے حقوق کی دہنگی نہ ہو سکتے، ان دونوں کی تنگی کا حاصل یہ ہے کہ بیت المال پر تقسیم کے استحقاقات ہیں: دل: جس میں بیت المال کا رول صرف حفاظت ہے، جیسے ٹرس اور زکاۃ، اس مال پر استحقاق اس وقت ہوگا جب مال موجود ہو، لہذا اگر مال موجود ہے تو اس کے مصرف کو استحقاق ہوگا، اگر موجود نہیں ہے تو اس کا استحقاق نہیں ہوگا۔

دہم: جس میں خود بیت المال مستحق ہوتا ہے، یعنی خیفہ و مال ہے، اس کے مصرف و نوٹ کے ہیں:

یک: وہ مصرف جو بدل کے طور پر مستحق ہوتا ہے، جیسے فوجیوں کی تنخواہیں، و شر پرے گئے سبھی تنگی سامان کی قیمت، اس مصرف کے استحقاق میں مال کی موجودگی کا متنازعہ نہیں ہے، بلکہ یہ بیت المال پر لازمی حق ہے خواہ مال موجود ہو یا نہ ہو، لہذا اگر مال موجود ہوگا تو

(۱) الاحکام السلطانیہ للصادر فی ۲۵/۵/۱۳۲۵ لابی یعلیٰ ص ۷۳، دیکھئے شرح المنہاج و حلیہ اقلیوی ۱۹۱۳، ۲۱۵/۳۔

(۲) ہری ص ۵۵ طبع معطلی لکھنؤ، ابو یعلیٰ ص ۷۳، شرح المنہاج ص ۷۳، حلیہ اقلیوی ۱۹۱۳، ۲۱۵/۳۔

بیت المال ۱۷-۱۸

(اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منہ قرض لی پھر صدقات کے امت سے ان جیسا کہ اس فرمایا) یہ بیت المال کے صدقات کی آمدنی پر قرض ہوتا ہے (۱)۔

مظاہر نہیں رہے گا، اس سے کہ افواج کی تنخواہوں میں ان کی قدر کن بیت ضرورت ملحوظ ہوتی ہے، اور مال صدقات کے حقوق کا تعلق و اعتبار اموال صدقات کی موجودگی سے ہے (۱)۔

بیت المال کے اموال کا فروغ اور ان میں تصرف:

۱۸- بیت المال میں اخراجات کے مذکورہ بالا اختیارات کے علاوہ امام کو بیت المال کے اموال میں تصرف کا اختیار ہے، اس مسئلہ میں فقہی فائدہ یہ ہے کہ بیت المال کے اموال میں امام کی حیثیت یتیم کے مال میں ولی کی ہے، جیسا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا: میں نے اس مال میں اپنی ذات کو ولی یتیم کے مرتبہ میں رکھا ہے (۲)، لہذا بیت المال میں امام کو وہ تصرفات حاصل ہوں گے جو یتیم کے مال میں اس کے ولی کو حاصل ہیں۔

لیکن یہ فائدہ بالکل مطلق نہیں ہے، لہذا دونوں میں ہر رخ سے مشابہت ضروری نہیں ہے (۳)، اس کی دلیل یہ ہے کہ امام کو یہ بھی اختیار ہے کہ بیت المال سے عینت عطا کرے یا اس سے جاگیر

بیت المال پر دیون کے سلسلہ میں امام کے تصرفات: ۱- اگر بیت المال پر دیون آجائیں اور بیت المال میں ادائیگی کے سے اموال نہ ہو تو امام کو اختیار ہوگا کہ بیت المال کے ایک حصہ سے دہرے دے دے قرض لے حسب اس کی ضرورت کی ہے، کہتے ہیں: اگر اس میں جس کے لئے قرض یا ہے آمدنی آجائے قرض بندہ مذکورہ ایس کر دیا جائے گا، لایکہ صدقات یا اس غنائم سے اہل بیت ان پر صرف کیا گیا ہو اور دغریب ہوں تو اس صورت میں قرض نہیں نہیں کیا جائے گا، اس سے کہ اہل بیت (نہ پارتی یا یا ہے) اثر کی وجہ سے خود بھی صدقات کے مستحق ہیں، اسی طرح اہل بیت ان کے علاوہ دہرے لوگ مستحق مصرف ہوں تو ان پارتی کی صورت میں بھی قرض، بندہ مذکور قرض واپس نہیں کیا جائے گا (۴)۔

امام کو یہ بھی اختیار ہے کہ رعایا سے بیت المال کے لئے قرض یا عاریت حاصل کرے: "وفد استعار السبی منہ" درو عا لنجہاد من صفوا بن امیہ (۳) (نبی کریم ﷺ سے عا کے لئے صفوان بن امیہ سے زر میں عاریت لی تھیں)، "وامتسلف علیہ انصلاۃ والسلام بعیر" ورد مثله من اہل الصلفۃ (۴)

(۱) الاحکام السلطانیہ لابی بٹلی دس ۱۷، لیاوردی دس ۱۸

(۲) ابن ماجہ ۲۷، ۵۷، ۴۸۲

(۳) حدیث: "استعار السبی منہ" کی روایت ابو داؤد (۳۲۸) طبع عزت مجید دہلی (۳۸۳) طبع دکرۃ المعارف اہل بیت (۱) کے ہے حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے اور وہ بھی دے ان کی موافقت کی ہے

(۴) حدیث: "امتسلف علیہ الصلاۃ" کی روایت مسلم (۱۲۲۳) طبع انجمن اہل حضرت ابو رجح سے کی ہے

(۱) الاحکام السلطانیہ لابی بٹلی دس ۲۳

(۲) طبقات ابن سعد ۱۹۸، اخبار عمر بن الخطاب لابن کبری ص ۳۳۰

اخبار عمر بن الخطاب للطحاوی وادید دس ۱۳

(۳) نہایۃ الحکام ج ۵/۱۱۸

ہیت المال ۱۹

جو قرض دینا: ابن اثیر نے فرمایا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے بندگان کو چارہ قرض دیا تاکہ وہ اس سے تجارت کرے اور اس کی ضمانت ہو^(۱)۔

قرض لینے کے کام مقام ہی، ایسے لینے کی نیت سے شرف کرنا بھی ہے، ان میں سے لاوارث یا نور و غیرہ پر شرف کرنا بھی ہے تاکہ اسے ضائع ہونے سے محفوظ رکھا جائے، پھر جانور کے مالک سے اخراجات ہیت المال کو واپس دلایا جائے گا، اور اگر مالک معلوم نہ ہو تو جانور کفر و خست کر لیا جائے گا اور اس کی قیمت سے ہیت المال کا حق لے لیا جائے گا^(۲)۔

چاہیہ دے کر مالک بنا دینا:

۱۹- خلیفہ کی رائے ہے کہ امام ایسی ارغی جو کسی کی ملکیت نہ ہو ورنہ کسی وارث کے قبضہ میں ہو ظلم، غصب، غرضی کے بغیر مناصبت کے پیش نظر ایسے شخص کو جس سے مسلمانوں کو نفع، فائدہ ہو بطور جاگیر دے سکتا ہے جس طرح امام کو اختیار ہے کہ ہیت المال کے دھرمے موال سے عطا کرے، اس لئے کہ زمین اور مال ایک قسمی ہے، قاضی ابو یوسف نے ایسا ہی کہا ہے، اور دلیل یہ دی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے کسریٰ اور اہل کسریٰ کے موال کو ہیت المال کے لئے خاص کر دیا، اور اس شخص کا مال جو جنگ میں قتل کیا گیا ہو یا دار الحرب سے جلا ہوا مالاب یا جھاڑی میں مر گیا ہو اس کو خاص کر دیا، اس کا خرچ ستر لاکھ تھا تو اس میں سے جاگیر کچھ لوگوں کو عین کی جاتی تھی، ابو یوسف کہتے ہیں: اس کی حیثیت ایسے مال کی ہے جو نہ کسی کا ہو اور نہ کسی وارث کے قبضہ میں ہو، تو امام عادل کو اختیار ہے کہ اس

ہیت المال میں مذکور عمل صرف ضرورت کی بنا پر جائز ہے، بخلاف اہل حق میں یہ صاف ہے کہ متاخرین کے معنی بقول کے مطابق اس صورت میں ضرورت رہنا جائز ہے جب جاہلوں کی کوئی قیمت پر شریعہ نے کی پیشکش کی گئی ہو^(۳)۔

ب۔ جارہ: ہیت المال کی زمین پر، انکی وقف کے احکام جاری ہوں گے لہذا نہیں مدت پر دیا جائے گا جس طرح وقف کو اجرت پر دیا جاتا ہے^(۴)۔

ج۔ مساقات: امام کی طرف سے ہیت المال کے باغات پر مساقات (تیل پر درست دینا) درست ہے، جس طرح اپنے ربہ ولایت بچہ کے سے تصرف کا اختیار رکھے، لے کی طرف سے درست ہے^(۵)۔

د۔ عارہ: اس مسئلہ میں شافعیہ کا قول مختلف ہے کہ امام ہیت المال کے موال میں سے کوئی چیز عاریت پر دے سکتا ہے یا نہیں، اسوی سے اس نہیں، پر اس کے جواب کی رائے دی ہے کہ جب امام ہیت المال سے کسی کو عاریت دے سکتا ہے تو عاریت پر دینا بدرجہ اولیٰ درست ہوگا، اور مٹی سے بہا: امام کے لئے مطلقاً جائز نہیں ہے کہ ہیت المال کے موال کو عاریت پر دے جیسے کہ مٹی کو اپنے ربہ ولایت بچہ کے مال میں یہ اختیار نہیں ہے^(۶)، بقیہ بی بے بہا: بچہ اگر کسی سے ہیت المال سے کوئی چیز عاریت پر لی اور وہ اس کے ہاتھ میں ملاک ہوئی تو اس پر عہد نہیں ہوگا، اگر ہیت المال میں اس کا حق ہو، اور اس کو عاریت کا نام دینا بھی رہے^(۷)۔

(۱) ابن ماجہ میں والدر اختیار ۲۵۵، ۲۵۸۔

(۲) ابن ماجہ میں ۳۷۷۔

(۳) حاشیہ القسیمی علی شرح المسماح طبعووی ۱۱۳۔

(۴) مہدیہ المحتاج ۵/۱۱۸۔

(۵) حاشیہ شرح المسماح ۲۰۳۔

(۱) اکال ۲۹۳۔

(۲) جوہر الاکلیل ۲۲۰۔

بیت المال ۲۰

ج۔ وہ اراضی جن کے مالکان فوت ہو گئے ہوں اور کوئی ایسا وارث نہ ہو جو صاحب فرض یا عصبہ ہونے کی حیثیت میں اس اراضی کا مستحق ہوتا ہو، امام شافعی کے اصحاب کی اس مسئلہ میں دو رائے ہیں:

پہلی رائے یہ ہے کہ ایسی اراضی وقف ہوں گی، اس رائے کی رو سے اس اراضی کو بیچنا اور جائیداد بنا کر نہیں ہے اور یہی رائے یہ ہے کہ اس وقت تک وقف نہیں ہوں جب تک امام نہیں وقف نہ کرے، اس رائے کے مطابق امام کے لئے جائز ہے کہ نہیں مالکانہ جائیداد سے جس طرح ان کو فروخت کرنا جائز ہے۔

ایک تیسرا قول یہ ہے کہ اس کو بطور جائیداد بنا کر نہیں ہے، اگرچہ اس کو فروخت کرنا جائز ہے، اس سے قطعاً ایک معاوضہ ہے اور جائیداد بنا کر ایک صلہ و انعام ہے، اور قیمتیں جب نقد ہو جائیں تو ان کا حکم عیال کے سلسلہ میں اصول ثابتہ (غیر مقولہ اشیاء) کے حکم سے ملاحدہ ہوتا ہے، اس طرح دونوں میں فرق ہو گیا، اگرچہ ان دونوں میں فرق بہت معمولی ہے (۱)۔

مالیہ کے ایک یہی حکم اس کو زمین کا ہے جو جبر حاصل کی گئی ہو، ایسی زمین کو مالکانہ جائیداد بنا کر امام کے لئے جائز نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمین میں محض قبضہ و غلبہ سے ہی وقف ہوئی ہوگی (۲)، مالیہ کے ایک ہمیں یہ مسئلہ میں یاد رکھنا چاہیے کہ مالکانہ کے فوت ہو جانے کی وجہ سے بیت المال میں وقف ہونے والی زمین میں مالکانہ جائیداد بنا کر جائز ہے یا نہیں؟

انتفاع و استفادہ کے لئے جائیداد بنانا:

۲۰۔ امام کے لئے جائز ہے، اگر وہ مصلحت سمجھتا ہو کہ بیت المال کی

میں سے نعمات و رخصت یہ لوگوں کو دے جن سے امام کو فائدہ نہ ہو، اس کا بدینہ سے یہ بات نقل کی ہے اور کہا ہے: یہ اس بات کی صراحت ہے کہ جائیدادیں کبھی تو غیر آباد اراضی سے ہوں گی اور کبھی بیت المال سے، یہ لوگوں کے لئے جو بیت المال کے مصارف میں سے ہوں، جیسا کہ امام جہاں مصلحت محسوس کرے مال، اسے مقرر ہے اور جسے جائیداد بنائی ہے وہ زمین کا مالک ہوگا، اس لئے اس زمین سے خریدا جائے گا اس لئے کہ وہ صدقہ کے درجہ میں ہے (۳)۔

ثانیہ اور تیسری رائے جیسا کہ ماوردی اور ابو یعلیٰ نے اس کی تفصیل کی ہے یہ ہے کہ اراضی بیت المال کی تین قسمیں ہیں:

الف۔ ایک وہ اراضی جو امام نے خمس کے طور پر یا اہل خیریت کی رضا مندی سے بیت المال کے لئے اپنایا ہو جیسا کہ حضرت عمرؓ سے کسریٰ اور اس کے اہل کی اراضی خاص کر لیا تھا، اور اس میں کسی کو جائیداد نہیں دی، پھر جب حضرت عثمان غنیؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس میں سے جائیدادیں اور اس میں سے فنی کا حق وصول کیا، ماوردی نے کہا: اس کی حیثیت اقطاع اجارہ (بطور کرایہ جائیداد بننے) کی تھی نہ کہ قطع تصدیک (بطور ملکیت جائیداد بننے) کی، اور اس کو بطور ملکیت جائیداد میں بنانا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اس سے بیت المال کے لئے حاصل کے جائے کے بعد وہ تمام مسلمانوں کی ملکیت ہوئی، لہذا اس پر نئی وقف کا حکم جاری ہوگا۔

ب۔ راضی شریعتی کو اس کا مالک بنانا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اراضی خرچ کا کچھ حصہ وقف ہے، جس کا خرچ اہمیت ہے، اور کچھ حصہ ان کے مالکان کی ملکیت ہے جس کا خرچ ہر چیز ہے۔

(۱) الاحکام السلطانیہ لا ماوردی ص ۱۹۳-۱۹۵، والی علی ص ۴۰۳۔

(۲) الشرح الکبیر صحیحہ الدسوقی ص ۶۸۳۔

(۳) الشرح لا ابیوسف ص ۵۷، ۵۸۔

(۴) رد المحتار ص ۲۹۵۔

بیت المال ۲۱-۲۴

بیت المال کے حقوق بیت المال میں، نے سے قبل
ملیت میں دے دینا:

۲۲- خلیفہ کا مذہب یہ ہے کہ امام کو اختیار ہے خرچ کو مالک کے
لئے چھوڑا۔ بشر کو نہیں، پھر امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ خرچ
مالک کے لئے حال ہوگا بشرطیکہ مالک ایسے لوگوں میں شامل ہو جو
بیت المال سے کچھ بھی استحقاق رکھتے ہیں، ورنہ مالک اس کو صدقہ
نہ ملے گا۔

۲۳- رابر امام نے مشر وغیرہ اسواہ زکاۃ چھوڑ دیا ہو اور وصول نہ کیا
ہو تو اس کے لئے بالاجہاز جائز نہیں ہوگا، اور مالک خود سے انہیں
فقر اور غیر مصارف زکاۃ پر خرچ کرے گا^(۱)۔

بیت المال کے دیون:

۲۴- بیت المال کے دیون افراد کے ذمہ میں ثابت ہوتے ہیں،
جس امر امام نے عام رعایا پر یا کسی خاص طبقہ یا کسی شہر والوں پر ان کی
معاہدہ کی خاطر کچھ وصول لازم یا ہو، جیسے فوج کی تیاری یا قیدیوں کی
رہائی اور جیسے نوکداری، نہروں کی کھدائی کی امداد، تو امام کی
طرف سے لازم ہے مگر مال کو خس نے "نہیب ہواں کے ذمہ میں
وہ مال بیت المال کے واجب دین کے بطور باقی رہے گا، اور اس مال
کی ادائیگی سے ربر ان کے لئے جائز نہیں ہوگا^(۲)۔

بیت المال کا انتظام اور اس کا بٹاؤ:

۲۵- بیت المال کا انتظام، رست تسلیم یہ جائے گا جب امام عادل
ہو، مال کو حق کے ساتھ وصول کرنا ہو، مستحق جگہ پر خرچ کرنا ہو، اور

راضی یا اس کی جامدات میں سے کچھ لوگوں کو تعاون کے طور پر یا نفع
حاصل کرنے کے لئے جاگیر دے، مالکیہ نے کہا: پھر امام نے جبراً
حاصل کردہ زمین جو جاگیر میں دی ہو، ربری متعین شخص کو، یا ہوتا اس
کی موت سے جاگیر ختم ہو جائے گی، ربری متعین شخص ہر اس کی ملا،
اور اس کی نسل کے لئے دیا ہوتا اس کے مرنے کے بعد اس کی ملا،
اس جاگیر مستحق ہوں، عورت کو مرد کے ہمہ ملے گا۔

وہ کہتے ہیں: "رفاق، رصاء، ررض حوزہ"، ررض مالکیہ نے اس
جیسی راضی کو وقف بتا دیا ہے^(۳)۔

بیت المال کی جامدات کا وقف:

۲۶- خلیفہ نے ذکر کیا ہے کہ امام کے لئے بیت المال سے وقف کیا
جائز ہے، پھر انہوں نے کہا: اگر سلطان نے بیت المال کے وکیل سے
راضی ہو رکھتے خرید ہو تو اس کی شرائط کی رعایت ضروری ہے، اور اگر
بیت المال ان کو وقف کر دیا ہو تو شرائط کی رعایت واجب نہیں ہے^(۴)۔
شافعیہ نے جیسا کہ عمیر ورمسی نے غل کیا ہے، بیت المال سے
امام کے وقف کرنے کی رائے دی ہے، وہ کہتے ہیں: اس لئے کہ امام
کو بیت المال سے کسی کو ملکیت دینے کا حق ہے، اور جیسا کہ حضرت
عمرؓ نے سو وخرق کی راضی میں کیا تھا کہ انہیں مسلمانوں پر وقف کر دیا
تھا^(۵)۔

وہ کہتے ہیں: "رصاء"۔

(۱) ابن ماجہ ص ۲۶۱، ۲۵۹، الفہرست ص ۲/۵۱۳، ۱۵۰، رسالہ
اخیرہ، المال فی حکم ما وجب وارصد من بیت المال للحموی، المشرح الکبیر وجامعہ
الدینی ص ۱۸، جامعہ اسلامیہ علی شرح المساج ص ۹۲، الفہرست ص ۵۲۶،
جامعہ المساج ص ۵۶۳، ۵۶۴، حکام السلطانیہ للماوردی ص ۹۶، ۱۱۸،
یعنی ص ۹۔

(۲) ابن ماجہ ص ۱۸۔

(۳) حاشیہ عمیرہ وقلیوب علی شرح المساج ص ۱۸، ۹۷، ۱۰۹، الفہرست ص ۱۱۸۔

(۱) ابن ماجہ ص ۵۷۔

(۲) ابن ماجہ ص ۵۷۔

بیت المال ۲۵

کا پانی اتر جانے سے جو زمین کھل جائے اس میں اگر کوئی بھتی کرے تو اس پر اس کی اجماع مسلمانوں کے مصالح کے لئے لازم ہوگی، اور اگر مصالح کے احوال میں اس کا حصہ ہو تو اس کے حصہ کے بقدر اس سے ساقط ہو جائے گا^(۱)، انہوں نے اس پر استدلال حضرت عائشہ سے مروی اس روایت سے کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ سے کہا: مجھے ایک ثرا نہ ملا تو میں نے سے سب کو پیش کیا حضرت عائشہ نے اس سے فرمایا: تمہارے منہ میں خاک^(۲)۔

ب۔ اگر سلطان مستحق لوگوں کا حق نہ ادا کرے، اور اس سے کسی کو بیت المال کا کوئی مال ہاتھ لگ جائے تو بعض فقہاء نے اجازت دی ہے کہ مستحق شخص اتنی مقدار لے لے جو امام اسے دینا کرتا تھا، یہ ان چار اقوال میں سے ایک قول ہے جنہیں امام غزالی نے رد کیا ہے۔

ان میں سے دوسرا قول یہ ہے کہ ایسے مستحق کو اختیار ہے کہ ہر دن اپنی غذائی ضرورت کے بقدر لے لے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ایک سال کی ضرورت کے بقدر لے لے۔

دہرچہ تھا قول یہ ہے کہ اس کے سے کوئی بھی کسی چیز پینے کا جواز نہیں ہے جس کی اجازت اسے نہ دی گئی ہو۔

مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ بیت المال سے چوری جائز نہیں ہے خود بیت المال کا اتمام درست ہو یا نہ ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مالکیہ امام غزالی کے نقل روا اقوال میں سے چوتھے قول سے اتفاق کرتے ہیں۔

حنفی نے جو کچھ کہا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ایسا شخص اس صورت حال میں اپنے حق کے بقدر پائے لے سکتا ہے مگر سے حق

یہ انتظام ناسدتر رہے گا جب امام غیر عادل ہو، مستحق لوگوں سے مال وصول کرتا ہو، یا وصول تو حق کے مطابق کرتا ہو مین اس کو مسلمانوں کے مفاد کے علاوہ میں اور غیر شرعی طریقہ پر خرچ کرتا ہو، جیسے کہ بے مخصوص منہ میں خرچ کرتا ہو یا صرف اپنے اقارب و رشتہ داروں کو دیتا ہو یا اپنی خواہش کے مطابق اپنے لوگوں کو دینا دیتا ہو جو اس کے مستحق نہ ہوں، اور مستحق لوگوں کو نہ دیتا ہو، بیت المال کا سد یہ بھی ہے کہ امام بیت المال کی دہراری ہی غیر عادل کے پر و کردے، اور بیت المال کے احوال میں اس کے تصرفات پر نظر نہ رکھے، جس کی وجہ سے غلط تصرف اور قصاصات واقع ہوں۔

بیت المال کے فساد کی صورت وہ بھی ہے جس کی طرف ابن عابدین نے اشارہ کیا ہے کہ امام بیت المال کے چاروں مد کے احوال غلط ملط کر دے، وہ لگ لگ نہ ہو^(۱)۔

۲۵۔ اور جب بیت المال میں فساد آجائے تو اس پر چند انتظام مرتب ہوں گے جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ جس شخص پر بیت المال کا حق ہو۔ اگر اس کی اطلاع نہ ہو۔ اس کے سے درست ہے کہ اگر بیت المال میں تو اس کا اہل حق ہو جو سے نہ ہو تو وہ اپنے حق کے قدر اپنے پر واجب حق میں سے روک لے، اور اگر بیت المال میں اس کا حق نہ ہو تو اسے اختیار ہوگا کہ اپنے پر واجب حق کو برہور راست بیت المال کے مصارف میں خرچ کرے جیسے مسجد یا رباط کی تعمیر میں خرچ کرے، بعض ثانویہ سے اس کا تذکرہ بالخصوص یہ عقد کے بارے میں کیا ہے جس کا مالک معلوم ہوے کی مبدئ تم ہوئی ہو یا ایسے کپڑے وغیرہ کا، اگر یا ہو جسے ہوائے اڑا کر اس کے گھر میں لا ڈالا ہو، اور اس کا مالک معلوم نہ ہو، معلوم ہونے کی امید بھی نہ رہے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ مدی

(۱) کلیلی ۸۹/۳۔

(۲) ابن ماجہ ۵۶/۳۔

(۳) ابن ماجہ ۵۶/۳۔

بیت المال ۲۶

اس پر وہ سب ہو گیا اس کا شل و پس نہ گئے گا نہ وہ چیز مٹتی ہو، اس کی قیمت وہیں نہ گئے گا نہ وہ قیمت والی ہو۔
بیت المال سے چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹنے کے مسئلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، اس میں اس کے دو رہنمائی تین:

ایک رہنمائی وہ ہے جو حنفیہ، شافعیہ، وراثیہ کا مذہب ہے کہ بیت المال سے چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، ان حضرات نے اپنی اس رائے پر حضرت ابن عباسؓ سے مروی ایک روایت سے استدلال کیا ہے کہ "نفس کے ماموں میں سے ایک مام نے نفس میں سے چوری کر لی، اسے حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا یا تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا، اور فرمایا: "مال اللہ سرق بعضہ بعضاً" (۱) (وہ اللہ کا مال ہے، اللہ کے مال میں سے بعض نے بعض کی چوری کی)۔

نیز اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے ایک بے شمس کے بارے میں پوچھا جس نے بیت المال سے چوری کی تھی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، اس مال میں بے شمس کا حق ہے (۲)۔

دوسرا رہنمائی جسے مالکیہ نے اختیار کیا ہے یہ ہے کہ بیت المال سے چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا، اس رائے پر استدلال آیت قرآنیہ: "وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا" (۳)

(۱) حدیث "مال اللہ سرق بعضہ بعضاً" کی روایت ابن ماجہ (۲/۸۶۳ طبع الطبعی) کے کی ہے بھیری نے کہا اس کی سند میں ایک راوی کا نام ہے اور وہ ضعیف ہے۔

(۲) قول حضرت عمرؓ "لو سرق لهما من احد"۔ "کو عبد اللہ قریب بن مسعود (۲۱۲/۱۰ طبع مجلس الطبعی) میں روایت کیا ہے۔

(۳) سورہ مائدہ ۳۸۔

نہیں ہے کہ جس میں اس کا تحقق ہے اس کے علاوہ دوسرے سے وہ لے، والا یہ کھڑے ورت ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہے، کہ اس وقت اگر آپ کے علاوہ سے سنا جائے نہ ہو تو اس کا قیض ہوگا کہ ہمارے زمانہ میں کسی کا حق باقی نہ رہے گا، اس لئے کہ ہر عہد کے موال ملحدہ نہیں رہتے، بلکہ وہ لوگ تمام موال کو غلط ملط کر دیتے ہیں، اگر وہ اس مال میں سے نہ لے جو اس کے ہاتھ لگ گیا ہے تو وہ کچھ بھی حاصل نہ کر سکے گا، جیسا کہ ابن عابدین نے اس کا ثبوت دیا ہے (۱)۔

ج۔ ایک حکم یہ ہے جس کا ثبوت متاثرین شافعیہ (جون ۴۰۰ھ کے بعد کے ہیں) نے بعض متقدمین سے اتفاق کرتے ہوئے دیا ہے، وہ متاثرین مالکیہ بھی اسی کے قائل ہیں، کہ اگر بیت المال کا انتظام درست نہ ہو تو تقسیم میراث کے حد جو بچ جائے اسے زمین کے علاوہ مال فرض پر (ان کے حصے قرآن میں متعین ہیں) ۱۰ بار تقسیم کر دیا جائے گا، ورنہ وہی فقر جس نے یہوں تو ۱۰۰ مال حرام پر تقسیم کر دیا جائے گا۔

بیت المال کا انتظام درست ہونے کی صورت میں شافعیہ اور مالکیہ کے درمیان ایک اصل حکم یہ ہے کہ بچے ۱۰ مال میراث میں رہے (۱۰ بار تقسیم میراث) ورنہ وہی مال حرام پر تقسیم جاری نہیں ہوگی، بلکہ تمام ترکہ ۱۰۰ فقر جس سے بچنے کے بعد ترکہ ان کے حصہ نہ ہوں تو بیت المال کا ہوگا (۲)۔

بیت مال کے مول پر زیادتی:

۲۶۔ اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف نہیں ہے کہ اگر کسی نے بیت المال کی کوئی چیز ناحق ضائع کر دی تو وہ اپنے گناہ کے بوجھ نقصان کا خاتم ہوگا، اگر کسی نے بیت المال سے کوئی چیز ناحق لے لی تو اس کا لوٹانا

(۱) دیلمت لفافہ ۱۹۹۔

(۲) دیلمت لفافہ ۱۹۹۔

بیت المال ۲۷-۲۸

بیت المال سے طرف لے گا، اور عامل سے ماواں یا جانے گا۔

ولایۃ کی نگرانی اور محصلین کا محاسبہ:

۲۸- امام اور اس کے ولایۃ کی ذمہ داری ہے کہ وہ زکاۃ وغیرہ بیت المال کے حقوق کی وصولی پر مقرر کئے گئے ہزاروں کی نگرانی کریں، بیت المال کے اموال میں ان کے تصرفات پر گہری نظر رکھیں اور اس کا پورا پورا حساب لیں۔

چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابو حمید ساعدی کی حدیث ہے کہ "استعمل النبی ﷺ رجلاً من الأزد علی صدقات بنی سلیم یدعی ابن اللہیعہ، فلما جاء حاسبہ" (۱) (نبی ﷺ نے قبیلہ ازد کے ایک شخص کو جس کا نام ابن اللہیعہ تھا، جو سلیم کے صدقات کی وصولی پر مقرر کیا گیا تھا، جب وہ آیا تو آپ ﷺ نے اس سے حساب لیا)۔

کاتبی (وہی فرماتے ہیں: صدقات کی وصولی کے سلسلہ میں امام ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ کاتب دیوان کے سامنے اس کا پورا حساب پیش کرنا واجب ہے، اور کاتب دیوان پر واجب ہے کہ پیش کئے گئے حساب و کتاب کی صحت کی جانچ پڑتال کرے، یہ اس نے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک عشر اور ثرائی دونوں کے مصارف یک ہیں۔

امام ثنائی کے مسلک کے مطابق عمال پر عشر کا حساب پیش کرنے کی ذمہ داری نہیں ہے، اس لئے کہ عشر ان کے نزدیک صدقہ ہے، اس کا مصرف ولایۃ کے اجتہاد پر موقوف نہیں ہے۔

ثرائی کے عمال پر انہوں نے مال کی رقم سے حساب پیش کرنا (۱) الاحکام السلطانیۃ لابن عقیل ص ۲۲۹۔
(۲) نہایۃ الواجب للہویری ۱۹۲/۸ طبع، دارالکتب المصریہ، اور حدیث ابو حمید الساعدی کی تخریج (فقہ عمرہ ص ۶ میں) کہ جلی ہے۔

(۱) اور چوری کرے، الاموال اور چوری کرنے والی عورت، دونوں کے ہاتھ کاٹ دلو) کے عموم سے لیا گیا ہے کہ یہ حکم عام ہے جس میں بیت المال وغیرہ بیت المال دونوں سے چوری کرنے والے شامل ہیں، ورنہ یہ کہ اس چور نے بھی ایک محفوظ مال کو لیا ہے، اور اس میں کوئی قوی شبہ نہیں ہے لہذا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جس طرح کہ کوئی دہر، اگر ایسا مال چوری کرتا جس میں قوی شبہ نہیں ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا (۲)۔

بیت مال کے مول کے سلسلہ میں مقدمہ:

۲۷- اگر بیت المال پر کسی حق کا دعویٰ کیا جائے یا بیت المال کا کوئی حق کسی دوسرے پر ہو، اور دارالتقضاء میں مقدمہ پیش کیا جائے تو قاضی جس کے روئے مقدمہ پیش کیا گیا ہے، اس مقدمہ میں فیصلہ کا حق ہوگا، وہ بھی مستحقین میں سے یک ہو۔

میں سرور قاضی ثنائی مدنیایہ عادیہ ہو تو اس سے اس پر یا اس کے صاحب پر دعویٰ تمام ہی نہیں ہوگا بلکہ وہ دہری ہوگا کہ اس کی طرف سے کسی کو کیل مقرر کیا جائے جو اس قاضی یا دہرے کاتبی کے پاس مدنیایہ عادیہ ہے (۳)۔

ان مسائل میں دعویٰ کیا جائے کہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ بیت المال کی آمدنی پر عامل سے قبضہ نہ کیا ہو، لیکن صاحب بیت المال عامل سے وصول پاے کا انکار کرتا ہو تو ایسی صورت میں عامل سے مطالبہ کیا جائے گا کہ صاحب بیت المال کے قبضہ کرنے پر ثبوت پیش کرے، اگر اس کے پاس ثبوت نہ ہو تو وہ صاحب

(۱) مع القدیر لابن ہمام ۳۸/۵، شرح الکبیر عادیہ المدنی ۱۳۸/۳، شرح المسماح للکلبی عادیہ ۱۸۹/۳، المعنی لابن قدامہ ۲۷۷/۸۔
(۲) شرح المسماح للکلبی ص ۳۳۳، نہایۃ المحتاج ۳۲۳/۸۔

بیت المال ۲۹

و جب ہے، اور کاتب دیوان کے لئے پیش کردہ حساب کی صحت کو جانچی بیاضہ دہری ہے۔

پھر جن عمل کا محاسبہ واجب ہے وہ دو حال سے خالی نہیں ہوں گے:

۱۔ اگر اس کے اور کاتب دیوان کے درمیان حساب میں اختلاف نہ ہو تو کاتب دیوان کا حساب درست تسلیم کر لیا جائے گا، اور گروہی الامر (سربراہ) کو اس میں شبہ محسوس ہو تو وہ اسے واپس پیش کرنے کا حکم دے گا، اگر اس طرح شبہ ختم ہو جائے تو حلف نہیں لیا جائے گا، اور اگر شبہ باقی رہے اور وہی الامر اس پر حلف لیا چاہے تو عامل سے حلف لیا جائے گا، کاتب دیوان سے نہیں، اس لئے کہ مطالبہ عامل سے ہے کاتب دیوان سے نہیں۔

دوم: اگر عامل اور کاتب دیوان میں حساب میں اختلاف ہو جائے:

تو اگر ان دونوں کا اختلاف آمدنی میں ہو تو عامل کا قول معتبر ہوگا، اس لئے کہ وہ منکر ہے۔

اور اگر ان دونوں کا اختلاف خرچ میں ہو تو کاتب کا قول معتبر ہوگا، اس لئے کہ وہ منکر ہے۔

اور اگر ان دونوں کا اختلاف خرچ کی مقدار میں ہو، جیسے کہ کسی پیش کش کے اندر دونوں کا اختلاف ہو جائے جس کی دوبارہ پیمائش ممکن ہو تو دوبارہ پیمائش کی جائے گی اور جو نتیجہ نکلے اس کے مطابق عمل کیا جائے گا، ورنہ دوبارہ پیمائش ممکن نہ ہو تو رب المال سے حلف لیا جائے گا، پیمائش کرنے والے سے نہیں (۱)۔

۲۹-۱- وردی اور ابو یعلیٰ نے اس سلسلہ میں محاسبہ کا طریقہ تفصیل سے

بتایا ہے، اور ان امور کا جائزہ لیا ہے جو مصلحتیں سے ولایت کے قبضہ کر لینے میں حجت قرار پائیں گے اور یہ کہ اس میں قبضہ کے مقرر پر عمل کیا جائے گا، اگر وہ خط تحریر کا انکار کر دے یا اس کا اعتراف نہ کرے تو دو اویں کا عرف یہ ہے کہ اس پر اکتفا کیا جائے گا، اور وہ حجت ہوگا، لیکن فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اگر وہ الی اعتراف نہ کرے کہ یہ اس کا خط ہے یا اس کا انکار کرے تو وہ خط اس پر لازم نہیں ہوگا اور نہ قبضہ میں حجت قرار پائے گا، رجسٹر اس پر لازم قرار دینے کے سے اس کی تحریر سے موازنہ کرنا جائز نہیں ہوگا، بلکہ محض اصرار دینے کے لئے اس کے خط سے مقابلہ کیا جائے گا تاکہ وہ اپنی خوش و رضا مندی سے اعتراف کر لے۔

۱۔ اس وقت، ابلی خط کا اعتراف تو کرتا ہے لیکن قبضہ سے انکار کرتا ہے، ایسی صورت میں عرف کا اعتبار کرتے ہوئے مخصوص حقوق سلطانہ کے اندر اس کو عاملین کے حق میں، نیکی کی حجت اور ولایت کے خلاف قبضہ کی حجت قرار دی جائے گی، ماوردی نے اس کا ذکر کیا ہے چہ کہما ہے: امام شافعی کے مسلک میں یہی نظام رہا ہے، امام ابو حنیفہ کے نظام مذہب میں یہ نہ تو ابلی کے خلاف حجت ہے اور نہ عامل کے حق میں حجت ہے، یہاں تک کہ وہ لفظ میں اس کا اقرار کرے، جیسے کہ ابلی قرضوں میں ہوتا ہے، ماوردی کہتے ہیں: ان دونوں کے درمیان جفرق ہم نے ذکر کیا وہ طینت بخش ہے (۲)۔

مسلمانوں کے عمل کے پاس مال عام میں سے جو کچھ آتا ہے یا جو کچھ خرچ ہوتا ہے اس آمد و صرف پر بیت المال کے حکام جاری ہوں گے، اس لئے اس پر محاسبہ جاری ہوگا (۳)۔

(۱) نہایہ واجب ۸۴۸ اور المکتب العصریہ الاحکام سلطانہ لابی یعلیٰ ص ۲۳۸

(۲) الاحکام سلطانہ لابی یعلیٰ ص ۲۳۵۔

(۳) الاحکام سلطانہ لابی یعلیٰ ص ۲۳۰ دیکھئے نہایہ واجب لابی یعلیٰ ص ۲۱۹۔

بیت المقدس ۱-۲، بیت النار، بیتوتہ

اس کے ساتھ ساتھ "بیت المقدس" کی مسجد اقصیٰ کے کچھ
خصوص احکام ہیں جو دوسری مساجد کے لئے نہیں ہیں (دیکھئے:
المسجد الاقصیٰ) (۱)۔

بیت المقدس

تعریف:

۱- بیت مقدس: سر زمین فلسطین میں عمارت کے ایک معروف مقام
کا نام ہے مقدس کا اصل معنی تطہیر و پاک کرنا ہے۔ ارض مقدسہ
پاک زمین کو کہتے ہیں۔

بن منظور نے کہا: بیت مقدس کی طرف نسبت کر کے عقد ہی اور
عقد ہی بہا جاتا ہے، صاحب معجم ابجد اس نے اس کے بارے میں مشکو
کرتے ہوئے بعض مقامات پر اس کا نام "البریت المقدس" رکھا ہے۔

جہاں حکم:

۲- "بیت المقدس" کا نام اب اس شہر کے لئے استعمال ہوتا ہے
جس میں مسجد اقصیٰ ہے، مخصوص مقام عبادت کے لئے اس کا استعمال
نہیں ہوتا ہے، فقہاء اور مؤرخین کے کلام میں پیام دونوں معانی میں
مستعمل رہا ہے، جیسا کہ صاحب معجم ابجد بن وغیرہ نے استعمال کیا
ہے، اب اس شہر کو "القدس" بھی کہتے ہیں، یہ نام بھی عربوں کے
کلام میں آیا ہے، چنانچہ سب العرب میں ہے، شاعر نے کہا:

لا نوم حتیٰ نهبطي ارض القدس

ونشريبي من خير ماء بقلنس

(اس وقت تک نید نہیں آئے لی جب تک تم عرس کی سرزمین

میں نہ آؤ، ورنہ قدس کا بہترین پانی نہ پئی لو)۔



(۱) لسان العرب: مادة "قدس"، معجم ابجد بن۔

بیض

تعریف:

۱- بیض (بڑے) معروف چیز ہے، کہا جاتا ہے: "باض الطائر بیض بیضا" (پرندہ نے انڈا دیا)، واحد لفظ "بیضة" ہے، "بیضة" کا لفظ "حصیہ" کے لئے بھی بولتے ہیں (۱)، "حصیہ" کے احکام مطہر "حصیہ" میں دیکھتے ہیں۔

بڑے سے متعلق احکام:

۱- ما کول اللحم اور غیر ما کول اللحم جانوروں کے انڈے:
۲- انڈا کھانے کی علت و حرمت سے متعلق تفصیل اصطلاح "سطح" میں گزر چکی ہے، یعنی فی الجملہ ما کول اللحم جانور کا انڈا کھانا حلال ہے، اور جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے ان کا انڈا کھانا بھی حرام ہے (۲)۔

جلالہ (نجاست کھانے والا جانور) کے انڈے:

۳- جلالہ کے انڈے کھانے کے حکم میں فقہاء کا اختلاف ہے (جلالہ وہ (مرثی) ہے جو نجاست تلاش کرتی اور کھاتی ہے اگر کھلی ہوئی ہو تو گندگیوں میں کھوتی ہے)۔

(۱) المصباح المیر: ۱۰۰، "بیض"، حاشیہ الدسوقی ۱/ ۶۰، روح المعانی ۳/ ۴۹۴، امسی لابن قدامہ ۱/ ۵۷۔
(۲) دیکھئے مسود جلد ۵: اصطلاح "سطح" فقرہ نمبر ۱۵۰۔

حنفیہ اور ثانیہ نے اپنے صحیح قول میں حکم کی بنیاد اس کے گوشت میں تغیر اور بدبو پر رکھی ہے، لہذا اگر گوشت میں تغیر پیدا ہو جائے اور اس سے بدبو آنے لگے تو اس کے بڑے کھانا حنفیہ کے نزدیک حرام ہے، اور ثانیہ کے صحیح قول میں حرام ہے، اس سے کہ وہ نباتات میں سے ہو یا۔ اور اس لئے بھی کہ بنی کریم علیہ السلام نے جلالہ کا گوشت کھانے اور اس کا پینے سے منع فرمایا ہے (۱)۔

مثالہ "بعض ثانیہ نے جلالہ کے بڑے کھانے کی حرمت کے لئے قید لگائی ہے کہ اس کی غذا کا ذائقہ نہ بڑھتا ہو، تاکہ اس کے بارے میں حدیث وارد ہے۔

بعض ثانیہ نے کہا: جلالہ کے بڑے کھانا مکروہ و تنزیہی ہے، اس لئے کہ مانعت صرف گوشت میں تغیر کی وجہ سے ہے جو موجب حرمت نہیں ہے، فقہاء ثانیہ نے کہا: اگر یہی صحیح قول ہے "اگر یہی مناجد کے نزدیک ایک روایت ہے، اور مالکیہ کے نزدیک قول مختار یہ ہے کہ جلالہ کے انڈے کھانا حلال ہے، اس لئے کہ وہ ایک زندہ سے پیدا ہو ہے، اور مرد و پاک ہے، اور اگر جلالہ کے گوشت میں تغیر نہ ہو، مرد و پاک ہو، بایں طور کہ وہ گندگی بھی کھاتی ہو لیکن اس کی غذا کا اکثر حصہ نجاست نہ ہو تو اس کے بڑے کھانا بالاتفاق حلال ہے (۲)۔

نجس پانی میں انڈے ابالنا:

۴- اگر نجس پانی میں انڈے ابالے جائیں تو جمہور (حنفیہ،

(۱) حدیث: "کُلْ لَحْمَ الْحِلَالَةِ وَحَسْبُ لَبْهَا" کی روایت ابو داؤد (۳۸/۳) طبع عزت عبید دعاس نے کی ہے ابن حجر نے فتح (۳۸/۹) طبع انتقیر) میں اسے مستقر ادریا ہے۔

(۲) البدائع ۵/ ۵۰، ابن ماجہ ۵/ ۱۹۵، ۲۱۶، عراقی الفلاح ص ۱۸، ۱۸۵، البدائع ۹۲/ ۱، الدسوقی ۱/ ۵۰، نہایہ المحتاج ۸/ ۴۲، مفتی المحتاج ۳/ ۳۰۳، المروضہ ۳/ ۴۸، شرح ختمی ۱۰/ ۳۹۹، امسی ۱۸/ ۵۹۳، ۵۹۴۔

بخش ۵-۷

بھی زیادہ صحیح قول ہے، اس لئے کہ اب وہ اٹھ ایک جہ اگانہ دوسری
 بیج ہو گیا ہے، لہذا اس کا کھانا حلال ہوگا۔
 خفیہ کے بر، ایک اس کا کھانا حلال ہے خواہ اس کا چھلکا سخت نہ
 ہو، یہ مٹا فعیہ کا ایک قول ہے، اس لئے کہ وہ فی نفسہ یک پاک شئی
 ہے۔

مالکیہ کے بر، یک خشکی کا ایسا جانور جس میں بہتا خوب ہو، مگر اس
 کو بیج نہ یا یا ہو تو اس کا اٹھ اکھانا حلال نہیں ہے، لایہ کہ وہ اب
 جانور ہو جو مردہ بھی بغیر ذبح کے پاک ہوتا ہے جیسے ڈی و گھڑیل،
 اس کا اٹھ اکھانا حلال ہے (۱)۔

اندے کی فروختگی:

۷۔ اٹھ کے کی فروختگی میں می شرط ہیں جو دوسری چیزوں کے
 مرمت کرنے میں ہیں، یعنی یہ کہ دوسرا ہو، قیمت والا ہو، پاک
 ہو، قابل انتفاع ہو، اس کی حوصلی پر قدرت ہو، دیکھئے:
 ”بی“۔

اور اسی لئے گندے اٹھ کے کی بیج جائز نہیں ہے، اس لئے کہ وہ
 انتفاع کے قابل نہیں ہے، اور مرئی کے پیٹ میں موجود اٹھ کے کی بیج
 جائز نہیں ہے، اس لئے کہ وہ معدوم کے حکم میں ہے (۲)۔

اس کے ساتھ ساتھ اٹھ کے کو ربوی اشیاء میں شمار کرنے اور نہ
 کرنے کے مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

خفیہ، حنابلہ نیز مالکیہ میں سے ابن شعبان کا مذہب ہے، اور
 بکی مٹا فعیہ کے نزدیک قول قدیم ہے کہ اٹھ کے کو سوال ربویہ میں
 شمار نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ ان حضرات کے نزدیک ربوی کی

مٹا فعیہ، حنابلہ، ورم جوع قول میں مالکیہ (۱) کے بر، یک اس کا
 کھانا حلال ہے، مالکیہ کے رجح قول میں اس کا کھانا حلال نہیں
 ہے، اس کے کہ اس کے مسامات میں نجس پانی سرایت نہ جانے کی
 وجہ سے وہ نجس ہو جائے گا، و اس کو پاک رہا، شوازیوگا (۱)۔

خراب ہڈے (جوع م صورت میں خراب ہو جائے):

۵۔ اگر اٹھ خون میں تبدیل ہو جائے تو خفیہ، مالکیہ، ورنابلہ کے
 صحیح مذہب میں ورم مٹا فعیہ کے صحیح مذہب میں نجس ہو جائے گا۔
 مٹا فعیہ کا دوسرا قول ہے کہ وہ پاک ہے، ”را“ اٹھ کے میں صرف
 بد و پیدا ہونی ہو تو وہ حلیہ، مٹا فعیہ اور حنابلہ کے بر، یک پاک ہے
 جیسے کہ بد و اور گوشت، لیکن مالکیہ کے نزدیک وہ نجس ہے۔

گر اٹھ کے کی زروی اس کی سفیدی میں مل جائے لیکن بد و نہ پیدا
 ہو تو وہ پاک ہے (۲)۔

موت کے بعد نکلنے والے اٹھ کے:

۶۔ ایسے ماکول اللحم جانور کی موت کے بعد اس سے نکلنے والا اٹھ
 کھانا بلا انتفاع حلال ہے، جس جانور کو بیج کرنے کی ضرورت نہ ہو،
 لایہ کہ وہ اٹھ گندہ ہو یا ہو۔

گر جانور کو بیج نہ کرنا ضروری ہو، و اس کو بیج نہ یا یا ہو تو اس
 کی موت کے بعد نکلنے والا اٹھ کھانا اس وقت حلال ہوگا جب اٹھ
 کا چھلکا ٹھوس ہو یا ہو، یہ رائے حنابلہ کی ہے، ”مٹا فعیہ کے نزدیک

(۱) فتح القدیر ۱/ ۱۸۶، بیج کرہ دار احیاء الموات، الدسوقی ۱/ ۶۰، مفتی المساج
 ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷

(۲) ابن ماجہ ۳۰۵، الدسوقی ۱/ ۵۰، بیج الجلیل ۱/ ۲۷، مفتی المساج
 ۱/ ۸۰، ۳۰۵، ۳۰۶، المجموع ۲/ ۵۱۰، نہایہ المساج ۸/ ۱۲، کتاب انتفاع
 ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۲۵۱، ۲۵۲

(۱) البدائع ۵/ ۳۳، مختصر الحاوی ۳۰۵، الدسوقی ۱/ ۵۰، اس کتاب ۱/ ۱۳،
 المجموع ۸/ ۲۸۳، اعلیٰ بی ۲/ ۷۲، کتاب انتفاع ۱/ ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳
 (۲) المجموع ۸/ ۲۸۳، شرح مختصر ۲/ ۲۲، ۲۳، ۲۴

بخش ۷

و در روایت ہے جسے مسلم نے حضرت عبادہؓ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ”سمعت رسول اللہ ﷺ بھی عن بيع الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح، إلا سواء بسواء، عينا بعينه، فمن زاد أو ازداد فقد أربى“ (۱) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے سونے کو سونے کے عوض، چاندی کو چاندی سے، گیسوں کو گیسوں سے، جو کو جو سے، مخمور کو مخمور سے اور تک کو تک سے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، والا یہ کہ دودھ اور برہ اور نقد ہو جس سے زیادہ دیا یا زیادہ لیا اس نے سوائے معاملہ یا۔

اگر جس مختلف ہو جائے بین طبع مختلف نہ ہو تو تفاضل (کسی ایک جانب سے اضافہ) جائز ہوگا، اس لئے کہ جنس مختلف ہونے کی صورت میں تفاضل حرام نہیں ہوتا لیکن طبع طعم (کھانے والی مٹی) کی وجہ سے ادھار حرام ہوگا، نبی کریم ﷺ نے مذکورہ حدیث میں فرمایا: ”فإذا اختلفت هذه الأصناف، فبيعوا كيف شئتم، إذا كان يداً بيدا“ (جب یہ شے مختلف ہوں تو جس طرح چاہو بیچو بشرطیکہ دست بدست ہو)۔

اٹھارے کی اٹھارے سے بیچنا نافیہ کے برابر ایک صرف وزن سے جائز ہے، نہ مال یا یہ کے برابر ایک وزن یا درے سے جائز ہے، اس لئے کہ وہ ایک درہم سے کے مثل نہیں (۲)۔

(۱) حدیث: ”کان بھی عن بيع الذهب...“ کی روایت مسلم (۳۰۳) طبع النسخی کے کی ہے۔

(۲) البدائع ۵/۱۸۳، ۱۸۵، ۱۸۷، کن طایبہ ۴/۷۷، ۸۱، الہدایہ ۴/۶۱-۶۲، الشرح المخیّر ۲/۱۵، ۲۹، طبع جمعی، مجمع طلیس ۴/۵۳۷، ۵۳۸، البدائع ۳/۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵

نڈے میں بیج مسلم:

۸- جمہور فقہاء، حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور ایک روایت میں حنابلہ کے نزدیک نڈے سے نڈے کی بیج مسلم جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ حنفیہ کے نزدیک صلت جنس کی وجہ سے رہا ہو جائے گا۔ مالکیہ، شافعیہ اور ایک روایت میں حنابلہ کے نزدیک صلت علم کی وجہ رہا ہوگا۔

حنابلہ کے نزدیک صحیح روایت میں نڈے کی نڈے سے بیج مسلم جائز ہے، اس لئے کہ یہ سواہل ربوہ میں سے نہیں ہے، انہوں نے اس پر حضرت ابن عمر کی حدیث سے استدلال کیا ہے، وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے نہیں صدقہ کے سبب وصول کرے مگر حکم یا چنانچہ دو صدقہ کے سبب میں ایک سب کے بدلے، سب لیتے تھے^(۱)۔

جمہور فقہاء کے نزدیک نڈے کو مسلم فیہ (بیج مسلم میں سامان) بنانا جائز ہے، اور ایسی صورت میں نڈے میں دو شرائط ہوں گی جو ہر مسلم فیہ میں ہوتی ہیں یعنی اس کی جنس اور صفت معلوم ہو اور ایسا ہوس کی مقدار اور صفت متعین کرنا ممکن ہو۔ وغیرہ۔

نڈے میں مقدار اور صفت متعین کرنا ممکن ہے، اس لئے کہ اس میں جہالت معمولی ہوتی ہے، جو باعث نزاع نہیں ہوتی ہے، اور چھوٹے درمیانے نڈے پر امر ہوتے ہیں^(۲)، اس لئے کہ اتنے

= المطالب ۲/۲۶۲، کتاب النکاح ۳/۲۵۲، شرح ختمی اور روات ۲/۹۳، ۲۰۰، انہی ۳۱۳۔

(۱) حدیث: "أما الذي يبيعه اس عمرو..." کی روایت ابو داؤد (۱۵۲۳ طبع عزت ہمدانی) نے کی ہے ورنہ صحیح (۲۸۸/۵ طبع دار الفکر بغداد احسان) نے اسے دوسرے طریقے سے روایت کیا ہے ورنہ صحیح بنا ہے۔

(۲) یہ قدیم درجہ عرف کے لحاظ سے ہے اب عرف یہ ہے کہ نڈوں کے حجم کے درجات کو ان کے وزن اور حجم کے لحاظ سے متعین کر لیا جاتا ہے لہذا نڈے میں ہر نڈے کے لحاظ سے بیج مسلم کے وقت اس عرف کی رعایت کی

معمولی فرق میں لوگوں کے درمیان عموماً تنازعہ نہیں ہوتا لہذا وہ معدوم کی طرح ہے، اور اس لحاظ سے نڈوں میں ہر نڈے کے لحاظ سے بیج مسلم جائز ہے، یہ مسلک امام مرقا کے وہ حنفیہ کا ہے، اسی طرح حنابلہ میں سے جو لوگ اس کے ہر نڈے کے قائل ہیں اس کے نزدیک بھی اس میں ہر نڈے کے لحاظ سے بیج مسلم جائز ہے، ورنہ یہ چھوٹے یا متوسط کی شرط کا، اپنے سے تمامت سے ہو جائے گا۔

مالکیہ کے نزدیک بھی اس میں ہر نڈے کے لحاظ سے بیج مسلم جائز ہے، بشرطیکہ اس کو متعین کرنا ممکن ہو، مثلاً اس کو احکام سے ماپ کر کی امانت، اور آدمی کے پاس احکام نہ رکھا جائے، اس سے کہہ سکتے ہیں چھوٹے کی غرض و رعایت مختلف ہوتی ہے۔

شافعیہ کے نزدیک نڈوں میں ہر نڈے کے لحاظ سے بیج مسلم جائز نہیں ہے، تقریباً وزن کے لحاظ سے ہی جائز ہے، حنابلہ میں سے ہو خطاب اور حنفیہ میں سے مرنے کے نزدیک اور شافعیہ کے ایک توں میں نڈوں میں بیج مسلم جائز نہیں ہے، اس لئے کہ ان کے چھوٹے نڈے سارے کے مختلف ہونے کی وجہ سے ضبط ممکن نہیں ہے^(۱)۔

حرم میں اور حالت احرام میں نڈے پر زیادتی:

۹- حرم میں جس جانور کا شکار حرام ہے اس کے نڈے کو نقصان پہنچانا بھی حرام ہے، اگر کوئی اسے توڑ دے یا بھون دے تو ضائع کرنے کے دن اس مقام پر جو اس کی قیمت ہوگی وہ قیمت اسے ادا کرنی ہوگی، اس لئے کہ نڈے اسی شکار کی اصل بنیاد ہے، کہ اسی سے شکار کی پیدائش

= جائے گی (کھلی)۔

(۱) البدیع ۵/۲۰۸، ابن ماجہ بن ۳/۲۰۳، حنفیہ طبع دہلوی ۳/۲۰۷، شرح البیہر ۲/۹۹، طبع النہج، شرح النہج ص ۱۰۱، عمیرہ ۲/۲۳۹، ۲۵۰، اسی المطالب ۲/۱۲۹، ابوداؤد ۳/۲۰۶، نہایت لکھنؤ ۳/۹۲، شرح ختمی اور روات ۲/۲۱۵، انہی ۳/۲۰۵، ۲۰۸۔

موت ہوتی ہے تو جمہور کے نزدیک زندہ چوزہ کی قیمت لازم ہوگی، اور مالکیہ کے نزدیک اس کی ماں کی قیمت کا دسواں حصہ واجب ہوگا، اور اگر توڑنے سے پہلے چوزہ کی موت کا علم ہو جائے تو کچھ بھی واجب نہیں ہوگا۔

» اگر حالت اہرام میں کسی شخص نے کوئی غلہ توڑ دیا یا سے بھون یا اور اس کا ٹاواں «، تو کیا یا کسی غیر محرم شخص نے اس کی وجہ سے ہی حاصل کیا تو یہ غلہ کھانا یا پر حرام ہوگا، اس سے کہ وہ میہ کی طرح ہو یا یہ سلسلہ مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کا ہے، حنفیہ کے نزدیک ایسے غلے کو کھانا حلال ہے۔

حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک غیر محرم کے لئے اس کا کھانا حلال ہے، جیسا کہ المجموع میں اس قول کو صحیح بتایا ہے، اور ابن القری نے اس پر یقین کا اظہار کیا ہے، اسی طرح قاضی کے علاوہ حنبلیہ کے نزدیک اور مالکیہ میں سے سند کے نزدیک کھانا حلال ہے۔

سند کے علاوہ مالکیہ کے نزدیک شافعیہ کے ایک قول میں، اور حنبلیہ میں سے قاضی کے نزدیک غیر محرم (حائل شخص) کے لئے اس کا کھانا ہی طرح حرام ہے جس طرح محرم کے لئے حرام ہے۔

جو تفصیل مذکور ہوئی وہ حرم مکہ کے غلے سے متعلق ہے، جہاں تک حرم مدینہ کے غلے کا تعلق ہے تو اس پر کوئی چیز نہیں ہے، اگرچہ حرام ہے اور اس پر گناہ ہوگا (۱)۔

یہ تفسیلات شمار یعنی غیر پاتو پردہوں کے غلے کے سلسلہ میں ہیں، پاتو پردہ (جس کی گھروں میں پردہ کی جاتی ہے جیسے مرغی) کے غلے پر کچھ واجب نہیں ہے۔

(۱) البدائع ۲/۲۰۳، ابن ماجہ ۲/۲۱۶، السنن ۲/۲۰۲، ۸۳، شرح المیزان ۲/۲۰۲، طبع المصنف، مع التلخیص ۱/۵۳۳، مفتی الحق ۵۲۵، اسی الطالب ۱/۵۳، شرح تفسیر دارالافتاء ۲/۲۱۶، ۸۳، کتب الفتاویٰ ۳۶۱، مفتی ۱۶۳۵۔

ہوتی ہے، بعد احتیاط اسے بھی شکار کا حکم دیا جائے گا، صحابہ کرام سے مروی ہے کہ انہوں نے شتر مرغ کے غلے کے بارے میں قیمت دے کرنے کا فیصلہ کیا، یہ حنفیہ، حنبلیہ اور مزنی کے علاوہ شافعیہ کے نزدیک ہے، مزنی نے نہ یہ حلال ہے اس پر کوئی چیز، تاہم ان نہیں ہے۔

مالکیہ کے نزدیک ہر ایک غلے پر اس کی ماں کی قیمت کے دسواں حصہ کے قدر گندم واجب ہوگا یا اس گندم کے بدلہ روزے لازم ہوں گے، ہر ایک غلے کے بدلہ یک روزہ ہوگا۔ ابن عرفہ نے ظاہر سے سمجھا ہے کہ اس غلے میں ایک بکری واجب ہوگی، مالکیہ نے حرم مکہ کے کبوتر کے غلے کو مستثنیٰ کیا ہے، اس میں ایک بکری کی قیمت کے دسواں حصہ کے قدر گیسوں واجب ہوگا، اس لئے کہ حضرت عثمان نے اس سلسلہ میں ایسی فیصلہ فرمایا تھا۔

خراب غلے میں بالاتفاق کوئی ضمان نہیں ہوگا، بشرطیکہ وہ شتر مرغ کا غلہ نہ ہو، اس لئے کہ ضمان اس وجہ سے ہوتا ہے کہ غلے سے شکار بن سکتے تھے جب کہ خراب غلے میں یہ امکان نہ تھا۔

خراب غلے اگر شتر مرغ کے ہوں تو حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ میں سے امام الحرمین اور حنبلیہ میں سے ابن قدامہ کے نزدیک اس میں بھی کچھ واجب نہیں ہوگا، اس لئے کہ جب وہ جاندار نہیں ہے اور نہ آئندہ اس کے جاندار ہونے کی کوئی توقع ہے تو وہ پتھر اور لکڑی کی طرح ہو گیا۔

امام الحرمین کے علاوہ شافعیہ نے اور ابن قدامہ کے علاوہ حنبلیہ نے یہ کہا کہ وہ شتر مرغ کے غلے کے چھلکے کی قیمت کا ضمان دیا کرے گا، اس لئے کہ اس کے چھلکے کی قیمت ہوتی ہے، لیکن ابن قدامہ نے کہا: صحیح یہ ہے کہ اس میں کچھ بھی واجب نہیں ہے، اور اگر غلہ توڑ دیا اور اس سے مرد چورہ کا تو اثر توڑے کی وجہ سے چورہ کی

بڑے کو غصب کرنا:

۱۰- بڑا غصب کرنا بھی دوسرے اموال کو غصب کرنے کی طرح حرام ہے، اور غصب کرنے والے پر ضمان لازم ہوگا، اگر غصب کیا گیا بڑا موجود ہو تو اس کو لوٹانا واجب ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "لا یأخذ من أحدکم مال أخیه لأعیا ولا جادا ومن أخذ عصا أخیه فلیردھا" (۱) (تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کا کوئی مال ہرگز نہ مذاق میں لے اور نہ تنجید میں لے، اور جس نے اپنے بھائی کا عصا یا دوسرے چیزیں لے لیں، اگر وہ مصوب شدہ بڑا ختم ہو گیا ہو تو اس کے مثل کا ضامن ہوگا، اس لئے کہ جمہور کے نزدیک بڑا مہملیات میں سے ہے، اگر مثل اور اکرا دشوار ہو تو قیمت اور کرے گا۔

فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ کسی نے بڑا غصب کیا اور سے کسی مرض کے نیچے سینے کے لئے رکھا یہاں تک کہ اس سے بچہ نکل گیا تو حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک غصب کرنے والا شخص اس جیسا بڑا اس کے مالک کو دے گا، اور بچہ غاصب کا ہوگا، اس لئے کہ غصب شدہ چیز بدل گئی ہے، مری چیز میں نئی ہے، شافیہ اور حنابلہ کے نزدیک بچہ مری کے مالک کا ہوگا، اس لئے کہ وہ میں اسی کام ہے جو مریز میں پچا ہے، اور غاصب کا بچہ نہیں ہوگا (۲)۔

بیطرہ

تعریف:

۱- بیطرۃ لنت میں جانوروں کے علاج کو کہتے ہیں، یہ لفظ "بطور الشیء" سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے اس نے اس کو پھر دیا، اسی سے لفظ "چار" بنا ہے، یعنی مہیٹھی؛ کنز (۱)۔
بیطرہ کا اصطلاحی معنی اس سے علاحدہ نہیں ہے (۲)۔

شرعی حکم:

۲- جانوروں کا ایسا علاج معالجہ جس سے جانوروں کا فائدہ ہو خواہ یہ بچہ لگانے اور دھنسنے کی وجہ سے ہو شرعی چار ہے (۳) اور شرعی مطلوب بھی ہے، اس لئے کہ یہ حیوان پر رحم و شفقت اور مال کی حفاظت ہے۔

اور جانور کا حادث معالجہ کرنے والا جانور کو تکلیف دے یا اس کے عمل کی وجہ سے جانور مری جائے تو یا دوسرا ضامن ہوگا؟ حنفیہ، مالکیہ، حنابلہ نیز شافیہ اپنے اس قول میں یہ کہتے ہیں کہ اگر اس کو علاج کی اجازت دی ہو اور اسے اس فن کا علم، تجربہ حاصل ہو اور اس نے

(۱) الفروق فی الفہم ولبی ہلال عسکری ص ۲۲۵، المغرب فی ترتیب المغرب، لبنان العربیہ لمصباح البصر، القاموس المجدد، مادہ "بطر"۔
(۲) ابن ماجہ ص ۳۳۵ حنفیہ اقلیہ فی علی منہاج ابن عیینہ ص ۱۶۹۔
(۳) رد المحتار علی الدر المختار ص ۷۹۵، الادب الشرعیہ وفتح المربعہ لاس مطلق المتحدی المسند ص ۳۳۲ طبع مطبعۃ المیزان ص ۵۔

(۱) حدیث: "لا یأخذ من أحدکم .." کی روایت ابو داؤد (۵/۲۷۳ طبع عزت عمید دہلی) اور ترمذی (۳/۲۶۲ طبع المکتبۃ) نے کی ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔
(۲) المدنی ص ۱۳۸، حنفیہ الدسوقی ص ۳۷۳، اسی المطالب ص ۵۵۵، ص ۱۶۵/۵، شرح مختصر الارادات ص ۷۰۷۔

کوئی کوتاہی نہ ہو تو اس پر کوئی ضمت نہیں ہے۔ بین اُمر اس کو طاق کی جازت نہ دی گئی ہو یہ جس قدر جارت دی گئی ہو اس سے تباہ تر کیا ہو یہ یہ آلات سے کاٹا ہو جو کند ہوں جس سے جانور کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے یہ یہ ہمت میں کاٹا (آپیشن کیا) ہو جو کانٹے کے لئے مناسب نہ ہو یا اسی قسم کی کوئی اور کوتاہی پائی جائے تو ان تمام صورتوں میں وہ ضامن ہوگا، اس لئے کہ یہ ایسا اتلاف ہے جس میں قصد اور مصلحت سے ضمت میں فرق نہیں آتا لہذا یہ اتلاف مال کے مشابہ ہو۔ اور اس سے نہ یہ جرم فعل ہے تو اس سے پیدا ہونے والے نقصان کا وہ ضامن ہوگا جس طرح تہہ کانٹے میں ضمت ہے۔ حدیث میں ہے: "من نطب ولم يعلم منه طب فینو صام" (۱) (جس نے طاق کیا حالانکہ وہ طب سے واقف نہیں تو وہ ضامن ہوگا) یعنی جس نے طاق کیا حالانکہ اسے اس کا تجزیہ نہیں ہے تو وہ ضامن قرار دیا جائے گا (۲) حدیث کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ جس نے طبابت کی اور انہیں ایک سے طب کا تجزیہ نہیں ہے تو وہ ضامن ہے۔ اسی طرح ایسا شخص بھی ضامن ہوگا جس کو طب کا تجزیہ نہ ہے بین کوتاہی نہ تھی یا یہ دینی سے کام لیا۔

اس کی تفصیل متعلقہ مقامات (اجارہ، جنازات، حیوان، ضمان) میں دیکھی جائے۔



(۱) حدیث: "من نطب ولم يعلم منه طب فینو صام"۔ اس کی روایت ابو داؤد (۱۰/۳۲۷) طبع عزت عید دہاس (مورحاکم) (۲/۳۱۲) طبع دار الفکر (معارف اسلامیہ) کے ہے۔ ص ۱۸۱ نے اس کی تصحیح کی ہے اور وہی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔
(۲) رد المحتار علی الدر المختار وحاشیہ حاشیہ ابن ماجہ ج ۵/۳۳، جوہر الاکلیل ۱۹۱/۲، مع الجلیل ۵۵۷/۲، انقی ۵۳۸/۲، طبع مکتبہ الریاض عد ۵، بہار النہج ۱/۱ شرح المسماح ۳۰/۲، فیض القدر ۶/۶، طبع معطفی محمد۔

تراجم فقہاء

جلد ۸ میں آنے والے فقہاء کا مختصر تعارف

بن ابی حاتم

تراجم فقہاء

بن خویزہ مند و

ابن حجر مکی: یہ احمد بن حجر دمشقی ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۰ میں گذر چکے۔

ابن خزیمہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۰ میں گذر چکے۔

الف

بن ابی حاتم: یہ عبدالرحمن بن محمد ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۱ میں گذر چکے۔

بن ابی لیلیٰ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۲۸ میں گذر چکے۔

بن تیمیہ: یہ عبدالسلام بن عبداللہ ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۳ میں گذر چکے۔

بن الجوزی: یہ عبد الرحمن بن علی ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۳ میں گذر چکے۔

بن حامد: یہ حسن بن حامد ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۳ میں گذر چکے۔

بن ہبائہ: یہ محمد بن حبائہ ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۳ میں گذر چکے۔

بن حجر العسقلانی:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۳ میں گذر چکے۔

ابن خزیمہ (۲۲۳-۳۱۱ھ)

یہ محمد بن اسحاق بن شریہ بن مغیرہ بن صالح ہیں، ابو بکر کنیت ہے سلمیٰ، نیشاپوری، ثمانی فہست ہے، یہ فقیہ مجتہد تھے، حدیث کے عام تھے، بعض ملام میں ان کی خدمات ہیں، انہوں نے سحاق بن ربیعہ، محمود بن غیاث، قتیبہ بن عبد اللہ، ندی مرزئی، سحاق بن موسیٰ لطلکی وغیرہ سے احادیث روایت کیں، اور ان سے روایت کرنے والوں میں بخاری، مسلم، محمد بن عبد اللہ بن عبد الجبار، احمد بن مبارک، مستمل، نیردین، انہوں نے مزنی وغیرہ سے فقہ حاصل کیا۔ ابو علی حافض نے کہا: ابن شریہ اپنی احادیث کے مجموعہ میں سے فقہی روایات کے اسی طرح حافض تھے جس طرح قاری کو سورۃ یاد ہوتی ہے۔ ابن ہبان نے کہا: سندہ مرتن کے حفظ میں ابن شریہ بے مثال تھے۔

بعض تصانیف: "ن حدیث میں" المختصر الصحیح" و "التوحید و اثبات صفۃ الرب" ہیں۔

[تذکرۃ الحفاظ ۵۹۲: شذرات الذہب ۲/۲۶۲: معجم المؤلفین

۹۹۹: اعلام ۶/۲۵۵]

ابن خویزہ مند و (؟ - ۳۹۰ھ)

یہ محمد بن احمد بن عبد اللہ بن خویزہ مند و مالکی، عراقی ہیں، فقیہ اور اصولی تھے، ابو بکر ابہری کے شاگرد ہیں، قاضی عیاض نے کہا:

بن رجب

تراجم فقہاء

بن القصار

یہ لوید باجی نے س کے بارے کھام کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے ساء عرق سے س کا دڑ نہیں س۔

[الذیاج المذیب ص ۲۴۸: الباب ۳۶۳: معجم المؤلفین

[۱۴۰۰ھ]

بعض تصانیف: "خلافیات میں یہ بڑی کتاب"، "کتاب فی اصول الفقہ"، "احیاء اب فی الفقہ"۔

ابن حابدین:

[الوالب بالوفیات ۵۲۲: معجم المؤلفین ۸/۲۸۰]

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۳۲ میں گزر چکے۔

بن رجب: یہ عبدالرحمن بن احمد ہیں:

ابن عبد البر:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۳۱ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۶ میں گزر چکے۔

بن رشد:

ابن عرفہ:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۳۲ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۳۶ میں گزر چکے۔

بن سحون: یہ محمد بن عبدالسام ہیں:

ابن عمرہ: یہ عبداللہ بن عمرہ ہیں:

ن کے حالات ج ۳ ص ۲۵۶ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۷۶ میں گزر چکے۔

بن سیرین:

ابن قدامہ:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۳۳ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۳۸ میں گزر چکے۔

بن شعبان (؟ - ۳۵۵ھ)

ابن القصار (؟ - ۳۹۸ھ)

یہ محمد بن قاسم بن شعبان بن محمد بن ریحہ ہیں، ابو اسحاق کثیت امر قرطبی بہت ہے، یہ بہت "قرطی" (کان کی بانی) کی جاب ہے، مصر کے مقبرا مالکیہ میں سے ہیں، تاریخ، "ب" اور "ث" ملے ہیں، حدیث ہیں، مصر میں مالکیہ کی راست ان پر ختم تھی۔

ان کا نام علی بن احمد ہے، کثیت ابو کثس، بہت بغدادی، بہری، شیرازی ہے، ابن القصار سے معروف ہیں، فقیہ، مالکی، اصولی، حافظ ہیں، بغداد میں مصعب قشہاء پر غارت ہوئے، ابو بکر بہری وغیرہ سے فقہ حاصل کیا، اور ان سے ابو ذریعہ، تافہی عبد الوہاب، "محمد بن عمر" وغیرہ نے فقہ حاصل کیا، ابو ذریعہ نے کہا: یہ س تمام علماء مالکیہ میں سب سے بڑے فقیہ ہیں جنہیں میں نے دیکھا، شیرازی نے کہا:

بعض تصانیف: "الروای الشعبانی" فقہ میں، "کتاب فی احکام القرآن"، "کتاب الرواق علی مالک"، "کتاب الماسک" اور "کتاب الس قبل الوصوء" ہیں۔

بن کثیر

تراجم فقہاء

ابو بردہ بن نیار

میرے علم میں اختلافی مسائل پر مالکیہ کی کوئی کتاب ان کی کتاب سے بڑی نہیں ہے، شاید اس سے مراد ان کی کتاب ”عیون الامۃ“ وایضاً الملتی لئی امیت“ ہے۔

[شجرۃ النور التزکیہ ص ۹۲: الحدیث ص ۱۹۹: معجم الاممین ۲/۷۰]

ابن الہمام:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۱ میں گذر چکے۔

ابو امامہ: یہ صدیق بن عجمان لبابی ہیں:

ان کے حالات ج ۳ ص ۴۶۲ میں گذر چکے۔

بن کثیر: یہ محمد بن اسماعیل ہیں:

ن کے حالات ج ۴ ص ۴۴۱ میں گذر چکے۔

بن ماجہ:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۳۹ میں گذر چکے۔

بن المبارک: یہ عبدالقدیر بن المبارک ہیں:

ن کے حالات ج ۲ ص ۵۶۸ میں گذر چکے۔

بن مسعود:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۷۶ میں گذر چکے۔

بن المقرئ: یہ اسماعیل بن ابی بکر ہیں:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۰ میں گذر چکے۔

بن المنذر:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۰ میں گذر چکے۔

بن نجیم: یہ زین الدین بن امیر انجم ہیں:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۱ میں گذر چکے۔

ابو النضر ی (؟ - ۸۲ھ)

اس کا نام عید بن فیروز ہے، کنیت ابو النضر ی، نسبت ولاء طائی ہے، قراء اہل کوفہ میں ہیں، آپ والدہ بن عباس، ابن عمر اور عبدالرحمن سلمی وغیرہ سے روایت کی ہے، ان سے عمرو بن مرہ، عبدالواہلی بن عامر اور عطاء بن سائب وغیرہ نے روایت کی، ابن ابی شیبہ نے ثقات میں اس کا ذکر کیا ہے، مجلی نے کہا: یہ تابعی ہیں، ابو رومہ نے کہا: یہ عمر سے روایت مرسل کرتے ہیں، صاحب حلیۃ الاولیاء نے ان کی یہ بات میں کہا: شک کرنے والے پر حمد و ثناء، افتاء ہند کے محالف عید بن فیروز ابو النضر ی ہیں، ان کے ساتھ تباہ کے خلاف شرمین یا اور ہر جماعہ میں قتل کرانے گئے۔

[حلیۃ الاولیاء ۲/۳۷۹: شذرات الذہب ۱/۹۲: تہذیب

تہذیب ۲/۲۷۲: اعلام ۳/۱۵۲]

ابو بردہ بن نیار (؟ - ۴۵ھ) اس کے مدوہ بھی قول ہے)

یہ مائی بن یار بن عمرو بن عید بن کلاب ہیں، کنیت ابو بردہ ہے، وہ حارثہ کے حواء میں سے مصحابی ہیں، بیعت عقبہ بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے، بنو اسلم علیہ السلام سے روایت کی، ان سے ابو عبد عارب، جابر، عبدالرحمن بن جابر وغیرہم نے روایت کی ہے۔

[الاصابہ ۳/۵۹۶، ۴/۱۸: الاستیعاب ۴/۱۵۳: تہذیب

تہذیب ۱۲/۱۸: الطبقات ۱/۴۵۱]

ابو ہریرہ

تراجم فقہاء

نس بن مالک

ابو ہریرہ:

اسحاق بن راہویہ:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۷ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۹ میں گذر چکے۔

ابو یوسف:

اسید بن الحفیر (؟ - ۲۰ھ)

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۷ میں گذر چکے۔

یہ اسید بن حفیر بن مالک بن عقیق ہیں، کنیت ابو یحییٰ، و نسبت

اوی ہے، صحابی ہیں، جاہلیت اور اسلام دونوں میں معزز رہے۔ اہل

مدینہ میں سے ہیں، عقلاء و عرب میں شمار ہوتا تھا نیز دی رئے مجھے

جاتے تھے۔ نبی ﷺ سے روایت کیا، ان سے ابو حنیفہ مروی، ان

دوئیں انصاری، "رأى بن مالك بن نعيم بن رضى الله عنهم" نے روایت کیا

ہے، عقیدہ ثانیہ میں ستر انصار کے ساتھ شریک ہوئے، اور بارہ نقباء میں

سے ایک تھے، غزوہ احد میں شریک ہوئے جس میں ان کے جسم پر

سات رخم آئے، اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس وقت ثابت قدم

رہے جبکہ لوگ ساتھ چھوڑ گئے تھے، غزوہ خندق اور دوسرے تمام

غزوات میں شریک رہے، حدیث میں ہے: "نعم الرجل أسيد

بن الحفیر" (اسید بن حفیر کیا ہی اچھے شخص ہیں)، ان سے (۱۸)

احادیث مروی ہیں۔

[أسيد الغنچ ۱/۱۳۳: تهذيب اهنب ۱/۳۴۷: لأعلام

۳۳۰]

الاسخري: یہ یحسین بن احمد ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۰ میں گذر چکے۔

انس بن مالک:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۷۶ میں گذر چکے۔

محمد بن حنفیہ:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۴۸ میں گذر چکے۔

لابی لنگی (؟ - ۸۲ھ)

یہ محمد بن حنیفہ بن عمر ہیں کنیت ابو عبد اللہ، نسبت قوسی، مشرقی

ہے، لابی سے مشہور ہیں، محدث، فقیہ، جامع، مفسر، شاعر و تفسیر

میں بڑی دہش تفسیر کے منصب پر فائز رہے، ابن عرفہ سے علم حاصل کیا

اور ان کے ساتھ رہے، ان کی حیات میں قون میں مہارت ترقی

کے سے مشہور ہوئے، ان کے مشہور محققین ثائروں میں تھے، ان

سے سر کی یک حیات جیسے تافضی عمر تلمیذی، ابو القاسم بن

ماجی، عبد بنی، عبد الرحمن بن عبد الوہابی وغیرہم نے استفادہ کیا۔

بعض تصانیف: "شرح المندونة" فقہ مالکی کی فروع میں،

"کمال الإكمال" صحیح مسلم کی شرح میں ہے جس میں مازری،

عیاض قرطبی اور نووی کا حاطہ کیا ہے، اور "تفسیر القرآن" ہے۔

[نیل الابتناء ص ۴۸۷: البدر المصالح ۲/۱۶۹: معجم المؤلفین

۲/۸۷: الأعلام ۶/۳۳۹]

م سہ

تراجم فقہاء

جابر بن عبد اللہ

م سلمہ:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۵۰ میں گزر چکے۔

ابوزہبی:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۵۱ میں گزر چکے۔

ساجی:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۵۱ میں گزر چکے۔

الترغی:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۵۵ میں گزر چکے۔

ت

ب

بریدہ:

ن کے حالات ج ۲ ص ۵۷۷ میں گزر چکے۔

اثوری:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۵۵ میں گزر چکے۔

ث

البر بن عازب:

ن کے حالات ج ۶ ص ۲۸۳ میں گزر چکے۔

لیثی:

ن کے حالات ج ۲ ص ۵۷۸ میں گزر چکے۔

ج

جابر بن عبد اللہ:

ن کے حالات ج ۱ ص ۲۵۶ میں گزر چکے۔

ح

حسن البصری:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۵۸ میں گذر چکے۔

الرائی:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۶۴ میں گذر چکے۔

الحکم بن عتیبہ:

ن کے حالات ج ۲ ص ۵۸۲ میں گذر چکے۔

الرمیانی:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۶۵ میں گذر چکے۔

و

سردیر:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۶۳ میں گذر چکے۔

انزرقانی: یہ عبدالباقی بن یوسف ہیں:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۶۶ میں گذر چکے۔

انزرقانی:

ن کے حالات ج ۲ ص ۵۹۵ میں گذر چکے۔

زفر:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۶۶ میں گذر چکے۔

زختری

زختری:

ن کے حالات ج ۶ ص ۳۸۷ میں گزر چکے۔

زہری:

ن کے حالات ج ۱ ص ۳۶۷ میں گزر چکے۔

زید بن ثابت:

ن کے حالات ج ۱ ص ۳۶۷ میں گزر چکے۔

زید بن:

ن کے حالات ج ۱ ص ۳۶۷ میں گزر چکے۔

تراجم فقہاء

سہل بن سعد (؟ - ۹۱ھ)

یہ سہل بن سعد بن مالک بن خالد ہیں، کنیت ابو العباس، نسبت
 رجبی، ساندی انصاری ہے، شامیہ صحابی ہیں، نبی ﷺ
 سے روایت کیا۔ نیز ابی عاصم بن عدی و عمر بن مسلم سے روایت
 کیا۔ اور ان سے ان کے صاحبہ "ابن عباس" ابو حازم و زہری
 وغیرہم نے روایت کیا ہے کہا یا ہے: حدیث میں باقی رو جانے
 والے دو آخری صحابی ہیں ان میں سے ابو حازم سے نقل کیا ہے،
 کہتے ہیں کہ میں نے سہل بن سعد کو آتے ہوئے سنا کہ میں سر جوں
 تو تمہیں کوئی دیا شمس نہیں ملے گا جو یوں کہے میں نے رسول اللہ ﷺ
 سے سنا ہے، کتب حدیث میں ان سے ۱۸۸ احادیث مروی ہیں۔

[الاصابہ: ۸۸، ۴: تہذیب النبیین ۲/۵۲: الاستیعاب
 ۲/۶۴: الامام ۳/۲۱۰]

ایوبی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۶۹ میں گزر چکے۔

س

ش

سعید بن المسیب:

ن کے حالات ج ۱ ص ۳۶۹ میں گزر چکے۔

سفیان بن عیینہ:

ن کے حالات ج ۷ ص ۳۶۹ میں گزر چکے۔

الشاطبی: یہ ابراہیم بن موسیٰ ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۸۸ میں گزر چکے۔

الشافعی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۷۰ میں گزر چکے۔

سلمہ بن لکون:

ن کے حالات ج ۶ ص ۳۸۸ میں گزر چکے۔

شربلانی: یہ حسن بن عمار ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷ میں گزر چکے۔

شریک: یہ شریک بن عبد اللہ لشعنی ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۴۸ میں گزر چکے۔

الشعنی: یہ عامر بن شراحیل ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷ میں گزر چکے۔

لشمنی (۸۰۱ - ۸۷۲ھ)

یہ احمد بن محمد بن محمد بن حسن ہیں کنیت ابو العباس نسبت شنئی۔
سکندری حنفی ہے محدث، مفسر، فقیہ، نحوی، موسیقی ہیں شیخین یہ انی
سے علم حاصل کیا، رفقہ میں مہارت حاصل کی، اور علماء بخاری، شمس
الطہری، ورتاضی شمس الدین ہمامی وغیرہم سے علم حاصل کیا، ان
سے ایک بڑی تعداد سے استفادہ کیا، ان کے ساتھ راویوں کے گمذ
تہہ کیا، ان سے استفادہ باعث فخر تصور کیا، ساتھ ہی ان میں
پاکہ مثنیٰ، غیر، توضیح، وارتار، بہاری تھی۔ پھر کتابانی پتہ کسی کی
ترہت (تہذیب) کی مشیخت، حدیث سنی، فقہ و میں ۱۸۱۸
میں حنفی تشدد کا منصب پیش کیا یا میں آپ کے قبل نہیں آیا۔

بعض تصانیف: "کمال الخواہ فی شرح النقایۃ" فقہ میں،
"مہج المسالک الی الفیہ ابن مالک"، "أوفق
المسالک لتأدیه المسالک" اور "شرح نظم بحیۃ
انفکرو" علوم حدیث میں ہیں۔

[شذرات الذہب ۷/ ۳۳۳: انصواء الامام ۲/ ۴۳۷: لا علام

۲۹۹: معجم المؤمنین ۲/ ۳۹۹]

شرب بن حوشب (۲۰ - ۱۰۰ھ)

امام شرب بن حوشب کنیت ابو حیدر ابو عبد اللہ بہت اشعری ہے، تابعی
میں، فقیہ اور بخاری ہیں، رجال حدیث میں سے ہیں، پڑھائی، وادب
پریدہ، ام المؤمنین حضرت ام سلمہ ابوہریرہ، عائشہ، قتیبہ الداری اور بن عمر
وغیرہم سے روایت کیا، اور ان سے عبد الحمید بن بہرام قنادی، عبد
عبد اللہ بن عثمان بن شمیم وغیرہم نے روایت کیا، بخاری نے کہا: امام احمد
نے کہا: شرب کے راویوں سے عبد الحمید بن بہرام کی حدیث میں کوئی حرج
نہیں ہے، بخاری نے بخاری سے نقل کیا ہے، شرب کی حدیث حسن ہے،
اور ان کو قنادی بتایا ہے، یہ بھی نے کہا: وہ ضعیف ہیں، بن ترمذی نے کہا: وہ
ساتویں، ایک عرصہ تک بیت المال کے وکیل رہے۔

[تہذیب المعانی ۲/ ۳۷۱: لا علام ۳/ ۲۵۹]

شیخین:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷ میں گزر چکے۔

ص

صاحب روح المعانی: یہ محمود بن عبد اللہ الکوسی ہیں:

ان کے حالات ج ۵ ص ۴۷ میں گزر چکے۔

صاحبین:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷ میں گزر چکے۔

ابو حاتم ہے، ثقفی۔ بصری بہت ہے تابعی اور با رہنما ہیں میں سے
 ہیں، اپنے والد نے علی۔ عبد اللہ بن عمرو بن سود بن مرق سے روایت
 کیا۔ ان سے ان کے چچے ثابت بن عبد اللہ بن ابی بکر و مران کے
 پوتے بن مرار بن عبد الرحمن اور قنود و غیرہ نام نے روایت کیا۔
 ابن ابان نے ثقافت میں ان کا رتبہ ہے، عجی نے کہا: بصری تابعی
 ثقہ ہیں۔ ابن جریر نے لاساب میں جاری سے جو نقل کیا ہے اس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ ان میں شرف و صحت بڑی حاصل تھی لیکن یہ غلط ہے۔
 بصری میں پیدا ہونے والے وہ سب سے پہلے بچے تھے۔

[تہذیب المعاد ۱۳۸۶: لاساب ۳۷۳: لا علام
 ۴۳۴]

عبدالرحمن بن سابط (؟ - ۱۱۲ھ)

امام عبدالرحمن بن سابط ہے، اور کہا گیا ہے کہ عبدالرحمن بن عبد اللہ
 بن سابط بن ابی حمضہ بن عمر ہے، تابعی مکی ہیں، بنی سابط سے
 مرسلان روایت کیا، نیز عمر، سعد بن ابی وقاص، عباس بن عبد المطلب،
 عباس بن ابی ربیعہ، معاویہ بن جبل و غیرہ نام رضی اللہ عنہم سے روایت
 کیا۔ ان سے ابن تہت، لیث بن ابی سلیم، یزید بن ابی زید و غیرہ نے
 روایت کیا، ثمام نے عبد اللہ بن عیاش کے واسطے سے کہیں بن عباس
 کے ثائر، ثناء میں شمار کیا ہے، ان کی احادیث بہت زیادہ ہیں، صحیح
 مسلم میں ان کی ایک حدیث ”الفتن“ میں ہے، ابن حبان نے ثقافت
 میں ان کا ذکر کیا ہے۔

[تہذیب المعاد ۱۸۰۶]

عبدالرزاق: یہ عبدالرزاق بن ہمام ہیں:

ان کے حالات ج ۷ ص ۲۳۰ میں گذر چکے۔

ط

ط ۱۵:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۷۴ میں گذر چکے۔

الطبری: دیکھتے: محمد بن جریر الطبری:

ن کے حالات ج ۲ ص ۶۰۱ میں گذر چکے۔

ع

ع ۱۵:

ن کے حالات ج ۱ ص ۴۷۵ میں گذر چکے۔

عمر بن ربیعہ:

ن کے حالات ج ۲ ص ۴۵۵ میں گذر چکے۔

عبدالرحمن بن ابی بکرہ (۱۳ - ۹۶ھ)

نام عبدالرحمن بن ابی بکرہ صحیح بن حارث ہے، کنیت ابو بکر یا

عبداللہ بن الزبیر

تراجم فقہاء

عمر بن عبدالرحمن

عبداللہ بن الزبیر:

عطاء:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۶ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۸ میں گزر چکے۔

عبداللہ بن سلمہ (؟ - ؟)

نکرمہ بن خالد (؟ - ؟)

نام عبداللہ بن سلمہ، فہست مرادی، کوئی ہے، تابعی ہیں، انہوں نے عمر، معاذ، علی، ابن مسعود اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وغیرہم سے روایت کیا ہے، ان سے ابو اسحاق شیبی اور عمرو بن مرة نے روایت کیا ہے، عجل نے کہا: کوئی، ثقہ ہیں، یقوتوب بن شیبہ نے کہا: ثقہ ہیں، صحابہ کے بعد فقہاء، کوفہ میں طبقہ اولیٰ میں شمار ہوتا ہے، ابو حاتم نے کہا: معروف و منکر، ابن عدی نے کہا: مجھے امید ہے کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

یہ نکرمہ بن خالد بن عاص بن ہشام بن مغیرہ قرشی ہیں، تابعی ہیں، اپنے والد سے نیز ابو ہریرہ، ابن عباس، ابن عمر اور سعید بن جبیر وغیرہم سے روایت کیا ہے، ان سے ایوب، ابن جریج، عبداللہ بن طاؤس اور حنظلہ بن اوسیان وغیرہم نے روایت کیا ہے، ابن مہین، ابو زرہ اور نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں، ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ [طبقات ابن سعد ۵/۴۷۵: تہذیب المعجم ۷/۲۵۸]

[تہذیب المعجم ۵/۲۴۱]

علی بن ابی طالب:

عبداللہ بن عمر: دیکھئے: ابن عمر:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۹ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۶ میں گزر چکے۔

عمر بن الخطاب:

عبداللہ بن عمرو:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۹ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۶ میں گزر چکے۔

عمر بن عبدالرحمن (۲۳ - ۷۰ھ)

عثمان بن عفان:

یہ عمر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام بن مغیرہ، مخزومی، مدنی ہیں، ابو ہریرہ، عائشہ، ابو بصیرہ غفاری اور صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے، ان سے عبدالملک بن عمیر، عامر شعبی اور حمزہ بن عمرو عالمی نضی نے روایت کیا ہے، ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے، ابن زہیر نے کوفہ کا گورنر انہیں بتلایا تھا، پھر وہ تباہ کے ساتھ ہو گئے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۷ میں گزر چکے۔

عروہ بن الزبیر:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۴ میں گزر چکے۔

[تہذیب المعجم ۷/۴۷۲]

عز بن عبدالمطلب: یہ عبدالعزیز بن عبدالمطلب ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۴ میں گزر چکے۔

غ

ق

عمر بن عتبہ (؟) - حضرت عثمان بن عفان کی خلافت میں شہید ہوئے

یہ عمرو بن عتبہ بن فرقہ سلمیٰ کوئی ہیں، ان کے والد عتبہ صحابی ہیں، عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی، اور ان سے عبد اللہ بن ربیعہ سلمیٰ، حوط بن رافع عبدی اور شععی نے روایت کیا ہے، زہد و عبادت میں معروف لوگوں میں سے تھے، ابن المبارک نے فضیل بن عیاض سے، انہوں نے اہمش سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: عمرو بن عتبہ بن فرقہ نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں مانگیں، اللہ نے دو پوری کر دی، تیسری دعا کا میں انتظار کر رہا ہوں، میں نے دعا کی کہ مجھے دنیا سے بے رغبت کر دے کہ مجھے پروا نہ رہے میں نے کیا پایا اور کیا کھویا، اور میں نے دعا کی کہ مجھے نماز کی قوت عطا فرمائے تو خدا نے مجھے نماز سے حصہ عطا فرمایا، اور میں نے شہادت کی دعا مانگی، اس کی میں امید کر رہا ہوں، چنانچہ وہ شہید کئے گئے، اور عاتقہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، وہ ثقہ اور کم احادیث روایت کرنے والے تھے، ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

[تہذیب المعجم ج ۸ / ۷۴: الطبقات الکبریٰ ۶ / ۲۰۶]

الکاسانی

تراجم فقہاء

معاذ بن جبل

محمد بن ابی القاسم (۶۳۹ - ۷۱۵ھ)

یہ محمد بن ابی القاسم بن عبدالسلام بن جمیل ہیں، کنیت ابو عبد اللہ، نسبت تونس، مالکی ہے، فقہ، مفسر، اصولی، حافظ ہیں، تونس اور قاہرہ میں ایک جماعت سے حدیث سنی جیسے ابو الحسن یوسف بن احمد بن محمود دمشقی اور قاضی القضاۃ شمس الدین محمد بن ابی انیم بن عبدالواحد المقدسی حنبلی سے سنا، حسینہ قاہرہ میں ایک مدت تک حکومت کی باگ سنبھالی، اسکندریہ میں ۵۹۹ھ میں قضاء کے منصب پر فائز ہوئے، پھر قاہرہ میں قیام پذیر ہو کر علوم میں مشغول رہے۔

آپ کی تصانیف میں "کتاب مختصر التفریع" ہے۔
[الذیاج المذہب ص ۳۲۳]

محمد بن الحسن:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۹۱ میں گذر چکے۔

المرغینانی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۲ میں گذر چکے۔

المزنی: یہ اسماعیل بن یحییٰ ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۲ میں گذر چکے۔

مسروق:

ان کے حالات ج ۳ ص ۴۹۳ میں گذر چکے۔

معاذ بن جبل:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۳ میں گذر چکے۔

ک

الکاسانی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۶ میں گذر چکے۔

کعب بن مالک:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۶ میں گذر چکے۔

م

مالک:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۹ میں گذر چکے۔

الماوروی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۰ میں گذر چکے۔

مجاہد:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۰ میں گذر چکے۔

المعلیٰ

تراجم فقہاء

یحییٰ بن یحییٰ

المعلیٰ (؟ - ۲۱۱ھ)

معلیٰ بن منصور نام ہے، کنیت ابو یعلیٰ، فہست رازی ہے، حدیث کے رواۃ اور اس کے مصنفین میں سے ہیں، ثقہ اور شریف ہیں، ابو حنیفہؒ کے صاحبزادے ابو یوسفؒ و محمدؒ کے شاگردوں میں ہیں، انہوں نے مالک، سلیمان بن بلال، محمد بن میمون و عفرانی، یحییٰ بن حمید نسانی، ابو یوسف اور محمد بن حسن وغیرہم سے حدیث سنی، ان سے ان کے صاحبزادہ یحییٰ، ابو غیثمہ، ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو ثور وغیرہم نے روایت کیا ہے، بار بار منصب قضاہ پیش کیا گیا لیکن انکار کیا۔ بعض تصانیف: "النوادر" اور "الامالی" دونوں ثقہ میں ہیں۔

[تہذیب المعجم ص ۱۰/۲۳۸؛ الجوہر المصنوع ص ۱۷۷؛

النوادر ص ۱۵/۲؛ الاعلام ص ۸/۱۸۹]

ی

یحییٰ بن یحییٰ (۱۳۲ - ۲۲۶ھ)

یہ یحییٰ بن یحییٰ بن بکیر بن عبد الرحمن ہیں، کنیت ابو زکریا، فہست حبشی، حنظلی، نيساپوری ہے، امام مالک سے موطا پر بھی اور ایک مدت تک ان کے ساتھ رہ کر ان کی پیروی کی، ان کا شمار امام مالک کے اصحاب میں سے فقہاء میں ہوتا ہے، اپنے دور کے علم، دین، عبادت اور کردار کے اعلیٰ عاملین میں تھے، مالک، سلیمان بن بلال، دونوں جماد، ابو ملاحوص اور ابو قتادہ وغیرہ سے روایت کیا، ان سے بخاری اور مسلم نے روایت کیا، ہرندی نے مسلم کے واسطے سے ان سے روایت کیا ہے، اور دیگر حضرات نے ان سے روایت کیا ہے، عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ ثقہ سے بھی آگے تھے، اور انہوں نے ان کی اچھی تعریف کی ہے نسانی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

[تہذیب المعجم ص ۱۱/۲۹۶؛ شجرة النور الزكية ص ۵۸؛

الديوان المعجم ص ۲۹/۳؛ الاعلام ص ۹/۲۲۳]

ن

النسانی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۹۵ میں گزر چکے۔

نعیم الجحر (؟ - ؟)

نام نعیم بن عبد اللہ جحر، کنیت ابو عبد اللہ، فہست مدنی ہے، عمر بن خطابؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں، تابعی ہیں، ابو ہریرہ، ابن عمر، انس اور جابر وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا، ان سے ان کے صاحبزادے محمد، محمد بن جحلان، علاء بن عبد الرحمن اور واوود بن قیس فراء نے روایت